جلد - ۵

غرورِ حسن

حیرت انگیز ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) نظارہ پرستان، خونی تلوار - گردش آفاق وغیرہ

مصنف — جارج ڈبلیو - ایم - رینالڈس

مترجم — تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

مفید عام پریس چیمبرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] رام منیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر لاہور نے شائع کیا

قواعد خریداری

۱۔ اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت ۵؍ ہے جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا دی پی پیشگی آنی چاہیئے۔ مابعد یا ششماہی کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سر اعزانی کے ناولوں کے بھی مستقل خریدار ہیں ان سے بطور رعائت صرف ۴؍ سالانہ لیا جائیگا۔

وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲۔ خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہو سکتی ہے لیکن قیمت بہرحال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے) مہیا کیے جائیں گے۔

۳۔ سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو بونا فائڈ آرڈر سمجھکر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴۔ ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکائت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکائت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صد ۳)

غرورِ حسن

پانچویں جلد

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے زبردست ناول

ایگنس یا بیوٹی اینڈ پلیژر

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ گردش آفاق وغیرہ

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

مفید عام پریس چیٹرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام منیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر نے لاہور سے شایع کیا

حیرت انگیز جاسوسی ناولوں کا سلسلہ

اس دفتر سے رینالڈس کے ناولوں کے علاوہ ایک اور سلسلہ بہترین جاسوسی ناولوں کے تراجم کا بھی شائع ہوتا ہے۔ اس مطلب کے لئے دنیا کے بہترین مصنفوں کی بہترین کتابیں انتخاب کی جاتی ہیں اور ان کا ترجمہ خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ اس صیغہ کے مترجم بھی منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری مترجم غفور حسن وغیرہ ہیں۔ اگر آپ کو عہد حال کے بہترین جاسوسی ناول دیکھنے کا شوق ہو تو ہمارے اس سلسلہ کی مستقل خریداری قبول فرمائیے۔ اس وقت تک

اس سلسلہ میں حسب ذیل ناول شایع ہوئے ہیں۔ جو طلب کئے جا سکتے ہیں

خونی ہیرا	انقلاب یورپ	شریف بدمعاش	چلتا پرزہ
خونی چراغ	نقلی نواب	منزل مقصود	بحر فنا
سراب بندگی	آتشی کتا	سنہری بچھو	ڈاکٹر نکولا
انمول ہیرا	انصاف	شاہی خزانہ	تلاش اکسیر
نولکھا ہار	گمنام مسافر	مطلبی دنیا	حد ظلمات
ہیروں کا بادشاہ	لعل شب چراغ	نازک کٹار	تبدیل قسمت
خنجر بیداد	قاتل ہار	کارنامجات شرلک ہومز	مصری جادوگر
مہر خموشی	آزادی	سنہری لاش	کارنامجات آرسین لوپین
مقدس جوتا	کرفی کاہیں	خونی چکر	زہری بان
چینیائی ٹکی	آرسین لوپن جاسوس	پیلا ہیرا	تم ہوشربا

اگلا ناول خصوصیت سے قابل دید ہوگا۔ کئی اور دلکش ناول خونی تپلا۔ کالا موتی۔ ستارہ یورپ وغیرہ باری باری اس سلسلہ میں شایع ہوں گے۔

سالانہ فیر چندہ ساڑھے سات روپے مقرر ہے۔ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر قدر دانی کریں۔

لال برادرس۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

غرورِ حسن

پانچویں جلد

باب-۲۲

نظارہ

گسٹیوس ہیرنگٹن کمرہ طعام میں پہنچا تو کھانا میز پر سجا سجایا رکھا تھا۔ مسٹر پنک نیٹ بیٹھنے کو تیار تھا مگر ایملی ایک کھڑکی میں رکھے ہوئے گلدانوں پر جھک کے بعض نوشگفتہ پھولوں کو دیکھنے میں مشغول تھی۔ اس کا منہ باہر اور پیٹھ اندر کی طرف تھی۔ اس لئے نوجوان ہیرنگٹن نے کمرہ کے اندر آکر اس کی پشت ہی دیکھی ہو رو وہ سابق کی طرح اب بھی اس کے قامت کی درازی۔ قد کی رعنائی۔ اعضا کی مناسبت اور ہر حصہ بدن کی موزونیت سے بہت متاثر ہوا۔

"آیئے مسٹر ہیرنگٹن" تاجر نے آواز دی "مجھ کو یقین ہے اگر آپ نے بکنگھم میں لنچ نہ کھایا تھا تو میری طرح بھوک خوب لگی ہو گی۔ حسن اتفاق سے آج ایملی بھی کچھ سامان خریدنے ایک دو گھنٹہ کے لیئے شہر گئی تھی۔ خدا معلوم وہ اس جگہ آپ کو ملی تھی یا نہیں۔"

عین اس موقعہ پر مس پنک نیٹ پیچھے مڑی۔ چونکہ گسٹیوس کی اس سے پہلے صبح کے ناشتہ پر اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی اس لیئے وہ آداب بجا لانے اس کی طرف جایا

چاہتا تھا کہ پہلی مرتبہ اسے اس کی صورت دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ایک لحظہ کے لیئے وہ فرطِ
حیرت سے مہبُم بکمُ جہاں کھڑا تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔ چھاتی زور زور سے دھڑکنی شروع
ہوئی اور کلیجہ پر راحت و شک کے مشترک اثرات غالب ہوئے۔ پھر ایک بار اس نے
اس مقام کی طرف دیکھا جہاں ایلی اب تک کھڑی تھی۔ تب اس کے شبہات زائل
ہو گئے یقین نے پختگی حاصل کی اور اس کو معلوم ہو گیا کہ وہ صورت۔ وہ حسن دلفریب
کی سرور انگیز صورت۔ وہ غارت گر دین و ایمان شب افروز صورت وہی ہے جس کی
ایک تڑپتی سی جھلک اس نے کنگسٹن کی دکان کی کھڑکی کے پاس دیکھی تھی!

اچھا ہوا کہ مسٹر پنک کی توجہ اس اثنا میں اشیائے طعام پر لگی تھی ورنہ وہ تبدیلیاں
جو عرصہ قلیل میں حیرت انگیز سرعت رفتار سے گیسٹوس کے چہرہ پر پیدا ہوئیں۔۔۔
وہ اس کی بے تابی سراسیمگی اور بڑھتی ہوئی خود فراموشی کی حالت نیکدل تاجر سے پوشیدہ
نہ رہ سکتیں۔ مگر مس پنک نے سب کچھ دیکھ لیا۔ ایک لحظہ کے عرصہ قلیل تک اس کی
مہر مہ آگیں اور رقیق چشمہ غزالیں اس کے چہرہ پر جمی رہیں پھر طبعی شرم غالب آگئی اور
وہ حیا سے گردن خم کیئے ایک کرسی کی طرف بڑھی۔ اس اثنا میں نوجوان بیرسٹر خستہ
جگری کے باوجود بدن کی ناتوانی اور نیم جانی پر غالب آچکا تھا۔ گو اس کے ظاہری
ضبط اور نمائشی استقلال کے باوجود اس کا دل بڑے زور سے دھک دھک
کیئے جاتا تھا۔ بعینہ وہ حالت اس کی تھی جو اس آدمی کی ہو سکتی ہے جسے گھپ اندھیر
کمرہ سے نکال کے تیز خیرہ کن روشنی میں کھڑا کر دیا گیا ہو۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔
نگاہ کے سامنے سے پردہ سا اٹھتا معلوم ہوا اور اس حقیقت نے سینہ میں کچھ
خوشی۔ کچھ مایوسی۔ کچھ راحت و نا امیدی اور کچھ لطف انگیز کاہش پیدا کی کہ جو خواب
اس نے دیکھا محض غلط تھا۔ نہ وہ چپٹی ناک تھی۔ نہ موٹے اور لٹکے ہوئے
ہونٹ۔ نہ بدنما پیلے پیلے دانت۔۔ نہ چیچک سے آلودہ سیاہ چہرہ۔ اس کے

برعکس ایک پریزاد ۔ حور وش ۔ زریں کمر ۔ نازک تن ۔ سیمبر حسینہ اس کو دکھائی دی جس کا چہرہ آتش رنگ ۔ لب ایسے جانفزا اور عارض رنگیں غیرت ماہ تھے۔ اس کے خندہ دنداں نما پر قدرت کی سونہری بجلیاں قربان تھیں۔ اس کا نازک اندام گویا خمسہ عناصر کی بجائے خوشرنگ پھولوں سے بنا تھا اس کے دانتوں کی تاب گوہر غلطاں کو بے آب کرتی تھی اور وہ کشش ۔ وہ کیف شباب وہ متوالا پن اس کے حسن احمریں پوشیدہ تھا کہ اندر کے اکھاڑے کی پریاں اسے دیکھ کر شرمائیں اور حوران بہشتی اس کے نظارہ سے عرق خجالت میں غرق ہو جائیں ۔ نشہ محبت کی ان متوالی آنکھوں کو دیکھ کر گیٹوس کے سینہ میں جھرجھری ہونے لگی اس کے عارض خوشرنگ کی تیز شمع نے اندھیرے کو نور کر دیا ۔ بس ایک دید کافی تھی ۔ اتنے ہی پر نوجوان گیٹوس کے ناتجربہ کار دل نے متاع صبر و ہوش ۔ نقد دل و جاں اور اثاثہ تاب و تواں رونمائی کی نذر کر دیا۔
شب گزشتہ کو اس کی اس خاتون سے بہت کم گفتگو ہوئی تھی ۔ مگر اب اتنا اختلاط ہوا گویا وہ مدت کے جانے ہوئے دوست تھے ۔ اس ماہ پیکر کا حجاب بھی رفتہ رفتہ زائل ہونے لگا ۔ عرصہ قلیل ہی میں دونوں شیر و شکر ہو گئے دونوں کا وصل ہوتے ہی نگاہیں چار ہونے لگیں حتےٰ کہ بے تکلفی ہو گئی ۔ اب آپس کی باتوں میں وہ شوخ مسکراہٹ تھی جو دل کو موہ لیا کرتی ہے ۔ وہ رمز و کنائے جو متوالا بنا دیتے ہیں ۔ اور وہ محبت میں ڈوبی ہوئی سرگوشیاں جو رگوں میں سنسناہٹ پیدا کرتی ہیں ۔ اس روز جب نوجوان گیٹوس کھانے سے فارغ ہو کے خواب گاہ میں پہنچا تو رات بھر ایلی پنک کی تصویر ہی آنکھوں میں پھرتی رہی ۔ مگر یہ تصویر پچھلی رات کے تصور سے کتنی مختلف اور جدا تھی !
دوسرے دن وہ بہت سویرے اٹھا مسٹر پنک کی زبانی اس نے

سُنا تھا کہ ایگلی علے الصباح اُٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو جاتی ہے گسیٹوس کا خیال تھا کہ اس ذریعہ سے اُسے اُس سے مل کر کھانا کھانے کا موقعہ ملے گا اور اس طرح علیحدگی میں خوب باتیں ہوں گی۔ اُس کی امید بر آئی اکٹھے وہ ناشتہ کی میز کے پاس بیٹھے وہ نازنین سابق کے مقابلہ میں بہت بے تکلف تھی وہ شرمیلا پن جو پیشتر اُس کی ہر ادا میں غالب تھا اب بالکل زائل ہو گیا گسیٹوس سے اُس کا سلوک ویسا تھا جو کسی با اخلاق میزبان کا مہمان سے ہونا چاہیئے اس سے نوجوان گسیٹوس نے یہ نتیجہ نکالا کہ مسٹر پنک نے اپنی بھتیجی کے عادات کے متعلق جو پیش گوئی کی تھی پوری ہوئی یعنی ایک دوسرے سے ملاقات ہو جانے کے بعد وہ گہرے دوست بن گئے کچھ عرصہ کے بعد جب مسٹر پنک وہاں آیا تو اُس نے گسیٹوس سے دریافت کیا کیا میرے ساتھ کنگسٹن چلیے گا یا اسی جگہ رہ کے دیہات کی سیر کا ارادہ ہے؟ گسیٹوس کے لیئے ایگلی کی صحبت میں رہتے ہوئے شہر کی دلچسپیاں بالکل ماند ہو گئیں اب اُس کا جی اُن باتوں میں نہ لگتا تھا۔ قدرے اضطراب کے لہجہ میں عذر خواہی کر کے اس نے وہیں بنگلہ پر رہ کے گرد و نواح کی سیر کا ارادہ ظاہر کیا۔

"آپ کو اختیار ہے جیسا جی چاہے کیجئے" نیکدل تاجر نے جواب دیا۔ "میں تو فقط اتنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاں رہتے ہوئے کوئی تکلف آپ کو نہ ہو۔ آپ میرے مکان کو گھر کی طرح سمجھیں اگر یہاں ٹھیرنے کا ارادہ ہے تو میں آپ کو ساتھ لے جانے پر اصرار نہیں کرتا۔ گرد و نواح میں بہت سے قابل دید مقامات ہیں تنہا سیر کرنے کی خواہش ہو تو بہتر ورنہ ایگلی بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ چلی جائے گی"۔

تاجر کی اس تقریر کے آخری حصہ میں ایگلی نہ معلوم کس لیئے دوسری

طرف کو مُنہ پھیر کے کنڈی میں رکھے ہوئے پھولوں کو دیکھنے لگی تھی شاید وہ اسی ذریعہ سے اپنے چہرہ کے آثار چھپانا چاہتی تھی یا ممکن ہے درحقیقت اس کو پھولوں سے دلچسپی ہو خیر اس کے فوراً بعد اس کا چچا گاڑی پر سوار ہو کے رخصت ہو گیا اور چونکہ گسٹیوس اپنے خیالات کو فرط حجاب سے فوراً ظاہر نہ کر سکا اس لیئے تھوڑی دیر کمرہ میں گہری خاموشی رہی درحقیقت وہ مس ایمی سے اس بات کی درخواست کرنا چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جا کر مختلف مقامات دکھا لیئے مگر الفاظ مُنہ سے نکالتا شرماتا تھا اپنے جی میں وہ بھی چاہتی تھی کہ مہمان کو ساتھ چلنے کے لیئے کہے لیکن شرم اُس کو بھی دامن گیر تھی غرض اس وقفہ خاموشی میں وہ پھولوں پر جھکی ہوئی اُن کو دیکھنے میں مشغول رہی اُس کے کاکل شب رنگ آگے کو لہراتے ہوئے شگوفوں اور پتیوں سے مس کرتے تھے اور اس کی سڈول صورت کی فتنہ خیز دلآویزیاں پورے طور پہ نمایاں تھیں آخرش جب عرصہ سکوت ناخوشگوار ہونے لگا تو گسٹیوس نے ہمت کر کے الفاظ منہ سے نکالے گو ایسا کرتے ہوئے وہ کئی بار رُکا اُس کی آواز نے کئی رنگ بدلے اور زبان میں بارہا لکنت پیدا ہوئی تاہم آخرکار وہ یہ چند الفاظ کہنے میں کامیاب ہوا "مس پنک - اگر آپ کو تکلیف نہ ہو . . . تو مجھے چونکہ فرصت ہے . . . میں چاہتا ہوں آپ کے ساتھ چل کے دیہات کی سیر کروں . . . مجھ کو یقین ہے آپ کی موجودگی سے سیر کی دلچسپیاں بہت زیادہ بڑھ جائیں گی"۔

نازنین کے ہونٹوں پہ وہی خندہ دنداں نما پیدا ہوا ایک لحظہ کے لیئے اُس نے نوجوان سے چار آنکھیں کیں پھر فوراً گردن خم کر کے بولی میں خوشی سے آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں"۔

وہ تبدیل لباس کے بہانے ذرا سی دیر کے لیئے کمرہ سے باہر چلی گئی لیکن

فوراً واپس آئی اب اُس نے سادہ اور لطیف پوشاک پہن رکھی تھی جو اُس کی ملیح
کندنی رنگت پر خوب پھبتی اور اُس کی سڈول صورت کو بخوبی نمایاں کرتی تھی گسیٹوس
نے اسے دیکھا تو اس کے سینہ میں نئے نئے ولولے اور اُمنگیں پیدا ہونے
لگیں اُس نے معلوم کیا کہ اُس کا چمپئی حسن اس سادے لباس میں اُس بُرھیا
پوشاک کے مقابلہ میں جو یوم گزشتہ کو اُس وقت اُس نے پہنی تھی جب وہ
کوئی چیز خریدنے کنگسٹن گئی قیامت کی خوشنمائی رکھتا تھا اُس کا جی بے اختیار
بھر آگیا سدہا نئی کیفیتیں اُس کے سینہ میں پیدا ہوئیں مگر جذبات اتنے گہرے
تھے کہ زبان تک نہ آسکے۔

دونو اکٹھے رخصت ہوئے اور گو رستہ میں کم گفتگو ہوئی تاہم واقعات
خود بخود ایسی صورت اختیار کرنے لگے جو تکلف کے رہے سہے کھچاؤ کو دور
کر کے کشش پیدا کرنے والے تھے۔ بارہا اس طرح کے مشکل مقامات آئے
جہاں گسیٹوس کو ایملی کا ہاتھ پکڑ کے دوسری طرف لے جانا پڑا۔ پلوں پر سے گزرتے
ہوئے۔ کسی کھیت کی باڑ پھاندنے کے موقعہ پر یا ایسے ہی دوسرے اوقات
میں جب اُن کا بدن ایک دوسرے سے مس کرتا تو گسیٹوس کو بدن کے ہر حصہ
میں نئی طرح کی سنسناہٹ محسوس ہوتی تھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ پوشیدہ
نظروں سے اُس کی طرف دیکھتا . . . پھر دیکھتا اور طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔
اوقات بعد میں جب اُن کی نگاہیں ملتیں تو نشہ محبت کی اُن متوالی آنکھوں کو
دیکھ کر گسیٹوس کے صبر و شکیب کا پاؤں بے اختیار پھسلنے لگتا تھا۔ پھرتے
پھراتے وہ اُس مقام کی طرف گئے جہاں اُن حبشی لوگوں کی جھونپڑیاں بنی
ہوئی تھیں جو مسٹر ہنک کی اراضی میں کام کرتے تھے۔ اس جگہ کھلے میدان میں
بڑی فضا کا منظر تھا۔ اطراف میں پکے ہوئے کھیت ایسے معلوم ہوتے تھے

گویا قدرت نے سبز مخملی فرش میں زعفرانی گوٹ لگائی ہے۔ نسیم بہشتی کا لکنا۔ پھولوں کا مہکنا اور چھوٹی چھوٹی خوشنوا چڑیوں کا چہکنا عجب بہار دیتا تھا۔ پتوں کا رنگ باصرہ کو۔ پھولوں کا رنگ شامہ کو اور طیور کی پرجوش نغمہ سنجی سامعہ کو فریفتہ کرتی تھی۔ کوئی کوئی جھونپڑا خودرو بیلوں سے لہراتا تھا۔ کہیں کہیں مہندی کی کتری ہوئی ٹٹیاں بھی سجی تھیں۔ ایلی جس گھر کے پاس سے گزرتی اُس کے مکینوں سے عنایت آمیز لہجہ میں شفقت کے دو چار لفظ ضرور کہتی مگر اس طرح کے موقعوں پر اُس کا لہجہ تمکنت و وقار کی بو لئے رہتا تھا یہاں تک کہ گسیٹوس نے معلوم کیا اُس میں کسی حد تک اس طرح کی نخوت موجود ہے جو وقت آنے پر تکبر کی صورت میں رونما ہو سکتی ہے ان لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے نہ وہ شرماتی نہ حجاب کرتی جس کا مطلب یہ تھا کہ اُس کا شرمیلا پن انہی حالتوں میں ظاہر ہوتا تھا جب اُس کی ملاقات مساوی طبقہ کے آدمیوں سے ہو نچلے درجہ کے افراد سے وہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ برتاؤ کرنا جانتی تھی۔

چلتے چلتے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں متعدد سیاہ فام بچے کھیل میں مشغول تھے اُن سے تھوڑے فاصلہ پر مسٹر ہارگریو . . . وہی مرد پر اسرار جسے یوم گزشتہ کو گسیٹوس نے پہلی بار دیکھا تھا نظر آیا۔ وہ اپنے بازو چھاتی پر لپیٹے ایک اونچے چھتنارے درخت کے تنے سے پیٹھ لگائے کھڑا تھا اعضا بے حرکت تھے لیکن نگاہ اُن بچوں پر لگی ہوئی تھی جو طفلانہ مسرت کے جوش میں دنیا و مافیہا سے بے خبر کھیل کود میں محو تھے اپنے گہرے انہماک میں مسٹر ہارگریو نے مس پنک اور اُس کے ساتھی کو پاس آتے نہ دیکھا اتنے میں دونو بالکل قریب جا پہنچے اور اُس وقت گسیٹوس نے معلوم کیا کہ ہارگریو کے چہرہ پر اُداسی کی جھلک پیدا تھی اس طرح کی اُداسی جو اپنے اندر تاسف سے بہت زیادہ تلخی کا اثر

رکھتی ہو اور اس کی نگاہ بے مدعا سامنے کی طرف لگی تھی یہ ساری باتیں دیکھ کر گسٹوس یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوا کہ اس آدمی کے حواس درحقیقت بجا نہیں پیشتر بیان کیا جا چکا ہے کہ مسٹر ہارگریو دبلے ڈیل کا دراز قد آدمی تھا اور اس کے سر کے بال سپید تھے صحیح معنوں خولبصورت تو وہ کسی زمانہ میں بھی نہ ہوگا تاہم ممکن ہے عہد شباب میں قبول صورتی کا عطیہ کسی حد تک اُس کو حاصل ہو۔ آنکھیں سیاہ چمکیلی اور ایک مرتبہ جب وہ کسی بچہ کا عجیب کرتب دیکھ کر مسکرایا تو اُس کے دانت جو انتہا درجے خوشنما اور ہموار تھے نمودار ہوئے۔

"میں نے کل اس آدمی کو رستہ میں دیکھا تھا گسٹوس نے دبی آواز میں مس ہنگ سے کہا" آپ کے چچا بیان کرتے تھے کہ عجیب الخلقت شخص ہے..."

"ہاں بیشک" ایلی نے جواب دیا "وہ جب کبھی رستہ میں ملے تو مودبانہ سلام کرتا ہے مگر ہمارے درمیان آج تک کبھی گفتگو کی نوبت نہیں آئی . . . آہ معلوم ہوتا ہے اُس نے ہمیں دیکھ لیا!"

اس موقعہ پر مسٹر ہارگریو جو درخت سے پیٹھ لگائے کھڑا تھا دفعۃً آگے آگے بڑھا ٹوپی اُٹھا کے مس ہنگ کو سلام کیا اُس کے بعد ایک لفظ تک کہے بغیر کسی طرف کو چل دیا مگر اُس کے انداز رفتار سے پایا جاتا تھا کہ افسردہ و مغموم ہے شاید اُس کے دل ناشاد میں حسرتوں کے مزار تھے۔

گسٹوس اور ایلی کترا کے دوسری جانب چل دئیے تھوڑی دور چل کر ایک جھونپڑی نظر آئی جو مختصر سے باغیچہ میں بنی تھی مس ایلی نے بیان کیا "مسٹر ہارگریو اس میں رہتا ہے اور اس کے پاس جو چھوٹی سی کوٹھڑی نظر آتی ہے اُس میں اس بڈھے حبشی کی سکونت ہے جو اُس کی خدمت گزاری کرتا ہے"۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد جب وہ دونو سیر سے واپس آ رہے تھے تو

انہیں ایک دراز قد کالا بھجنگا حبشی سامنے سے آتا ملا جس کا بدن کسرتی اور اعضا بے حد سڈول تھے فی الحقیقت اگر کسی سنگتراش کو عہد قدیم کے رومی شمشیر زن کا بت تیار کرنا منظور ہوتا تو اُس کا بدن اعضا کی موزونیت کے اعتبار سے نمونہ کا اچھی طرح کام دیتا مگر جتنا ہی بدن کا زیریں حصہ سڈول تھا اتنا ہی چہرہ بدنما گھناؤنا اور مکروہ نظر آیا جس میں افریقی حبشیوں کے سب ناپاک خصائص موجود تھے مگر وصف ایک بھی نظر نہ آتا تھا۔

اس دیو ہیکل شخص کو سامنے سے آتا دیکھ کر ایلی سہمگین ہو کے گیٹھوس کے ساتھ لگ گئی پیشتر اُس نے اُس کا بازو نہ پکڑا تھا مگر اب جو گیٹھوس نے اپنا ہاتھ سہارے کے لیئے پیش کیا تو اُس نے جھٹ اس کو انداز ممنونیت سے تھام لیا اور اس طرح اس کے ساتھ لگ گئی گویا اُس مرد سیاہ فام کی موجودگی میں کسی محافظ کی متلاشی تھی گیٹھوس نے یہ حالت دیکھ کر سوچا وہ کوئی خاص ہی وجہ ہو گی جو اس آدمی کی طرف سے ایلی کے دل میں اتنی دہشت پیدا کرتی ہے۔

حبشی نے پاس آ کے رفتار کم کر دی مودبانہ سلام کیا مگر گیٹھوس نے دیکھا کہ جب اس کی نگاہ ایلی کی طرف گئی تو اُس سے کوئی ناقابل تشریح اور بعید از فہم مگر ہیبت ناک اثر نمایاں ہو گیا وہ ایسی نگاہ تھی جس میں کینہ۔ جوش انتقام یا ممکن ہے جذبات حیوانی شامل ہوں بہر حال اس کے لیئے یہ معلوم کرنا ممکن نہ ہو سکا کہ ان میں سے کونسی بات اس نگاہ میں چھپی تھی۔

"گڈ مارننگ نیلسن" مس ایلی نے حبشی کو جواب دیا اور اس کے بعد دونو پاس سے گزر کر اپنی اپنی راہ پر چلنے لگے یعنی حبشی آگے کو نکل گیا اور یہ دونو گیٹھوس اور ایلی جس راہ پر چلے جاتے تھے ٹہلنے گئے۔

"کیا یہ آدمی مسٹر پنک کے کارداروں میں سے ہے؟" گسٹوس نے اُس وقت ایملی سے دریافت کیا جب وہ دونو حبشی نیلس سے کافی دور پہنچ گئے "نہیں" اُس نے جواب دیا" وہ پاس والی اراضی میں کسی اور کے ہاں ملازم ہے مگر چونکہ اِن حبشی لوگوں سے جو ہمارے ہاں کام کرتے ہیں واقفیت رکھتا ہے اس لیے کبھی کبھی آ جاتا ہے"۔

"مس پنک" گسٹوس نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا "میں اپنے الفاظ کی معافی مانگتے ہوئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ آدمی مجھ کو اچھا نظر نہیں آتا بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ بھی اس کو پسند نہیں کرتیں"۔

ایملی نے فوراً کچھ جواب نہ دیا مگر چند منٹ کے بعد وہ اُس آدمی کی طرح جو اپنا حال دل کسی معتمد دوست پر ظاہر کرنا چاہتا ہو کہنے لگی "مسٹر برگمٹن آپ کا کہنا صحیح ہے میں نہیں جانتی یہ میری ناسمجھی ہے یا کیا مگر جب کبھی میں اس آدمی کو دیکھتی ہوں یا وہ میرے پاس سے ہو کر جاتا ہے تو میرا جی نکل جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں سنسنانے لگتے ہیں آج تک کبھی اس نے میری طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھا تو بھی یہ امر واقعہ ہے کہ جب میں رستہ میں اُس سے ملتی ہوں تو اس طرح آنکھیں بند کر کے یا گردن جھکا کے نکل جاتی ہوں گویا وہ کوئی ہیبت ناک دیو ہے۔ جو نامعلوم کب مجھ کو زبردستی پکڑ لے آپ شاید میری کمزوری پر ہنسیں گے۔۔۔"

"جی نہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے" گسٹوس نے سنجیدگی سے جواب دیا "کیونکہ اگرچہ ہماری ملاقات کو بہت عرصہ نہیں گزرا تاہم میں نے اتنے ہی میں دیکھ لیا ہے کہ آپ بڑی ذہین اور فہمیدہ خاتون ہیں۔۔۔"

وہ ہاتھ جواب تک نوجوان برگمٹن کے ہاتھ میں تھا اب رفتہ رفتہ اس کی گرفت سے نکل گیا مگر ایملی کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونے کی وجہ سے گسٹوس

اس کے چہرہ کی کیفیت معلوم نہ کرسکا۔

"غالباً ناراض ہوگئی" اُس نے دل ہی دل میں سوچا "شاید اُس کا خیال ہے کہ میں خوشامد کرتا ہوں"۔ پھر نوجوان خاتون کو مخاطب کرکے اونچی آواز میں اُس نے کہا "مس پنک مجھ کو یقین ہے آپ کی دہشت بلا وجہ نہ ہوگی میں خود تسلیم کرتا ہوں کہ اس آدمی کی خاموش خوفناک اور متین صورت میں کچھ اس طرح کے شر و فساد کے آثار پوشیدہ ہیں جن کو میں کبھی پسند نہیں کرتا۔۔۔"

"آہ کیا واقعی آپ کا یہ خیال ہے؟" ایلی نے اب دفعتہً گردن اُٹھا کے پوچھا اور بیرنگٹن نے دیکھا کہ اس کے خوشنما چہرہ پر اس طرح کے آثار کدورت بالکل موجود نہ تھے جن کا اندیشہ پیشتر اُس کو ہوا تھا "کیا درحقیقت آپ کا خیال ہے کہ جو استکراہ مجھے اس آدمی سے ہوتا ہے وہ بے سبب نہیں؟"

"میں تو اس آدمی کو یہاں تک بُرا سمجھتا ہوں کہ میرے خیال میں جس قدر ممکن ہو آپ کو اس سے دور رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے" گسٹوس نے جواب دیا "بظاہر خلیق اور ملنسار ہوتے ہوئے اُس کے چہرے کا انداز کہے دیتا ہے کہ بے رحم اور مکار ہے دغا اپنے رنگے ہوئے لباس میں اس کی ہر بات سے نمایاں تھا"

"اوہ مسٹر بیرنگٹن کیا سچ مچ یہی آپ کا خیال ہے!" مس پنک نے انداز حیرت سے کہا "اب مجھ کو یقین آگیا کہ میرے اندیشے باطل نہ تھے۔ مگر اس کے باوجود میں حیران ہو کر سوچتی ہوں کہ مجھے اس آدمی سے دہشت کیوں ہو؟ میں نے کبھی اُس کو آزار نہیں پہنچایا کبھی اس سے لفظی تکرار کی نوبت بھی نہیں آئی پس وہ بڑا ہی بدباطن اور بد نہاد ہوگا اگر اس پر بھی میرے برخلاف کینہ رکھے"

ایلی کی تقریر کس قدر معصومیت سے پُر تھی! گسٹوس نے جانا کہ وہ اپنے

"کیا یہ آدمی مسٹر ننگ
بھولے پن کی وجہ سے اصل حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے بظاہر اس کو حبشی
نیلسن کی طرف سے محض جسمانی ضرر کی دہشت تھی اپنے خیالات پاک کی وجہ
سے یہ گمان بھولے سے اس کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا کہ شاید اس آدمی کا
جوش خواہشات نفسانی یا جذبات حیوانی سے تعلق رکھتا ہو۔
اس طرح مس پنک کا ایک بالکل ہی نیا وصف گسٹوس پر ظاہر ہوا بہرحال
اپنے جی میں اس کو پورا یقین ہو گیا کہ اس آدمی کے بدلے ہوئے تیور محض
اس کے جوش نفسانی کی وجہ سے تھے۔
لیکن ایلی کو اس آدمی کی طرف سے محتاط رہنے کی تاکید کرتے ہوئے بھی
اس نے دوراندیشی کی راہ سے اس خطرہ کی حقیقت جو اس کو درپیش تھا ظاہر نہ
ہونے دی اس سے اس کے قلب نازک کو ٹھیس لگنے کا احتمال تھا اور یہ بات
کسی حال میں اس کو گوارا نہ تھی۔
اس دن کے بعد وقت گزرتا گیا اور رفتار زمانہ کے ساتھ گسٹوس اور ایلی
کے تعلقات بھی زیادہ مضبوط ہوتے گئے اب وہ روزانہ اکٹھے سیر کرنے جاتے
یا جب گھر میں بیٹھتے اور وہ سوزن کاری میں مشغول ہوتی تو یہ اُسے کوئی چیز پڑھ کر
سنانے لگتا اب نہ اس کا سر شرم کے بوجھ سے جھکتا تھا نہ وہ حیا سے بدن سمیٹے
رکھنے پر مجبور تھی نادانستہ دونوں پہ محبت کا رنگ گاڑھا ہوتا جارہا تھا مگر اس وقت
تک گسٹوس یہی سمجھے ہوئے تھا کہ ایلی پنک سے اس کا محض دوستانہ ہے کسی
جذبہ لطیف کے اثر کا احساس اب تک اس کو نہ تھا اور انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ
مس پنک کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ رہ گیا نیک دل تاجر مسٹر پنک
تو وہ اس خیال سے خوش تھا کہ دونو کا میل جول بڑھتا ہے مونٹ پلیزنٹ کے
قیام میں گسٹوس کا جی اچھی طرح لگ گیا اور اس کی موجودگی میں ایلی کا دل بھی پرچا رہتا ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے گیسٹوس بیرنگٹن کو مسٹر ینک کے ہاں آئے قریباً ایک ہفتہ گزرا تھا کہ ایلی کو کچھ سامان خریدنے کنگسٹن جانا پڑا عام طور پر گیسٹوس اب کسی وقت اُس کا ساتھ نہ چھوڑتا تھا مگر آج کچھ ایسا پیچ پڑا کہ نہ تو ایلی نے اُس کو ساتھ چلنے کے لئے کہا نہ گیسٹوس ہی بطور خود آمادہ ہوا اُس نے سوچا شاید وہ اپنی مرضی سے تنہا جانا چاہتی ہے اس لئے بار خاطر نہ ہونا چاہیئے اور ایلی نے یوں سمجھا کہ شاید اس کو شہر جانا منظور نہیں۔ اس لئے مجبور نہ کرنا چاہیئے۔

غرض ایلی اکیلی کنگسٹن گئی اور اس کے رخصت ہونے کے بعد وہ بھی تنہا سیر کرنے چلا مگر آج اُس نے دیکھا کہ طبیعت بے طرح بجھی ہوئی اور افسردہ تھی ایلی کی غیر حاضری میں پہلی مرتبہ اُس نے غم فرقت درد تنہائی اور ہجوم جذبات کی کیفیت محسوس کی۔ اس کے بغیر نوجوان بیرنگٹن کو زندگی ایک خشک ریگستان کی طرح معلوم ہونے لگی جس میں نہ کوئی جان ہو۔ نہ تازگی۔ نہ دلچسپی۔ افسردہ دل گرفتہ وہ خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا اس بات سے لا پروا کہ قدم کس طرف اُٹھتے ہیں چلتا گیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے سمندر کا ساحل آگیا۔ بے خبری میں وہ اُس مقام کے پاس جا پہنچا تھا جہاں ایک روز جب وہ گاڑی پر سوار ہو کے کنگسٹن سے واپس آرہا تھا تو اُس نے پہلی مرتبہ مسٹر ہارگریو کو دیکھا تھا۔ اس جگہ ایک اونچے کرارے پر بیٹھ کر وہ لہراتے ہوئے نیل زار کو دیکھنے لگا سمندر کا پانی تالاب کی طرح ساکن تھا اور تھرکتی ہوئی لہروں کی بہار اور اُن کا نغمہ خوش آہنگ طبیعت میں سکون پیدا کرتے تھے وہ بحر بے پایاں جو ایک ہفتہ پیشتر میدان قیامت کا نقشہ پیش کرتا تھا اب اپنے ہیبت ناک جوش و خروش سے دشمن گداز نہیں بلکہ فضا کی دلفریبیوں سے دوست نواز بنا ہوا تھا طوفان کے آثار نقش باد کی طرح مٹ گئے تھے اب اُس کی ہر ادا دل کے لئے فرحت

اور آنکھوں کے لیے ضیافت کا سامان مہیا کرتی تھی بڑی دیر تک وہ ساحل کے پاس بیٹھا اس طرح کی نظروں سے سمندر کے آب ساکن کو دیکھتا رہا گویا اُس کے سابقہ جوش و خروش پہ ملامت کرتا ہے مگر اس حالت میں بھی اُس کے خیالات رہ رہ کے ایلی کی طرف جاتے تھے وہ اس کے سامنے گاڑی پر سوار ہو کے کنگسٹن گئی تھی آج پھر اُس نے مکلف اور نفیس لباس پہنا تھا اور گسٹیوس یہ سوچ کر حیران ہوتا تھا کہ اُس کے حسن قیامت خیز پہ نفاست زیادہ سجتی ہے یا سادگی۔ بہت دیر فلسفیانہ انداز سے اس مسئلہ پہ غور کرتے رہنے کے بعد وہ اس نتیجہ پہ پہنچا کہ قدرت کی پیدا کردہ خوبی و خوبصورتی ہر رنگ میں اپنی بہار دکھاتی ہے جس قدر وہ ایک قسم کی پوشاک میں غارت گر دین و ایمان تھی اُسی قدر دوسری میں جہاں آرا و دلفریب۔ اُس وقت جب اُس نازنین کی عدم موجودگی میں بے قراری و یاد داری اُس کے جی کو تڑپا رہی تھی وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اونچی آواز میں۔ شاید اپنے جی کو سمجھانے کے لیے یہ الفاظ کہنے لگتا تھا "آہ مگر وِنی کی کیا بات ہے! میں اُس کو دل سے چاہتا ہوں وِنی کے برابر خوبصورت اس دنیا میں کوئی نہیں۔ ایلی پنک سے میرا دوستانہ بے شک ہے مگر اپنا دل میں وِنی کو ہی دے چکا ہوں۔"

جس وقت گسٹوس ظاہرا سمندر کو دیکھنے مگر باطن میں ایلی کا وظیفہ پڑھنے میں مشغول تھا اچانک اُس کی نگاہ کسی کالی سی چیز کی طرف گئی جو ساحل بحر سے تھوڑی دور پانی میں تیرتی نظر آتی تھی پہلے اُس نے سوچا کہ یہ لکڑی کا کوئی ٹکڑا ہے اور کچھ عرصہ تک اُس نے اُس پہ التفات بھی نہ کی لیکن رفتہ رفتہ یہ دھندلا سا شبہ اُس کے جی میں پیدا ہونے لگا کہ جسے اس نے لکڑی سمجھا تھا درحقیقت کسی کی لاش ہے! وہ اُٹھ کر پانی کے قریب گیا اور اس وقت اُس کے شبہات

آن واحد میں زائل ہو گئے! بیشک وہ لاش تھی! گیشوس نے اُسے کھینچ کر خشکی پر نکالا اور تب دیکھا کہ وہ تو اس کے ساتھی بدقسمت ایلورشن کی لاش ہے!

... مگر کس حالت میں! مچھلیوں اور مختلف دریائی بلاؤں نے اُسے جگہ جگہ سے کاٹ کے اتنا بدنما اور گھناؤنا بنا دیا تھا کہ دیکھ کر استکراہ ہونے لگتا تھا فی الحقیقت چہرہ کی ساخت اتنی مسخ ہو گئی تھی کہ گیشوس نے محض کپڑوں کی وجہ سے اُس کو شناخت کیا ورنہ اس کا حلیہ بالکل ہی بدلا ہوا تھا۔

لیکن اگر اس بارہ میں کسی طرح کا شک و شبہ اس کے دل میں باقی تھا تو وہ یوں زائل ہو گیا کہ جب اُس نے کپڑا اٹھا کے دیکھا تو بدنصیب آدمی کی کمر میں سونے کی تھیلیاں جوں کی توں بندھی ہوئی نظر آئیں! اُس ناپاک سونے کو دیکھ کر جس پر وہ بدنصیب اتنی جان دیتا تھا مگر جو آخر کار اُس کا جان لیوا ثابت ہوا دنیا کی بے ثباتی اور خواہشات انسانی کے حسرتناک انجام کی تصویر گیشوس کی آنکھوں میں پھر گئی دل نے بے اختیار کہا دیکھ دولت کتنی بے وفا اور زندگی کتنی بے بقا ہے! کہاں ہے اب وہ دولت کا غرور جو اڑائے لئے پھرتا تھا؟ مال بےحساب اور نقد بے کراں رکھتے ہوئے بھی دنیا کی کوئی طاقت اُس کو موت کے چنگل سے محفوظ نہ رکھ سکی۔ اس دنیا میں بخیل کی دولت ہمیشہ اسی طرح تلف و تاراج ہوتی چلی آئی ہے!

ان خیالات کو دل میں لئے گیشوس ملول و محزون ایک طرف کو ہٹا تو کیا دیکھتا ہے جسٹی ہرگریو دونو بازو حسب معمول چھاتی پر پیٹے ... دن کو ٹھیک اُس مقام کو تک رہا ہے جہاں ایلورشن کی لاش تھی۔

"کیا کرتے ہیں سمندر اپنے مردوں کو اگل دیتا ہے" اس نے گیشوس کو متوجہ دیکھ کر غم آلود بھاری آواز سے کہا "اُس کی نظیر سامنے ہے ... ح

آدمی کا سینہ بھی اُن اسرار کو اُگلنے پہ مجبور ہو جاتا ہے جو اُس میں مخفی و مستور ہوں۔"

"ہاں مگر اس صورت میں" گیشوس نے مخبوط الحواس آدمی کو باتوں میں لگانے کے خیال سے تقریر جاری رکھ کر کہا "کہ اُن اسرار کا تعلق محض آفتوں یا مصیبتوں سے ہو۔ کسی جرم سے نہ ہو کیونکہ آخری صورت میں انسان اپنی سلامتی کے ڈر سے اُن رازوں کے انکشاف سے جھجک کرتا ہے۔"

"سچ ہے میرے نوجوان دوست جو تم کہتے ہو بالکل صحیح ہے" مسٹر ہارگریو نے گہرے تجسس سے گیشوس ہیرنگٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "لیکن میں جان گیا اس وقت یہ فقرہ تم نے عیاری سے میرے دل کا حال جاننے کے لئے کہا ہے۔ تمہارے رخساروں کی سرخی اس کا ثبوت ہے تم اس ذریعہ سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا میرے دل کے راز مصیبتوں سے تعلق رکھتے ہیں یا جرموں سے مگر کوئی بات نہیں میں تم سے ناراض نہیں ہوں اگر میں درحقیقت مجرم ہوتا تو تمہاری طرح میرے رخسار بھی سرخ ہو جاتے۔۔۔ اچھا اس بحث سے کیا حاصل۔ اس وقت تو میں اس اجنبی کی حالت دیکھتا ہوں جس کی مشت خاک کو سمندر نے اپنے لئے بار سمجھ کر خشکی پر لاکے ڈال دیا۔۔"

"صاحب یہ شخص میرے لئے اجنبی نہیں ہے" گیشوس نے قطع کلام کر کے کہا "مجھ کو معلوم ہے زندگی میں اس کا نام ایلورسٹن تھا آٹھ دن ہوئے ہم دونوں ایک ہی جہاز پر سوار تھے اور اکٹھے اُس سے بچ کر نکلے تھے۔ آہ وہ رستہ میں غرق ہو گیا میری حیات باقی تھی بچ گیا۔"

"آہ شاید تم نے اُس کو لباس سے پہچان لیا" مسٹر ہارگریو نے کہا "ورنہ اُس کا چہرہ تو اس قدر بگڑا ہوا ہے کہ اگر اُس کی حقیقی ماں بھی آکر دیکھے جس نے اُسے پالا تھا تو وہ بھی پہچان نہ سکے۔"

"ٹھیک ہے" ہیرنگٹن نے تسلیم کیا "بیشک میں نے اُس کو لباس سے ہی پہچانا ہے لیکن اگر کوئی شبہ اس کی شناخت میں باقی تھا تو وہ ان چرمی تھیلیوں کی موجودگی سے رفع ہو گیا جنھیں سونے سے پُر کر کے اس آوارہ نصیب نے جہاز سے رخصت ہوتے وقت کمر کے گرد باندھا تھا"۔

"میرے عزیز" مسٹر ہارگریو نے اب گسیٹوس کی باتوں میں بڑھتی ہوئی دلچسپی لے کر کہا "میں اس جہاز کی غرقابی کا حال سننا چاہتا ہوں بتاؤ وہ سانحہ کس طرح پیش آیا تھا؟"

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ کنگسٹن کے نواحات میں مسٹر ہارگریو اپنی غیر معمولی خاموشی کے لیے مشہور تھا کسی سے اس کی بات چیت نہ تھی کوئی نہ جانتا تھا اُس کے مُنہ میں زبان بھی ہے یا نہیں اس لئے جب گسیٹوس نے اس کو گفتگو کرتے دیکھا تو اس کی باتوں میں حصہ لینے کو فوراً آمادہ ہو گیا مسٹر ہارگریو کی درخواست پر اُس نے جہاز کی تباہی اور غرقابی کا سارا حال بیان کیا لیکن جس طرح مسٹر پنگ سے گفتگو کرتے ہوئے خودستائی سے احتراز کیا تھا اسی طرح اس موقعہ پر بھی کیا مگر ہارگریو بھی ایک ہی گرگ باراں دیدہ تھا اُس نے سوالات کے ذریعہ سے اُسی طرح ساری تفصیلات معلوم کیں جس طرح مسٹر پنگ نے پیشتر کی تھیں اور جوں جوں وہ اس کی حیرت ناک سرگزشت سے واقف ہوا اس کی باتوں کو اور زیادہ توجہ اور دلچسپی سے سننے لگا۔

"تمہاری ہمت اور اولوالعزمی میں کلام نہیں"۔ آخر کار مسٹر ہارگریو نے کہا۔ "اب اگر کوئی شخص اس ایلورسٹن کا رشتہ دار ہو تو یہ سونا . . ."

"مجھ کو معلوم ہے"۔ گسیٹوس نے یہ نہ جانتے ہوئے کہ مسٹر ہارگریو کیا کہنا چاہتا تھا جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "روئے زمین پر اس آدمی کا کوئی رشتہ دار

نہیں جہاز کیپٹن ایلرڈ پر بھی جتنے مسافر تھے اُن میں سے کسی کے ساتھ اس کا
اختلاط نہ تھا مجھی سے وہ میل جول رکھتا تھا چنانچہ بارہا اُس نے مجھ کو بتایا کہ اس کے
خویش و اقارب سب مر گئے۔ وہ دنیا میں اکیلا ہے اور جب مرے گا تو کوئی
اس کا سوگ کرنے والا بھی نہ ہوگا۔"

"آہ۔ اگر ایسا ہے" مسٹر ہارگریو نے متانت سے جواب دیا
"تو اس سونے کے مالک تم ہو میرے خیال میں تمہارے سوا اور کسی کو اس کے
پانے کا حق نہیں ہے اس لئے کہ ایلورسٹن کی موت سے پہلے تمہیں اُس کے
پاس تھے تمہیں نے لاتعداد خطروں میں پڑ کر اس کی جان بچانے کی کوشش
کی علاوہ بریں اُس نے تمہاری خدمات کے صلہ میں سونے کا کچھ حصہ دینے
کا وعدہ بھی کیا تھا اور اب آخر کار اُس کی لاش بھی سونے کی تھیلیوں سمیت
تمہیں نے پانی سے نکالی ہے۔"

"معاف کیجئے یہ جتنی وجوہات آپ نے بیان کی ہیں" گیشوس نے
فاخرانہ لہجہ میں جواب دیا "اُن میں سے ایک بھی میری نظروں میں تسلی بخش نہیں
میں اس سونے کا مالک نہیں ہوں اور جب تک میرا دل اس بات کی گواہی نہ
دے کہ میرا اس پر کوئی حق ہے میں اسے چھونا بھی گوارا نہ کروں گا۔"

مسٹر ہارگریو نے تیز متجسس نظروں سے نوجوان بیرگشن کی طرف دیکھا
[illegible] کے بعد کہا "اوہ کیا درحقیقت تم اس سونے پر قبضہ کرنے سے انکار کرتے
ہو! کیا سچ مچ اس فریبی دنیا میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو دولت کو اپنی
دسترس میں دیکھ کر اس پر قبضہ کرنا نہیں چاہتا؟ . . . لیکن نہیں! اب میں سارا
حال سمجھ گیا۔ تم میری موجودگی کے باعث انکار کرتے ہو یعنی تمہیں ڈر ہے کہ میں
اس راز کو دوسروں پر فاش کر دوں گا۔ آہ اگر ایسا ہے تو کیوں نہ ہم اس

سونے کو نصفا نصف بانٹ لیں؟"

"صاحب آپ ان لفظوں کے ذریعہ سے میری سخت توہین کر رہے ہیں" گسپیٹوس نے کسی قدر ناراضگی کے لہجہ میں کہا "میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی کی چیز پر ناجائز تصرف کروں نہ میں کسی دوسرے کو اپنے علم میں ایسا کرنے کی اجازت دوں گا خدا کو بہتر معلوم ہے کہ یہ دولت آخرکار کس کے پاس جانی ہے۔ مجھے اس جزیرہ کے ضابطے اور قانون معلوم نہیں۔ لیکن میرے وطن انگلستان میں اس طرح کے موقعوں پر جو دستورالعمل برتا جاتا ہے اس کے مطابق یہ چیز یا تو خزانہ سرکار میں جانی چاہیے یا کسی خیرات کے مصرف میں لانی چاہیے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں کسی حال میں اس کو . . ."

"بس! میرے نوجوان دوست۔ بس!" مسٹر ہارگریو نے جس کے چہرہ پر اب دفعتہً نئی طرح کی روشنی نمودار ہوگئی تھی جلدی سے کہا "اس معاملہ میں تیری مرضی افضل۔ ہم تو فقط تیرا جی دیکھتے تھے ورنہ مجھ ایسے راندۂ عام خلوت گزیں آدمی کے لیے یہ سونا ایک بے حقیقت چیز ہے مجھے نہ اس کی خواہش ہے نہ میں اس کو چھونا پسند کرتا ہوں کیونکہ دولت اسی صورت میں آدمی کے لیے باعث مسرت ہوسکتی ہے کہ اس کو زندگی کے اسباب سے دلچسپی ہو حالانکہ میری ہمتیں بجھی ہوئی اور آرزوئیں مردہ ہیں میری نظروں میں یہ سونا اتنا ہی بیکار ہے جتنی وہ تھیلیاں جن میں وہ بند ہے یا یہ بوسیدہ لاش یا یہ قطعہ زمین جس پر کہ لاش پڑی ہے لیکن تم جو عنفوان شباب میں ہو۔ تم جو ذہن وذکا اور فہم رسا کے مالک ہو جس کے لیے دنیا میں جاہ و منصب اور منزلت و مرتبت کا میدان کھلا ہے جس کے دل میں ثروت اور جاہ وحشم

کی آرزوئیں قائم ہیں تم کیوں اسے لینے سے شرماتے ہو؟ تمہارے ایسا رحم دل فیاض اور نیک سیرت جوان اس دولت کی مدد سے دنیا میں بےشمار نیک کام کرکے دکھا سکتا ہے عقل باور نہیں کرتی کہ تم اسے قریب دیکھ کر اس سے اتنا دور بھاگ سکتے ہو اس سونے کی خاطر دنیا میں کیا کچھ نہیں ہوا بڑے بڑے مغرور و کامران شخصوں کی عزت اس کے ذریعہ سے خاک میں ملائی گئی - غیرت ماہ - برق پیکر حسینوں کی آبرو اس کی مدد سے خریدی گئی بادشاہوں کی موت اور باخدا پرہیزگاروں کا تقوےٰ اس کی طاقت کے سامنے ڈگمگا گیا یہی وہ چیز ہے جس کے لیئے اسفندیار سا روئیں تن مارا گیا اور فریدون و افراسیاب کا سر اتار اگیا - انصاف کو گو لکھنے والوں نے اندھا ظاہر کیا ہے مگر سونے کی چمک اتنی تیز ہے کہ وہ اُس کی اندھی آنکھوں میں بھی خیرگی پیدا کرکے میزان عدل کے غلط پلڑے کو نیچا جھکانے پر مجبور کردیتی ہے مختصر یہ کہ اس دنیا کا کوئی جرم ایسا نہیں جو زر کی خاطر نہ ہوا ہو اس لیئے میں یہ سوچ کر متعجب ہوتا ہوں کیا درحقیقت اس عالم میں ایک انسان - انسان کہلانے کا مستحق ابھی تک باقی ہے - جس کے قدموں میں دولت بچھی ہے جو ذرا سا ہاتھ بڑھا کر اُس پر قبضہ کرسکتا ہے - مگر محض اپنے خیالات نیک کے باعث ایسا کرنا نہیں چاہتا -"

"آپ کو اختیار ہے - جو جی چاہے سمجھیے" گسیشوس نے جواب دیا "مگر میں کسی حال میں بھی اس سونے پر قبضہ کرنا قبول نہیں کرسکتا -"

"نیک دل نوجوان - تیری ہمت پر آفریں ہے!" مسٹر مار گریو نے کہا - "اور گو جو کچھ اس وقت تو نے کیا ہے وہ کسی انعام یا صلہ کے لالچ سے نہیں بلکہ اپنے ضمیر کی آواز سے مجبور ہوکے بے غرضانہ کیا ہے تاہم اس کی جزا وہ

عالم الغیب تجھے دے گا کچھ تھوڑی دیر اس لاش کی حفاظت کر تیری موجودگی میں کوئی دوسرا آدمی اپنے ناپاک ہاتھوں سے اس سونے کو چھونے کی جرأت نہ کرے گا تیرے اوصاف نیک اس لاش کی حفاظت کے لیئے سب سے زبردست حربہ کا کام دیں گے۔"

اتنا کہہ کے مسٹر ہار گریو تیز چلتا ایک طرف کو رخصت ہوا اور جلدی ہی فاصلہ کے بعد پر اس کی صورت دکھائی دینی بند ہو گئی۔ گسیٹوس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ لاش اٹھوانے کچھ آدمی لینے گیا ہے پس اس کی واپسی تک اس نے وہیں کھڑا رہنے کا فیصلہ کر لیا اور تھوڑی دور بیٹھ کر لاش کی حفاظت کرنے لگا۔ اس طرح قریباً ایک یا سوا گھنٹہ گزر گیا اس کے بعد اس نے چند شخصوں کو آتے دیکھا معلوم ہوا مسٹر بنک کے کارداروں میں سے چار حبشی ہیں اور ایک تختہ جس پہ سپید چادر پڑی تھی ان کے پاس ہے۔ یہ لوگ ساحل کے پاس آ کے کھڑے ہو گئے ایلورسٹن کی بوسیدہ لاش تختہ پہ رکھی اور وہی چادر اس پہ ڈال کے مونٹ پلیزنٹ کی طرف رخصت ہوئے گسیٹوس بھی ان کے پیچھے ہو لیا مگر مسٹر ہار گریو کی صورت پھر اس کے دیکھنے میں نہ آئی۔

چاروں حبشی لاش کو ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں لے گئے جو مسٹر بنک کے سکونتی مکان سے قریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر تھی اس جگہ اس کو کمرہ میں بند کر کے کنجی گسیٹوس کے حوالہ کی اور ایک نے اس سے بیان کیا کہ یہ سب مسٹر ہار گریو کے حسب ہدایت کیا گیا ہے گسیٹوس نے کنجی رکھ لی اور مکان کی طرف چلا اس جگہ ایلی قریباً ایک گھنٹہ پہلے کی آئی ہوئی کھڑی تھی اور ایلورسٹن کی لاش پائے جانے کا حال اس کو معلوم ہو چکا تھا کیونکہ مسٹر ہار گریو نے اہل خانہ کی اجازت سے ہی چار حبشی لاش اٹھانے ساحل بحر کو روانہ کیئے تھے

فیصلہ یہ تھا کہ جب تک لاش کی باضابطہ تحقیقات نہ ہو چکے اسے محفوظ مقام پر رکھا رہنے دیا جائے مس پنک کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ سونے کی بہت بڑی مقدار لاش پر پائی گئی ہے اور گسیٹوس نے اُس سونے پر قبضہ کرنے سے انکار کر دیا ہے مگر یہ آخری بات اُس نے گسیٹوس پر ظاہر نہ کی اگرچہ اُس کی نگاہوں سے صاف عیاں ہوتا تھا کہ مسٹر ہارگریو اپنی زندگی میں کم از کم اس موقعہ پر خاموش نہیں رہا۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد مسٹر پنک بھی آگیا جب وہ اُس کمرہ میں داخل ہوا جس میں ایلی اور گسیٹوس موجود تھے تو آتے ہی پرجوش لہجہ میں کہنے لگا۔ "میں نے سب حال سن لیا وہ عجیب و غریب آدمی ہارگریو مجھ سے ملنے کوٹھی پر گیا تھا اور اس نے آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں اپنی پُرگوئی کے ذریعہ سے عمر بھر کی خاموشی کی کسر پوری کر دی ایلی کیا تو نے سنا کہ ہمارے نیک سیرت مہمان نے اس موقعہ پر کیسی دریا دلی ظاہر کی حالانکہ وہ بڑی آسانی سے بے شمار دولت پر قبضہ پا سکتا تھا اور یہ اُس حالت میں کہ وہ لاتعداد وجوہات سے ایسا کرنے کا حقدار تھا۔"

"جی مجھ کو معلوم ہے" ایلی نے نرم آواز سے کہا مگر اُس کے چچا نے دیکھا کہ ہلکی سی لرزش اُس کے لہجہ میں پائی جاتی تھی۔

"آہ تم کو معلوم ہے!" مسٹر پنک نے کہا "تب میرے خیال میں ہارگریو تم کو بھی ساری باتوں سے واقف کر گیا اُس نے مجھ کو بتایا تھا کہ میں گھر پر مس پنک سے مل کر آیا ہوں مگر ایلی آج تو اُس کی زبان حیرت انگیز طریقہ پر کھل گئی اتنی باتیں اُس نے کہیں کہ معلوم ہوتا تھا برسوں کی کسر پوری کرنا چاہتا ہے اُس کی زبانی یہ بھی تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ مسٹر بر تھمکش

کی نیک سیرتی کا کتنا مداح ہے۔ اور کس قدر باتیں اس کی تعریف میں کہتا پھرتا ہے۔ مگر ایملی کیا تم نے بھی مسٹر بیرنگٹن کو اس کے فیاضانہ طریق عمل پر مبارک باد دی ہے؟"

"جی نہیں میں نے تو اب تک اس معاملہ پر ان سے کوئی بات نہیں کہی"۔ ایملی نے سابق کی طرح تھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم نے اس کو یہ نہیں بتایا۔ کہ تم اس کی دیانت داری کی کتنی مداح ہو؟"

"نہیں۔ میں نے اب تک مسٹر بیرنگٹن سے اس کا ذکر نہیں کیا" ایملی نے جواب دیا "کیونکہ میرا خیال ہے جب آدمی کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کے اپنے ضمیر کی خوشی دوسرے کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سے بہت زیادہ اس کے لئے ذریعہ اطمینان ثابت ہوتی ہے"۔

یہ الفاظ ایملی ہنک نے سابق کی نسبت دبے ہوئے لہجہ میں کہے اور ایسا کرتے ہوئے اس نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں ایک لحظہ کے لئے گسٹیوس کی طرف پھیریں۔ اُس وقت ان آنکھوں میں تعریف و ستایش کے بلند ترین جذبات پوشیدہ تھے۔ اور ان کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس نوجوان کی علو ہمتی اور نیک سیرتی کی تہ دل سے مداح ہے۔ اس نگاہ کا مطلب سمجھ کر گسٹیوس کا اپنا دل خوشی سے معمور ہو گیا۔ ایملی ہنک کی کشش نے اور ترقی کی۔ یہاں تک کہ اگر موقعہ ہوتا۔ تو وہ اسے چھاتی سے لگا کر پیار کرتا۔ یا اس کے قدموں میں گر کر اس کا نازک ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیتا۔ اور اس طریقہ پر اس کی عنایت و مروت کا شکریہ ادا کرتا۔

اتنے میں مسٹر ہنک نے پھر سلسلہ تقریر شروع کر دیا تھا۔ "یہ شخص ہارگریو" اس نے کہا "عجیب و غریب خصلت کا انسان ہے اور اگر میرا اندازہ بالکل ہی

غلط نہیں۔ تو وہ انتہا درجے نیک طینت حق پرست ہے چنانچہ اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔... لیکن اس ذکر سے کیا حاصل؟ میں کسی کا راز ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور اب چونکہ کھانے کا وقت ہو گیا۔ اس لئے آؤ دوسرے کمرے میں چلیں"۔

کھانے کے دوران میں اور اس کے بعد جو وقت گذرا۔ گسیٹوس بیرنگٹن کو ایلی کا رویہ سابق کی نسبت بدلا ہوا نظر آیا۔ گو یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ وہ تبدیلی اس کے لئے مسرت انگیز و فرحت خیز تھی۔ آج وہ بات بات پر ہنسنے لگتی تھی۔ اس کا لہجہ نرم تھا۔ اور اگر دوستی اور محبت کی کوئی درمیانی منزل ہو سکتی ہے۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت وہ اس منزل سے گذر رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی طاقت اس کو نوجوان بیرنگٹن کی طرف کھینچتی ہے۔ دونوں کے دلوں میں ایک نئی طرح کا رابطہ پیدا ہوتا نظر آتا تھا۔ گویا وہ رکاوٹیں جو پیشتر حائل تھیں۔ دفعتاً نابود ہو گئی ہوں یا دونوں مدت دراز کے ایک دوسرے کے شناسا و واقف ہوں۔ یا ان میں گہرا اعتماد و اعتقاد پیدا ہو گیا ہو۔

دوسرے دن بخیل ایلورسٹن کی لاش کی تحقیقات ہوئی اور گسیٹوس کو بطور گواہ طلب کیا گیا۔ اس نے لاش پہچانی اور کارونر کے سوالوں کے جواب میں جہاز کی تباہی و غرقابی کے حالات بیان کئے۔ مسٹر ہارگریو کی بھی شہادت ہوئی۔ مگر اس کا بیان مختصر تھا۔ اس نے بتایا۔ کہ میرے سامنے مسٹر بیرنگٹن نے لاش پانی سے نکال کر ساحل پر رکھی تھی۔ کارروائی چونکہ مختصر تھی۔ اس لئے جلدی ہی ختم ہو گئی۔ مگر جب اجلاس کے خاتمہ پر گسیٹوس نے باہر نکل کے دیکھا۔ تو مسٹر ہارگریو کہیں نظر نہ آیا۔ اس پر وہ مونٹ پلیزنٹ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں سے اس کا ارادہ ایلی کے ساتھ سیر کے لئے جانے کا تھا۔ وہ نازنین اعتماد و بے تکلفی سے پیش آئی۔ اس کا

سلوک دلیسا تھا۔ جیسا کسی بہن کا بھائی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی تہ میں محبت کی نرمی کا اثر شامل تھا۔ نوجوان گسٹیوس کا دماغ آج فرط مسرت سے عرش پر پہنچا ہوا تھا۔ گو اس نے اب تک یہی سمجھ رکھا تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا تھا۔ کہ ایلی ٹنک کے لئے جس طرح کی امنگیں اور دلولے اس کے سینہ میں ہیں۔ وہ سچی محبت کے اس جوش سے مختلف اور جدا ہیں۔ جو ڈینفرڈ کے لئے پہلے سے موجود تھا۔

جب گسٹیوس اور ایلی سیر کر کے واپس آئے۔ تو مسٹر ٹنک دفتر سے واپس آچکا تھا۔ آج وہ معمول سے قریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی آگیا۔

"لیجئے" اس نے جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے اپنا ہاتھ گسٹیوس کے شانہ پر رکھ کر دوسرے سے ایک میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ آپ کے لئے ہے"

گسٹیوس اور ایلی نے میز کی طرف دیکھا۔ لکڑی کا ایک چھوٹا سا صندوق اس پر رکھا تھا۔ اور اس صندوق پر ایک بند لمبا لفافہ پڑا تھا۔ جیسا کار سرکار میں استعمال ہوا کرتا ہے۔ اس لفافہ پر ایک بڑی سی سرکاری مہر بھی لگی ہوئی تھی۔ اور سرنامہ پر گسٹیوس ہیرنگٹن اسکوائر کا نام درج تھا۔ نوجوان نے اسے کھولا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جمیکا کے گورنر نے وہ چٹھی اس کے نام بھیجی ہے۔ تحریر کا لہجہ کاروباری متانت کے ساتھ تعریف کا پہلو لئے تھا۔ اور اس میں لکھا تھا۔ کہ مسٹر ہارگریو کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ جو سونا مسٹر ایلورسٹن کی لاش پر پایا گیا تھا۔ آپ نے اس پر قبضہ کرنے سے بڑی فراخ دلی کے ساتھ انکار کر دیا۔ مسٹر ٹنک کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ طوفان کے خطروں میں اور جہاز کی غرقابی کے موقعہ پر آپ نے بدنصیب ایلورسٹن کے ساتھ بڑی شفقت اور عنایت کا سلوک کیا تھا۔ ان ساری باتوں

کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ جمیکا وہ سونا جو لاش پر دستیاب ہوا تھا۔ آپ کی نذر کرتی ہے۔ آپ ہی اس کے جائز وارث اور مالک ہیں۔

جس وقت گسٹوس خط کا مضمون پڑھ چکا۔ تو مسٹر ینک نے کاغذ اس کے ہاتھ سے لے کر ایملی کو دے دیا۔ اور کہا" لو تم بھی اسے پڑھ کر دیکھ لو۔ صاحب گورنر نے ہمارے نوجوان دوست کے بارہ میں کیا تحریر کیا ہے"!

مس ینک نے خط لے کر پڑھنا شروع کیا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے اس کا رخ چونکہ دوسری طرف تھا۔ اس لئے مسٹر ینک اور گسٹوس اس کے چہرہ کا انداز نہ دیکھ سکے۔ بعد ازاں تاجر نے اس صندوق کو کھولا۔ جس میں سونا رکھا تھا۔ مگر گسٹوس کی نگاہ بدستور ایملی پر ہی لگی رہی۔ بڑی آہستگی سے اس نازنین نے رخ پھیرا۔ اب اس کی خوشنما چمکیلی آنکھوں میں تعریف کی جھلک پیدا تھی۔ اور جوش کی سرخی عارض گلفام پر چھائی ہوئی نظر آتی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا۔ کہ اس کے سینہ میں جذبات کا تلاطم ہے۔ مگر اس کے رخساروں کی سرخی اور آنکھوں کی چمک اور بھی تیز ہو گئی۔ جب اس نے معلوم کیا۔ کہ گسٹوس کی آنکھیں اس کی طرف لگی ہیں۔ اس کے بعد اس نے فوراً گردن جھکا لی۔ مگر اتنے ہی سے گسٹوس کو معلوم ہو گیا۔ کہ ان خوشنما سرمگیں آنکھوں میں کیفیات لطیف کا کتنا پر جوش طوفان ہے۔ اور شوق و شرم کی کیا کیا امنگیں اس کے سینہ زریں میں بھری ہیں۔ حسن دلفریب کے اس جانسوز نظارہ کو دیکھ کر پھر ایک مرتبہ یہ آرزو گسٹوس کو ہوئی۔ کہ پری وش حسینہ کو سینہ سے لپٹا کے خوب ہی دل کے ارمان نکالے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوئی غائبانہ کشش اس کو اس سیمبر معشوقہ کی طرف کھینچے لئے جاتی ہے۔ ہونٹ اس کے ہونٹوں سے پیوست ہونے کو بیتاب تھے آنکھیں ان متوالی نگاہوں کی خود فراموشانہ مہر انگیزیوں کا لطف حاصل کرنے کو

فرش راہ تھیں ۔۔۔

اس کے تھوڑی دیر بعد کھانے کا وقت ہو گیا۔ اس موقعہ پر کھانا کھاتے ہوئے مسٹر ہنیک نے ان حالات کی تشریح کی۔ جن میں گورنر جمیکا کو وہ سونا گسٹیوں کے حوالہ کرنے پر آمادہ ہونا پڑا تھا۔

"میں نے کل بیان کیا تھا" اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "کہ ہارگریو مجھ سے ملنے کوٹھی پر گیا۔ اور دیر تک باتیں کرتا رہا تھا۔ اس نے مسٹر ہیرنگٹن کی بہت سی تعریف کی اور کہنے لگا۔ ایسا ذی عزم اور مآل اندیش نوجوان کبھی میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ اس مکر و فریب سے بھری ہوئی دنیا میں کسی مرد شریف و دیانت دار کا ملنا اسی قدر ناممکن ہے۔ جتنا کسی جہنمی روح کا دفعتاً بہشت میں پہنچا دیا جانا۔ بار بار کہتا تھا۔ کہ مسٹر ہیرنگٹن نے جس طرح کا فیاضانہ سلوک الیورسٹن سے کیا۔ اور بعد ازاں جس بےپرچشمی سے اس کے سونا پر قبضہ کرنے سے انکار کر دیا اس کو مدنظر رکھ کے میں اس کے افعال نیک کا معقول صلہ ضرور۔ اس کو دلاؤں گا۔ میں بھی اس کی مدد کو آمادہ ہو گیا۔ اکٹھے ہم صاحب۔ گورنر کی کوٹھی پر گئے۔ اور ہماری گفتگو کا جو نتیجہ نکلا۔ وہ آپ کو آپ کے سامنے ہے۔ میں اپنے عزیز دوست کو تہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ اسے اپنی نیا نیتی کے بدلے چودہ پندرہ ہزار پونڈ مالیت کا سونا مل گیا۔"

ان الفاظ کو سن کر گسٹیوں کا دل مارے خوشی کے بلیوں اچھلنے لگا۔ اسے بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ وہ سونا اتنی مالیت کا ہو گا۔ اس کا اندازہ بہت سے بہت دو تین ہزار کا تھا۔ اب اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے جانا۔ کہ کس طرح قدرت نے غائبانہ اس کی مدد کی۔ اس نے مسٹر ہنیک کا اس کی سفارش کے لئے دلی شکریہ ادا کیا۔ اور ارادہ کر لیا۔ کہ پہلی فرصت میں مسٹر ہارگریو سے مل کر اس

پر بھی اپنی احسانمندی ظاہر کروں گا۔

اس رات جب گسٹیوس اپنی آرامگاہ میں پہنچا۔ تو سوچتا تھا۔ آیندہ کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اس کو انگلستان سے رخصت ہوئے قریباً دو سال گذر چکے تھے۔ اس موقعہ پر اس نے اپنے مسن دادا اور عزیزہ ولی کو نکبت و فلاکت کے رنجدہ حالات میں چھوڑا تھا۔ اب پروردگار نے اتنی دولت یکایک اس کو دے دی۔ کہ وہ اس کی مدد سے دونوں کے لئے ہر طرح کی آسایش کا انتظام کرنے بلکہ اگر ممکن ہو۔ تو اپنے دادا کو قید سے چھڑانے کی بھی امید رکھتا تھا۔ اس آخری معاملہ کی نسبت وہ کوئی بات یقینی طور پر اس لئے نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ ونیفرڈ کی طرح اس کو بھی اپنے دادا کی مالی زیرباری کا صحیح حال معلوم نہ تھا۔ تاہم اس بیش قرار دولت کو پاکے جو ناقابل بیان مسرت اس کو ہوئی۔ اس میں یہی اس نے سوچا۔ کہ دنیا کا بڑے سے بڑا ناممکن کام بھی اس کی مدد سے پورا کیا جاسکتا ہے۔

"بمشکل ایک ہفتہ گذرا ہے۔" وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ کہ میں نے ونیفرڈ کو جہاز کی غرقابی اور اس دور افتادہ جزیرہ میں مہربان دوستوں کے ہاں پناہ لینے کا حال لکھا تھا۔ اس وقت کے بعد میری حالت میں کتنا عظیم تغیر ہو چکا ہے۔ اب میں جلد از جلد کسی جہاز پر سوار ہو کے اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملوں گا۔ اور دولت پانے کی خوشخبری اپنے منہ سے ان کو سناؤں گا۔"

ان خیالات سے ناقابل بیان مسرت کا جوش اس کے سینہ میں پیدا ہوا۔ نئی نئی امنگیں اور ولولے دل کو بے تاب کرنے لگے۔ ہونٹ پھڑکنے شروع ہو گئے۔ اور آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ مگر ایک ہی لمحہ بعد ایک گہری سرد آہ اس کے سینہ سے نکلی۔ کیونکہ ایمیلی کی خوشنما تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ سوچ کر غم نے کلیجہ چاٹنا شروع کر دیا۔ کہ وہ جس سے عرصہ

قلیل میں اتنا گہرا دوستانہ ہو گیا تھا عنقریب ہمیشہ کو مجھ سے جدا ہو جائے گی وہ اس خواب شیریں کی طرح تھی جو نظر آیا اور مٹ گیا۔ اس دلربا تصویر کی مانند جو شاید پھر کبھی دیکھنے میں نہ آئے گی اب تک وہ اس تعلق کو جو دونوں میں پیدا ہوا دوستی ہی سمجھے ہوئے تھا مگر آہ کتنی لطیف دوستی! کتنے دوررس اثرات پیدا کرنیوالی! اور محبت سے کس قدر مشابہ!

اُس رات وہ خیالات کی بڑھتی ہوئی الجھن کی وجہ سے دیر تک نہ سو سکا اور کروٹیں بدلتے بدلتے پسلیاں دکھنے لگیں جب وہ خطرۂ غرقاب و ہول گرداب کے بعد اُس ناو اے دلکش پر نظر ڈالتا جو اس کے لیے ساحل عافیت ثابت ہوا تھا تو مفارقت کے خیال سے جی کو بے انتہا کوفت ہوتی تھی ایک طرف خوش دلی اور عیش کا نظارہ تھا اور مقابلہ میں فرض کا پُر اہمیت تقاضا۔ وصل اور فصل اور نوش و نیش کی تصویریں نگاہ کے روبرو آجاتی تھیں ایلی سے رخصت کا خیال جی تنگ کرنے لگتا تھا حسرت و یاس اور رنج و حرماں کا ہوشربا نقشہ آنکھوں میں پھر تا نظر آتا تھا بے سمجھ نادان! اُس کو کیا معلوم تھا کہ جس کو وہ دوستی کے نام سے موسوم کرتا ہے درحقیقت عشق کا وہ ہمہ سوز جلوہ ہے جس سے آدمی کی آنکھوں میں خیرگی آجاتی ہے اور جس کے تابع اثر ہو کے وہ اپنا فرض۔ صبر و تحمل۔ دانائی اور فرزانگی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ نادانستہ اس کے دل پر محبت کا رنگ گاڑھا ہوتا جاتا تھا پھیلا ہوا پانی جب سمٹ کے تنگ نالے سے گزرنے لگتا ہے تو اس کا بہاؤ تیز اور طاقت بدرجہا زیادہ ہو جایا کرتی ہے!

باب ۲۳

اقرار محبت

دوسرے دن ناشتہ کی میز پر مسٹر پنک نے تجویز پیش کی کہ سونا فروخت کرکے اُس کی قیمت وصول کر لینی چاہیئے اور چونکہ گسیٹوس بیرنگٹن اس طرح کے بیوپار میں ناتجربہ کار تھا اس لئے نیکدل تاجر نے اس فرض کی سرانجام دہی اپنے ذمہ لی اور وعدہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہوگا زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کروں گا مگر بھاؤ تاؤ کرتے دو تین روز صرف ہو جائیں گے یہ بات سن کر گسیٹوس نے جھجکا سے اپنی روانگی کا ذکر نہ چھیڑا کیونکہ اُس نے سوچا روپیہ وصول کرنے کے بغیر رخت سفر باندھنا پیش از وقت ہوگا علاوہ بریں اُس کو خیال آیا کہ دو تین دن کا عرصہ میرے انتظام میں کوئی بڑا خلل بھی پیدا نہیں کر سکتا ان سب باتوں پر مستزاد جب اس کی نگاہ ایلی پنک کے خوشنما اور مسرور چہرہ کی طرف جاتی تو اُس کے دل کو افسردہ و غمگین نہ کرنے کا خیال بھی اس ذکر کے آغاز میں مانع ہوتا تھا اس کو معلوم تھا کہ علیحدگی کے موقعہ پہ دونو کو یکساں کوفت ہوگی پس وہ رخصت کے ذکر کو جہاں تک ممکن تھا ملتوی کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر پنک کنگسٹن جاتے ہوئے وہ کبس جس میں سونا تھا اپنے ساتھ لیتا گیا اور ایلی اور گسیٹوس حسب معمول سیر کرنے چلے رستہ میں گسیٹوس نے مسٹر ہارگریوے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا کیونکہ وہ اس کے عنایت آمیز سلوک کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا ایلی بھی اس کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی اور دونو اُس مقام کی طرف چلنے لگے جس میں اُس عجیب الخلقت آدمی کی سکونت تھی اس وقت تک گسیٹوس نے نئی معاملات کا ذکر مس پنک سے نہ چھیڑا تھا یہاں تک کہ ایلی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ اُس کا کوئی ارادہ زیر حراست یا

یا ایک چچیری بہن انگلستان میں مقیم ہے اسی لاعلمی کی وجہ سے اُس نے گیشیوس کو
اس قدر مال و دولت پانے کے واقعہ پر مبارکباد دیتے ہوئے بھولے پن سے
یہ الفاظ کہے تھے "مسٹر ہیر گمش اب آپ کو بحری سیاحت کے خطروں میں مبتلا
ہونے کی کوئی حاجت نہ ہوگی۔ بس آپ کو چاہیے ایک جگہ رہ کے آرام و
اطمینان کی زندگی گزاریں۔"

یہ الفاظ جو ایمل نے کسی ارادہ خاص کے بغیر یونہی سرسری کہے تھے گیشیوس کے
دل میں لاتعداد سوالات پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوئے اُس نے سوچا کیا وہ چاہتی
ہے مجھ کو ہمیشہ کے لیے جمیکا رہ کر اپنی زندگی مونٹ پلیزنٹ ہی میں بسر کرنی چاہیے؛
کیا وہ چاہتی ہے کہ۔۔۔

اگر کوئی اور کشش اُس کو دامنگیر نہ ہوتی۔ اگر حالات ایسے پیش نہ آتے کہ اُس کو
انگلستان جانے پر مجبور ہونا پڑتا تو یقینی طور پر وہ وہیں رہ کے زندگی گزار دینا پسند کرتا
مگر نیک دل انسان میں فرض کا خیال راحت و آرام کے سوال پر ہمیشہ غالب آتا ہے اُس کے
لیے جلد از جلد انگلستان جانا ضروری تھا اور ایمل کو اس ارادہ سے آگاہ کرنا گو ناگوار تھا
تاہم اس کا ذکر غیر معین عرصہ تک ملتوی کیے جانا بھی ناممکن تھا۔

"مس پنک" اُس نے رکتے ہوئے کہا "آپ کا یہ مشورہ یقیناً قابل عمل ہوتا اگر
کچھ ایک مجبوریاں مجھ کو درپیش نہ ہوتیں۔ عنقریب مجھ کو دوبارہ سفر کرنا پڑے گا کیونکہ انگلستان
میں میرا ایک دادا حیات ہے جس نے آخری عمر میں کڑی مصیبتیں جھیلی ہیں پھر اس کے علاوہ
میری ایک چچازاد بہن ہے جو حالات کی مجبوری سے غریبانہ زندگی بسر کر رہی ہے۔۔۔"

"اور اب آپ اُن کے پاس جانے کو بے تاب ہیں؟" ایمل نے نیچی نگاہ کر کے
لرزتی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"آپ ہی فرمائیے کیا میرا اُن کی مدد کرنا فرض واجب نہیں ہے؟" گسبیوس نے جس کے

اپنے سینہ میں احساسات و واردات کا پرجوش طوفان برپا تھا مضطربانہ پوچھا کیا حالت موجودہ میں مجھ پر لازم نہیں ہے کہ اس محفوظ مقام میں رہ کے عیش و آرام کرنے اور زندگی کی بہار لوٹنے کی بجائے اُن کی مفلسی اور بے نوائی رفع کرنے کی کوشش کروں؟ مس پنک مجھ کو یقین ہے آپ کا فیاض دل بھی کہنے پر مجبور کرے گا کہ مجھے اس موقع پر اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے ۔ ۔ ۔"

"تو کیا آپ کا ارادہ جلد رخصت ہو جانے کا ہے؟" ایلی نے بدستور گردن جھکائے عجیب طرح کے بدلے ہوئے لہجہ میں دریافت کیا۔

گیسٹوس اس سوال کا فوراً جواب نہ دے سکا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ہاں کہنے کی صورت میں اس نازنین کے دل کو سخت صدمہ پہنچے گا لیکن دوسری جانب یہ بھی امر واقعہ تھا کہ اصل حقیقت کو چھپانے کا عمل زیادہ سے زیادہ وقتی اور عارضی ثابت ہو سکتا ہے آخر کار بات منہ سے کہنی ہی پڑے گی۔ تھوڑی دیر سوال کے مختلف پہلو سوچنے کے بعد اُس نے ہلکی دبی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا "مس پنک یہاں پر آپ لوگوں کی صحبت میں رہ کے میرا وقت جس خوشی سے گزرا ہے۔ آپ کے محترم چچا نے جس شفقت و عنایت سے مہماں نوازی کی ہے اور خود آپ مجھ آوارہ نصیب پر جو مہربانیاں کرتی رہی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوچ کر جی سخت برا ہوتا ہے کہ عنقریب مجھ کو رخصت ہو جانا پڑے گا مگر کیا کروں فرض مجبور کرتا ہے ۔ ۔ ۔"

"بیشک ۔ ۔ ۔ آپ اپنا فرض پورا کیجئے" مس پنک نے پراسرار لہجہ اور دبی ہوئی آواز میں جواب دیا مگر اب بھی چہرہ کو اس طرح جھکائے رکھا کہ گیسٹوس اس کی صورت بالکل نہ دیکھ سکتا تھا۔

"میں نے پیشتر عرض کیا تھا کہ میرا ایک مصیبت زدہ کمن سال دادا انگلستان میں مبتلائے مصیبت ہے" گیسٹوس نے عذر خواہی کے لہجہ میں کہنا شروع کیا "وہ میری

عزیز چچا زاد بہن ونیفرڈ بھی مفلسی کی زندگی بسر کرتی ہے۔۔۔"

"ونیفرڈ!۔۔۔ آپ کی عزیزہ چچیری بہن!" مس پنک نے ایک بار نظر اٹھا کے
پریشانی سے کہا اور اس کے بعد فوراً منہ پھیر کر "وہ کس عمر کی ہے۔۔۔؟"

"تقریباً اٹھارہ برس کی" گیشوس نے جواب دیا "بڑی ملنسار، ہنس مکھ
نیک باطن لڑکی ہے۔۔۔"

"اور خوبصورت بھی؟" مس پنک نے استفہامی لہجہ میں کہا۔

"خوبصورت!" بیرنگٹن نے اس لفظ کو آہستہ سے دہراتے ہوئے کہا "میں نے
پیشتر کبھی ونی کو اس نظر سے نہ دیکھا تھا مگر اب جو آپ نے یہ سوال پوچھا ہے" اس نے
تقریر جاری رکھ کر کہا "تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ گو وہ صحیح معنوں میں خوبصورت
نہ ہو تاہم خلیق شیریں زبان اور قبول صورت ضرور ہے۔"

"یہ کیا کم اوصاف ہیں" مس پنک نے بے تعلقانہ انداز سے جواب دیا "یقیناً آپ کو
اس سے بڑی محبت ہوگی اور وہ محبت دوران سفر میں اور بھی مضبوط ہو گئی ہوگی۔
کیا اس عرصہ میں وہ آپ کو اکثر یاد آتی تھی؟"

"ہاں لازمی طور پر" گیشوس نے جو ناتجربہ کاری سے ان سوالوں کا صحیح مطلب
اب تک نہ سمجھا تھا جواب دیا "میرا خیال ہے وہ بھی ہر وقت مجھے یاد کرتی ہوگی کیونکہ
بڑی بامحبت لڑکی ہے۔۔۔"

"گویا وہ بھی اتنا ہی آپ کو چاہتی ہے جتنا آپ۔۔۔ اُسے۔۔۔!"

مس پنک کی آواز جو اب تک دبے ہوئے جوش سے کانپ رہی تھی اب الفاظ
ادا کرنے سے قاصر ہو گئی۔ فقرہ ناتمام رہ گیا اس کے منہ سے آہ سرد سے [illegible] ہوئی
آواز نکلی اور ایسا معلوم ہوا گویا لڑکھڑا کے فرش زمین پر گرا چاہتی ہے۔

"اوہ مس پنک آپ کا مزاج تو بخیر ہے؟" گیشوس نے پریشان ہو کر پوچھا

"شاید آپ کا جی اچھا نہیں۔ ٹھیریئے . . ." یہ کہہ کر اُس نے سہارا دینے کو اُس کا ہاتھ پکڑا۔

مگر ایسا کرتے ہوئے اُس کا چہرہ جو اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آنسوؤں کے قطرے صورت سیلاب اُس کے رخساروں پر بہے جاتے ہیں۔

"مس ہنگ آپ روتی ہیں! . . . میرے خدا کیا ہوا! گیسیٹوس نے بڑھتی ہوئی بے چینی کے ساتھ کہا "ایلی . . . مس ہنگ خدا کے لیئے فرمایئے کیا میرے منہ سے کوئی لفظ ایسا نکل گیا جو آپ کی دل آزاری کا موجب ہوا ہے؟ کیوں آپ کی آنکھیں اشکبار ہو رہی ہیں؟ کیوں آپ سسکیاں لے لے کے روتی ہیں . . ."

اُس کا ہاتھ اب تک گیسیٹوس کے ہاتھ میں تھا اُس نے صرف ایک بار اُس کو چھڑانے کی ہلکی سی کوشش کی اس کے بعد اس طرح اس کو ہاتھ میں رہنے دیا گویا سمجھتی تھی چھڑانے کی کوشش بے سود ہے پھر ایک بار اُس نے گردن جھکا لی تھی اس کی نگاہیں فرش پا انداز تھیں مگر اس حالت میں بھی گیسیٹوس کے لیئے یہ معلوم کرنا سہل تھا کہ وہ روئے چلی جاتی ہے اُس کا سینہ جوش سے متلاطم تھا شدت گریہ سے اس کا تن نازک ہلتا نظر آتا تھا۔

یہ حالت دیکھ کر دامن ضبط گیسیٹوس کے دست استقلال سے چھوٹ گیا ہے تاہم کہنے لگا "ایلی سچ بتا کیوں روتی ہے؟ کیا میرے رخصت ہونے کی وجہ سے؟ آہ مگر شاید تجھ کو معلوم نہیں میرے اپنے جی کو اس خیال سے کتنا بھاری صدمہ ہوتا ہے تجھ سے علیحدگی کا خیال میرے اپنے لیئے کتنا سوہان روح ہے! ایلی کاش تو میرے دل کی حالت سے واقف ہوتی! . . ."

نازنین نے ہاتھ نہ بعجلت اس کی گرفت سے نکال لیا پھر نابدیدہ آنکھیں نیچے کئے انداز وقار سے گردن اونچی کی آن واحد میں اس خوشنما چہرہ پہ نخوت کے آثار

پیدا ہوگئے۔ جانسوز نظروں سے گسٹوس کی طرف دیکھ کر وہ بولی کس منہ سے تم اپنی کلفت کا ذکر کرتے ہو جب تمہیں اپنی وینفرڈ سے محبت ہے۔ وہی تم کو عزیز ہے۔ اسی کو تم جان و دل سے پیار کرتے ہو اُس سے شادی کرنے تم انگلستان کو واپس چلے ہو۔

ایک ثانیہ کے عرصہ میں گسٹوس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا۔

جس طرح بجلی کی چمک کسی اندھیرے غار کے نہایت دور افتادہ حصہ کو بھی آن واحد کے لئے روشن کر دیتی ہے۔ اور اس کی وہ چیزیں جو پیشتر سیاہی میں چھپی تھیں صاف نظر آنے لگتی ہیں اسی طرح ایلی کے الفاظ نے نوجوان ہیرنگٹن کو اپنے دل کی صحیح کیفیت سے واقف کر دیا اب اس کو معلوم ہوا کہ اس شیریں ادا حسینہ سے محض اس کا دوستانہ نہیں بلکہ وہ پرجوش سچا عشق ہے جسے کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی محبت کے جذبات پنہاں اب پہلی مرتبہ نمودار ہوئے۔ وہ نازک ادائیاں۔ وہ متوالی نگاہیں وہ بھولی بھالی باتیں وہ جاں بخش تبسم وہ دائمی شگفتہ مزاجی جسے پیشتر وہ اور معنوں میں سمجھا کرتا تھا اب اپنی اصلی رنگت میں اس کی نظروں کے سامنے پھر گئے۔

"نہیں ایلی۔ میں نے وینفرڈ سے شادی کا اقرار نہیں کیا"۔ اس نے پُرجوش لہجہ میں کہا اب تک ہمارے درمیان محبت کا مضمون کبھی زیر بحث نہیں آیا۔ ہم ایک دوسرے کو صرف بھائی بہن سمجھے ہوئے تھے لیکن آہ اگر میں حال دل کہنے کی تاب رکھتا تو کہتا او یکتائے زمانہ میں فقط تجھ کو پیار کرتا ہوں۔ ایلی کے سوا میں اس دنیا میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ تو ہی میرے لئے سب کچھ ہے"!

خوشی کی دبی ہوئی آواز تاثیر اور رس میں ڈوبی ہوئی نازنین کے منہ سے نکلی اور ایک ثانیہ کے عرصہ میں دونو فرط محبت سے ہم آغوش ہوگئے اُس کا خوشنما سر گسٹوس کی چھاتی سے اس طرح لگ گیا گویا راحت نے منوں بوجھ اُس پہ ڈال دیا اور وہ اس بوجھ کے نیچے ضعف نجات سے غش کرنے لگی تھی اس

عرصہ قلیل میں ایلی کی ساری دلربائیاں گسٹیوس کی نظروں میں پھر گئیں اُس کو وہ آرزوئیں۔ بے چینیاں اور شورشیں بھی یاد آئیں جو اس کے اپنے سینہ میں طوفان برپا کیا کرتی تھیں امتحان صبر آزما اور سخت تھا اور گسٹیوس سے بہت زیادہ مستقل مزاج شخص کے لئے بھی اس میں ثابت قدم رہنا دشوار ہوتا اپنے ہونٹوں کو ان مرطوب ہونٹوں سے ملا کے اس نے عہد وفا کا لمبا پرجوش بوسہ دیا پھر اس کے سرخ رخساروں اس کی خوشنما پیشانی اور بالوں کو پے در پے چوما اس نے پرتے زور سے اس کو اپنے ساتھ لپٹا لیا حتیٰ کہ وہ دو یک قالب و یک جان ہو گئے ایلی کے سانس کی عنبریں خوشبو گسٹیوس کی مشام روح کو تازہ کرنے لگی اُس کے سینہ زریں کا ابھار بدن کو مس کرتا معلوم ہوا۔ اور دلوں کی دھڑکن ایک دوسرے میں آمیز ہو گئی . . .

"ایلی تو میری ہے! تو میری جان ہے! تو میری جان کی بھی جان ہے! تیرے سوا میں دنیا میں کسی کو نہیں چاہتا" نوجوان نے جوش سے بھر کر کہا۔

راحت کی لمبی گہری آہ کافرادا حسینہ کے نیم وا ہونٹوں سے نکل گئی۔ یہ عالم فرط مسرت کا تھا کہ جواب کی صورت میں ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہ نکل سکا ایک بار اُس نے نشہ محبت کی متوالی آنکھوں سے گسٹیوس کی طرف دیکھا اُن آنکھوں سے جن میں موہنی اور کشش تھی۔ اُس کا چمپئی رنگ شگفتہ تھا۔ روح کیف سے مست تھی اور چہرہ بادل سے نکلنے والے چاند کی طرح روشن تھا۔ وحشت اور ملالت کا ازالہ ہو گیا راحت اور مسرت نے اس کی جگہ لے لی۔ چند لمحوں تک گسٹیوس نے اسی طرح اُس کو اپنے سینہ کے ساتھ لگا رکھا اس کے بعد دفعتاً تھوڑے فاصلہ پر درختوں کے پیچھے کسی چیز کو حرکت کرتا دیکھ کر جلدی سے گرفت ڈھیلی کر دی وہ نازنین بھی فوراً سنبھل کر اُس کے آغوش سے نکلی اور آرزومند نگاہ

سے اس کے خوشنما چہرہ کو دیکھنے لگی اس کی مست کالی آنکھوں میں نشہ محبت کا سرور تھا رخساروں پر شرم کے پھول کھلے تھے اور سینہ جوش باطن سے متلاطم تھا۔

اس نامعلوم چیز کے بارہ میں جس کو گسٹیوس نے درختوں کی اوجھل میں چھپتے دیکھا تھا وہ ایلی کے روبرو قصداً خاموش رہا۔ اندیشہ تھا اس کو یہ جان کر فکر لاحق ہوگی کہ کسی نے اس کو اس کے بازوؤں میں لپٹے ہوئے دیکھ لیا اور اس کے بعد جوش محبت میں اس واقعہ کی یاد جلدی ہی اس کے ذہن سے اتر گئی دونو ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے ایلی اس کے بازو پر جھکی ہوئی تھی اور گسٹیوس امنگ و فرحت کے جوش میں جو میٹھے الفاظ اس سے کہتا تھا وہ ان کو گہرے انہماک سے سنتی تھی یکایک گسٹیوس نے اس طرح کے پُروحشت انداز سے گویا کوئی شخص دفعتاً خواب راحت سے بیدار ہو حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ایلی کیا سچ مچ یہ حقیقت ہے یا کوئی دل خوش کن خواب؟ . . . ایلی کیا درحقیقت تو مجھ سے پیار کرتی ہے؟"

"گسٹیوس میری زندگی کا تار نفس تم ہو!" اس نے رقیق لہجہ کی نقرئی آواز سے جواب دیا اور اپنا خوشنما چہرہ جو پیشتر جھکا ہوا تھا اٹھا کے چار آنکھیں کیں۔ گسٹیوس کی نگاہ جب اس جانفزا غیرت ماہ صورت پر گئی تو سینہ میں امنگوں کا طوفان پیدا ہوا اور اس نے اور بھی زیادہ جوش سے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا "پیارے گسٹیوس" وہ تقریر جاری رکھ کے کہنے لگی "اب کوئی بات تم سے چھپانے کی حاجت نہیں اس اقرار محبت کے بعد جو ہم میں ہوا ہے میں اپنا حال دل تم سے پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتی ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ میں نے جب پہلی مرتبہ تم کو دیکھا تو سینہ کو کسی طرح کا احساس ہوا تھا جس کی حقیقت میں بالکل نہ سمجھ سکتی تھی بعد ازاں جب میں نے تمہارے جہاز کی تباہی کا قصہ سنا جب تمہاری جرات اور ہمت کا افسانہ میرے کانوں تک پہنچا تو دل کو اور بھی زیادہ کشش ہوگئی اس کے بعد وقت گزرتا گیا۔ ہم اکٹھے سیر کرنے جاتے

تھے میرے دل کو تمہارے ساتھ رہ کے بے حد خوشی ہوتی تھی انہی دنوں بخیل کے مرنے کا واقعہ پیش آیا اور میں نے اس سیر چشمی کا حال سُنا جس کا ثبوت تم نے اُس موقعہ پر دیا تھا تب میری نظروں میں تمہاری عزت دو چند زیادہ ہوگئی۔ گو اپنے محسوسات کو چھپنا پھر بھی میرے لئے ممکن نہ ہو سکا میں یہی جانے ہوئے تھی کہ یہ اُس دوستی کا اثر ہے جو ہمارے درمیان پیدا ہو چکی تھی لیکن جب آخر کار آج تھوڑی دیر پہلے تم نے اپنی تیرہ بختی کا حال بیان کیا اور یہاں سے رخصت ہونے کا ذکر چھیڑا تو اُس وقت میری آنکھیں کھلیں تب میں نے جانا کہ تم دوست ہی نہیں میری جان و دل کے مالک ہو۔ میں تم کو پیار کرتی ہوں تمہارے بنا میرا جینا محال ہے۔۔۔"

"میری جان سے پیاری ایلی!" شوریدہ سر نوجوان نے پُر جوش لہجہ میں کہا۔ "تیرے الفاظ درحقیقت میرے اپنے دل کی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ تیرے بغیر میری اپنی زندگی بھی ناممکن ہے مگر اطمینان رکھ ہماری مفارقت کا عرصہ لمبا نہ ہوگا۔ میں [illegible] ایک ہفتہ زیادہ باہر نہ رہوں گا"

"مفارقت!" نازنین نے پُر وحشت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "کیا کہتے ہو گیسوؤں۔ میں اب تمہیں کہیں جانے نہ دوں گی"

"ایلی پیاری" مرد نے فہمائش کے نرم لہجہ میں کہنا شروع کیا "تو نہیں جانتی میرے لئے چند ہفتوں کی جدائی کتنی شاق ہوگی۔ تیرے بنا یہ قلیل عرصہ سالہا سال کی مانند لمبا ہو جائے گا میں ہرگز تجھے چھوڑ کر نہ جاتا اگر فرض کی مجبوریاں درپیش نہ ہوتیں مگر جیسا میں نے کہا تھا۔ اپنے عزیز رشتہ داروں کو ان کی آزمائش کی گھڑی میں فراموش کرنا نہایت درجہ کی احسان فراموشی ہے۔ نہیں یہ وہ پاک فرض ہے جس کو ادا کرنے کے لئے اپنے جی پر جبر کرنا پڑے تو بھی انسان کو پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے۔"

"نہیں، نہیں" ماہ طلعت حسینہ نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔
"تم مجھے چھوڑ کر نہیں نہ جا سکو گے ہمارے پیارے گیسٹوس کس طرح ممکن ہے
میں پھر ایک بار تمہیں دریا کا سفر اختیار کر کے ان خطروں میں مبتلا ہونے دوں جو ہے
کارساز حقیقی نے تم کو بال بال بچایا پچھلے واقعات کے بعد تمہارا عازم سفر ہونا
دیوانگی سے کم نہ ہوگا اس لئے پیارے ہیں میرے پاس ٹھیرو تمہارے لیے
میں ہر طرح کی قربانی پر آمادہ ہوں تمہارے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ میرے لیے
حکم کا درجہ رکھتا ہے کیا تم میرے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ یہ ذرا سی بات مانو؟"
"ایگی" نوجوان نے سراسیمہ و بے تاب ہو کر کہا "کیا تو چاہتی ہے میں اپنے
بدنصیب دادا اور اس بہن کو جس سے بچپن کا ساتھ چلا آیا ہے مبتلائے مصیبت
چھوڑ دوں اور خود یہاں بیٹھ کر عیش و آرام کی زندگی گزاردوں؟ کیا یہ بات داخل
انصاف ہوگی۔۔۔ کیا آدمیت اور انسانیت کا یہی تقاضا ہے؟ کیا تم مجھے ایسا
کرنے کا مشورہ دے سکتی ہو؟"
"پیارے میں یہ نہیں کہتی تم ان کی مدد نہ کرو" ایگی نے جواب دیا "دکھ سکھ میں
اگر اپنا آدمی کام نہ آ سکے تو پرایا کب مددگار بنتا ہے؟ لیکن گیسٹوس پیارے
ان کی مدد کے صدہا ذریعے اور ہیں۔ تم خط و کتابت سے۔۔۔ ڈاک کے وسیلہ
سے روپیہ بھیج کر ان کی مدد کر سکتے ہو۔ میں بڑی خوشی سے کہتی ہوں یہ جتنی دولت
تم کو ملی ہے ان کو بھیج دو میں فقط تم کو تمہاری ذات کے لئے چاہتی ہوں مجھے
دھن دولت کی بالکل پروا نہیں ہے!"
"مگر کیا میرے اس طرز عمل کو سخت ناشکراپن نہ سمجھا جائے گا؟" نوجوان نے
چلتے چلتے ٹھیر کر ایگی کی طرف تکتے ہوئے پوچھا "کیا دنیا مجھ کو خود فروش اور
بدنہاد نہ کہے گی؟ کیا ملعقت کی انگلی میری طرف اشارہ کر کے یہ طعن نہ کرے گی

کہ لیمون نے اپنے عیش و آرام میں خویش و اقارب کو فراموش کر دیا؟ نہیں جان سے پیاری ایملی میں تیرا ہر ایک حکم بجا لانے کو تیار ہوں مگر خدا کے لیے مجھے اس بات پر مجبور نہ کر جو عمر بھر مجھ کو میری اپنی نظروں میں ذلیل و شرمسار بنانے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس کا میں پھر تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو گا فارغ ہو کے تیرے پاس چلا آؤں گا کیا میرے اس سچے اقرار کے بعد بھی کہ میری جان تیرے پاس امانت ہے تجھ کو میرے قول کا یقین نہیں؟ بیشک میں تیرا غلام ہوں۔ میں اپنا دل و جگر۔ اپنا سب کچھ تیری نذر کر چکا ہوں۔ مگر عشق کی انتہا میں بھی آدمی کو لازم ہے آدمیت ہاتھ سے نہ دے۔ نہ اُن پاک فرضوں کو بھولے جو قدرت نے اُس کے ذمہ ڈالے ہیں!"

ایملی کچھ جواب نہ دے سکی اُس کے خوشنما چہرہ پر حسرت و کاہش غم کے آثار نمودار ہوئے بڑی دیر تک وہ دل ہی دل میں معاملہ کو سوچتی رہی اس موقعہ پر گیٹوس کی نگاہ پھر اُس آتش رنگ چہرہ کی طرف گئی۔ اُس نے اس بھولی بھولی صورت پیاری پیاری رنگت۔ خوشنما روپ اور رسیلی آنکھوں کو دیکھا اگر اس کے بس کی بات ہوتی تو وہ ایک لفظ بھی ایسا نہ کہتا جو اس خوشنما چہرہ پر آثار غم پیدا کرنے کا ذریعہ ہو ایسی پری شمائل حسینہ کے جی کو دکھی کرنا اُس کے نزدیک گناہ کبیرہ تھا مگر عشق و ایمان کی اس جدوجہد میں بھی وہ اپنے فرض کو نہ بھولا ایملی بینک سے ناقابل بیان محبت کرتے ہوئے وہ اُس ضعیف دادا کو فراموش نہ کر سکا جس نے خدا جانے کن محنتوں سے اُس کو پالا تھا نہ اُس چچیری بہن کو جس کی ملنساری نیک کرداری اور خواہرانہ محبت اُس کے سینہ میں نقش تھی۔

"اچھا۔۔۔ اگر تم کو ضرور جانا ہے" ایملی نے آخرکار مہر سکوت توڑتے ہوئے کہا۔ "تو میں نہیں روکتی گیٹوس مجھ کو یقین ہے تم بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے ہو

جتنی مجھے تم سے ہے میرا دل کہتا ہے کہ تمہاری وفا تمہاری عزت اور شرافت پر میرا اعتماد بے جا نہیں پس اگر وہ فرض اتنا ہی ضروری ہے جتنا تم اس کو ظاہر کرتے ہو تو میں با دل ناخواستہ اجازت دیتی ہوں مگر اس بات کا وعدہ کرو کہ ضرورت سے زیادہ ایک پل باہر نہ ٹھیرو گے کیونکہ یاد رکھو تمہارے بغیر تمہاری ایلی کو ایک ایک لمحہ ایک ایک صدی کی طرح گزارنا مشکل ہو جائے گا۔"

"میرے دل کی رانی" گسیٹوس نے نازنین کو پھر ایک بار سینہ سے لپٹاتے ہوئے کہا "کس طرح ممکن ہے کہ میں بلا ضرورت اس جگہ رہ کے وقت ضائع کروں اطمینان رکھو میں جلد از جلد تیرے پاس واپس آجاؤں گا اور اب آؤ گھر چلیں اس بڑے فرض سے پہلے ایک اور فرض مجھ کو تیرے چچا کے کانوں تک اس معاملہ کو پہنچانے کا ادا کرنا ہے اگرچہ مجھ کو یقین ہے وہ ہماری نسبت کی خوشی سے اجازت دے دے گا۔"

ایلی پریم کے نشہ میں ڈوبی ہوئی اُس بیل کی مانند جو تناور درخت کے سہارے ہی زندہ رہ سکتی ہے پھر ایک بار عاشق جانباز کے سینہ سے لگ گئی اُس کی چھاتی پر سر رکھ کر اُس نے میٹھی آہنگ دار آواز میں چند الفاظ کہے جو اتفاق رائے کے تھے چونکہ اُن کو پھرتے کافی عرصہ ہو گیا تھا گو عشق کی محویت میں وقت گزرتا بالکل معلوم نہ ہوا تھا اس لئے جب وہ مکان کی طرف پلٹے تو دوپہر کا عمل ہو گیا تھا یعنی وہ وقت جو منطقہ حارہ کے ملکوں میں سب سے زیادہ گرمی کا ہوتا ہے۔

دورویہ کھیتوں میں شگفتہ ہریالی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد گرم ہوا کے جھونکے درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتے ہوئے نکلتے تھے۔ شدت تموز سے آنکھیں جلی جاتی تھیں پتوں میں چھپی ہوئی چڑیوں کا غل واحد آواز تھی جو دوپہر کے سکوت کو شعر کرتی سنائی دیتی تھی مکان پر واپس آکر ایلی کام میں مشغول ہو گئی تو

گسٹوس کو تمھارہ جانے پر یاد آیا کہ جس مقصد کے لیے وہ ایلی کے ساتھ گھر سے چلا تھا وہ اور اور باتوں میں ناتمام ہی رہ گیا یعنی مسٹر ہارگریو کا شکریہ ادا کرنا تو درکنار وہ اس کے مکان تک بھی نہ پہنچ سکا اس خیال سے کہ اگر میں اس فرض کی ادائیگی سے قاصر رہا تو ناشکرے پن کا مرتکب سمجھا جاؤں گا اُس نے ارادہ کیا کہ گرمی کی پروا نہ کرکے اُس کے مکان پر چلنا اور اُس کی عنایتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

رستہ میں اس نے اُن سارے واقعات پر غور کیا جو اس کے اور ایلی بنیک کے درمیان پیش آئے تھے۔ اُس کو معلوم ہوا کہ اُسے اُس غیرت ماہ سے بے پار۔ الفاہ ناقابل بیان محبت ہے اور وہ متاع عالیشان ہے جس کو وہ اپنی زندگی کا واحد سرمایہ سمجھے گا اس کے دل کی کیفیتیں عجیب تھیں جوش مسرت سے اس کو اپنے پیر زمین پر نہیں ہوا پر اُٹھتے معلوم ہوتے تھے ایک نئی طرح کی لذت اُس کے دل میں تھی۔ عمر میں پہلی مرتبہ اُس نے شراب عشق کا میٹھا سرور دیکھا تھا اور چونکہ سادے کپڑے پر ہمیشہ گاڑھا رنگ چڑھتا ہے اُس کا غنچہ دل بے طرح شگفتہ و مسرور تھا تصور میں اب بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے ہونٹ ایلی کے لب لعلیں سے پیوستہ ہیں اس کا میٹھا سانس اُس کے سانس سے آمیز ہو رہا ہے اُس کی موٹی سیاہ آنکھیں ایثار عقیدت کی مظہر اور وفا کی طالب اس کی آنکھوں سے لگی ہیں۔ اُس کی چھاتی کی دھڑکن اُس کے اپنے دل کو محسوس ہوتی ہے نئی نئی اُمنگوں کے جوش میں وہ اپنے آپ سے کہنے لگا "گسٹوس تیری خوش نصیبی تھی کہ اس پری تمثال حسینہ سے محبت کا آغاز ہوا اُسے اپنا کہنے کے قابل ہونا اُس کی آرزوؤں میں بسنا اُس کے لیے زندگی بسر کرنا . . . وہ ان باتوں میں وہ ناقابل بیان لذت ہے جس کا اندازہ میرا ہی دل کر سکتا ہے!"

غرض اس خواب شیریں کے مزے لیتا وہ نیم بے خبری کی حالت میں بہت دور

آگے نکل گیا دفعتاً وہ کسی کو سامنے سے آتا دیکھ کر چونکا لیکن پھر پہچانا کہ مسٹر ہارگریو ہی ہے جس کی تلاش میں وہ گھر سے نکلا تھا آخر الذکر نے وہی معمولی لباس پہنا ہوا تھا جو گسٹیوس نے سابقہ موقعوں پر دیکھا تھا یعنی اس طرح کے کپڑے جو شاید کسی زمانہ میں اچھے ہوں گے مگر اب میلے شکن آلود اور کہیں کہیں سے دریدہ تھے بحیثیت مجموعی اس کی حالت ظاہر کرتی تھی کہ اُسے لباس کی نفاستوں یا ذاتی آسائشوں کی بالکل پرواہ نہیں وہ گہرے انہماک سے چلتا اور اس کا چہرہ سنجیدہ اور متین تھا مگر اس حالت میں بھی گسٹیوس یہ دیکھے بغیر نہ رہ سکا (جیسا ایک دفعہ پیشتر اُس نے ساحل پر مرنہ بخیل کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر دیکھا تھا) کہ شرافت اور نجابت کی چھپی ہوئی جھلک اُس کے انداز میں پائی جاتی تھی اُس کی حالت کہے دیتی تھی کہ کسی زمانہ میں اُس نے بہتر حالات دیکھے ہیں اور اس کی سابقہ زندگی آسودگی سے گذری ہے۔

" مسٹر ہارگریو میں آپ ہی سے ملنے جارہا تھا" گسٹیوس نے مرد پر اسرار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا" آپ نے جو احسان مجھ پر کیا ہے اُس کا شکریہ ادا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اسی مطلب کے لیئے میں حاضر خدمت ہونے چلا تھا۔"

" چھوڑو ان باتوں کو" مسٹر ہارگریو نے کڑی آواز سے نہیں تو کم از کم عجیب طرح کے دل شکن لہجہ میں جواب دیا" جو کچھ میں نے کیا اگر تمہارا شکریہ حاصل کرنے کے لیئے ہی ہوتا تو شاید میں اس معاملہ میں دخل اندازی نہ کرتا۔"

"آپ کی کسر نفسی ہے کہ ایسا فرماتے ہیں" گسٹیوس نے مودبانہ جواب دیا" ورنہ وہ احسان آپ نے مجھ پر کیا ہے جس کا شکریہ میں عمر بھر ادا کرتا رہوں تو بھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔"

"چلو اتنا معلوم ہو گیا کہ تم اس معاملہ میں عام دنیاداروں سے مختلف ہو" مسٹر ہارگریو نے کہا" ورنہ آج کون کس کا احسانمند بنتا ہے؟ شکریہ اُس پھیل کی مانند ہے

ہے جونیکی کی سرزمین میں ہی پھولتا پھلتا ہے رُبہ۔ جذبات خس و خاشاک کی مانند اس کی بالیدگی کو روکتے ہیں۔ اور احسان فراموش کا دل ریگستان کے بالو کی مانند ہے جو کہ بارش کا پانی جذب کر لیتا ہے مگر کچھ بھی پیدا نہیں کرتا۔ مگر اس حکیمانہ بحث کو چھوڑ کر یہ بتاؤ آیندہ کے لیئے کیا ارادہ ہے کیا یہیں جمیکا میں ٹھیرو گے یا اپنے ملک کو واپس چلے جانے کا خیال ہے؟"

"جی فی الحال میرا ارادہ چند روز کے عرصہ میں یہاں سے رخصت ہونے کا ہے"
نوجوان نے کہا "اگر اس دور افتادہ سرزمین میں جو میری منزل مقصود ہے کوئی خدمت ایسی ہو جو میں آپ کے لیئے بجا لا سکوں تو بے تکلف فرمایئے میں اس کی سرانجام دہی کو سعادت کونین سمجھوں گا۔"

"نہ بس مجھے کسی کی خدمت درکار نہیں" مسٹر ہارگریو نے روکھے پن سے جواب دیا۔ "دنیا کا کوئی آدمی میرے لیئے کچھ نہیں کر سکتا مگر ہاں ایک بات میں کہتا ہوں" اور اس کے ساتھ ہی مرد پر اسرار نے اپنی سیاہ آنکھیں انداز تجسس سے گیٹوس کے چہرہ پر جما دیں "میں نے آج تک یہی سمجھا تھا کہ تم نیکدل نیک سیرت جوان ہو۔ ایک دو موقعوں پر تمہاری سیرچشمی اور عالی حوصلگی کی جو مثالیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں اُن کی بنا پر میرا خیال تھا کہ تم کوئی ایسی بات نہ کرو گے جس کی تہ میں فتنہ انگیزی اور شرارت ہو صاف لفظوں میں۔ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ تمہیں مسٹر بنک کی مہمان نوازی کا بدلہ ناسپاسی اور نابکاری سے نہ دینا چاہیئے . . . اور میرا دل کہتا ہے کہ تم اُن مطلب جُو انسانوں میں سے نہیں ہو جن کا فی زمانہ ہر طرف دور دورہ ہے اور تمہاری ذات میں راستی اور کاردانی کی وہ صفتیں پائی جاتی ہیں جو یقین ہے کسی فعل بد کا مرتکب نہ ہونے دیں گی . . ."

گیٹوس بھیانک ہو کے ہارگریو کے منہ کی طرف دیکھنے لگا اس کی پریشانی کہے دیتی تھی کہ وہ اس کے عجیب و غریب طرز کلام کو سمجھنے سے قاصر ہے دفعتاً اس نے

غرور سے گردن اٹھائی اور سینہ کس کے کھڑا ہوگیا" مسٹر ہارگریو" اس نے کہا "آپ کی باتوں کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا مہربانی سے واضح کہیئے . . ."

"سنو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارا عہد شباب ہے" مسٹر ہارگریو نے جواب دیا "اس سن و سال میں بڑے سے بڑا نیک مخفر انسان بھی دنیا بھر کے اوصاف رکھتے ہوئے ناعاقبت اندیشی کر بیٹھتا ہے جوانی ہوتی ہی ایسی ہے کہ اس کے بس ہو کر آدمی انجام کو بھول جاتا ہے اور وقت حاضر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو مستقبل کا خیال بالکل نہیں رہتا پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تمہارے سر پر بھی شباب کی آندھی چلے۔ جب تمہاری نگاہیں جوش کی دھند میں نیک و بد کا امتیاز نہ کر سکیں تو اس بگلے کی نصیحت یاد کر لیا کرنا کہ کسی کی شفقت و مرحمت کا بدلہ دغا اور فریب دینا بھاری گناہ ہے۔ اگر اب بھی تم میرا اشارہ نہیں سمجھے تو میں واضح کر کے کہتا ہوں کہ تم جو عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والے ہو تم کو چاہیئے ایک ناسمجھ لڑکی کی بے خبری اور سادگی سے فائدہ اٹھا کے اس کو جذبات جوانی کا نشانہ بنانے کی کوشش نہ کرو کیونکہ تم تو یہاں سے جا کے چین کی بنسی بجاتے پھرو گے مگر اس قسمت کی ماری کو کہیں کا نہ رکھو گے"۔

اب گیشوس کو اصل حقیقت معلوم ہوئی اور پہلی مرتبہ وہ بھولا ہوا واقعہ یاد آیا جسے واقعات حال کی شورش میں اس نے بالکل نظر انداز کر دیا تھا یعنی جس وقت وہ امیلی بیک سے بغلگیر تھا تو اس نے کسی کو درختوں کی اوجھل میں پھرتے دیکھا تھا اب یہ معلوم کرنے کے بعد کہ وہ مسٹر ہارگریو ہی ہو گا اس کے رخساروں پر شرم کی سرخی چھا گئی جس نے فوراً ہی غصہ کی گرمی اختیار کی۔ رکتے ہوئے کہنے لگا "مسٹر ہارگریو میں سمجھ گیا آپ کا اشارہ کس واقعہ کی طرف ہے شاید آپ اس وقت درختوں کے پیچھے کھڑے تھے . . ."

"اس سے کیا؟ میں خواہ کہیں کھڑا تھا۔ تمہارا گھبرایا ہوا اضطراب کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ تم نے ایک بھولی بھالی لڑکی کے کانوں میں میٹھی میٹھی باتوں کے ذریعہ

سے زہر داخل کر کے اس کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی ہے؟

"معاف کیجئے آپ کا اندازہ غلط ہے" گسٹوس نے فاخرانہ گردن اٹھا کے مسٹر ہارگریوز سے آنکھیں ملاتے ہوئے جواب دیا "میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے مسٹر پنک کی بھتیجی سے عشق ہے اور اپنی طرف سے وہ بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتی ہے مگر اس میں برائی کیا ہے؟ میں اس کی اجازت سے انگلستان جانے لگا ہوں اور اس سے وعدہ کیا ہے کہ کام سے فارغ ہو کر فوراً چلا آؤں گا اطمینان فرمائیے۔ میں گمراہ کن دغاباز نہیں ہوں رسم وفا اور آداب محبت سے پوری طرح واقف ہوں۔ اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ آج ہی مسٹر پنک سے مل کے اس معاملہ کا ذکر کر دوں گا۔ ۔ "

"آہ اگر ایسا ہے تو بہت اچھا" مرد پراسرار نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔ "یہ معلوم کر کے کہ تمہاری نیت نیک اور ارادے پاک ہیں میرے دل کو بڑا سہارا ہو گیا اگر تم اس لڑکی کے باپ سے مل کر سب حال بیان کر دینا چاہتے ہو تو کافی ہے۔ مسٹر پنک کو اپنی بیٹی سے بہت گہری محبت ہے اور گو اس نے آج تک اس کو اپنی اولاد تسلیم نہیں کیا۔ ۔ ۔ "

"معاف کیجئے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا" گسٹوس نے حیرت انگیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کس کی بیٹی؟ ۔ ۔ ۔ کون ۔ ۔ ۔ ؟

"اوہ یہ کوئی چھپانے کی بات نہیں" مسٹر ہارگریوز نے جواب دیا "کسی طرح کا راز ہوتا تو میں اسے ہرگز ظاہر نہ کرتا مگر اس معاملہ کی حقیقت گرد و نواح میں ہر شخص کو معلوم ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ مسٹر پنک بھی تمہارے ارادہ سے واقف ہونے کے بعد سارے حالات تم پر ظاہر کر دے گا۔ اس نے عمر بھر شادی نہیں کی مگر اس کے باوجود میں اس کو ولی نہیں کہتا کمزوریاں ہر انسان میں ہوتی ہیں وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے کسی زمانہ میں ایک دیسی عورت اس کے ہاں ملازم تھی اس کے بطن

سے مسٹر مِنگ کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ایملی رکھا گیا یہی وہ لڑکی ہے جس سے
تم عشق کرتے ہو اُس کی ماں جہاں تک میرے سُننے میں آیا ہے ایملی کی ولادت کے
فوراً بعد انتقال کر گئی تھی مسٹر مِنگ نے ہی اس کو پالا ہے مگر کچھ تو دنیا داری کے خیال
سے کچھ اس لئے کہ اس جزیرہ کے صاحب جائداد لوگوں میں اس طرح کے واقعات
عموماً ہوتے رہتے ہیں اور کچھ میرے خیال میں اس لئے بھی کہ وہ لڑکی کو اُس کی
ولدیت کے راز سے لاعلم رکھنا چاہتا تھا۔ مسٹر مِنگ نے شروع سے ہی یہ بات مشہور
کردی کہ ایملی اس کی بھتیجی ہے۔ خود ایملی اب تک اس راز سے لاعلم ہے یا واقف ہو گئی
اس کا حال مجھ کو معلوم نہیں۔"

"لیکن مجھ کو معلوم ہے . . . نہیں وہ اس بارہ میں آج تک اصلی حقیقت سے
واقف نہیں ہوئی" گیڈیوں نے اس حیرت انگیز روداد کو سُن کر جواب دیا۔
"بذات خود وہ اتنی صاف باطن اور نیک ہے کہ یہ خیال بھولے سے بھی اُس کے
دل میں پیدا نہ ہو سکتا تھا کہ جو حالات اُس شخص نے۔ جس سے اُس کو گہری محبت ہے
بلکہ یوں کہنا چاہئے جس کی وہ پرستار ہے اُس کو بتائے وہ غلط ہو سکتے ہیں۔ اپنی
نیک طینتی کی وجہ سے اُس نے کبھی اس معاملہ کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔"

"خیر میں نے یہ راز محض سرسری تم پر ظاہر کر دیا" مسٹر ہارگریو نے کہا "ورنہ بات
بالکل معمولی ہے کیونکہ تم کو تو ایملی سے محبت ہے اس کی ولدیت سے سروکار نہیں اُس کا
نیک خصلت اور شریف ہونا ہی تمہارے اطمینان کے لئے کافی ہے کیونکہ اشرفیوں
کی تھیلی مخمل کی ہو یا گاڑھے کی۔ کچھ فرق نہیں رکھتی اور اب میرے عزیز دوست میں
چند الفاظ اور تم سے کہنا چاہتا ہوں مگر فی الحال نہیں۔ رخصت ہونے سے پیشتر
جب فرصت ملے میرے پاس آنا اُس وقت باتیں کریں گے۔"

اتنا کہہ کر مسٹر ہارگریو جلدی سے پیچھے مڑا اور ایک طرف کو چلتا ہوا محفل کے

پیچھے غائب ہو گیا۔

"کتنا عجیب آدمی ہے!" نوجوان نے گھر کی طرف جاتے ہوئے کسی قدر اونچی آواز میں اپنے آپ سے کہا "کس قدر دلچسپی وہ میرے معاملات سے لے رہا ہے۔ دنیا کی آفتوں اور ستم کاریوں نے اس کے مزاج میں کتنا ہی خلل کیوں نہ پیدا کر دیا ہو مگر طبعاً نیک مخفر اور شریف ہے مجھ کو یقین ہے کہ اُس کے دماغ میں جو خبط سمائے ہیں محض دنیاوی مصیبتوں اور آفتوں کی وجہ سے ورنہ ایسا نیک باطن آدمی کسی جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا باقی رہا وہ قصہ جو اُس نے ایلی کے بارہ میں بیان کیا ہے تو میری نظروں میں ایسی باتوں سے اس کی قدر و قیمت گھٹ نہیں سکتی وہ خواہ اپنے ماں باپ کی جائز اولاد ہو یا نہ - مسٹر پینک کی بیٹی ہو یا بھتیجی - آخر شیر دہی بھولی اور شیریں سخن ایلی ہے میرے سینہ کا دل - میرے دل کی جان - میری زندگی کا ایمان . . . "

جس وقت گسٹوس ہونٹ پلیزنٹ پہنچا تو مسٹر پینک کی گاڑی پھاٹک کے پاس کھڑی تھی اور وہ اُس سے اُترنے لگا تھا مہمان کو دیکھتے ہی نیکدل تاجر نے دور سے آواز دی لو صاحب تمہارے اُس سونے کا سودا آج نہ ہو سکا البتہ کل کے لئے بات چیت ہوئی ہے اور کل میں اس کو معقول نفع کے ساتھ فروخت کرنے کی امید رکھتا ہوں فی الحال یہ صندوق اپنے پاس رکھو میں نے قصداً اسے اپنے دفتر میں نہ چھوڑا کیونکہ اس جگہ زیادہ محفوظ رہے گا فی الحال اسے اپنے کمرہ کی الماری میں بند کر دو کل شہر جاؤں گا تو لیتا جاؤں گا"

مسٹر پینک کو آتا دیکھ کر ایلی بھی چبوترے پر نکل آئی تھی - گسٹوس نے یہ جتلانے کے لئے کہ عنقریب میں سب حال اس پر ظاہر کر دوں گا جب ہماری قسمتوں کا قطعی فیصلہ کرنا ہے اس کی طرف ایک معنی خیز نظر ڈالی بعد ازاں بکس اٹھا کے اپنے

کمرہ میں لے گیا اور اُسے الماری میں بند اور مقفل کر کے کمرہ نشست میں واپس آیا۔
اتنے میں شام کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا لیکن آج کھانے کی میز پر گسیٹوس اور
ایلی دونو کھوئے ہوئے سے اور خاموش تھے عشق کی لاگ ابھی سے کارگر ہونے
لگی تھی مگر مسٹر پنک نے اس بات پر توجہ نہیں دی کیونکہ اول تو اس کی تن آسانی
گہرے تجسس کی اجازت ہی نہ دیتی تھی اس کے علاوہ اس کی عادت تھی جب اور
لوگ خاموش ہوں تو وہ کوئی ایسی طولانی تقریر شروع کر دیتا جس سے دوسروں
کی کسر پوری ہو جاتی آخر جب فواکہات کا دور ختم ہوا تو ایلی اٹھی اور کمرہ سے رخصت
ہو گئی یہ موقعہ گسیٹوس کے لیے آغاز گفتگو کا تھا۔

چونکہ وہ اس معاملہ کو زیادہ عرصہ تک معرض التوا میں رکھنا نہ چاہتا تھا اس لیے
اُس نے فوراً ہی ذکر چھیڑ دیا شروع میں جب تک وہ ایلی کے اوصاف حسنہ کی تعریف
کرتا تھا تو اس کی تقریر میں روانگی اور چستی تھی لیکن جب اصل حقیقت کے اظہار کا
وقت آیا تو ایک عجیب طرح کی وحشت اُس پر طاری ہو گئی۔ گہرا اضطراب لاحق ہوا۔
زبان میں لکنت آ گئی الفاظ کچھ کے کچھ نکلنے شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ اُس نے دیکھا مسٹر
پنک چوڑی آنکھوں اور کھلے ہوئے منہ سے تصویر حیرت بنا اُس کی طرف گھور
رہا ہے بیچارے تاجر کی حیرت بجا تھی کیونکہ یہ خیال بھولے سے اس کو نہ آسکتا
تھا کہ اس کی نام نہاد بیٹی ہفتہ عشرہ کے عرصہ میں ایک نام ملاح سے جوان کا عارضی
مہمان تھا عشق کرنے لگے گی!

آخر کار جب اُس نے گسیٹوس کو بے جوڑ الفاظ کی دلدل میں پھنسا ہوا دیکھا
اور معلوم کیا کہ وہ نکاس کی جگہ نہ پا کر مدعائے حقیقی ظاہر کرنے سے قاصر ہے تو تعجبانہ
پوچھا میرے عزیز کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میری ایلی کی خوشنما غزالی آنکھوں نے
تمہارے ناتجربہ کار دل کو موہ لیا ہے؟ جہاں تک میرا خیال ہے تم کو ایک دوسرے

سے واقف ہوئے دس دن بھی تو نہیں گزرے۔ ۔ ۔"

"آپ کا فرمانا درست ہے" گسٹوس نے جلدی سے کہا "مگر میں ابھی سے مس پنک کو اس طرح چاہنے لگا ہوں گویا برسوں کی واقفیت ہو پس میں ادب کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ آپ۔ ۔ ۔"

"لیکن یہ تو بتاؤ کیا تم نے خود ایلی سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟" مسٹر پنک نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ہم میں سب باتیں ہو چکی ہیں"۔ نوجوان نے جواب دیا "جیسا آپ خود بھی سمجھ سکتے ہیں اُس کی اجازت کے بغیر میں اس ذکر کو آپ کے روبرو چھیڑنے کی جرأت ہی نہ کر سکتا تھا۔"

"آہ تب تو یہ معاملہ بہت دور پہنچ چکا" تاجر نے اپنے سگار کا لمبا کش لگانے کے بعد کہا "میری اپنی رائے تو یہ ہے کہ تم دونوں ابھی کمسن ہو مگر اس کے باوجود میں تمہاری محبت میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتا تمہارے ایسے نیک سیرت نوجوان کے برخلاف کسی اعتراض کی گنجائش محال ہے۔"

"گویا آپ خوشی سے اجازت دیتے ہیں!" گسٹوس نے فرط مسرت سے تاجر کا ہاتھ ممنونیت سے دباتے ہوئے کہا۔

"اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے" مسٹر پنک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "مگر دیکھو ایک بات میں شروع ہی میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر دفعتاً سنجیدگی کے آثار پیدا ہو گئے "ممکن ہے اُس کو جاننے کے بعد تمہارے خیالات میں تبدیلی واقع ہو جائے لیکن اگر ایسا ہو تو تم اپنے ارادہ سے بخوشی باز رہ سکتے ہو۔ ۔ ۔"

"میں آپ کا مطلب سمجھ گیا" گسٹوس نے جلدی سے کہا "جو بات آپ ظاہر کرنا چاہتے ہیں پہلے ہی مجھ کو معلوم ہے مگر وہ میرے ارادہ پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔"

"اوہ مگر میرا خیال تھا کہ ایملی اب تک اُن حالات سے . . . "

"لاعلم ہے . . . بیشک لاعلم ہے!" نوجوان نے فقرہ پورا کر کے کہا دراصل وہ بات ایک اور ہی ذریعہ سے میرے کانوں تک پہنچی ہے . . ."

"آہ اب یہ معاملہ میری سمجھ میں آگیا"۔ تاجر نے قطع کلام کر کے کہا" اور سچ پوچھو تو وہ بات کچھ ایسی پُر اسرار بھی نہیں ہے کیونکہ جنتیوں میں بچے بچے تک کو معلوم ہے اور چونکہ وہ لوگ باتونی ہیں اس لئے میرا خیال ہے انہی میں سے کسی نے تم سے ذکر کر دیا ہوگا۔ لیکن ہاں یاد آگیا . . . تم جو سفر کا ارادہ کر رہے تھے اُس کے بارہ میں کیا تجویز ٹھیری؟ کیا فی الحال انگلستان جا کے جلد واپس آجاؤ گے؟"

"جی ہاں یہی میرا مقصد ہے!" نوجوان نے جسے اپنی درخواست اس آسانی سے منظور ہو جانے کے باعث انتہا درجے مسرت تھی جواب دیا۔

دونوں میں تھوڑی دیر اس مضمون پر باتیں ہوتی رہیں مگر ان کے دوران میں گسٹیوس نے یہ بھید ظاہر نہ ہونے دیا کہ ایملی کی ولدیت کا صحیح حال اس کو مسٹر ہارگیو کی زبانی معلوم ہوا تھا نہ صرف اس لئے کہ معاملہ بجائے خود بہت نازک تھا بلکہ اس خیال سے بھی کہ گسٹیوس مسٹر ہنک پر یہ بات ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا کہ مسٹر ہارگیو سے حال میں اُس کی کوئی طویل گفتگو ہوئی ہے اور اس گفتگو کے دوران میں اس مضمون پہ باتیں ہوئی ہیں۔

مسٹر ہنک کی اجازت حاصل کر لینے کے بعد گسٹیوس ایملی کو اس کی منظوری سے واقف کرنے کو بیتاب تھا ایک مرتبہ اُس نے باہر کی طرف دیکھا تو اس کو فاصلہ پہ باغ کی تختہ بندی میں سپید لباس کی جھلک نظر آئی اُس نے جو شناسانہ اُس مقام کی طرف دیکھا تو نیکدل تاجر اُس کے منشائے دل کو سمجھ کر کہتے ہوئے کہنے لگا میرے عزیز جاؤ جس سے ملنے کو تمہارا جی بیتاب ہے وہ بھی تمہارا انتظار کر رہی ہوگی میں

بلا ضرورت تمہیں روک کر سخت گیر بننا نہیں چاہتا۔"

گسٹیوس جو اسی اشارہ کا منتظر تھا جھٹ اٹھا اور ایلی کے پاس جا پہنچا اُس نے جوش اشتیاق سے اُس کو چھاتی سے لگایا تو وہ فوراً سمجھ گئی کہ چچا نے (جس کے بارہ میں اسے بالکل معلوم نہ تھا کہ درحقیقت اُس کا باپ ہے) اجازت دے دی وہ بھی بڑی محبت سے اُس کے گلے لگ گئی اُس کے خوشنما سڈول بازو گرم فربہ اور مضبوط لیکن مخمل کی طرح نرم اور لچکیلے گسٹیوس کی گردن میں لپٹ گئے اور سرخ مرطوب ہونٹ عاشق جانباز کے ہونٹوں سے دیر تک پیوست رہے۔

اتنے میں شام ہونے لگی تھی۔ بڑی بہار کا وقت تھا غروب آفتاب کے ساتھ شبنم پڑنی شروع ہو گئی تھی درخت چپ چاپ کھڑے تھے پرندوں کی راگنیاں رفتہ رفتہ کم ہونے لگیں اور گلاب کے تھالے سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں باغ کی ہوائے روح بخش اور فضائے دل کشا نے عشاق کے دلوں میں سرور پیدا کر دیا آج وہ اُس مے ناب محبت سے جرعہ کش ہوئے جو پیشتر کبھی ان کے حصہ میں نہ آئی تھی۔

"جان سے پیاری ایلی" گسٹیوس نے کہا اب تم میری ہو تمہارے چچا نے بخوشی منظوری دے دی ہے اور اب کوئی طاقت ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کر سکے گی چند ہفتوں کا عرصہ جلد گزر جائے گا اور اس کے بعد میں انگلستان سے واپس آتے ہی فوراً تم سے شادی کر لوں گا۔"

"مگر پیارے گسٹیوس۔ کیا تم نے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا ہے؟" ماہ پیکر حسینہ نے عاشق کے پہلو میں چلتے ہوئے برق پاش نظروں سے اس کو تکتے ہوئے پوچھا مگر اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا شرم غالب آگئی اور اُس نے فوراً آنکھیں جھکا لیں۔

"میری جان، دل کی مالک" گسیڈس نے اس کے بالوں کو پیار دے کر کہا۔ "کیا میں نے پیشتر تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ ایک ایسا مقدس فرض ہے جسے مجھ کو ہر حالت میں پورا کرنا چاہیئے اس لئے میں امید کرتا ہوں تم میری راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کی بجائے خوشی سے رخصت کرو گی تاکہ میں انگلستان جا کر بڈھے دادا اور عزیز بہن کی مدد کر سکوں"۔

"اچھا اگر یہی تمہارا فیصلہ ہے تو میں نہ روکوں گی" ایملی نے جواب دیا "اب ہمیں چاہیئے اس مضمون پر زیادہ گفتگو نہ کریں"۔

"بس ایک لفظ اور میں اس سلسلہ میں کہوں گا" نوجوان نے کہا "کل تمہارے چچا سونا فروخت کر کے مجھ کو روپیہ لا دیں گے اور اس کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو سکا میں یہاں سے رخصت ہونے کا۔۔۔"

مگر فقرہ نا تمام ہی تھا کہ گسیڈس کو تھوڑے فاصلہ پر کوئی سپید سی صورت آتی نظر آئی ایملی نے بھی اس کو دیکھ لیا اور گسیڈس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہنے لگی "چپ!" ہر چند رات کی تاریکی چاروں طرف چھانے لگی تھی تاہم ابھی اتنا اجالا باقی تھا کہ تھوڑے فاصلہ کی چیز بخوبی دکھائی دے سکتی تھی اس روشنی میں انہوں نے کسی کو اپنی طرف آتے دیکھا اور جب وہ شخص بالکل پاس آ گیا تو معلوم ہوا وہی دیو ہیکل حبشی نیلیس ہے جس نے سپید لباس پہن رکھا تھا سابق کی طرح اس موقعہ پر بھی ایملی اس آدمی کو دیکھ کر سہمگین ہو گئی اس نے گسیڈس کے پہلو میں لگ کے اس کا بازو بڑے زور سے پکڑ لیا فی الحقیقت اتنی بدگمانی اس مرد سیاہ فام سے گسیڈس کے اپنے دل کو بھی کہ وہ سمجھنے لگا شاید یہ آدمی ایملی پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے چنانچہ اس نے مقابلہ کی تیاری بھی کر لی مگر نیلیس نے پاس آ کر دو نو کو مودبانہ سلام کیا اور چپ چاپ اپنی راہ پر چلتا گیا اس کے ہاتھ میں ایک بند لفافہ تھا جس سے انہوں

نے جانا کہ اپنے مالک مسٹر تھربو کی طرف سے کوئی خط لے کر مسٹر پنک کو پہنچانے
جا رہا ہے۔

"ایلی پیاری" گسیٹوس نے نیلسن کے بہت دور چلے جانے کے بعد کہا "اس
ہیبت ناک حبشی کو دیکھ کر تم بہت ڈرنے لگتی ہو خدا کے لئے میرے رخصت ہونے
کے بعد جہاں تک ممکن ہو اس سے دور رہنا اور تنہا کبھی کسی غیر آباد مقام پر نہ جانا۔
کیا تم ایسا کرنے کا وعدہ کرتی ہو؟"

"ہاں پیارے میں ضرور ایسا کروں گی" نازنین نے جواب دیا۔

تھوڑا عرصہ اور وہ سیر باغ میں مشغول رہے اور جب آخر کار مکان پر واپس آئے
تو مسٹر پنک شراب اور سگار سامنے رکھے میز کے پاس بیٹھا تھا وہ دونو کو تعریفی نظروں سے
دیکھ کر اس نے پرمسرت لہجہ میں کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے تم دونو ایک دوسرے کے لیے
ہی بنے تھے۔ کتنی خوبصورت تمہاری جوڑی ہے!"

گسیٹوس نے پیار کی نظروں سے ایلی کی طرف دیکھا اس کی سادی صورت۔
سادی ادائیں۔ سادہ لباس اور سادی وضع کتنی دلفریب تھی! حتیٰ کہ اس کی خوشنما
چمکیلی آنکھوں میں بھی متین سادگی کا جلوہ نظر آتا تھا ایک لحظہ ان کی نگاہیں ایک دوسرے
سے ملیں اس کے بعد ایلی نے انداز حجاب سے گردن جھکا لی۔

کچھ عرصہ کے بعد ایلی اپنے کمرہ میں چلی گئی مگر گسیٹوس بڑی رات تک مسٹر پنک
کے پاس بیٹھا رہا آخر الذکر کو خوش گپیوں کا شوق تھا گسیٹوس بھی اس کی باتوں میں
حصہ لیتا رہا اور اسی طرح وقت گزر گیا آخر کار آدھی رات کے عمل پر گسیٹوس اپنی
خواب گاہ میں گیا کپڑے اتارے اور سونے سے پہلے اس الماری کو کھول کر دیکھا
جس میں سونے کا صندوق رکھا تھا وہ بدستور موجود تھا الماری کو دوبارہ بند
کر کے اس نے کنجیاں وہیں میز پر رکھ دیں اور اس خیال سے خورم و مسرور بستر پر

لیٹ گیا کہ قدرت جو عرصہ قلیل کے لیئے اتنی نامہربان ہوئی تھی اب کس قدر فیاض ثابت ہورہی ہے اس جگہ رہ کے ایلی ایسی سمن عارض حسینہ سے ملنے کا اتفاق ہوا دونو میں گہری محبت ہوگئی پھر اتفاقاً اتنی دولت مل گئی جو اس کے بڈھے دادا اور ونیفرڈ کی زندگی فراغت اور آسائش سے گزارنے کے لئے کافی تھی...

ان راحت انگیز خیالات کے اثر سے وہ تھوڑی دیر جاگتا رہا اس کے بعد رفتہ رفتہ آنکھ لگ گئی لیکن صبح کو بیدار ہوا تو کمرہ میں غیر معمولی خنکی اور تازگی پائی جاتی تھی بستر پر بیٹھے بیٹھے وہ اس خیال سے متعجب ہوا کہ آج خلاف معمول ایسا کیوں ہے مگر جب اٹھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ کھڑکی جو پلنگ کے سرہانے بنی ہوئی تھی کھلی ہے جہاں تک اس کو یاد تھا اس نے ہمیشہ کی طرح وہ کھڑکی رات کو سوتے وقت بند کردی تھی اس لیئے اس کے کھلا ہونے سے بڑی حیرت ہوئی لیکن پھر اس نے معاملہ کو سرسری سمجھ کے نظرانداز کردیا اور ہاتھ منہ دھو کے جلد جلد کپڑے پہننے میں مشغول ہوا کیونکہ کھلی کھڑکی کی راہ سے اس کو باغ میں ایلی کی جھلک نظر آگئی تھی۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد وہ باغ میں اس کے پاس جا پہنچا دونو جوش محبت سے بغلگیر ہوئے اور وہ پری شمائل حسینہ اس طرح اس کے سینہ سے لپٹ گئی کہ معلوم ہوتا تھا ایک پل کو جدا ہونا نہیں چاہتی گیسوؤں کا اپنا جی پیار کرتے نہ بھرتا تھا ناشتہ سے پہلے وہ تھوڑی دیر باغ میں چہل قدمی کرتے رہے اس کے بعد جب نوکر نے کھانے کی اطلاع دی تو اکٹھے کمرہ طعام میں گئے ادھر کچھ عرصہ سے ان کا معمول ہوگیا تھا کہ مسٹر ینگ کے بیدار ہونے سے پہلے ہی اکٹھے ناشتہ کرتے چنانچہ جس وقت نیک دل تاجر جو ہمیشہ دیر کرکے اٹھتا تھا اپنے کمرہ سے نکلا تو وہ کھانے سے فارغ ہوچکے تھے مسٹر ینگ نے بھی عرصہ قلیل میں ناشتہ تناول کرلیا اتنے میں گاڑی دروازہ پر آکے کھڑی ہوگئی اس وقت کھانے کی میز سے

اُٹھتے ہوئے اُس نے مسکرا کر گیٹوس سے کہا" میرے عزیز تم تنہا لبنا ہیں رہنا پسند کرو گے اس لیئے یہ پوچھنا بیکار ہو گا کہ میرے ساتھ کنگسٹن چلنے کا ارادہ ہے یا نہیں "

" اگر آپ اجازت دیں" گیٹوس نے شرماتے ہوئے کہا" تو میں آج یہیں ٹھیروں گا "

" مضائقہ نہیں" مسٹر پنک نے دروازہ کی طرف جاتے ہوئے کہا مگر عین اُس وقت جب وہ گاڑی پر سوار ہونے لگا تو چونک کر پیچھے مڑا اور گیٹوس کو جو ایملی کے ساتھ برآمدہ میں کھڑا تھا آواز دی" میرے عزیز میں ایک ضروری چیز تو بالکل ہی بھول گیا وہ تمہارا سونے کا صندوق کہاں ہے ؟ مجھے لا دو تاکہ آج اس کو فروخت کر کے روپیہ تم کو لا دوں "

" معاف کیجئے۔ یہ معاملہ میرے ذہن سے بھی اتر گیا تھا" گیٹوس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں "۔

وہ دوڑا دوڑا سیڑھیوں پر چڑھا کیونکہ مسٹر پنک کو شہر جانے کی جلدی تھی اور وہ اُسے غیر ضروری طور پر روکنا نہ چاہتا تھا بے تابانہ اُس نے اپنے کمرہ کا دروازہ کھولا کنجی نکالی اور قفل میں لگا دی مگر جیسے ہی الماری کے پٹ کھلے گیٹوس حیران و ششدر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا دہشت اور سراسیمگی کی دبی ہوئی چیخ اُس کے منہ سے نکلی کیونکہ . . . صندوق غائب تھا !

اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے دھندسی پیدا ہوتی دکھائی دی۔ اس کو ہٹانے کے لیئے اس نے پیشانی پر ہاتھ پھیرا اُس کے بعد الماری کے سب خانوں کو غور کے ساتھ دیکھا حالانکہ اس کی ضرورت بالکل نہ تھی کیونکہ اُس کا باقی سامان دوسرے طاق میں رکھا تھا اس میں فقط یوم گزشتہ کو سونے کا صندوق رکھا گیا تھا تو بھی جیسا

اس طرح کی حالتوں میں عموماً ہوا کرتا ہے اُس نے ایک اتنی بڑی چیز کو بھی کھوئی ہوئی سوئی کی مانند تلاش کیا مگر بکس کہیں نظر نہ آیا۔

سخت پریشانی کی حالت میں وہ پیچھے مڑا اور اندھادھند دوڑتا ہوا معمول سے اتر اب اس کے دماغ میں نئی طرح کا جوش اور آنکھوں میں وحشت کے آثار نمودار تھے۔

اُس کو خالی ہاتھ آتا دیکھ کر مسٹر پنک نے آواز دی۔ "کیوں کیا ہوا؟"

"پیارے وہ صندوق کہاں ہے؟" ایلی نے جس کے خوشنما چہرہ پر حیرت کے ساتھ ملے ہوئے دہشت کے آثار پیدا ہو گئے تھے مضطربانہ پوچھا۔

"غائب ہو گیا!" گسیٹوس نے پریشانی سے جواب دیا "الماری کا خانہ بالکل خالی پڑا ہے!"

ایک دردناک چیخ ایلی کے منہ سے نکلی مسٹر پنک بھی اپنے نعرہ حیرت کو ضبط نہ کر سکا۔

"آہ یاد آ گیا" گسیٹوس نے جو اس وقت بڑے جوش کی حالت میں تھا یکایک کہا "میں جب صبح دم اٹھا تو سرہانے کی کھڑکی کھلی تھی۔ ضرور یہ اُس ستم گر حبشی کی شرارت ہے بیشک اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اُس کی صورت کہے دیتی ہے کہ دغا شعار اور فریبی ہے شاید اُس نے مجھے سونے کا ذکر کرتے سن لیا اور رات کو کھڑکی کھول کے اسے لے اڑا . . . بیلسن ہی چور ہے!"

"ہاں بیشک اسی کی شرارت ہے" ایلی نے بھی کہا اور اُس کے بعد زار زار روتے اور ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی "آہ گسیٹوس پیارے اب کیا ہوگا!"

"مگر اس کی تحقیقات فوراً ہونی چاہیئے" مسٹر پنک نے جو خوب ضبط کے

باوجود اس وقت بے طرح گھبرایا ہوا تھا کہا "بڑی سنگین واردات ہے۔ٹھیرو میں چل کے دیکھتا ہوں "

وہ گاڑی سے ہٹ کر سیڑھیوں پر چڑھنے لگا گسٹیوس اور ایلی بھی پیچھے پیچھے گئے الماری اسی طرح کھلی پڑی تھی جس طرح گسٹیوس نے اُسے چھوڑا تھا اور اُس میں سونے کے صندوق کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

"دیکھئے وہ دیکھئے!" ایلی نے جلدی سے کمرہ کی کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا "شیشے کا کٹا ہوا ٹکڑا کیا ثابت کرتا ہے؟"

مسٹر بنک اور گسٹیوس نے پاس جا کر دیکھا بیشک ایلی کا کہنا صحیح تھا کسی نے کھڑکی کا شیشہ کاٹ کے اُس میں ہاتھ ڈالا اور چٹخنی کھول لی تھی سخت پُرجوش لہجہ میں گسٹیوس نے کہا "بس سارا بھید کھل گیا چور اسی ذریعہ سے رات کو کمرہ میں آیا اور صندوق نکال کے لے گیا یہ اُسی دغاباز نیلسن کی شرارت ہے! وہی صندوق لے اُڑا۔۔۔!"

باب ۲۴

بلبل اسیر

پھر ایک بار نظارہ معہ مقام انگلستان میں تبدیل ہوتا ہے۔

اکتوبر کے آخری ایام تھے اور فلاریبل کو سڈنی ولا سے غائب ہوئے دس روز کا عرصہ گزر چکا تھا کہ ہم اسے ؟ غیر محلہ کے ایک عالی شان محل کے خوشنما اور آراستہ کمرہ میں لیٹا ہوا پاتے ہیں۔کمرہ فرش و فروش اور جھاڑ فانوس سے آراستہ تھا اور چونکہ باقی حصہ مکان کی آرائش میں بھی ایسی ہی دریا دلی برتی گئی

تھی اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ شیشہ آلات کی زیبائش میں روپیہ حقیقی معنوں میں پانی کی طرح بہایا گیا ہوگا۔ در و دیوار پرتگالی بانات اور رومی اور کاشانی مخمل سے سجے تھے۔ ایران و ترکستان کے بڑھیا قالین پا انداز میں بچھے ہوئے اور آتش دان پر رکھی ہوئی خوشنما سنگ مرمر کی گھڑی دو نہایت دیدہ زیب مجسموں سے مزین تھی۔ اس مجموعہ پر حفاظت کے خیال سے قیمتی بلور کا کنول اوندھا رکھا تھا۔ دیواروں پر بیش قیمت تصویریں لٹکی تھیں اور چھت سے لاتعداد قندیلیں۔ فانوسیں اور قمقمے آویزاں تھے۔ سنگ سپید کے گلدانوں میں کاونٹ گارڈن مارکٹ کے نایاب پھول سجے تھے اور کھڑکیوں میں پڑے ہوئے چین و ماچین کے رنگارنگ پردے صرف ہلکی خواب آور روشنی کے داخلہ کا سامان پیدا کرتے تھے۔

اس مکلف نزہت گاہ میں مغرق مسند پر قلمرو حسن کی ملکہ 'فلا ئیبل' بصد شان رعنائی دراز تھی۔ ہر چند سہ پہر کا وقت تھا تاہم اس نے تن آسانی سے وہی صبح کا ڈھیلا لباس زیب بدن کر رکھا تھا۔ پر زاغ کے ایسے سیاہ چمکیلے بال ناگن کی طرح لہراتے اور بل کھاتے بلوری شانوں کے اطراف میں اور پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔ مہین فرانسیسی ململ کی اوڑھنی میں سے دو خوش قامت پہاڑیاں نمودار تھیں۔ چہرہ سرور انگیز۔ نگاہ میں گلابی پن کی جھلک اور آنکھیں اس طرح خمار آلود تھیں گویا ذرا ذرا سی نیند آ رہی ہو۔ ایک پیر میں چھوٹی زیر پائی جس پر کلابتون کا کام تھا مونڈھے کے نیچے لٹکا ہوا اور دوسرا خدا معلوم اس پُرتکلف مسند کی شکنوں میں کس جگہ پوشیدہ تھا۔

ایک خوشرنگ چھوٹی سی تپائی پر جس پر بیل بوٹے اور پرندوں کی تصویریں کندہ تھیں زیورات کا کھلا ہوا بکس دھرا تھا جس کے جواہرات اپنی آبداری سے پانی ٹپکاتے اور ہیرے اور پنے کے دانے ستاروں پر آنکھ مارتے نظر آتے

تھے۔ ایک گلگداز انیس و بے باک۔ طرحدار و دلفریب میز کے پاس کھڑی تھی۔
بظاہر وہ اس ڈبہ کی چیزیں فلاریبل کو دکھانے لائی تھی۔ کیونکہ وہ ایک ایک شے
کو باری باری اُٹھا کے جانچتی۔ اور اس کے بعد پھر اس کے مقام پر رکھتی جاتی
تھی۔ شاید یہ بکس فلاریبل کو حال ہی تحفہ کے طور پر ملا تھا تبھی وہ اس کی چیزوں کو
اس گہرے انہماک سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسی کام میں مشغول تھی کہ ایک خوش ادا
کنیز کمسن شوخ و گلرنگ عمدہ لباس پہنے شراب ارغوانی کی گلابیاں کشتیوں میں
لے کر داخل ہوئی۔ ایک زرنگار طورہ پوش کے نیچے کیک اور مٹھائیاں دھری
تھیں۔ نفاست۔ تکلف اور عیش کے ان سامانوں کو دیکھ کر۔ بہم مہیا اسباب
اور نایاب جواہرات کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ نیز اس مکان کی عام حالت۔
کمرہ کی فضا اور پرستاروں کی خوش اقبالی پر نگاہ کر کے اس بات کا اندازہ کرنا
بہت مشکل نہ تھا کہ جہاں تک دنیاوی آسائشوں کی کثرت۔ نفاست اور شوکت
کا تعلق ہے۔ فلاریبل کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ نفیس دانتوں سے نکلی ہوئی ہر ایک
خواہش بلکہ شاید اس کے دل میں سوچی ہوئی ہر ایک آرزو آن واحد میں پوری
کردی جاتی تھی۔

مگر اس کا شوہر آنربل تھیوڈور کلفورڈ کہاں تھا؟ اور اس عیش و عشرت کے
ہجوم میں رہتے ہوئے کیا وہ ہر طرح خوش تھی؟ اس کا حال کون جان سکتا ہے۔
بے شک اس کا چہرہ پُرمسرت تھا۔ جس طرح کسی نادان بچہ کا عمدہ کھلونوں کو
پاکے ہوا کرتا ہے اور وہ خادمہ کے ہاتھ سے لے لے کر ہر ایک زیور کو دیکھتی۔
الماس کی جیغہ پیشانی پر باندھ کر یا موتیوں کی لٹکن شب رنگ بالوں کے پاس
لے جا کر اس کے منہ کو استفہامی نظروں سے تکتی تھی گویا اس ذریعہ سے معلوم کرنا
چاہتی تھی کہ وہ زیور اس کے حسن پر کہاں تک زیب دیتا ہے جواب میں اس کی

خواص۔ ادب۔ اور تکلف کی منہ بولتی تصویر ان چیزوں کے پھبن کو سراہتی نہ تھکتی تھی۔ یہ زیور سرکار کی شگفتہ رنگت پر خوب ہی خوب سجتا ہے اور یہ گڑ ویاں تو شاید کاریگر نے حضور کے ... کو پیش رکھ کر ہی بنائی ہیں۔ . . چرب زبانی کی میٹھی میٹھی باتیں جو ہر شخص کو بہت بھاتی ہیں اور جنہیں سُن سُن کر فلاریل شوخ نظروں سے مسکراتی تھی۔ لیکن کیا وجہ تھی کہ اس حالت انبساط میں۔ اپنے حسن کی دلفریبی اور شباب کی نوخیزی سے واقف ہوتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ دنیا کی وہ سب نعمتیں جو زر۔ حشمت اور کامرانی کی مدد سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس کے ایک اشارہ پر حاضر کر دی جاتی ہیں۔ . . ہم پوچھتے ہیں کیا وجہ تھی کہ اس حالت میں بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے گلرنگ ہونٹوں کو زور سے دباتی تھی۔ گویا اس ذریعہ سے اس آہ سرد کو ضبط کرنی چاہتی ہو جو اس کے سینہ سے اٹھتی تھی کیوں اوقات بعید میں کاہش غم کا سایہ اس کے روئے آتش رنگ پہ پیدا ہو کے اس کے حسن احمر کو زرفام کرنے لگتا تھا اور نشاط کی وہ نمکینی جو نایاب و نفیس زیوروں کو دیکھ کر پیدا ہوتی تھی۔ آن واحد کے لیئے رنج کی تلخی میں بدل جاتی تھی؟ حتیٰ کہ آخر کار وہ شیریں گفتار اُمیس کے کسی لفظ کو سُن کر چونکتی اور اس طرح متحیر نظروں سے دیکھنے لگتی گویا حالت خواب سے اٹھی ہو۔

ایس ان چیزوں کو رکھ دے" اس نے اس خادمہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو خوان لے کر آئی تھی پھر اس خواص کی طرف مڑ کر جو زیور دکھانے میں مشغول تھی اس نے پوچھا "گیتھرائن تو کیا کہتی ہے؟ تیری اپنی رائے میں یہ چیزیں کیسی ہیں؟"

"بانو میں کیا اور میری اوقات کیا جو ان نایاب جواہرات بہ رائے ظاہر کر سکوں" خادمہ نے جواب دیا "مگر ہاں اتنا کہتی ہوں کہ حضور کے حسن حیرت خیز کی چمک

پا کے ان چیزوں میں دونی آب آجاتی ہے۔"

"کیتھرائن کیوں مجھ کو بناتی ہے؟" فلاریل نے جو اس تعریف کو سُن کر دل میں بے حد مسرور تھی۔ غصہ کی نمائش کر کے کہا۔

"بانو میری کیا مجال ایک لفظ بے جا کہہ سکوں۔" نوکرانی نے جواب دیا۔ "میں تو یہ سوچ کر حیران ہوتی ہوں کہ بڑے سرکار نے ہر چیز کے انتخاب میں کیا عقل رسا برتی کہ وہ حضور کی خوبصورتی کے عین مطابق ہوئی۔"

"ہاں تو میرے شوہر کی تعریف بے شک کئے جا" فلاریل نے کہا "وہ اس کا حقدار ہے۔"

"میں سرکار کی نمک پروردہ۔ خاک سے اٹھائی اور پالی ہوئی۔ میرا کیا منہ کہ کچھ عرض کر سکوں" کیتھرائن نے جواب دیا "مگر سچ کہنا ہی پڑتا ہے۔ ان کی جوہر شناسی ان زیوروں ہی سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اس موہنی صورت کی تلاش میں بھی پائی جاتی ہے جسے قدرت نے اپنے ہاتھوں سے ان چیزوں کو زیب دینے کے لیے بنایا تھا۔"

"آہ۔ پھر تو نے میری تعریف کی" فلاریل نے اس طرح ہنستے ہوئے کہا کہ اس کے دردندان کی لڑیاں۔ عاج کی مانند سپید اور موتیوں سے زیادہ آبدار نمایاں ہوگئیں "معلوم ہوا تو نہ مانے گی۔ لیکن ہاں تھیوڈور نے جو کچھ کیا اور جس خوبی کے ساتھ کیا اس کی میں بھی تعریف کرتی ہوں۔ تجھ کو معلوم ہے کیتھرائن کس طرح اس نے ایک گھڑی کے اندر اندر یہ مکان تلاش کر کے تین دن کے عرصہ میں آراستہ کرادیا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ اپنے پاس علاءالدین کا طلسمی چراغ رکھتا ہے۔"

"حضور کا فرمانا صحیح ہے" زمانہ ساز کیتھرائن نے جواب دیا "لیکن خطا معاف،

دنیا میں کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا اثر آدمی کو سچ مچ جادو کی طاقت عطا کر دیتا ہے اور محترم بانو انہی میں سے ایک کا نام . . . عشق ہے۔" یہ آخری الفاظ اس نے کچھ اس طرح رک رک کے کہے گویا زبان درازی سے ڈرتی تھی۔

"کیتھرائن تو سچ کہتی ہے" فلاریل نے انداز کسل سے صوفے کی پشت پر جھک کر اس طرح آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا گویا اس ایک لفظ نے اس کے سینہ میں بے پایاں راحت کا احساس پیدا کر دیا" بے شک پروردگار نے اس جذبہ پاک میں بڑی بڑی طاقتیں پنہاں رکھی ہیں۔ عشق نے اس دنیا میں کیا کچھ نہیں کیا اور کونسی قربانی ہے جو آدم زاد نے اس کے لئے قبول نہیں کی۔ انسان کی بڑی سے بڑی کامیابیاں اور اس کی ادنے سے ادنے سیاہ کاریاں اسی ایک نام سے وابستہ ہیں۔"

کیتھرائن بیگم کی اس شاعرانہ تقریر کو سن کر ذرا سی دیر کے لئے بیموتیک ہوگئی تھی۔ لیکن بہت جلد اس کو بیان کی گہرائی اور تاثیر کا قائل ہونا پڑا۔ وہ بڑی زیرک لڑکی تھی۔ تیر نشانے پہ لگتا دیکھ کر بولی "آج معلوم ہوا کہ سرکار کا حسن بیان بھی حسن صورت و سیرت سے کم نہیں۔ آپ نے قلیل لفظوں میں وہ جلیل معنی پیدا کئے ہیں کہ کوئی شاعر یا قصہ گو بھی کیا کرے گا۔ مالک کی خوش نصیبی تھی کہ حضور ایسی شیوہ بیان خاتون پر نگاہ انتخاب گئی۔ لیکن زبان درازی معاف ہو تو عرض کروں کہ سرکار بھی حضور کی رضا جوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔"

"ہاں یہ بالکل صحیح ہے اور میں . . . ان کے پاس رہ کے ہر طرح خوش ہوں" فلاریل نے فقرہ کا آخری حصہ اس طرح رکتے ہوئے منہ سے نکالا گویا طبیعت پہ جبر کر کے کہتی ہے "گو ایسا کیوں نہ ہو۔ تھیوڈور ایسا نیک دل۔ نیک سیرت شوہر قسمت سے ملتا ہے۔ کونسی چیز ہے جو وہ مجھے لا کے نہیں دیتا؟ میری کونسی آرزو ہے جو اس نے

پوری نہیں کی؟"

"اس لئے کہ سرکار امیر ابن امیر ہی نہیں شریف ابن شریف بھی ہیں" کیتھرائین نے جواب دیا۔ "ان کا خاندان سارے انگلستان کی ناک ہے مگر آپ دیکھ ہی جوئیں گے۔ کوئی دن جاتا ہے کہ وہ آپ کا تعارف اپنے سب رشتہ داروں سے کرائیں گے۔۔۔"

"ہاں۔ بے شک" فلاریس نے دفعتاً آگے بڑھ کر زیورات کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے کہا گویا اس ذریعہ سے گفتگو کا رخ بدلنے کا ذریعہ پیدا کرنا چاہتی تھی۔ "کیتھرائین تو جانتی ہے۔ ہماری شادی صرف مصلحت کے خیال سے پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ عنقریب تھیوڈور اپنے والد اور دوسرے رشتہ داروں کو واقف کر کے۔۔۔ مگر دیکھ تو کیسا چکیلا لعل ہے!۔۔۔ اور یہ موتی۔۔۔ ایلس ادھر آیو۔ میں سب چیزیں تجھ کو دکھاتی ہوں" یہ الفاظ اس نے چھوٹی خادمہ کو مخاطب کر کے کہے جو ادب سے فاصلہ پہ کھڑی گردن نکالے زیوروں کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بانو شکریہ عرض کرتی ہوں" ایلس نے رفع استعجاب کے لیئے پاس جا کر کہا "اوہ کیسے خوشنما جواہرات ہیں۔ اور کتنی۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک گئی تو فلاریل نے خندہ سیال سے اس کی طرف دیکھا پھر بولی "کیوں ایلس چپ کیوں ہو گئی جو کہنا چاہتی ہے کہہ دے۔"

"بانو میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتی تھی" ایلس نے جو رضا جو اور زمانہ ساز کیتھرائین کے مقابلہ میں بہت کم تجربہ کار تھی صاف گوئی سے کام لے کر جواب دیا۔ "یہ سرکار کو آپ سے کتنی بے پایاں محبت ہو گی کہ وہ ایسی ایسی خوشنما قیمتی چیزیں لا کے آپ کو دیتے ہیں۔"

"ایلس، تو نے سچ کہا تھیوڈور کو مجھ سے اتنی محبت ہے جتنی (بیوی) ہر فرد عورت سے نہیں ہوتی" فلاریل نے فاخرانہ لہجہ میں کہا اور وہ کیتھی ایک پل کے

لیے مجھے تنہا چھوڑ کے نہ جانا اگر اس کو . . . شادی کی اطلاع اپنے باپ لارڈ ونڈر میر کو . . .“

مگر فقرہ ناتمام ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک متوسط العمر شریف اور معزز صورت آدمی ۔ فربہ اندام سرخ چہرہ گہرے رنگ کا سوٹ پہنے اور بے داغ سپید گرو بند لگائے ادب کی تصویر بنا کمرہ میں داخل ہوا ۔ یہ آدمی گھر کا داروغہ اور اس تجمل اور دولت کے لحاظ سے جو انتظام کی ہر شاخ میں پائی جاتی تھی شاہان قدیم کے ناظم بیوتات کے مساوی درجہ رکھتا تھا ۔ فلاریل کے حضور میں آتے ہی اس نے کمر خم کر کے سلام کیا اس کے بعد کہنے لگا ”عالی قدر بانو ۔ نعمت خانہ کا انتظام مکمل ہو گیا ۔ کل رات شامپین اور ہوک کی جو بوتلیں آئی تھیں ۔ قرینہ سے رکھی جا چکیں ۔ اور اب ملاحظہ فرمائیے ۔ یہ ان شرابوں کی فہرست ہے جو سرکار نے طلب فرمائی ہیں ۔ اور یہ اس کے ساتھ کلوار کی تاجرانہ فہرست ہے جو میں اس لئے حضور کے پاس لایا ہوں کہ اگر آپ منشا کے عالیہ کے مطابق ان میں سے کچھ طلب کرنا چاہیں تو فرمائش میں ان کا اضافہ کر دیا جائے . . .“

”نہیں ۔ بیٹ مین ۔ مجھ کو اس جھنجھٹ میں پڑنے کا دماغ نہیں“۔ فلاریل نے بےحظوظ شاہانہ سے جواب دیا ”جو کچھ پسند کیا جا چکا ۔ کافی ہے ۔ دیکھنا ۔ دو درجن بوتلیں شراب کی ۔ اور میں تم کو تنبیہ کرتی ہوں کہ شاید ان میں سے کسی شخص کو بھی ذرا بھی نصیب نہ ہو“۔

”حضور کا فرمانا صحیح ہے“۔ بیٹ مین نے پھر ایک لمبا کورنش بجا لا کر جواب دیا ۔ ”مگر خادم عرض کرتا ہے کہ عنقریب جب سوسائٹی کی چہل پہل شروع ہو گی اور سرکار نے پارٹیاں اور رقص کے جلسے منعقد کیے تو پھر بڑی ہی مقدار دنوں میں ختم ہو جائے گی ۔ علاوہ بریں تہ خانہ میں فی الحال کافی جگہ خالی ہے . . .“

تو اس صورت میں بہتر ہو تم اس معاملہ کا فیصلہ اپنے مالک سے کر لو" فلاریل نے کسل مندی سے جواب دیا "ان معاملات کی نسبت اسے مجھ سے بہتر واقفیت ہے"

"سرکار کا فرمانا یہی تھا کہ ہر بات میں حضور کے حکم کی تعمیل ہو" داروغہ نے ادب سے گردن خم کر کے عرض کیا۔

"یہ اس کا احسان ہے۔ ۔ ۔ مگر۔ ۔ ۔ تم کیا دریافت کرنے تھے؟"

"بانو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ تہ خانہ میں بہت سی جگہ خالی ہے" بیٹ مین نے تقریر جاری رکھ کر کہا "پس اگر آپ تکلیف فرما کے اس چھپی ہوئی فہرست کو دیکھ لیں جس پر خادم نے اپنی کج فہمی کے مطابق کچھ نشان لگا دیئے ہیں۔ تو ان نمونوں کو بھی سرکار کی رسمی فرمائش میں شامل کر لیا جائے۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں بارہ درجن موسل جو شامپین سے بہت ہلکی مگر چمکیلی ہے اور اس لیئے سیر میں کام آتی ہے اور چھ درجن چابلیس جو اسٹر کے ساتھ موزوں ہے۔ ۔ ۔"

"سمجھ گئی" فلاریل نے مربیانہ انداز سے فہرست واپس دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ چھ درجن ایک اور آٹھ درجن دوسری اور پانچ درجن ایک اور۔ ۔ ۔ بیٹ مین تم کو اختیار ہے ان سب کو فرمائش میں شامل کر دو۔ پھر امید ہے تہ خانہ اچھی طرح بھر جائے گا۔ ۔ ۔ وقت پر ہر چیز کی بڑی خوبصورتی ہے" یہ آخری چند الفاظ اس نے بیٹ مین کے سلام کر کے رخصت ہو جانے کے بعد کیتھرائن کو مخاطب کر کے کہے۔

"بانو ہر ایک واقعہ یہ بات ثابت کرتا ہے" کیتھرائن نے جواب دیا "کہ سرکار کی نگاہ کتنی دور رس اور انتظام کتنا مکمل ہے۔ میں یقین کے ساتھ عرض کر سکتی ہوں کہ عنقریب جس وقت مہمان آنے شروع ہوئے تو حلقہ فیشن میں آپ کی ذات رشک عالم بن جائے گی"

"یہ سب اس محبت کے کرشمے ہیں جو تھیوڈور کو مجھ سے ہے۔" فلاریبل نے
جواب دیا "کچھ شک نہیں وہ میرا پرستار ہے۔۔۔"

لیکن اس جگہ پھر ایک بار داستان کا سلسلہ روک کر ہم سوال پوچھتے ہیں
کیا اظہار مسرت و انبساط کے ان سارے طریقوں کے باوجود فلاریبل خوش تھی؟
ہمارا خیال ہے کہ تجربہ کار کیتھرائین نے جو قلب انسانی کا حال چہرے کے آئینے سے
معلوم کرنے کا اچھا ملکہ رکھتی تھی ضرور معلوم کر لیا ہوگا کس طرح اُس کی مالکن تھوڑی
تھوڑی دیر کے بعد یہ کہہ کے اپنے جی کو سنبھالنے کی کوشش کرتی تھی کہ تھیوڈور
اُس سے بڑی محبت کرتا ہے وہ اُس کو اپنا معبود سمجھتا اور اُس پر جان نثار کرتا
ہے یہ اور ایسی ہی باتیں جو فلاریبل کی طرف سے دوران گفتگو میں ہوئی تھیں
ظاہر کرتی تھیں کہ باطن میں کوئی وجہ ہے جو اُس کی مسرت کو اُس درجہ تکمیل تک
پہنچنے نہیں دیتی جو ہونا چاہیے اور جس کی وجہ سے وہ اس طرح کی باتوں کے
ذریعے سے اپنے سینہ کی کسک دبانے کی کوشش کرتی تھی فلاریبل اگر زیادہ تجربہ کار
ہوتی اگر اُس کو دنیا کے نیک و بد کا بہتر علم ہوتا تو یقیناً اپنی خواص سے اپنے
شوہر کی محبت کا ذکر نہ کرتی وہ ذرا ذرا سی بات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کرتی
کہ اُس کے اور تھیوڈور کے درمیان وہ گہری محبت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی نہ
مختلف سوالوں سے نوکرانیوں کی زبانی یہ کہلانے کی کوشش کرتی کہ تھیوڈور
کلفورڈ اُس کا بدل و جاں پرستار ہے۔ اور اُس کی خاطر کسی خرچ اور کسی ایثار کی
پروا نہیں کرتا۔

اتنے میں دروازہ پھر کھلا اور ایک دراز قد نوکر جس نے شاندار وردی پہنی ہوئی
تھی داخل ہوا۔

"جارج تم جو رقعے لے کر گئے تھے اس کا جواب کیا لائے؟" فلاریبل نے پوچھا

خوشنما چہرہ پر باطن کے اضطراب سے ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا بیتابانہ پوچھا۔

"بانو میں حکم پاتے ہی گاڑی لے کر سڈنی ولا گیا تھا اور جلدی ہی وہاں جا پہنچا۔۔۔"

"پھر کس سے ملاقات ہوئی؟" فلاریل نے سینہ کی بے تابی چھپانے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"بانو سب سے پہلے ایک عورت مجھ کو دروازہ پر ملی جو شاید اُسی گھر کی نوکرانی تھی" خادم نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گئی۔ ریشل" فلاریل نے دل کی دھڑکن دباتے ہوئے کہا۔

"جی سرکار یہی اُس کا نام تھا کیونکہ بعد ازاں مس ایولن نے میرے سامنے اسی نام سے اُس کو مخاطب کیا تھا"۔

"پھر اُس کے بعد تم مس ایولن سے ملے۔۔۔ میری عزیز بہن سے؟"

"جی ہاں وہ نوکرانی سے یہ اطلاع پاتے ہی باہر آگئیں کہ مسز کلفورڈ کا نوکر خط لے کر آیا ہے"۔

"اور وہ خط تم نے دے دیا؟"

"جی میں نے وہ خط مس ایولن کو دے دیا"۔

"اچھا اس کے بعد کیا ہوا؟" فلاریل نے پوچھا "سارا حال تفصیل کے ساتھ بیان کرو"۔

"اس کے بعد بانو۔۔۔ اس کے بعد" وہ کہتا کہتا رک گیا۔

"کیوں چپ کیوں ہو گئے؟" فاریل نے پوچھا "بولو جواب دو کس لئے خاموش ہو؟"

"بانو جیسے ہی مس ایولن نے وہ خط میرے ہاتھ سے لے کر پڑھا پہلے

مارے خوشی کے رونے لگیں پھر . . . پھر اُن کو غش آگیا"۔

"آہ پیاری ایگنس!" فلاریل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کی اپنی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے لیکن فوراً ان کو پونچھ کر اُس نے دریافت کیا "مس ایولن نے وہ خط تمہارے سامنے پڑھا تھا؟"

"جی ہاں اور اس کو پڑھ کر فرمایا کہ میں ابھی ملنے آؤں گی - بلکہ وہ تو فرماتی تھیں تم سے پہلے اس جگہ پہنچ جاؤں گی"۔

"بس کافی ہے جاؤ" فلاریل نے نوکر کو ہاتھ کے اشارہ سے رخصت کر کے کہا۔

لیکن وہ پھر بھی ٹھہرا رہا۔

"بانو" اُس نے مودبانہ عرض کیا "سیر کے لیے گاڑی کب درکار ہو گی اور حکم دیجیے کیا بند گاڑی تیار ہو یا کھلی؟"

"آج میں سیر کرنے نہ جاؤں گی کیونکہ مس ایولن کو آنا ہے اس سے باتوں میں وقت گزر جائے گا یا ممکن ہے وہ کھانا کھانے کے وقت تک ٹھہرنا منظور کرے . . . لیکن فی الحال جاؤ اگر مجھ کو گاڑی درکار ہو گی تو کہلا بھیجوں گی۔

نوکر سلام کر کے رخصت ہو گیا خادماؤں میں سے بھی ایک اس کے پیچھے چلی گئی مگر ایک کمرہ میں ہی رہی کیونکہ نئے گھر میں کوئی نہ کوئی چیز درست کرنے والی ضرور باقی رہ جاتی ہے خصوصاً اس طرح کی حالت میں کہ سب انتظام غیر معمولی عجلت کے ساتھ تین دن کے عرصہ قلیل میں مکمل ہوا ہو۔

تھوڑی دیر کے لیے فلاریل گہری فکر میں پڑ گئی مگر جلدی ہی دروازہ کی دستک سُن کے چونکی، ہلکی سی تھرتھری بدن میں پیدا ہوئی چہرہ کی رنگت ایک لحظہ سرخ ہو اس کے فوراً بعد سپید ہو گئی چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایگنس تیر جھپٹتی داخل ہوئی۔

"جان سے پیاری فلاریبل!"

"جان سے پیاری اگینس!"

دونوں ہم آغوش ہوئیں اور بڑی دیر تک اسی حالت میں رہیں کچھ ایسی بدحواسی اگینس پر طاری تھی کہ اس کو یقین نہ آتا تھا اس نے سچ مچ فلاریبل کو پالیا اس سے ملنے کا واقعہ حقیقت سے بہت زیادہ خواب نظر آتا تھا فلاریبل بھی اس طرح اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی جیسے کوئی شخص مدت دراز کی تنہائی کے بعد کسی دوست یا مددگار کو پاکے طوفان مصائب کے بعد اس کو جائے پناہ سمجھتا ہوا اس کے ساتھ لگ جاتا ہے نوکرانی چپ چاپ کمرہ سے چلی گئی اور وہ دونوں پاس ہی پاس صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"پیاری بہن" فلاریبل نے اس حالت میں کہ دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے کے چہرہ پر لگی ہوئی اور ایک کے ہاتھ دوسرے کے ہاتھوں میں مستحکم پکڑے ہوئے تھے کہا "تم کتنی پیلی نظر آتی ہو۔ فکر و غم نے تمہاری صورت تھوڑے عرصہ میں بالکل ہی بدل دی ہے۔"

"عزیزہ فلاریبل" اگینس نے جواب دیا "آج تمہیں پاکر سب کاہش غم دور ہوگئی اب میں ہر طرح خوش ہوں" یہ کہتے ہوئے اس نے فلاریبل کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا اور پہلی مرتبہ اس کی نگاہ فلاریبل کی انگلی میں پہنی ہوئی شادی کی انگوٹھی کی طرف گئی۔

"مگر بہن تم کو میری وجہ سے بڑی فکر ہوئی ہوگی۔" فلاریبل نے غمناک لہجہ میں کہا۔

"وہ تو لازمی طور پر ہونی تھی" اگینس نے جواب دیا "مگر غنیمت ہے اتنا معلوم ہوگیا تھا کہ تم مسٹر کلفورڈ سے شادی کرنے گئی ہو۔"

"آہ - یہ بات تم کو معلوم تھی!" فلاریبل نے کہا "اس کا علم کیونکر ہوا؟ کس نے تم کو بتایا تھا؟"

"یہ باتیں مجھ کو مسز شریڈن کی زبانی معلوم ہوئی تھیں" اگینس نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے جس وقت تم گاڑی میں سوار ہوئیں تو پولیس کا ایک سپاہی تھوڑے فاصلہ پر کھڑا تھا اُس نے تمہیں اور مسٹر کلفورڈ کو دور سے دیکھا اور گو اُس کے لیئے اندھیرے میں صورت پہچاننا ناممکن تھا تاہم میرے لئے اندازہ سے یہ معلوم کرنا دشوار نہ ہوا کہ وہ تھیوڈور کلفورڈ ہی ہوگا جس سے تم کو محبت تھی۔ مگر فلاریبل کیوں تم اتنے دن چپ رہیں؟ کیا اتنا نہ کرسکتی تھیں کہ میرے اطمینان کے لیئے ایک سطر ہی لکھ کے بھیج دیتیں؟ اس سے میرے گئے ہوئے حواس ٹھکانے آجاتے تم نہیں جان سکتی ہو کتنی پریشانی میں نے ان دنوں اٹھائی ہے۔ ہر وقت جی سینہ میں بھٹکتا تھا ہر لحظہ تمہاری یاد بے تاب کرتی تھی تمہاری ذرا سی تحریر میری اس کوفت کو بڑی آسانی سے رفع کردیتی" اور اتنا کہہ کر اگینس اگلی پریشانیوں کو یاد کرکے زار زار رونے لگی۔

"پیاری بہن نہ رو" فلاریبل نے اس کو تسلی دے کر کہا مگر ایسا کرتے ہوئے اس کی اپنی آنکھوں سے بے اختیار سیل اشک بہنے لگا۔

"اب تجھ کو پاکر جی میں جی آگیا" نیکدل اگینس نے فلاریبل کو بزور سینہ سے لگاتے ہوئے کہا "زیادہ تر اس لئے کہ جو شک و شبہ اب تک میرے دل میں باقی تھا بالکل رفع ہوگیا آہ پیاری فلاریبل آج تجھے دیکھ کر طبیعت نہیں بھرتی۔ تیری علیحدگی کی یاد سے بے اختیار رونا چلا آتا ہے مگر . . . جو ہوا ہوگیا خدا کا شکر ہے کہ آج تجھے دیکھ کر دل کے سب وسوسے جاتے رہے" - اور اتنا کہہ کر اُس نے معنی خیز نظروں سے فلاریبل کے ہاتھ میں پہنی ہوئی شادی کی انگوٹھی کو دیکھا۔

اس نگاہ کا مطلب سمجھ کر فلاریبل کے چہرہ پہ ہلکی سرخی چھا گئی مگر یہ تبدیلی اتنی ظاہری اور عارضی تھی کہ جب ایک لمحہ بعد اگینس نے نظر اٹھا کے دیکھا۔ تو وہ بالکل معلوم نہ کر سکی۔

"جان سے پیاری اگینس اگر مجھ سے خطا ہوئی ہے تو اُس کے لئے معافی مانگتی ہوں" فلاریبل نے کہا "لیکن تم خواہ اس کو میری خود پسندی سمجھو یا کچھ اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ تبھی تم سے ملوں گی جب اپنے مکان میں رہنے لگوں گی بیشک تم میری علیحدگی سے پریشان و مکدر تھیں شاید تمہارا خیال تھا کہ اس طرح گھر سے چلے آنے کے بعد مجھ کو اپنی آرزوؤں میں ناکامی ہوگی ..."

"فلاریبل جو ہو چکا بہتر تھا" اگینس نے فلاریبل کی متوالی سیاہ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا "فی الحال یہ بتاؤ کیا ہر طرح خوش و خرم ہو؟"

"ہاں مجھے کسی چیز کی کمی نہیں" فلاریبل نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی جگہ سے اُٹھ کے کھڑی ہو گئی "مگر آؤ تم کو دکھاتی ہوں۔ کیا ان کمروں کی شاندار زیبائش ان کی مرصع کاری اور نقش و نگاری اس کا ثبوت نہیں؟ پھر ان جواہرات کو دیکھو کیا کیا بیش قیمت الماس لعل و زمرد اور موتی ان میں ٹکے ہیں اور یہ نقدی گھڑی جو تھیوڈور نے مجھ کو دی ہے اور یہ طلائی زیور اور یہ قیمتی نگینوں کی انگوٹھیاں جو کسی ملکہ کے پہننے کے لائق ہیں۔ سچ کہنا اگینس کیا وہ میری خوشی کے لئے کم ہیں؟ اور تم یہ سن کے بہت حیران ہو گی کہ تھیوڈور نے مہمانوں کے لئے ۸۰ درجن بوتلیں شراب کی منگائی ہیں جن سے سارا تہ خانہ بھر گیا لیکن اس پر کفایت نہ کر کے چالیس درجن کی فرمائش اور بھیجی گئی ہے ... تو میرے ساتھ آ میں ہر ایک چیز دکھاتی ہوں۔"

"لیکن فلاریبل ... مسٹر کلفورڈ کہاں ہے؟" اگینس نے پوچھا "تھیوڈور ..

تمہارا شوہر . . کیا باہر گیا ہے ؟"

"تھیوڈور فی الحال موجود نہیں" فلاریل نے رکتے ہوئے جواب دیا "کیونکہ اُسے اپنے باپ کو شادی کی منظوری کے لیئے رضامند کرنے کا مشکل کام سرانجام دینا ہے اس لیئے اس کے وقت کا بڑا حصہ ان کوششوں میں صرف ہوتا ہے۔"

"اور تم کو شادی کے بعد یہاں آئے کتنا عرصہ ہو گیا ؟" ایگنس نے دریافت کیا۔

"ٹھیرو حساب کر کے بتاتی ہوں" فلاریل نے کہا "ہماری شادی" . . . یہ لفظ کہتے ہوئے پھر ایک بار فلاریل کے خوشنما چہرہ پر ہلکی تبدیلی پیدا ہوئی مگر وہ اتنی عارضی تھی کہ ایگنس اب بھی اس کو معلوم نہ کر سکی . . "ہماری شادی اکیس تاریخ کو ہوئی تھی اور ہم تیئیس کو لندن پہنچے تھے۔"

"اور آج اس مہینہ کی اکتیسویں تاریخ ہے"۔ ایگنس نے ملامت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "فلاریل ایک ہفتہ تم کو لندن آئے ہو گیا اور تم نے آج تک مجھے اطلاع نہ بھیجی"

"آہ مگر بات دراصل کچھ اور ہے۔ ہم لوگ شروع میں ایک ہوٹل میں ٹھیرے تھے" فلاریل نے جواب دیا "اس اثنا میں تھیوڈور نے یہ مکان کرایہ لیا اس میں سامان رکھا یا نوکروں کا انتظام کیا . . ایگنس میرے ہاں سات نوکر کام کرتے ہیں تین پیش خدمتیں۔ ایک میری انیس دو کنیزیں ایک دادو غہ ایک گاڑیبان ایک نوکر اور ایک باورچن . . . تم آپ سمجھ سکتی ہو کہ اتنا انتظام وقت چاہتا ہے مگر ان ضروری کاموں سے فارغ ہوتے ہی میں نے پہلی فرصت میں تم کو اطلاع بھیج دی . . . "

"اور کیا تم اپنے خسر لارڈ ونڈرمیر سے ملی ہو ؟" ایگنس نے پوچھا۔

"نہیں . . . فی الحال نہیں" فلاریل نے جلدی سے جواب دیا "مگر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے تھیوڈور کی کوشش سے سب کام عنقریب اطمینان بخش طریقہ پر

ہو جائے گا مگر آہ پیاری اگینس میں تجھے اپنا مکان دکھاؤں، ابھی تک میں بھی اس کی ہر چیز سے پوری طرح واقف نہیں ہوئی مگر پہلے یہ بتا کیا تو نے میری وہ خطا معاف کر دی کہ میں اطلاع دیئے بغیر گھر سے چلی آئی تھی؟"

"بہن اس ذکر کو جانے دے" اگینس نے جواب دیا "جو بات ہو چکی اب اس پہ غم و اندوہ کرنا بے سود ہے اگر تم ہر طرح خوش ہو تو میرے لئے اسی قدر کافی ہے۔"

"ہاں میں ہر طرح خوش ہوں" فلاریل نے جواب دیا مگر یہ کہتے ہوئے ایک عجیب طرح کا چھپا ہوا جوش اس کے لفظوں میں پیدا ہو گیا گویا یہ لفظ اس نے اپنے اوپر جبر کر کے کہے تھے "میں ہر طرح مسرور ہوں رنج اگر ہے تو پیاری اگینس تم سے جدا ہونے کا . . ."

"لیکن یہ بے جی کی بات ہے" اگینس نے جواب دیا "شادی کرنے کے بعد ہر ایک عورت کو اگلے رشتے توڑنے اور نئے ناطے جوڑنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے تاہم اگر اس کے اقارب کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ہر طرح خوش ہے تو پھر آپس کی جدائی کا غم باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اگر تھیوڈور کو تم سے محبت ہے . . ."

"اوہ کیا اس کی محبت کے یہ ثبوت کافی نہیں ہیں جو تم چاروں طرف دیکھتی ہو؟" فلاریل نے کمرہ کی زیبائش جواہرات کے بکس اور کپڑوں سے بھرے ہوئے صندوقوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "آؤ میں ہر ایک چیز تم کو دکھاتی ہوں۔"

اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دے سکتی فلاریل اگینس کو اپنے ساتھ لے چلی مکان بہت کشادہ اور ہر حصہ میں نہایت خوش اسلوبی سے آراستہ تھا اس کی تمام زیبائش دیکھ کر یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ اس کام میں نہ صرف کسی طرح کا بخل نہیں برتا گیا بلکہ خوب شاہ خرچی کی گئی ہے اگینس کو یہ سوچ کر حیرت ہوئی کہ آخر یہاں مسٹر کلفورڈ نے جو خود اپنے گزارہ کے لیے باپ کا دست نگر

تھا اتنا روپیہ کہاں سے حاصل کیا مگر وہ خاموش رہی۔ اور فلاریل نے مختلف کمروں میں پھر کر ہر ایک چیز جو لائق دید تھی اس کو دکھائی اُس نے صندوق کھول کر وہ خوشنما پوشاک نکالی جو تھیوڈور نے اس کو رقص کے لیے بنوادی تھی مغرق مسالحہ کی کرتی اور بڑھیا ریشم کی گون جس کے کناروں پر خوشنما کام موتی کی جھالر لگی تھی اسی طرح کئی اور چیزیں اگینس کو دکھاتے ہوئے فلاریل بار بار کہتی تھی "کیوں بہن کیا یہ سب اُس گہری محبت کا ثبوت نہیں جو تھیوڈور کو مجھ سے ہے؟" جتنی کہ اس کو بار بار اسی لہجہ میں گفتگو کرتے دیکھ کر ایک عجیب طرح کی بے چینی اگینس کے دل کو ہونے لگی۔

"کیوں بہن دیکھا ہر ایک چیز کس خوبی کی بنی ہے؟" فلاریل نے پھر ایک بار کمرہ نشست میں واپس آکر اگینس سے پوچھا "کیا تھیوڈور کی محبت اس سامان سے جو اُس نے میرے لیے مہیا کیا ہے ظاہر نہیں ہوتی؟"

"جان سے پیاری فلاریل یہ کوئی انوکھی بات نہیں" اگینس نے جواب دیا "دنیا میں اسی طرح ہوتا آیا ہے تھیوڈور نے جو سامان فراہم کیا ہے وہ تمہاری اور اُس کی مشترکہ آسائش کے لیے ہے لیکن اس کے باوجود" اُس نے جلدی سے بچ بچا کر اس خیال سے کہ فلاریل کے جی کو کسی طرح کا صدمہ نہ ہو کہا "میرے لیے یہ جاننا باعث اطمینان ہے کہ تھیوڈور تم سے دلی محبت رکھتا ہے۔"

"ہاں اس میں شک نہیں" فلاریل نے جواب دیا "چنانچہ تمہارے آنے سے پہلے میری اپنی کنیزوں سے یہی باتیں ہو رہی تھیں۔"

"کنیزوں سے!" اگینس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "فلاریل کیا تم اس طرح کی باتیں پرستاروں کے ساتھ کرتی ہو؟"

"آہ مگر تم کو معلوم نہیں وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی ہیں" فلاریبل نے جواب دیا۔
"مگر آؤ میں تمہیں اس بات کا یقین دلانے کے لیئے کہ تھیوڈور کو مجھ سے کتنا پیار
ہے ایک اور چیز دکھاؤں" اتنا کہہ کے وہ ایک خوشنما نوشت کی میز کے پاس
گئی اور کچھ کاغذات دراز سے نکال کے دکھاتے ہوئے کہنے لگی "یہ اُن رقموں کے
بل ہیں جو تھیوڈور نے فرنیچر کے سامان چاندی کے برتنوں گاڑیوں گھوڑوں
شرابوں اور اور چیزوں پر صرف کی ہیں)۔ یہ بل اُس نے میرے حوالہ کردیئے
ہیں کیونکہ وہ کہتا تھا یہ سب چیزیں تمہاری ملکیت ہیں۔"
اگنس تھیوڈور کی فیاضی کے اس تازہ ثبوت پر بہن کو مبارکباد دینا چاہتی
ہی تھی کہ ایک فوری خیال سے رُک گئی ایک نئی طرح کا شبہ جانکاہ اور سینہ فگار
اُس کے دل میں پیدا ہونے لگا اور گو وہ فی الحال اس کو پوری طرح سمجھنے سے
قاصر تھی تاہم اس کو سوچ کر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ شوہر کو اس بات کی کیا حاجت
تھی کہ بی بی کو سامان کی ملکیت کا یقین دلانے کے لیئے اس طرح کی کارروائی
کرتا؟ اگر یہ چیزیں اُس نے فلاریبل کے استعمال و آسائش کے لیئے خریدی تھیں
تو اس میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی دنیا میں ایسا ہوتا چلا آیا ہے کہ شوہر گھر کے
استعمال کے لیئے سامان خرید کے لاتا ہے اور مرد و عورت دونوں اس کے مالک گنے
جاتے ہیں پس تھیوڈور کی اس کارروائی کی تہہ میں کیا کوئی خاص مصلحت پوشیدہ
تھی؟ یہ خیالات بجلی کی تیزی رفتار سے اگنس کے دل میں پیدا ہوئے اس کے
بعد اُس نے رکتی ہوئی آواز سے کہا "فلاریبل کیا میں پوچھ سکتی ہوں کس جگہ
تمہاری شادی کی رسم ادا ہوئی تھی؟"
"اوہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں جس کا فاصلہ یہاں سے شاید اسی یا نوے میل ہے"
فلاریبل نے جواب دیا "مجھے ٹھیک معلوم نہیں مگر ہاں اتنا جانتی ہوں الیم ڈیل میں

جگہ کا نام ہے۔"

"اور کیا وہاں شادی کی تیاری پہلے سے مکمل تھی؟" اگنیس نے بہن کے اس فوری جواب سے کسی قدر اطمینان پا کر پوچھا۔

"ہاں تھیوڈور نے شادی کا خاص لائسنس حاصل کر لیا تھا اس لئے سب کام فوراً ہو گیا مگر اس البم کو تو دیکھو کتنی خوشنما تصویریں اس میں لگی ہیں۔" یہ کہتے ہوئے فلاریل ایک بڑی سی کتاب کھول کر دکھانے لگی۔

"ہاں بیشک خوبصورت ہیں" اگنیس نے بہن کی خوشنودی کے خیال سے جواب دیا اگرچہ وہ حقیقت میں ان بے تہ باتوں کے بدلے شادی کی تفصیل جاننے کو بے تاب تھی کئی مرتبہ مختلف سوالات اس کی نوک زبان پر آئے مگر وہ اس خیال سے چپ رہی کہ ان سے فلاریل کے جی کو رنج نہ پہنچے۔

"اگنیس رات کا کھانا یہیں کھا کے جانا تمہاری موجودگی میں میرا جی بہلا رہیگا۔" فلاریل نے کہا "تھیوڈور جلد واپس آ جاتا مگر اس کے باپ کے مکان پر ایک جلسہ دعوت ہونا تھا اس کی وجہ سے شاید کچھ عرصہ تک نہ آ سکے۔"

"ہاں میں رات تک یہیں ٹھیروں گی" مس ایولن نے جواب دیا مگر اپنے جی میں یہ سوچ کر بہت رنجیدہ ہوئی کہ دس گیارہ دن کی اس نویلی دلہن کو شوہر کے بغیر دن کاٹنا کتنا دشوار ہوتا ہوگا۔

"اچھا اب بتاؤ میرے چلے آنے کے بعد لوگ اس کے متعلق کیا باتیں کرتے تھے؟" دفعتاً فلاریل نے پوچھا۔

"بہن اس ذکر کو جانے دو" اگنیس نے جواب دیا "اس گزرے ہوئے واقعہ کی یاد تازہ کرنے سے کیا حاصل ہے؟"

"مگر میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ لوگ اس کے متعلق کیا کہتے تھے؟" فلاریل نے

اصرار کیا" مثال کے طور پر چارلس ڈی ویر . . . یا اس کی ماں . . . ؟"
"میں نے اُن سے اور دوسرے لوگوں سے بھی جو ملنے کے لئے آتے تھے
یہ بات کہہ دی تھی کہ فلاریل مسٹر کلفورڈ سے شادی کرنے گئی ہے" ایگنس نے
جواب دیا اس کے بعد کوئی کیا کہہ سکتا تھا؟ مگر ہاں میں یہ بتانا بھول گئی کہ تمہارے
چلے آنے کے بعد مسلی نیل میرے پاس آئی تھی اور اُس نے از راہ ہمدردی ہمیں
سڈنی ولا میں ٹھیرنے پر اصرار کیا میں اس کی بڑی احسانمند ہوں کیونکہ اس کی
موجودگی نے مجھے ایک بھاری خطرہ سے بچا لیا ورنہ چور نہ معلوم کیا کرتے اور کیا کیا
چیزیں لے جاتے"
"ایگنس کیا کہتی ہے . . . میرے خدا چور! شاید تو مجھ کو ڈراتی ہے . . ."
اس پر ایگنس نے سارا واقعہ اپنے نکتہ خیال کے مطابق بیان کیا کیونکہ جیسا
ناظرین کو معلوم ہے جن لوگوں کو اس نے چور سمجھا وہ درحقیقت کسی اور ہی مطلب
کے لئے گئے تھے سارا حال سن کے فلاریل ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی" ایگنس کیسی
خطرناک واردات تھی - لیکن خدا کا شکر ہے تم بال بال بچ گئیں - کیا اس وقت
کے بعد چوروں کا کوئی سراغ ملا . . . ؟"
"نہیں" مس ایولن نے جواب دیا" اور نہ اب ملنے کی امید ہے"
ان میں دیر تک اس طرح باتیں ہوتی رہیں حتیٰ کہ کھانے کا وقت ہو گیا اور
اُس وقت فلاریل جس نے اب تک تن آسانی سے صبح کا لباس ہی پہن رکھا تھا پوشاک
تبدیل کرنے اپنے کمرہ میں گئی اتنے میں پونے چھ کا عمل ہو گیا تھا اور یہی رات کے
کھانے کا وقت تھا - دونو بہنیں میز کے پاس بیٹھ گئیں تو ایگنس نے یہ سوچ کر
بڑی مشکل سے آہ سرد روکی کہ اُس - ایسے وقت میں جبکہ ماہ عسل کا زمانہ ایک تہائی بھی
نہیں گزرا دولہا کا کھانے کی میز پر نہ ہونا بیچاری دلہن کے لیے کتنا شاق ہوتا

ہو گا! معلوم ہوتا ہے فلاریبل نے بھی اندازہ سے جان لیا کہ بہن کے دل میں کیا خیالات گزر رہے ہیں کیونکہ جیسے ہی ان کی آنکھیں ملیں فلاریبل کے چہرہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی اور اس نے دبی ہوئی آواز میں جو اپنے اندر ہلکی لرزش لئے تھی اس طریقہ پر کہ پاس کھڑے ہوئے نوکر ان الفاظ کو نہ سن لیں کہا "اگینس۔ بچارا تھیوڈور مجبور ہے کچھ عرصہ کے لیے جب تک وہ اپنے باپ کو رضامند نہیں کر سکتا اس کو مصلحت کے خیال سے ایسا کرنا پڑے گا۔ اس طرح کی خفیہ شادیوں میں۔ جیسا تم آپ سمجھ سکتی ہو۔ ایسی تکلیفوں کا سامنا عموماً ہوا کرتا ہے"۔

اگینس ہر چند اپنے دل میں فلاریبل کی حالت قابل رحم سمجھتی تھی تاہم دکھاوے کے لیئے اس نے اطمینان ظاہر کیا اور یہ حالت دیکھ کر فلاریبل کی آنکھوں میں بھی خوشی کی چمک پیدا ہو گئی کھانا انتہا درجے نفیس اور مقدار میں اتنا کثیر تھا کہ شاید دس بارہ آدمی کھانے والے ہوتے تو بھی زائد رہ جاتا مگر جس چیز نے اگینس کو سب سے زیادہ پریشان کیا وہ دسترخوان پر سادگی کی کمی تھی فی الحقیقت رسمی پابندیوں اور تکلف کا یہ عالم تھا کہ ایک کنیز کے علاوہ داروغہ مبٹ ہین شروع سے آخر تک کمرہ کے اندر کا موجود رہا کہ بیگم صاحب کو جو چیز درکار ہو فوراً حاضر کی جا سکے برتن سب کے سب بیش قیمت چاندی کے بنے تھے اور جب آخر کار کھانوں کا دور ختم ہوا تو مرصع کشتیوں پر رنگا رنگ کی شرابیں اور طشت میں خوش اسلوبی سے چنے ہوئے موسم اور بے موسم کے میوے اس کثرت سے لائے گئے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی۔

"بہن سچ پوچھو تو میں خود اس تکلف کو پسند نہیں کرتی" فلاریبل نے نوکروں کے چلے جانے کے بعد اگینس سے کہا "مگر تھیوڈور کو اصرار ہے کہ اس

کے بغیر امرائیت کی شان قائم نہیں رہتی اور چونکہ نوکران باتوں کے خوگر ہیں اس لئے اگر اُن کو روکا جائے تو بُرا معلوم ہوتا ہے۔"

پھر ایک مرتبہ اگینس نے آہ سرد ضبط کی اور دل میں سوچنے لگی کہ اس طرح کی بے مہر رسمی باتیں اجنبی شخصوں کو کتنی ہی زیب دیتی ہوں گھر کی بے تکلفی میں اُن کا ہونا خوشی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

کھانے سے فارغ ہو کے دونو پھر اوپر کی منزل پر چلی گئیں اور فلاریبل کے اصرار پر اگینس اس شاندار پیانو کے پاس بیٹھ کر جو مسٹر کلفورڈ نے ایک دو روز پیشتر خریدا تھا کوئی چیز بجانے کو آمادہ ہوئی نہایت بیش قیمت آلہ موسیقی تھا اور جب اگینس نے اس کو دھیمی اور سہانی آواز میں بجانا شروع کیا تو لحن کے تغیر اور بے ساختگی نے ایسا سماں باندھا کہ دونو پر خود فراموشی کا عالم طاری ہو گیا لیکن جس وقت اگینس پیانو سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تو پھر ایک دفعہ بہنوں کی چار آنکھیں ہو گئیں اور اگینس اس انداز حسرت کو دیکھ کر جو فلاریبل کی آنکھوں میں پایا جاتا تھا سوچنے لگی کیا درحقیقت بہن اپنی موجودہ زندگی سے مسرور ہے؟ وہ اپنے جی کو سمجھانے کی بہت کوشش کرتی تھی تو بھی رہ رہ کے نئی الجھن ہوتی اور فلاریبل کے لیے ہمدردی کا احساس ہونے لگتا تھا وہ جب کبھی اس کی طرف دیکھتی کلیجہ میں عجیب طرح کی چوٹ لگتی معلوم ہوتی تھی۔

"سمجھ میں نہیں آتا کیوں میرے دل کو اس قدر بے تابی ہے"۔ وہ اپنے آپ سے پوچھنے لگی مگر اس سوال کا جواب نہ پا سکی۔

اتنے میں قہوہ لایا گیا لیکن جو تکلف کھانے میں تھا وہی اس موقعہ پر برتا گیا چاندی کے بہت بڑے طشت پر بے شمار چھوٹی چھوٹی پیالیاں رکھی تھیں ان کو دیکھ کر اگینس کو پھر وہی سادگی یاد آئی جو سڈنی ولا میں کھانے

کے اوقات پر برتی جاتی تھی جس میں آسائش تھی اور اطمینان اور جوان سرد رسمی تکلفات کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مرغوب طریقہ تھا قہوہ ختم ہونے تک کافی وقت گزر گیا چنانچہ اب جو ایگنس کی نگاہ آتشدان پر رکھے ہوئے ٹائم پیس کی طرف گئی تو دیکھا کہ رات کے نو بج گئے اُس نے فلاریل سے کہا "بہن اب مجھے رخصت کی اجازت دو کیونکہ رات بہت جا چکی ہے۔"

"اچھا تو ٹھیرو میں گاڑی منگا دوں" فلاریل نے کہا اور اس سے پہلے کہ ایگنس اُسے روکتی اُس نے جلدی سے ایک طرف جاکے گھنٹی کی رسی کھینچ لی۔ معاً نوکر حاضر ہوا جسے گاڑی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا اس کے چلے جانے کے بعد ایگنس کہنے لگی "پیاری فلاریل رخصت ہونے سے پہلے میں ایک چھوٹی سی بات تم سے کہنا چاہتی ہوں جو اگرچہ کاروباری حیثیت رکھتی ہے تاہم اس کا طے ہو جانا ضروری ہے۔"

فلاریل کے مُنہ پر ہوائیاں سی چھوٹنے لگیں اور اُس نے مری ہوئی آواز سے پوچھا "بہن وہ کیا؟"

"فلاریل تم کو یاد ہوگا کہ جب تمہاری محترم ماں۔ میری عزیز خالہ کا انتقال ہوا تو اُس نے ہمارے لئے مشترکہ گزارا چھوڑا تھا اُس میں سے آدھے کی مالک تم ہو . . ."

"ایگنس اس ذکر کو رہنے دو" فلاریل نے اطمینان کا سانس لے کر جلدی سے کہا "وہ سب روپیہ اب تمہارا ہو چکا کیونکہ میں بخوشی اپنے حصہ سے دست بردار ہوتی ہوں خدا نے مجھے بہت دیا ہے تم وہ سب اپنے پاس رکھو۔"

"اچھا میں فی الحال اس امانت کو اپنے پاس رکھتی ہوں"۔ ایگنس نے

جواب دیا" لیکن جان سے پیاری فلاریل میں پھر تم سے کہتی ہوں کہ اپنے حصہ کی جائداد پر تمہارا حق محفوظ رہے گا اور تم جب چاہو اُسے لے سکتی ہو بس اب اجازت دو کہ میں جانے کے لیئے ٹوپی اور شال پہن لوں۔"

"میں کیتھرائن کو تمہارے ساتھ بھیجتی ہوں"۔ فلاریل نے گھنٹی بجاتے ہوئے کہا" میں خود تمہارے ساتھ چلتی مگر میں نے ریشل کے لئے کچھ چیزیں بطور انعام رکھی ہیں اُن کو باندھ کر تمہارے پاس لاتی ہوں"۔

کمرہ سے باہر آکے اگنیس یہ سوچ کر مسکرائی کہ فلاریل کے مزاج میں کم از کم یہ ایک خوشگوار تبدیلی ضرور واقع ہوئی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اُس نے اپنی وفادار نوکرانی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا دروازہ کے باہر کیتھرائن جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے رستہ دکھانے کو تیار کھڑی تھی وہ اگنیس کو اُس کمرہ میں لے گئی جہاں اس کے اوڑھنے کی چیزیں رکھی تھیں لیکن اس جگہ پہنچ کر مس ایولن نے اُسے رخصت کر دیا اور کہنے لگی" میں خود ہی ٹوپی اور شال پہن لوں گی تمہارے تکلیف کرنے کی حاجت نہیں" کیتھرائن مجبور ہو کے چلی آئی اور اگنیس کمرہ میں تنہا رہ گئی اس وقت پھر ایک بار گہری مایوسی اس پر طاری ہوئی جس کی کوئی معقول وجہ اُس کے ذہن میں نہ آتی تھی اُس نے اس کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکی اور ایک کرسی پر بیٹھ کر زار زار رونے لگی نہ معلوم کیوں اُس کا جی اپنے آپ بیٹھا جاتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی ناگہانی آفت پیش آنے والی ہے کئی منٹ وہ اسی حالت میں رہی مگر اتنی پریشانی اُسے لاحق تھی کہ جس وقت صدر دروازہ پر کسی نے زور سے دستک دی تو خیالات کی محویت میں اُس کی آواز بھی اس کو سنائی نہ دی آخر کار جب اس نے رو دھو کر آنکھیں

پوچھیں تو اپنی کمزوری پر حیرت کرنے لگی دل کو سمجھاتی تھی کہ یہ محض میرے خیالات کا وہم ہے کہ اتنی دل گرفتہ ہوں ورنہ فلاریبل ہر طرح خوش و خرم ہے اور مجھے بھی اس کو سکھی دیکھ کر خوش ہونا چاہیئے اس طرح اپنے جی کو سمجھا کر وہ اٹھی اور شال اور ٹوپی اوڑھ کر چلنے کو تیار ہوئی اتنے میں گاڑی کے دروازہ پر آکے ٹھیرنے کی آواز سنائی دی اس پر اگنیس نے جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے لی اور کمرہ سے باہر آنے لگی۔

دستک کی آواز جو پیشتر سنائی دی مسٹر کلفورڈ کی پیدا کردہ تھی وہ جس وقت مکان میں داخل ہوا تو چہرہ شراب نوشی کی کثرت سے تمتمایا ہوا تھا وہ تیز چلتا سیڑھیوں پر چڑھا اور سیدھا کمرہ نشست میں داخل ہوا فلاریبل وہیں تھی اس کو دیکھتے ہی مسٹر کلفورڈ نے فرط شوق سے دروازہ اچھی طرح بند کرنے کی احتیاط بھی نظر انداز کی اور جلدی سے آگے جاکر فلاریبل کو آغوش میں لے لیا "تھیوڈور تم کتنے مہربان ہو . . . تم وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ پہلے آگئے!" فلاریبل نے کہا۔

"جان سے پیاری فلاریبل وہ پارٹی کچھ ایسی دلچسپ ثابت نہ ہوئی" تھیوڈور نے جواب دیا "اس لئے میں تو موقعہ پاتے ہی چلا آیا . . ."

جوش محبت میں فلاریبل نے یہ بات معلوم نہ کی کہ تھیوڈور کا جواب معیار وفا کے مطابق اطمینان بخش نہ تھا کیونکہ اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ اگر پارٹی دلچسپ ہوتی تو وہ ضرور دیر کرکے آتا۔

"پیارے کیا تم کو معلوم ہے آج کون مجھ سے ملنے آئی تھی؟" فلاریبل نے پوچھا "اگنیس! . . . وہ آج سہ پہر یہاں آئی تھی اور رات کا کھانا بھی یہیں کھایا تھا

"فلاریبل مجھ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے" کلفورڈ نے لاپروائی سے جواب دیا "اس جگہ تنہا بیٹھے بیٹھے تمہارا جی بھی اکتا جاتا ہوگا مگر میں امید کرتا ہوں تم نے . . ." وہ کہتا کہتا رک گیا . . . "وہ بات ظاہر نہ کی ہوگی . . ."

"میں سمجھ گئی" فلاریبل نے غمناک لہجہ میں جواب دیا "نہیں میں نے کوئی بات ظاہر نہیں کی اور کرتی بھی کیسے؟ کونسی خوشخبری تھی جو میں اس کو سناتی؟ . . . مگر تھیوڈور - کیا تم نے اپنے والد سے ذکر چھیڑا؟ . . . کیا اُس نے منظوری دی؟ . . ."

"پیاری میں نے کوشش شروع کر دی ہے" کلفورڈ نے جواب دیا "آج اشارتاً کچھ ذکر آیا تھا مگر چونکہ وہ ایک معاملہ پر سخت برہم بیٹھے تھے اس لئے واضح نہ کہہ سکا"

"افسوس!" فلاریبل نے مایوسانہ کہا "میں نہیں جانتی یہ روز روز کی تاخیر کب تک ختم ہوگی - پیارے تھیوڈور بعض اوقات تو میں اتنی مایوس و دل گرفتہ ہونے لگتی ہوں . . ."

"جان سے پیاری فلاریبل ایسی افسردہ ناک باتیں نہ کرو" نوجوان نے اس کو دلاسہ دے کر کہا "اس سے میرے جی کو بہت رنج ہوتا ہے کیا تم نہیں دیکھتی ہو میں نے تمہاری بہتری اور آسائش کے سب سامان مہیا کر دیے ہیں . . ."

"ہاں یہ سچ ہے اور اس کے لئے تھیوڈور میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں" فلاریبل نے جلدی سے کہا "پھر یہ بھی مجھ کو معلوم ہے کہ تم مجھ سے دلی محبت کرتے ہو لیکن میں جو بات کہنا چاہتی ہوں اُس سے تم کو آزردہ نہ ہونا چاہیے - تھیوڈور - میرے دل کو سچی خوشی تبھی حاصل ہوگی جب تم اپنا وعدہ پورا کرو گے

تم کو معلوم ہے کہ میں نے . . . اس ہولناک نظارہ کے بعد ملامت کا ایک لفظ منہ سے نہیں نکالا . . .''

''بیشک تم اپنے قول کی صادق ہو'' تھیوڈور نے جس کے خوشنما رخساروں پر شراب کی پیدا کی ہوئی سرخی اور بھی نمایاں ہوگئی تھی نرم لہجہ میں کہا تم نے اس بارہ میں قابل تعریف صبر سے کام لیا ہے . . .''

''تو کیا مجھ کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ تم کو بھی اپنا وعدہ جلد از جلد پورا کرنا چاہیئے؟'' فلاریبل نے التجائی لہجہ میں جواب دیا ''تھیوڈور اب اس کام میں دیر نہ کرو کیونکہ یہ راز بہت عرصہ محفوظ نہ رہ سکے گا آج ہی بہن کی موجودگی میں میں یہ سوچ کر بارہا پریشان ہونے لگتی تھی کہ اگر کسی طرح کا شبہ اس کے دل میں پیدا ہوگیا یا اس نے شادی کی سند ہی دیکھنے پر اصرار کیا تو میں کیا جواب دے سکوں گی سچ جانو اپنی نیک ذات بہن کے روبرو اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہونے کی نسبت کہ میں شادی شدہ نہیں ہوں میں جان دے دینا قبول کروں گی . . .''

مگر الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ دروازہ کے باہر پہلے شمع کے گرنے کی آواز سنائی دی پھر اس طرح کی ہیبت ناک آواز کانوں میں آئی جو آدم زاد کے گرنے سے ہی پیدا ہوسکتی ہے ان آوازوں کو تھیوڈور اور فلاریبل دونوں نے سنا اور دونوں ہی بے تحاشا دروازہ کی طرف دوڑے دروازہ جیسا کہ پیشتر بیان کیا جاچکا ہے مسٹر کلفورڈ کی بے احتیاطی سے کسی قدر کھلا رہ گیا تھا اب جو فلاریبل نے اسے اچھی طرح کھولا تو کیا دیکھتی ہے اگنس زینہ کے سرے پر بے ہوش پڑی ہے!

''رحم خدا اس کو سب حال معلوم ہوگیا!'' فلاریبل نے کراہتے ہوئے جگر پاش لہجہ میں کہا اور بے سدھ ہوکر وہ بھی تھیوڈور کے بازوؤں میں گر پڑی!

باب - ۲۵

سسلی میدانِ عمل میں

وہی دن تھا جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے اور وہی رات کے ۹ بجے کا وقت۔ آسمان کے نیلگوں سمندر میں تارے حباب آسا نظر آتے تھے۔ اور بحرِ ذخار لنڈن میں خلقت کے ہجوم کی لہریں متخالف اور متضاد سمتوں میں اُٹھتی دکھائی دیتی تھیں۔ سڑکوں پہ گاڑیوں کے تانتے بندھے تھے۔ شوقین لوگ سیر سپاٹے میں مشغول تھے۔ اور کاروباری آدمی رفع کسل کی خاطر باغات کا رُخ کرنے لگے تھے۔

اس وقت ایک کرایہ کی گاڑی ریجنٹس پارک کے پھاٹک کے پاس ٹھیری اور سسلی نیل نے اتر کے اٹھی ہوئی نقاب چہرہ پر ڈال لی گاڑی چلے جانے کے بعد وہ چند منٹ اس طرح بے مدعا ٹہلتی رہی گویا کسی کے انتظار میں ہے۔ دفعتاً ایک درجہ متوسط کا آدمی نظر آیا جس کے پاس جاکے اس نے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھا اور دبی آواز سے بولی "لوک۔ میں آگئی"۔

"بانو یقین ہے آپ کو میری راہ دیکھتے بہت عرصہ نہ ہوا ہوگا" شخص مذکور نے جس کے بارہ میں غالباً یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ آنریبل ہیکٹر ہارڈرس کا نوکر تھا جواب دیا۔

"نہیں" سسلی نے جواب دیا "مجھ کو یہاں آئے چند ہی منٹ گزرے ہیں لیکن پہلے یہ بتاؤ کیا تمہارا آقا یہاں آنے پر رضامند ہوا؟"

"جی ہاں وہ ضرور آئیں گے" لوک کاربٹ نے جواب دیا۔

"آہ!" سسلی کے مُنہ سے لہجہ اطمینان میں نکلا اور اس کے بعد "اچھا

اب بتاؤ تمہاری اس سے کیا کیا باتیں ہوئیں؟ میرے خیال میں ابھی اس کے آنے میں کافی دیر ہوگی"۔

"بانو آپ کو یاد ہوگا" لوک کاربٹ نے جواب دیا "کہ جب وہ رقعہ آپ نے مجھ کو دیا اور اس کے ساتھ کچھ باتیں سمجھائیں تو تین بجے کا عمل تھا۔۔۔"

"ہاں اور تم نے کہا تھا کہ تمہارا مالک پانچ بجے سے پہلے مکان پر واپس نہ آئے گا کیونکہ اس وقت وہ عموماً کھانے سے بیشتر لباس تبدیل کرنے آتا ہے"۔

"یہ بالکل صحیح ہے" کاربٹ نے جواب دیا "چنانچہ پانچ میں دس منٹ باقی تھے کہ وہ آ گئے تب میں نے آپ کا رقعہ اُن کو دیا اور ساتھ ہی بیان کیا کہ وہ خاتون جو دس دن پیشتر سڈنی والا میں عجیب طریقہ پر ہم سے ملی تھی آج رستہ چلتے مل گئی اور اس نے یہ رقعہ آپ کے لئے دیا ہے" وہ اُس رات کا ذکر آتے سے بہت متشوش ہوئے اور بولے "آہ مجھے پہلے ہی کھٹکا لگا تھا کیونکہ وعدے کے دس یوم آج گزر جائیں گے" بعد ازاں انہوں نے کانپتی ہوئی انگلیوں سے خط کھول کر پڑھا اور اس سے اُن کے مٹے ہوئے چہرہ پر نئی رونق آ گئی بولے "لوک اب تو وہ فہمیدہ بننے لگی ہے چنانچہ اس خط میں بڑی آشتی سے لکھتی ہے کہ آج رات ساڑھے نو بجے کے عمل ریجنٹس پارک کے دروازہ کے پاس مجھ سے ملنا چلو دیر آید درست آید اب مجھ کو یقین ہے پھسلانے سے بہل جائے گی میں وہ ایک بات چھوڑ کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کو جو تلافی ممکن ہے کر سکتا ہوں"۔

چونکہ سسلی نیل کے خوشنما چہرہ پر موٹی نقاب پڑی تھی اس لئے لوک کاربٹ یہ نہ دیکھ سکا کہ ان لفظوں کو سن کر اُس کے ہونٹوں پر کس طرح کا حقارت آمیز تبسم نمودار ہوا اور کس طرح چشم غزالیں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں۔

"آہ۔ وہ اب تک سمجھے بیٹھا ہے کہ میں روپیہ لے کے ٹل جاؤں گی" وہ بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی اور اس کے بعد کافی اونچی آواز میں لوک کاربٹ سے مخاطب ہو کر اُس نے کہا "کیا تم کو یقین ہے وہ عنقریب یہاں آئے گا؟"

"جی ہاں یہی میرا اندازہ ہے" لوک نے جواب دیا "اور مجھے سو بسوے یقین ہے کہ وہ ضرور آئیں گے اپنے بارہ میں میرے لیئے اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ آپ کی پچھلی فیاضیوں نے مجھے بندہ بے دام بنا لیا اور خدمت گزاری کا جو حق ہے مجھے اُس سے سر مو انکار نہ ہوگا میں نے تو یہاں تک کیا ہے کہ ان سے گفتگو کے دوران میں جب بھی موقعہ ملا اپنی طرف سے کچھ باتیں ایسی کہہ دیں جو ان کو اکسانے اور آمادہ کرنے میں مدد دینے والی تھیں چنانچہ میں نے کہا سرکار بڑے خطرہ کا کام ہے جس طرح ممکن ہو اس کو طے کرنے کی کوشش کیجئے اس پر وہ کہنے لگے امید ہے یہ قصہ اب جلد ختم ہو جائیگا معلوم ہوتا ہے مس نیں نے سارے پہلو سوچ کر اچھی طرح جان لیا ہے کہ زبردستی وعدہ لے لینا سہل ہے اور اس کو پورا کرانا مشکل مگر کوئی بات نہیں اگر وہ سیدھی راہ پر آگئی تو سب کام جلد ہو جائے گا اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت غور کیجئے اگر اُس خاتون نے آپ کی دستخطی تحریر بڑے سرکار کو بھیج دی۔ ۔ ۔ اشارہ ان کے والد کی طرف تھا۔ ۔ ۔ تو نتیجہ کتنا خطرناک ہوگا بدقسمتی سے اُس چٹھی پر میری گواہی بھی درج ہے مجھ سے سوالات پوچھے جائیں گے فرمایئے میں کیا جواب دوں گا ڈرتا ہوں کہیں وہ بھید ہمارا آدھی رات کو سڈنی ولا جانے کا ظاہر نہ ہو جائے یہ سُن کر آقا گھبرا گئے اور بولے لوک خطرے بے شک بہت ہیں مگر اُن کا مقابلہ کرنا ہی پڑے گا جس

آفت کو ٹالنے کے لیئے شادی کا قصّہ چھوڑ کر جو کچھ مجھ سے بنے کرنے کو تیار ہوں
مگر شادی . . . انہونی سی بات ہے! اس پر میں نے کہا خادم کا یہ مُنہ نہیں کہ
آپ کو مشورہ عرض کرے مگر خیر خواہی کا تقاضا ہے کوئی بات چھپا کے نہ
رکھوں بالفرض مس نیل نے وہ دستاویز کسی وکیل کو سونپ دی اور اُس نے
وعدہ شکنی کی بنا پر دعوے دائر کر دیا تو بڑی مصیبت ہوگی آپ کو معلوم ہے اس کے
خالو شہر کے نامی وکیل ہیں اور جس مقدمہ میں ہاتھ ڈالیں اس کو فتح کیئے بغیر
نہیں چھوڑتے اس موقعہ پر اگر نیاز مند گواہی دینے پر مجبور ہوا تو . . . ہاں
اب سمجھ میں آیا مسٹر ہارڈرس نے قطع کلام کر کے کہا تم اپنے لیئے ڈرتے ہو میں نے
عرض کیا سرکار اپنے لیئے بھی ڈرتا ہوں اور آپ کے لیئے بھی۔ مجھ سے تو وہ اس
کے سوا کیا لے لے گی کہ بدنام ہو جاؤں گا اور آیندہ کوئی ملازمت میں رکھنا
قبول نہ کرے گا مگر آپ اپنی فکر کیجیے اس پر مسٹر ہارڈرس جھونجل میں آکر بولے
خیر اس قصّہ کو چھوڑو میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں آج رات مجھے اس سے
مل لینے دو پھر مجھ کو یقین ہے سب کام خوش اسلوبی سے طے ہو جائے گا۔"

"لوگ اس میں شک نہیں تم اس وقت تک ہر ایک کام وفاداری سے
کرتے رہے ہو" سسلی نے جواب دیا "اور اطمینان رکھو میں بھی تمہاری یہ خدمات
نہ بھولوں گی۔ سو یہ آج کا انعام" اور یہ کہہ کے اُس نے ایک بٹوہ جس میں بیس پونڈ
رکھے تھے نوکر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"بانو میری احسانمندی قبول ہو" لوگ کاربٹ نے بٹوہ جیب میں ڈال کر
مودبانہ سر جھکاتے ہوئے کہا "میں بندۂ بے دام ہوں آپ جو بھی حکم دیں گی
اُس پر عمل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گا۔"

"اچھا یہ بتاؤ" مس نیل نے اس سے پوچھا "اگر تمہارا آقا کسی لمبے

سفر پر روانہ ہو تو کیا تم کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گا؟"

"جی کیوں نہیں" نوکر نے جواب دیا" اس خاص حالت کے سوا کہ وہ اس سفر کے معاملہ کو خفیہ رکھنا چاہتے ہوں مسٹر ہارڈرس یقیناً مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔

"وہ سفر اس کو میری ہمراہی میں کرنا ہوگا" سسلی نے جواب دیا" اور چونکہ تم سارے حالات سے واقف ہو اس لئے . . . "

"اس صورت میں پورا یقین ہے کہ مسٹر ہارڈرس مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے" لوک نے جلدی سے کہا" مگر کیا میں دریافت کر سکتا ہوں . . . ؟"

"نہ - فی الحال کوئی بات نہ پوچھو" سسلی نے قطع کلام کر کے کہا" کیونکہ اگر وہ تم کو اپنے ساتھ لے گیا تو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اگر نہ لے گیا تو پھر کسی طرح کے حالات بیان کرنا ہی غیر ضروری ہوگا لیکن میری اس بات کا ایمانداری سے جواب دو کیا تم آیندہ بھی اسی طرح سب کام وفاداری سے کرو گے اور کسی مصلحت کا خیال دل میں نہ آنے دو گے؟"

"بانو میں آپ کا سچا خدمت گزار ہوں" کاربٹ نے جواب دیا" اور خواہ کچھ ہو میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ آپ کا حکم بجا لانے میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گا - اگر آپ نے مسٹر ہارڈرس کو اپنی مرضی کے طابع کر لیا تو پھر میں دونوں کی خدمت بجا لاتا رہوں گا لیکن بالفرض ایسا نہ ہو سکا یا اُن کے دل میں کسی طرح کا شبہ پیدا ہو گیا اور انہوں نے جان لیا کہ میں ان سے بے وفائی کرتا ہوں . . . "

"تو اس صورت میں تمہارے مستقبل کا انتظام میرے ذمہ ہوگا" سسلی نے کہا۔ "میں نے جو فیاضی اب تک تم سے برتی ہے اس کی بنا پر امید ہے کہ تم . . . "

"بانو میں ہر طرح مطمئن ہوں" کاربٹ نے مودبانہ جواب دیا" میں اپنا فرض بجا لاتا

رہوں گا آپ اپنا وعدہ امداد نہ بھولیے۔"

"اچھا اب چونکہ اُس کے آنے کا وقت ہوگیا ہے اس لئے جاؤ" سسلی نے کہا "میں نہیں چاہتی وہ ہمیں ایک دوسرے سے باتیں کرتا دیکھ لے۔"

اس کے بعد دونو جدا ہوئے لوک کاربٹ ایک طرف کو چلا گیا اور سسلی نیل ہاغ کے پھاٹک کے پاس جہاں اس کو ہیکٹر ہارڈرس سے ملنا تھا چہل قدمی کرنے لگی ہیکٹر ابھی تک نہ آیا تھا اس مہلت سے فایدہ اٹھا کر سسلی نے معاملہ کو ہر پہلو سے سوچنا شروع کیا لیکن بہت دیر نہ گزری تھی کہ نوجوان امیر زادہ زندانہ سرمستی کے عالم میں آتا دکھائی دیا وہ ایک لمبا سگار منہ میں آڑا لئے کسی شوقین مزاج رنگین طبع - دیدہ باز البیلے نوجوان کی طرح بے فکری سے ٹہلتا ٹہلاتا چلا آتا تھا ہرچند اُس کے دل میں گوناگوں اندیشے تھے تاہم اس کے دل کی صحیح کیفیت اس کے انداز سے ظاہر نہ ہوتی تھی سسلی کے پاس جا کر جو بدستور چہرہ پر نقاب ڈالے کھڑی تھی اُس نے اس کی نظر نواز قامت اور متناسب الاعضا صورت کو دیکھتے ہی معلوم کر لیا کہ وہی ہے اب یہ جاننے کے بعد اور بھی زیادہ بے فکری اور لاپروائی کی نمائش کرنے لگا مگر سسلی ان ظاہرداریوں میں آنے والی نہ تھی وہ اس کے مزاج سے پوری طرح واقف تھی اور ان چٹھیوں کی تحریر سے جو اُس نے مسز چکلیڈ کے نام لکھی تھیں اور جن کو سسلی نے حال میں شروع سے آخر تک پڑھا تھا نیز اُن معلومات کی بنا پر جو لوک کاربٹ کی زبانی حاصل ہوئی تھیں اس نے اس کی طبیعت کے سب پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا چنانچہ اب جو اُس نے ہیکٹر ہارڈرس کو دکھاوے کی بے اعتنائی کرتے دیکھا تو نقاب کی پشت پر اس کے خوشنما ہونٹ حقارت سے بل کھا گئے۔

"ہیکٹر تم آگئے" اُس نے دو قدم آگے جا کر دبی آواز سے کہا۔

"آہ سسلی کیا تم ہو!" ہیکٹر نے اس طرح بھاؤ دے کر کہا گویا اُس نے پیشتر اس کو بالکل نہ پہچانا تھا "میرا نیاز معتقدانہ قبول ہو۔ افسوس میں اس سیاہ نقاب کی وجہ سے کم کونہ

پہچان سکا۔"

"چلو اب تو معلوم ہو گیا" مس سلی نے چبھتے ہوئے لہجہ میں جواب دیا "رہ گئی میری نقاب تو یہ بیچاری اُس بچی کھچی عزت کی محافظ ہے جو اب میرے پاس باقی رہ گئی اس کے بغیر اگر کوئی آدمی مجھے اس مقام پر تمہارے ایسے رسیا نوجوان سے باتیں کرتا دیکھ لے تو میری کس قدر بدنامی ہو۔"

"سلی کیا کہتی ہے" ہارڈرس نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "ہمارے درمیان جو کچھ ہوا اُس کا حال انسان تو کیا فرشتوں کو بھی معلوم نہیں پھر اس بچی کھچی عزت کے اشارے کا کیا مطلب؟ میں تو کہتا ہوں اگر ہر ایک خوش باش عورت کی عزت اور نیک نامی اتنی ہی محفوظ ہو جتنی تمہاری اب تک رہی ہے ۔ ۔ ۔"

"افسوس تم نے میرے لفظوں کا مطلب ٹھیک نہیں سمجھا" سلی نے قطع کلام کر کے کہا۔ "لیکن کیا مضائقہ میں عنقریب ہر ایک بات اچھی طرح واضح کر دوں گی۔ سب سے پہلے میں تمہاری یاد دہانی کے لئے کہتی ہوں" اُس نے آہستہ آہستہ اُس کے پہلو میں چلتے ہوئے کہا کہ وعدہ کے دس دن پورے ہو گئے لیکن تمہاری طرف سے کوئی پیغام نہ پہنچا"۔

"عزیز لڑکی" ہیکرڈ نے مسکرانے کی کوشش کر کے کہا "پیغام تو الٹا مجھ کو تمہاری طرف سے آنا چاہیے تھا اور سچ پوچھو تو اُس رات کے واقعہ پُر مذاق کے بعد میں ہر روز انتظار بھی کرتا رہا ہوں ۔ ۔ ۔ مگر کیا بات تھی کیوں تم اس رات اتنی خفا ہو گئیں؟ بخدا وہ پستول ہاتھ میں لے کر تم نے غصہ کی جھانجھ خوب ہم پر نکالی ۔ ۔ ۔"

"سنو ہیکرڈ" سلی نے قطع کلام کر کے کہا "اُس رات کے واقعہ کا صحیح حال میں تم پر ظاہر کر دینا چاہتی ہوں تاکہ میرے مزاج کے اس پہلو سے بھی تم کو اتنی ہی واقفیت ہو جائے جتنی باقی پہلوؤں سے ہو چکی ہے"۔

"ہاں سچ ہے" نوجوان نے بے تعلقانہ انداز سے جواب دیا "کسی دلربا خاتون کے

مزاج سے پوری طرح واقف ہونا آدمی کے لئے ہمیشہ باعث مسرت ہوتا ہے اگرچہ یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ وہ پہلو جو خوشنما ہاتھوں میں بھرے ہوئے پستولوں کی جوڑی سے تعلق رکھتا ہو وہ . . . . وہ . . . ذرا بھیانک ہے!

"ٹھیرو میں جو کہنا چاہتی ہوں سُن لو" مس نیل نے نوجوان امیرزادے کی باتوں پر کسی طرح کی بے صبری یا ناراضگی ظاہر نہ کرکے کہا "تم کو یاد ہوگا قریباً ایک ماہ پیشتر تمہارے سکوئر کی ملاقات میں میں نے برملا تم سے کہا تھا کہ اگر تم اس ناشائستہ سلوک کی جو تم نے میری سادگی اور بے خبری سے فائدہ اٹھا کر مجھ سے کیا تھا پوری تلافی نہ کروگے تو میں اس کا ہیبت ناک انتقام لوں گی تم نے شاید میرے لفظوں کو خالی دھمکی سمجھا تھا مگر میں ایسی عورت نہیں ہوں کہ جو کچھ کہوں اُسے کرکے نہ دکھا سکوں۔ میں نے اسی وقت جا کر دو پستول خریدے اور انہیں گھر لے جاکے اپنے بکس میں بند کرتے ہوئے اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا کہ اگر میں نے ہیکٹر کو کبھی کسی عورت سے عشق و محبت کرتے دیکھ لیا تو ایک سے اُس کو . . . یعنی تم کو گولی مار کے مار دوں گی اور دوسرے سے اپنی زندگی کا خاتمہ کرلوں گی کیونکہ بدلہ لے لینے کے بعد پھر مجھے زندہ رہنے کی خواہش نہ ہوگی۔ یہ میرا آخری فیصلہ تھا چنانچہ اُس وقت کے بعد میں نے پستولوں کی وہ جوڑی ایک لمحہ کے لئے اپنے پاس سے جدا نہیں کی . . . ."

اتنا کہہ کر وہ ایک لحظہ کے لئے چپ ہوگئی پھر معنی خیز لہجہ میں کہنے لگی "حتیٰ کہ اب بھی وہ میرے پاس ہیں!"

ہیکٹر ہارڈرس بزدل نہ تھا ناظرین کو یاد ہوگا چارلس ڈی ویر کا مقابلہ کس بے باکی سے اس نے کیا تھا اور یہ امر واقعہ ہے کہ اُس میں دلیری اور بے خوفی بدرجہ اتم موجود تھی مگر سسلی کے الفاظ کچھ اس طرح کے لہجہ پُراسرار اور معنی خیز انداز سے کہے گئے تھے کہ دہشت کی تھرتھری بے اختیار اُس کے بدن میں بھر گئی اور ایک ثانیہ کے لیئے اس کے

چہرہ کا رنگ پیلا پڑ گیا ان لفظوں میں کچھ ایسا خلوص تھا اور وہ اس طرح کے سرد لہجہ میں ادا کئے گئے تھے کہ انھوں نے معنی کے اعتبار سے کئی گنا زیادہ اہمیت حاصل کر لی۔ حال میں جن اوقات پر ہیکٹر ہارڈرس کا واسطہ سسلی سے پڑا تھا مثلاً فیڑرا کے سکوئر کی ملاقات میں۔ سڈنی ولا پر اور بعد ازاں اب ۔ ان سب موقعوں پر اس نے دیکھا تھا کہ وہ ارادہ کی پکی اور جو کچھ منہ سے کہہ دے اسے کر کے کھانے والی عورت ہے پھر وہ اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہ کر سکتا تھا کہ جو سلوک اُس نے اس سے کیا از راہ اخلاق و انسانیت غیر مناسب تھا اُس نے اس کو دھوکا دیا بیوفائی برتی ۔ تغافل سے کام لیا غرض اس کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو لائق ستائش سمجھا جا سکتا پس اب جس وقت وہ نقاب پوش حسینہ کے پہلو میں باغ کے متصل اس طرح چل رہا تھا کہ دیکھنے والا اُن کو گہرا دوست تصور کرتا وہ اس خیال کو دل میں لا کر بے حد سہمگین ہوا کہ اگر وہ پستول نکال کے مجھ پر فائر کر دے تو ذرا اچنبھے کی بات نہ ہوگی۔

ہیکٹر کو چپکا دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ اس کے لفظوں کا وہی اثر ہوا ہے جو وہ پیدا کرنا چاہتی تھی نیز سیاہ نقاب کے اندر سے اُس کے چہرہ کی زرفام رنگت دیکھ کر سسلی پر سکون لہجہ میں بولی "تم نے کچھ باتیں مجھ سے پوچھی تھیں میں نے اُن کی تشریح کر دی ہے دراصل میں اپنی سہیلی مس ایولن کے پاس ایک دو دن کے لئے اس خیال سے گئی تھی کہ اس کو بہن کے فرار سے جو پریشانی ہے اُسے اپنی موجودگی سے رفع کر سکوں گی اُس رات میں کمرہ خواب میں بیٹھی کتاب دیکھ رہی تھی کہ پیروں کی چاپ سنائی دی ۔ مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ تم بھیس بدل کر آئے ہو میں لے یہی جانا تھا کوئی چور ہے اس لیئے میں پستول لے کر اپنی سہیلی کی مدد کو اُس کمرہ میں گئی ۔ لیکن وہاں جا کے نیا ہی گل کھلا ہوا دیکھا۔ تم کو پہچانتے ہی پہلا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ گولی مار کے مار دوں ۔ کیونکہ اگر ایسا کرتی تو نہ صرف میرا انتقام پورا ہو جاتا بلکہ پھر مجھ کو خودکشی بھی نہ کرنی

پڑتی اس صورت میں میں پولیس کے روبرو بڑی آسانی سے کہہ سکتی تھی کہ میں نے اس آدمی کو چور سمجھ کے گولی چلائی تھی مجھے کیا معلوم تھا کہ نقاب کے اندر آنریبل مسٹر ہارڈرس کا چہرہ چھپا ہے۔"

اس تقریر کو سن کر ہیکٹر ہارڈرس پر سناٹا چھا گیا کیونکہ وہ سسلی کے ہر ایک لفظ کو صحیح تصور کرنے پر مجبور تھا اس کا جی یہ سوچ کر دہشت سے کلبلا گیا کہ اُس رات اس کی زندگی کتنے باریک تار سے بندھی تھی اُس نے سگار مُنہ سے نکال کے پھینک دیا۔ یہ حالت ضعف جانی سے اس کی ہو رہی تھی کہ کش لگانے کو بھی جی نہ چاہتا تھا اُس نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر ایک لفظ تک منہ سے نہ نکل سکا۔

"ہاں یہ امر واقعہ ہے" سسلی نے ہیکٹر کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا دیکھ کر بدستور لہجہ استقلال میں کہا "پہلا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہی تھا کہ تم کو چور سمجھ کے جان سے مار ڈالوں لیکن پھر ایک نیا خیال ذہن میں پیدا ہوا اور اس کے زیر اثر میں نے اپنی تجویز بدل دی چنانچہ اس نئے خیال کے پیدا ہونے کے بعد ہی میں نے وہ تحریر لکھائی جس پر تمہارے اور تمہارے نوکر کے دستخط ثبت ہیں۔"

"مگر سسلی" ہیکٹر نے بمشکل اپنی بدحواسی پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کس طرح ممکن ہے کہ تم دفعتاً اتنی بیرحم بن گئیں؟ یہ ستم شعاری۔ اور بے رحمی تو کبھی تم میں نہ تھی۔ پھر مجھ سے جو ہمیشہ تم کو پیار کرتا رہا . . . ."

"ہیکٹر تم پیار کا ذکر کرتے ہو" مس نیلی نے دبے ہوئے جوش کے ساتھ کہا "کیا اس غفلت شعاری اور فراموش کاری اُس بیوفائی اور سردمہری کو بھول گئے جو تم نے اس عورت سے روا رکھی جس نے جوش محبت میں اپنا سب کچھ تم پر نثار کر دیا تھا مگر اس بحث کو چھوڑو میں نے تم کو اس لئے نہ بلایا تھا کہ شکوہ شکایت یا طعن و تشنیع میں وقت ضائع کروں ہمیں اصل مطلب کی طرف آنا چاہیئے پس بتاؤ کیا تم اُس اقرار کو پورا کرنا چاہتے

ہو یا نہیں؟ کیا تمہارا منشا مجھ سے شادی کرنے کا ہے یا نہیں ہے؟"

شوقین امیرزادے نے سہمی ہوئی نظروں سے خاتون کو دیکھا شاید وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول تو نہیں نکالتی کیونکہ یہ خیال اس کے دل میں یقین کا درجہ حاصل کر چکا تھا کہ وہ مسلح ہو کر آئی ہے لیکن جب اُس نے اس کو کسی طرح کی مشتبہ حرکت کئے بغیر چپ چاپ اپنے ساتھ چلتے دیکھا تو گئے ہوئے حواس ٹھکانے آ گئے اور گو آواز میں لکنت اور تھراہٹ پھر بھی باقی رہی۔ تاہم اب وہ جی ٹھیرا کے کہنے لگا "سسلی تم نے بہت ٹیڑھا سوال پوچھا ہے میرے خیال میں تم بہتر سمجھ سکتی ہو کہ میں اس کا جواب اثبات میں نہ دے سکوں گا لیکن . . . ار . . . میں پوچھتا ہوں اگر میرا جواب نفی میں ہو تو پھر کیا ہو گا؟"

"ہو گا کیا۔ تمہارا جواب نفی میں پا کر مجھے چنداں حیرت نہ ہو گی" مس ڈیل نے جواب دیا "کیونکہ تمہارے عادات کو جانتے ہوئے میں اس کے لئے ناتیار نہ تھی"

"آہ اب تم دانائی کی باتیں کرنے لگی ہو" ہیکرٹ نے اس خیال سے حوصلہ پا کر کہا کہ پستول کی گولی سے بچ جانے کے بعد کوئی نہ کوئی ذریعہ شادی کی آفت سے نجات پانے کا بھی ضرور نکل آئے گا۔

"ہیکرٹ" خاتون نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "پچھلے دس روز کے عرصہ میں بارہا مجھ کو اس سوال پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہے کہ اس طرح کی شادی جس کے لئے تم کسی حال میں آمادہ نہیں ہو مجبوراً ہو بھی جائے تو فائدہ کیا ہو گا؟ . . . کچھ نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی زبردستی کے بعد نہ تم کو راحت ہو سکتی ہے۔ نہ مجھے . . ."

"سسلی تیری دور اندیشی کے کیا کہنے!" ہیکرٹ نے معاملہ کو راہ راست پر آتا دیکھ کر پھٹتی ہوئی حیرت اور خوشی کے ساتھ کہا "اگر تو شروع سے ہی اس طرح سمجھ کی باتیں کرتی تو میں کیا کسی چیز سے دریغ کر سکتا تھا؟ تو خوب جانتی ہے کہ میں تو شکر ریزی کلھوانے گا"

ہوں شکر رنجی کا نہیں ۔ اس ایک شادی کے قصہ کو چھوڑ کر جو خدمت میرے ذمہ ڈالی جائے حتیٰ کہ بتیس دانتوں سے نکلی ہوئی تیری ہر ایک آرزو کو میں بخوشی پورا کرنے کو تیار ہوں...."

"ان بے نتیجہ باتوں کو چھوڑو" مس ٹیل نے فہمائش کے نرم لہجہ میں کہا "کیا تم اُس نقصان کی تلافی جو تمہاری بدولت مجھے پہنچا ہے روپیہ کے ذریعہ سے کرنا چاہتے ہو؟ ہیکٹر کیا تم اتنا نہیں جانتے کہ محبت زر و جواہر کے تول بکنے والی چیز نہیں ۔ اس کی قیمت روپیہ نہیں وفا ہے ۔ مگر اس بحث کو جانے دو میں نے گزشتہ دس روز میں معاملہ کے سارے پہلوؤں کو اچھی طرح سوچا ہے ۔ اور محض اسی وجہ سے اب تک قرارداد کی شرطیں پوری کرانے پر زیادہ زور نہیں دیا . . ."

"سسلی تیری دانائی پر صد مرحبا!" ہیکٹر نے اُس کا ہاتھ خوشی اور جوش سے اپنے ہاتھ میں لے کر دباتے ہوئے کہا "میں تیرے لئے اور کچھ نہ کر سکا تو جان لے کہ عمر بھر یار وفادار در ذریعہ افتخار رہوں گا تو جب چاہے میری آزمائش کر لیجو . . ."

"ہیکٹر جو میں کہتی ہوں سنو" سسلی نے بے صبری کا اشارہ کر کے کہا "میں اب اس بات پر آمادہ ہوں کہ وہ معاہدہ جو اس رات تم سے ہوا تھا فسخ کر دیا جائے میں اُس تحریر کو جو تم نے لکھ کر مجھے دی تھی تمہارے روبرو پھاڑ کے پھینک دینے کو تیار ہوں لیکن . . . ایک شرط پر!"

"وہ کیا! وہ کیا!" ہیکٹر نے بے تابانہ پوچھا "اگر میرے بس کی بات ہے تو یقین کر میں تیرے لیئے کوہ پھاڑنے اور دریا بہانے کو بھی تیار ہوں"

"میں ایک چھوٹے سے کام میں تمہاری مدد لینا چاہتی ہوں" سسلی نے غمناک لہجہ میں جواب دیا "ایسا کرنے ہوئے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا لیکن میری حرمت رہ جائے گی ۔ مگر ٹھیرو میں پہلے چند الفاظ میں اُس معاملہ کی تشریح کر دینا چاہتی ہوں ۔ تم کو یاد ہوگا ایک زمانہ میں میں نے تم سے اپنی ماں کے رشتہ داروں کا ذکر کیا تھا . . ."

"ہاں ہاں کیا تھا مجھ کو اچھی طرح یاد ہے" ہیکٹر نے جواب دیا "وہ لوگ چاہتے تھے تم کسی جگہ استانی کی نوکری کر لو مگر جب تم نے انکار کر دیا تو وہ خفا ہو گئے تھے۔ ۔ ۔"

"ٹھیک ہے" سسلی نے تسلیم کیا "انہی رشتہ داروں میں سے ایک بڈھی خالہ تھی جو یارک میں رہتی ہے۔ ۔ ۔ کیا تم کبھی یارک گئے ہو؟"

"کبھی نہیں عمر بھر نہیں" ہیکٹر نے جواب دیا۔

"بس تو وہ یارک میں رہتی ہے" سسلی نے جواب دیا "حال میں اُس نے میری نسبت غائبانہ تحقیقات کی۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ میں اب لندن میں مسٹر اور مسز ٹمپرے کے پاس رہتی ہوں پس اُس نے اپنا آدمی میں کیمبرج بھیجا جہاں بیشتر میری سکونت تھی میں تو اس کو نہ ملی مگر کچھ بدنامیاں اُس آدمی کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ ۔ ۔ کیسی؟ تم کو معلوم ہوگا۔ ۔ ۔ کیونکہ صحیح حال مجھ سے پوشیدہ ہے۔ لیکن میرا خیال ہے تم نے شاید کسی پر ہمارا تعلق ظاہر کر دیا۔ ۔ ۔"

"کیا میں نے! ۔ ۔ ۔ خدا شاہد ہے کبھی نہیں!" نوجوان امیرزادہ نے پُرجوش لہجہ میں کہا "سسلی مجھ کو دگاوٹ اور خلطا سے مارے میں نے لاکھ برائیاں کی ہوں مگر اُن کا اظہار نہ سہواً نہ فخریہ۔ کسی زمانہ میں مجھ سے نہیں ہوا۔ ۔ ۔ مگر آہ اب سمجھ میں آیا۔ شاید یہ اسی قحبہ اماں چیکلنڈ کی شرارت تھی۔ ۔ ۔ یا ممکن ہے اُس عورت نے جو اُس کے بعد اس مکان میں رہنے لگی تھی کوئی بات ظاہر کر دی ہو۔ ۔ ۔"

"بلا سے کسی نے جھک ماری مگر میری بدنامی تو ہو گئی" مس ٹیل نے قطع کلام کر کے کہا "اب اس بحث سے کیا حاصل کہ اصلیت کیونکر ظاہر ہوئی میرے نصیبوں کی شامت سے ہمارے تعلق کی خبر اُس بڈھی خالہ کو ہو گئی کہنے والے نے کہہ دیا کہ کیمبرج رہتے ہوئے تم ملا کرتی تھی اور اگر اُس کے بعد ہماری شادی نہیں ہوئی تو پھر مجھ سے زیادہ بدنصیب کوئی دنیا میں نہیں ہے اب وہ بڑھیا گومگو میں پڑی ہے ایک خیال یہ ہے کہ ہم میں شادی ہو گئی ظاہراً نہیں تو خفیہ طور پر اور دوسرا۔ ۔ ۔ تم آپ سمجھ سکتے ہو۔ ان دنوں وہ عورت سخت بیمار

ہے ہفتوں کی تو کیا دنوں یا شاید گھنٹوں کی مہمان ہے۔ تیس ہزار پونڈ نقد اس کے پاس جمع ہیں اور اُس نے اپنا ارادہ ایک خط میں جو اُس نے میرے نام لکھا تھا یہ ظاہر کیا ہے کہ میں... مگر تم آپ ہی دیکھ لو" مس نیل نے جیب سے ایک تہ کیا ہوا کاغذ نکال کر کہا یہ اس کا بھیجا ہوا خط موجود ہے تم اس کا مضمون لیمپ کی روشنی میں پڑھ سکتے ہو۔"

"اس زحمت کی کیا حاجت ہے" مارڈرس نے لاپروائی سے کہا "تم آپ ہی اس کا مطلب بیان کر دو۔"

"تو سنو" سسلی نے جواب دیا "یہ وہ خط ہے جو بڈھی خالہ نے مجھ کو لکھا تھا اور چونکہ تحریر اچھی نہیں اس لئے شاید تمہیں اس کے پڑھنے میں دقت ہو بہرحال اس کے دوران میں وہ مجھ کو لکھتی ہے کہ اگر تم اپنے شوہر کو ساتھ لے کے میرے مکان پر آؤ تو خواہ ایک دن ٹھیر کے چلی جاؤ میں اپنی تیس ہزار کی پونجی تمہارے نام کر جاؤں گی۔ . . ."

"نیکدل خاتون!" ہیکٹر نے اظہار مسرت کر کے کہا "اور تم کہتی ہو وہ رقم تیس ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہے؟"

"ہاں تیس ہزار پونڈ نقد!" سسلی نے جواب دیا "تم چونکہ امیر ابن امیر اور ایک متمول رئیس کے فرزند ہو اس لئے تمہاری نظروں میں چاہے اس کی کچھ قیمت نہ ہو میرے لئے وہ گنج قارون سے کم نہیں ہیکٹر اگر تم سے میری ملاقات نہ ہوئی ہوتی . . . اگر میں دھوکے میں آ کر تمہاری ہوس رانی کا شکار نہ بنتی تو یہ ساری دولت یقیناً کسی حیل و حجت کے بغیر فوراً مجھ کو مل جاتی لیکن اُس ساعت کا بُرا ہو جب میں تم سے ملی ہمارے اس میل جول کا علم اُس بڑھیا کو ہو گیا اور اب وہ اُس وقت تک نہ مانے گی کہ تم شوہر کی حیثیت میں میرے ساتھ اُس کے ہاں چلو اور اپنے طریق عمل سے یہ بات اس کے ذہن نشین کرا دو کہ ہم اب میاں بیوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہیکٹر کیا اس کڑی آفت میں تم میری امداد نہ کرو گے؟"

"کیوں نہیں جانی۔ یہ تو بہت معمولی بات ہے اس سے بدرجہا زیادہ مشکل کام ہوتا

تو میں اُس کے لیے بھی آمادہ تھا" ہارڈرس نے جواب دیا "بس کیا یہی وہ شرط تھی جس پر
تم . . . ار . . . اس شادی والے معاہدہ کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو؟"

"ہاں - یہی وہ ایک شرط ہے" مس نیل نے جواب دیا "ہیکٹر میں نے اپنی بچی کھچی
عزت کے بارہ میں جو لفظ تم سے کہے تھے اُس اشارہ کا مطلب بھی یقیناً اب تم سمجھ
جاؤ گے یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ تمہاری سرد مہریوں کے بعد - نیز اُس برتاؤ کے بعد
جو تم نے مجھ سے کیا ہے یہ انہونی بات ہے کہ ہم میں پھر وہ محبت ہو جو کسی زمانہ میں تھی
جو تحریر میں نے لکھوائی تھی وہ بھی محض اس خیال سے تھی کہ تم سے شادی کرنے کے بعد میں کسی نہ کسی
طرح کی مجلسی حیثیت اختیار کر سکوں گی اور مجھ کو مسٹر اور مسز ممبری کا دست نگر بننا نہ
پڑے گا اب چونکہ میں کوئی بات تم سے چھپانا نہیں چاہتی اس لئے سب حال صاف
صاف بیان کرتی ہوں تم سے شادی کر کے میں اپنی کھوئی ہوئی آبرو بحال کرنا یا
ضمیر کی آواز ملامت کو دبانا نہ چاہتی تھی مصلحت اگر کچھ تھی تو یہ کہ اس کے بعد میں کسی رشتہ دار
کا سہارا لینے پر مجبور نہ ہوں گی میں نے اپنے دل میں سوچا تھا جب ہیکٹر سے شادی
ہو گئی تو اُسے اپنی حیثیت کے مطابق مجھ کو گزارہ دینا پڑے گا بلا سے وہ میرے پاس
نہ رہے میں زندگی کی فکروں سے تو آزاد ہو جاؤں گی بس یہ میری واحد خواہش تھی
جیسا تم خود بھی سمجھ سکتے ہو محبت تلف ہونے کے بعد مجھ پر خود غرضی غالب آ گئی اور
میں نے شادی کی ترکیب محض اپنے فائدہ کو مدنظر رکھ کر سوچی تھی مگر اس خط نے جو خالہ
کی طرف سے کل موصول ہوا ہے مجھے اپنے ارادہ کو بدل دینے پر مجبور کیا . . ."

"تسلی میں تو کہتا ہوں بہت ہی اچھا ہوا کہ یہ خط عین وقت پر آ گیا" ہیکٹر ہارڈرس
نے جو اس خیال سے پھولا نہ سماتا تھا کہ بارے شادی کی زحمت سے نجات ہو گئی اب
ایک دو دن کے لئے شوہر کا سوانگ بھرنے میں کیا حرج ہے جواب دیا "بے شک
تیس ہزار پونڈ کی رقم معمولی نہیں اسے پا کر تم عمر بھر کو بے فکر ہو جاؤ گی"

"بس یہی میری سب سے بڑی خواہش ہے" سسلی نے کہا "چونکہ یہ بات خالہ کے منقوش خاطر ہو چکی ہے کہ میں آنریبل ہیکٹر ہارڈرس کی منکوحہ بی بی ہوں اس لئے تم کو میرے ساتھ اپنے مکان پر دیکھ کر اس کے رہے سہے وسوسے مٹ جائیں گے اور وہ بخوشی اپنی دولت میرے نام چھوڑ جائے گی"۔

"ہاں اب سمجھ میں آگیا" ہیکٹر نے فاضلانہ لہجہ میں جواب دیا "تم چاہتی ہو اس بے ضرر دھوکے سے اس بڑھیا کا اطمینان کرا دیا جائے ۔ ۔ ۔"

"بس یہی میرا ارادہ ہے" مس نیل نے جواب دیا۔

"اور تم مجھ کو یارک اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہو؟" ہیکٹر نے دریافت کیا۔

"ہاں اس کے بغیر اس کا اطمینان کیونکر ہوگا؟ اس میں بہت سے بہت تین دن لگ جائیں گے مگر مجھ کو یقین ہے کہ تم اس نقصان کی تلافی کرنے کو جو تمہاری عنایت سے مجھے پہنچا ہے یہ زحمت بخوشی گوارا کر لوگے"۔

"اوہ یہ بھی کوئی کام ہے!" ہیکٹر نے لاپروائی سے جواب دیا "تین دن کا ذکر کیا میں پانچ بلکہ چھ سات دن دینے کو تیار ہوں۔ کب وہاں چلنے کا ارادہ ہے؟"

"کل صبح کی گاڑی پر" سسلی نے بیان کیا "چونکہ خالہ سخت بیمار ہے اس لئے دیر نہ کرنی چاہیئے"۔

"میری طرف سے کچھ دیر نہیں" ہارڈرس نے جواب دیا "میں بڑی آسانی سے ہفتہ عشرہ کے لئے لندن سے باہر رہ سکتا ہوں اور کل صبح گاڑی کی روانگی سے پیشتر سٹیشن پر آجاؤں گا"۔

"گاڑی نو بجے چھوٹتی ہے" سسلی نے کہا "ہم اس پر سوار ہو کے سر شام یارک پہنچ جائیں گے پہلے کسی ہوٹل میں ٹھیریں گے اس کے بعد میں کسی آدمی کے ہاتھ خالہ کو اپنی آمد کا رقعہ بھیج دوں گی تاکہ اس کا جواب آنے پر ہم آداب بجا لانے کو حاضر ہو سکیں"۔

"بہت ٹھیک یہی انسب طریقہ ہے" ہارڈرس نے تسلیم کیا "اپنی طرف سے میں اس بات کا پختہ اقرار کرتا ہوں کہ اُس بڑھیا کے روبرو ویسے ہی پیش آؤں گا جیسے کوئی بامحبت شوہر اپنی منکوحہ سے پیش آتا ہے۔ میں اسے خالہ کہہ کے پکاروں گا اور اُس کی بیماری پر اضطراب بھی ظاہر کروں گا۔ ۔ ۔"

"ہیکٹر! تم اگر ایسا کر سکو" سسلی نے اس بحث و نزع کے بعد نقاب اتار کے احسان مند نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "تو میں بھی اپنی طرف سے پچھلے واقعات کو بھول جانے اور عمر بھر شکرگزار رہنے کا سچا وعدہ کرتی ہوں"

"مجھ سے جہاں تک ممکن ہے کرنے کو تیار ہوں" ہارڈرس نے کہا "تم آپ دیکھ لوگی سب کام کس صلاحیت اور صفائی کے ساتھ ہوگا"

"یہ تمہاری حد درجے عنایت ہے" سسلی نے انداز تشکر سے دیکھتے ہوئے کہا "لیکن ۔ ۔ ۔ یاد آگیا اپنی طرف سے میں خالہ پر یہی ظاہر کروں گی کہ ہم کافی مالدار ہیں تاکہ اس کو یہ گمان نہ ہو تم نے اس کی دولت کے لالچ میں مجھ سے شادی کی تھی"

"بے شک یہی ہونا چاہیئے" ہیکٹر نے جواب دیا "اور اس کے ثبوت میں ہم شہر کے بہترین ہوٹل میں ٹھیریں گے عمدہ سے عمدہ کمرے کرایہ لیں گے میں اپنا نوکر بھی ساتھ لیتا چلوں گا اور ہم اسی ٹھاٹ کے ساتھ رہیں گے کہ اگر وہ بڈھی عورت جس کے بارہ میں اندازہ ظاہر کرتا ہے کہ جستجو کی عادی ہے کسی کو دریافت حال کے لیئے ہوٹل بھیجے تو اُس کا پورا اطمینان ہو جائے"

"اس صورت میں وہ تیس ہزار پونڈ میرے ہو چکے" سسلی نے خوش ہو کر کہا اور اس کا خوشنما چہرہ بادل سے نکلنے والے تارے کی مانند روشن ہو گیا۔

"مگر سسلی ایک بات ہے" ہارڈرس نے مس تیل کے حسن عریاں سے متاثر ہو کر کہا "تجھ کو یاد ہوگا ایک زمانہ میں کتنی گہری محبت ہم میں تھی اُس کے بعد گو حالات نے جھٹک کے

سامان پیدا کر دیئے تاہم جو اثر تیری خوبصورتی نے میرے دل پر کیا تھا وہ آج تک زائل نہیں ہوا سیلی تیرے ساتھ رہ کے میں نے نشاط کی رنگینی بھی دیکھی ہے اور رنج و الم کی تلخی بھی۔ تیری نازک ادائیاں بھی مجھ کو یاد ہیں اور معشوقانہ بے اعتنائیاں اور ترشیاں بھی مگر ان سارے انقلابات میں تیرا وہ پہلا پیار مجھے آج تک نہیں بھولا ہے اور نہ شاید کبھی بھولے گا۔ پس جو بات میں اب کہنا چاہتا ہوں یہ ہے . . . دیکھو ناراض نہ ہو جانا۔ میں تیرے عتاب سے بہت ڈرتا ہوں . . . ہاں وہ بات یہ ہے کہ اگر چند روز ہم کو کسی ہوٹل میں میاں بی بی بن کے رہنا پڑا تو ہوٹل والوں کو اس بات کا یقین دلانا بھی ضروری ہوگا کہ در حقیقت ہم میں یہی رشتہ قائم ہے کیونکہ اس کے بغیر اگر اس مالدار خالہ نے پھر کوئی تحقیقات کی تو شبہات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے کیا میرا مطلب سمجھ گئیں؟ میں چاہتا ہوں اس میاں بی بی کے ناٹک میں پھر وہ اگلی مہر انگیزیاں۔ اور عاشقانہ دلجوئیاں ہم میں ہوں . . .“

”ہیکٹر میں نے تمہارا انشائے دلی سمجھ لیا“ نوجوان خاتون نے حجاب سے آنکھیں نیچی کر کے کہا ”مگر حیران ہوں اس کا جواب کیا دوں سوچتی ہوں جب ایک بار اپنی عصمت کا سرمایہ تم پر لٹا چکی تو اب انکار سے کیا حاصل؟ پس جان لو میں اُس عرصہ کے دوران میں صحیح طور پر تمہاری بی بی ہی بن کے رہوں گی . . .“

ہیکٹر کے سینہ میں عشق رفتہ کی کجلائی ہوئی چنگاری شعلہ زن ہوئی۔ خون میں از سر نو ابال آیا۔ سیلی کے حسن ملیح نے کئی دلچسپیاں حاصل کیں طبع انسانی کی اس کمزوری کے مطابق کہ جس چیز سے آدمی کو مجبوراً دور رہنا پڑے وہ اُس کی نظروں میں دہ چند اہمیت حاصل کر لیتی ہے پھر ایک بار اُس نازنین کو پا کر جس کے بوستان حسن کی بہار اس نے لوٹی تھی ہیکٹر بٹلر درس کا دل میٹھی امنگوں سے لبریز ہو گیا فرط شوق سے اپنا بازو اُس کی کمر میں ڈال کے، اور اس کو بزور اپنی طرف کھینچ کر ایک لمبا اور پر جوش بوسہ اس نے ان خوشنما گلرنگ ہونٹوں کو دیا تھوڑی دیر وہ بے بسی کے عالم میں اس کے آغوش میں تھرائی پھر آہستگی اُس سے جدا ہو گئی اتنے میں

وہ پارک کے ایک دور افتادہ حصہ میں پہنچ چکے تھے اب ساری بات طے ہو جانے کے بعد پھر اُس پھاٹک کی طرف مڑے۔

پیاری سسلی" ہیکٹر نے دفعتاً اُس وقت جب وہ ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہا۔ "اب جبکہ ہمارے درمیان از سر نو صلح قائم ہو گئی ہیں ایک سوال تجھ سے پوچھتا ہوں جس کا جواب دینے سے امید ہے تجھ کو انکار نہ ہوگا سوال یہ ہے کہ جب تم اس بات کا ارادہ کر کے آئی تھیں کہ کچھ شرطیں مان اور کچھ منوالو گی تو اپنے ساتھ وہ ہیبت ناک پستول لانے کی کیا حاجت تھی؟"

"وہ میں اس لئے لیتی آئی تھی کہ مجھ کو تمہاری رضامندی کا پورا یقین نہ تھا" مس نیل نے جواب دیا" ڈرتی تھی شاید اُن حالات کے بعد جو پیش آچکے تھے تم میرا کہا ماننے سے انکار کرو اور جو تھوڑی سی مدد میں تم سے مانگنا چاہتی تھی اُس کے لیے آمادہ نہ ہو۔ اس صورت میں مجبوراً . . ."

"ہاں اس صورت میں کیا؟" ہیکٹر نے سہمی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"میں تم کو مار کے اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیتی۔ کیونکہ اس طرح کی حالت میں میرے لیے جان پہ کھیل جانا بڑی بات نہ تھی۔"

ہیکٹر ان لفظوں کو سُن کر کانپے بغیر نہ رہ سکا لیکن فوراً ہی دہشت پر غالب آگیا اُس نے حوصلہ مند لہجہ میں کہا "چلو اچھا ہوا کشیدگی اُس انتہا کو نہ پہنچی سسلی اگر تو سچ پوچھے تو میرے دل میں تیرے لیے کسی زمانہ میں بھی کدورت نہیں تھی۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ جس عورت کی عمر اپنے کھیلنے میں گزری ہو وہ کسی ناؤ کا سہارا پانے کے بغیر دنیا کے سمندر کو پار نہیں کر سکتی اور میں وہ ناؤ بننے کو تیار تھا مشکل صرف یہ تھی کہ بعض خاندانی حالات کی وجہ سے شادی نہ کر سکتا تھا۔ سو اچھا ہوا اُس کے لیے تم نے معاف کر دیا۔ رہی محبت تو وہ تجھ ایسی پریزاد۔ سیمبر حسینہ کے لیے میرے سینہ میں اس قدر موجود ہے کہ عمر بھر ختم نہیں ہو سکتی۔ . ."

"چلو اس ذکر کو جانے دو" مس نیل نے بات ٹالتے ہوئے کہا "میں بھی اپنی جگہ مجبور تھی اور گو اُس آدمی پر جس سے کسی زمانہ میں دلی محبت رہی ہو سختی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر حالات سب کچھ کرا دیتے ہیں جس کی اپنی عزت مٹ گئی وہ دوسرے کی مٹانے میں کب دریغ کرتا ہے مگر بہت اچھا ہوا کہ اس حد آخر تک پہنچنے کے بغیر مصالحت کا نیک رستہ مل گیا اور اب میں رخصت ہوتی ہوں کیونکہ رات بہت جا چکی ہے۔ گھر والے انتظار کر رہے ہوں گے"۔

"ٹھیرو جدا ہونے سے پیشتر حق زوجیت تو ادا کرتی جاؤ" ہیکرٹ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور اس کے بعد مُنیر ایک بار اس کے لب لعلیں کو پرجوش بوسہ دیا۔ اس پیمان وفا کے بعد وہ حسینا اپنے خوشنما چہرہ پر نقاب ڈال کے ایک طرف کو چلنے لگی۔

تھوڑی دُور جا کے اُس نے ایک گاڑی کرایہ کی اور بازار سٹرینڈ میں جا اُتری۔ رات ہر چند زیادہ جا چکی تھی تاہم دُکانیں کھلی تھیں اُس نے ایک دوا ساز کی دُکان کے اندر جا کے اس بہانہ سے تھوڑا سا ست افیون خریدا کہ میرے دانتوں میں تکلیف ہے حالانکہ اُس کے دانت انتہا درجے خوشنما بے عیب اور مضبوط تھے اور درد کی شکایت اس کو عمر بھر نہ ہوئی تھی دوا لینے کے بعد وہ سیدھی لنکنز ان فیلڈس والے مکان کی طرف گئی جہاں کچھ حیلہ سازی نہ صرف موجودہ تاخیر کے بارہ میں اس نے کی بلکہ لگے ہاتھوں چند روز باہر جانے کے متعلق بھی ایک قصہ گھڑ دیا اور مسز ٹمپرے کو بتایا کہ میں کل صبح رخصت ہو جاؤں گی۔

باب ۲۶

مصنوعی بی بی

دوسرے دن پونے نو بجے تھے کہ مسلی نیل یوسٹن کے ریلوے سٹیشن پر کرایہ کی گاڑی سے اتری۔

ہیکٹر ہارڈرس اپنے وعدے کا پکا پہلے سے موجود تھا وہ اس کو دیکھتے ہی پاس آگیا تھوڑے فاصلہ پر اُس کا نوکر لوک کاربٹ آقا کا دستی بیگ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔

ہیکٹر نے سسلی کا دست نازک ہاتھ میں لے کر دبایا پھر کہنے لگا "جانی جس خوبی سے تم حق زوجیت ادا کرتی ہو ویسی ہی خوش اسلوبی سے میں نے زوج کا فرض پورا کر دیا یعنی پہلے سے ٹکٹ خرید کے رکھ لئے اور اس سے بھی زیادہ یہ کیا کہ گارڈ سے کہہ کے ایک ڈبہ اپنے لئے ریزرو کرا لیا میرا نوکر دوسری گاڑی میں بیٹھے گا اور ہم علیحدہ بیٹھ کر تنہائی کے مزے لوٹیں گے۔"

دونو اُس ڈبے میں بیٹھ گئے جو اُن کے لیے مخصوص تھا لیکن سوار ہونے سے پہلے مس نیل نے لوک کاربٹ کو آنکھ سے کچھ اشارہ کر دیا جس کا مطلب وہ سمجھ گیا اور اس کے بعد وہ بھی علیحدہ گاڑی پر سوار ہو گیا اتنے میں گھنٹی بجی مسافر دوڑ دوڑ کر اپنے ڈبوں میں سوار ہونے لگے ریل کے عملہ میں بھگدر سی مچ گئی اور گاڑی اس شکم پُر اژدہے کی مانند جو اپنی جگہ سے ہلنا نہ چاہتا ہو بڑی آہستگی سے آگے کو سرکنے لگی۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ سسلی نیل اب پیار و محبت کی تصویر بنی ہیکٹر ہارڈرس پر نثار ہوئی جاتی تھی۔ دیکھنے والا اُن کے اختلاط باہم سے ہرگز معلوم نہ کر سکتا کہ دونو میں کسی موقعہ پر انتہائی کشیدگی رہ چکی ہے وہ ہنس ہنس کے باتیں کرتی اور ہیکٹر کے ہر اک پیار کا میٹھا جواب دیتی تھی۔ پھر ایک بار ان کا وہی نقشہ ہو گیا جو کسی زمانہ میں کیمبرج کے پاس مسز چکلیڈ کی کوٹھی میں ہوا کرتا تھا شمع رو عورت کے پیار سے مرد کا دل پگھلتے کتنی دیر لگتی ہے۔ ہیکٹر دوبارہ اس کا ہو گیا اور وہ اختلاط کامل ان میں ہوا کہ روح اگر سسلی تھی تو جسم وہ۔ مگر ہیکٹر کے دل کو سب سے زیادہ خوشی اس وجہ سے تھی کہ وہ بات جو بنیاد نزاع تھی ہمیشہ کے لیے مٹ گئی۔ شادی کا کانٹا جو محبت کے پھول کے ساتھ لگا تھا نکل گیا اب اُس کا دماغ فرط مسرت سے عرش پر پہنچا ہوا تھا حیران ہو کے سوچتا کیا یہ وہی سسلی ہے جو کچھ عرصہ پیشتر میری جان کے پیچھے پڑی تھی؟ بارہا اُس کو اپنی موجودہ حالت پر خواب کا گمان ہونے لگتا تھا مگر اس کے بعد جب دیکھتا کہ

بیت کا فرادا پاس ہے۔ امنگ فرحت اور شوق کی لہریں اٹھی ہوئی ہیں۔ بے اعتنائی اور دل تنگی نے ارادت اور محبت کو جگہ دے دی ہے نہ صرف ایک کھوئی ہوئی داشتہ از سر نو مل گئی بلکہ شادی کا قصہ بھی ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔ پستولوں کی دہشت رفع ہو گئی اور فرحت خوشدلی اور عیش کا نایاب موقعہ ہاتھ آ گیا نیز جب وہ سوچتا کہ ہم سسلی کی خالہ کو احمق بنانے چلے ہیں۔ تو بے اختیار باچھیں کھل جاتیں۔ کیونکہ عہد شباب میں عشق و محبت سے اثر کر واقعات غریبہ کی دلچسپیوں کا شوق ہر شخص کو دامنگیر رہتا ہے اس کو پورا یقین تھا کہ اس پر مذاق ناٹک میں اپنا پارٹ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے عوض چند روز سسلی کے جوبن کی بہار لوٹنے کا خوب موقعہ ملیگا۔ سیر کی سیر ہو گی۔ احسان کا احسان اور گلچھرے اڑانے کا موقعہ گھاتے میں ملتا رہے گا۔

کئی سٹیشن چھوڑنے کے بعد گاڑی آخر کار ایک مقام پر بیس منٹ کے لئے ٹھہری تاکہ مسافروں کو خورونوش کی مہلت مل سکے باقی مسافروں کی طرح ہارڈرس اور سسلی بھی اپنے ڈبہ سے اترے اور آخرالذکر نے جلدی ہی ہیکٹر کو کسی معاملہ کی طرف متوجہ کر کے لوک کاربٹ سے تنہائی میں یہ کہنے کا موقعہ پالیا کہ عنقریب تیرے آقا پورٹر سے ان کی بوتل اور گلاس ہمارے ڈبہ میں لانے کو کہیں گے اس وقت بوتل کھول کے یہ چیز جو میں دیتی ہوں اس میں ملا دینا مگر احتیاط شرط ہے سب کام ہوشیاری سے کرنا کیونکہ اسی میں کامیابی یا ناکامی کا راز چھپا ہے اتنا کہہ کے اس نے ست افیون کی وہ شیشی جو اس نے لندن میں خریدی تھی اور اپنے ساتھ لیتی آئی تھی لوک کاربٹ کو دے دی جس نے پر معنی نگاہ کے ساتھ اس کو فوراً جیب میں رکھ لیا اس اشارہ کا مطلب یہی تھا کہ اطمینان رکھئے آپ کے حکم کی تعمیل دل و جان سے ہو گی

اس کے بعد سسلی ہیکٹر کو ساتھ لے کے ریفرشمنٹ روم میں گئی جہاں دونوں نے لنچ تناول کیا ہیکٹر مے جو عادتاً پر نوش تھا۔ شیری کی بوتل طلب کی مگر سسلی شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی " پیارے شوہر تم کو معلوم ہے میں شیری نہیں پیتی مجھے اس کا

ذائقہ میٹھا اور پھیکا معلوم ہوتا ہے۔"

"تو جو حکم دو منگا لیں" ہیکٹر نے فوراً کہا۔

"میں تو پورٹ وائین پیوں گی اور اس میں بھی تھوڑا پانی ملا کے۔"

"اچھا تو ہم بھی پورٹ ہی نوش کریں گے۔" ہیکٹر نے جواب دیا اور ویٹر کو اسی قسم کی شراب لانے کا حکم دے دیا۔

"میں نہ تو بسیار نوشی کی خوگر نہ اس شے کی خوبیوں سے واقف ہوں" مسلی نے بوتل آجانے کے بعد ایک چھوٹا سا گلاس پی کر کہا "تاہم یہ لال لال چیز واقعہ میں بہت اعلیٰ معلوم ہوتی ہے۔"

"بے شک اسکی نفاست میں کلام نہیں" ہارڈرس نے جس پر مسلی کا ہر لفظ افسوں کا اثر کرتا تھا تسلیم کیا "افسوس وقت تنگ ہے ورنہ میں تو ایک دو بوتلیں بآسانی ختم کر دیتا۔"

"تو کیوں نہ ایک بوتل ریل کے ڈبہ میں رکھوا لیں؟" مسلی نے رائے دی "تھوڑے سے خستہ بسکٹ اور سرخ پورٹ وائن میرے خیال میں یہ چیزیں اس سرد گوشت کے مقابلہ میں خوب مزا دیں گی۔" اور اتنا کہہ کے اس نے اپنی پلیٹ ایک طرف سرکا دی "چلو ڈبہ میں چل کے بیٹھیں وہیں بوتل رکھوا لو اور اپنے لئے کچھ سگار بھی۔"

ہیکٹر آمادہ ہو گیا بڑی مدت سے اس نے مس نیل کو اتنا شیریں زبان نہ دیکھا تھا اس کی میٹھی باتیں رگوں میں سنسناہٹ پیدا کرتی تھیں۔ حیران ہو کر سوچتا تھا کیا خوبی تقدیر ہے کہ بگڑی ہوئی بات اس خوبی سے بن گئی۔ گلخن تابی نے سیر گلشن کی صورت اختیار کی۔ وہ دل جو کینہ سے بھرا ہوا ذرا ذرا سی بات پر جل اٹھتا تھا قدرت حق سے آج اتنا مہربان ہو رہا ہے . . .

"دیکھنا وہ لوک کاربٹ ہی تو نہیں ہے" مسلی نے دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہا جہاں ہیکٹر کا نوکر مسلی کی ہدایت کے مطابق منڈلاتا پھر رہا تھا "اسے کہہ دو بسکٹ اور پورٹ وائن گاڑی میں رکھ آئے گا۔"

ہیکٹر نے لوک کو پاس بلا کے ضروری ہدایات دیں جس کے بعد دونو گاڑی کے ڈبہ میں

جا کر بیٹھ گئے جلد ہی لوک کا رٹ چرٹ داٹن کی ایک کھلی ہوئی بوتل دو گلاس کاغذ کی ایک تھیلی جس میں بسکٹ اور کیک تھے اور چھ سات بڑھیا سگار لاکر رکھ گیا آخر کار جب ٹرین پھر آگے کو چلنے لگی تو سسلی نے اپنے خوشنما ہونٹوں پر تو بہ شکن تبسم پیدا کر کے کہا "پیارے ہیکٹر لو سگار سلگا لو - میں تمہیں جام بھر کے دیتی ہوں"۔

"جب ساقی ایسا طرحدار ہو" ہیکٹر نے سسلی کے گلے میں باہیں ڈال کر اس کے لب لعلیں کو لمبا پُر جوش بوسہ دینے کے بعد کہا "تو کس کافر کو طاقت انکار ہو سکتی ہے"۔

"تم کتنے مہربان اور با محبت شوہر ہو" سسلی ہنس کر کہنے لگی "مگر دیکھ لینا میں بھی عورت کے فرضوں کو کس تندہی سے ادا کرتی ہوں"۔

"اور جب ہم پارک پہنچیں گے" ہیکٹر بھی ہنستے ہوئے کہنے لگا "تو تمہاری خالہ کو ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرتا دیکھ کر اس بات کا پورا یقین ہو جائے گا کہ ان کے برابر کسی مرد یا عورت میں پیار نہیں مگر جانی مجھے ڈر ہے تم کو سگار کے دھوئیں سے تکلیف نہ ہو"۔

"تمہارے منہ سے نکلا ہوا دھواں مجھ کو تکلیف دے"! سسلی نے محبت کی ترچھی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا "ناممکن ہے - پیارے ہیکٹر بے تکلف پیو"۔

اس پر ہیکٹر نے سگار سلگا لیا اور مس نیل تھیلی سے ایک چھوٹا سا کیک نکال کے کھانے لگی۔

"ٹھیرو تم کو دینے سے پیشتر میں دیکھ لوں شراب کیسی ہے" وہ کہنے لگی "چونکہ میں نے ہی تم کو پورٹ پینے کی ترغیب دی تھی اس لئے اسے چکھنا میرا فرض ہے"۔

اُس نے ایک گلاس پر کر کے ہونٹوں سے لگا لیا پھر ہنستے ہوئے بولی "نہیں معلوم یہ اس خوشی کا اثر ہے جو آج میرے دل کو ہے یا تمہاری عنایت کا - یا صحیح وجہ کچھ اور ہے مگر سچ کہتی ہوں اس قدر میٹھی - اتنی جاں بخش اور ایسی دل افروز شراب کبھی میرے استعمال میں نہ آئی تھی . . . دیکھنا ہیکٹر یہ دیہاتی مکان کتنا عالی شان ہے"!

ہیکٹر جلدی سے مڑ کر دیکھنے لگا تو مس نیل نے پاس والی کھڑکی سے وہ شراب جو اُس

کے گلاس میں بھری ہوئی تھی باہر الٹ دی۔ یہ کام ایک ثانیہ کے عرصہ میں ہو گیا اور جب ہیکٹر نے دوبارہ سسلی کی طرف دیکھا تو یہی معلوم ہوا کہ وہ گلاس ختم کر کے ابھی فارغ ہوئی ہے کیونکہ وہ ایک مہین رومال سے ہونٹوں کو پونچھ رہی تھی۔

"جان سے پیاری سسلی" ہیکٹر ہنستے ہوئے بولا "تیری مثال نے ثابت کر دیا کہ شراب بے حد نفیس ہے لا ایک جام مجھے دے۔۔۔"

سسلی اس کے لیئے دوسرا گلاس اٹھانا چاہتی تھی مگر ہارڈرس نے اسی کے جھوٹے گلاس میں پینے پر اصرار کیا ناچار اس نے وہی بھر کے دے دیا نصف پینے کے بعد ہیکٹر منہ بناتے ہوئے کہنے لگا "میں نے ایک بار سنا تھا کہ سگار اور پورٹ وائن کا ساتھ نہیں ہوتا۔ آج تجربہ نے اس کی تصدیق کر دی سگار پینے کے بعد اس بادہ گلرنگ کا ذائقہ عجیب طرح کسیلا ہو گیا لیکن مضائقہ نہیں میں ایسی نفیس چیز کو ضائع نہ کروں گا" اور یہ کہہ کے اس نے باقی شراب بھی ختم کی اور اس کے بعد پھر سگار کے کش لگانے میں مشغول ہو گیا۔

اس اثنا میں صبا رفتار گاڑی میدانوں اور وادیوں کو قطع کرتی اڑی چلی جاتی تھی۔ سسلی کا سلسلہ گفتگو لامتناہی تھا اس کی میٹھی میٹھی باتوں سے ہیکٹر کو اپنا دماغ عرش معلی پر پہنچا ہوا معلوم ہونے لگا اس نے سسلی کو اتنا پر محبت خلیق اور ملنسار کبھی نہ پایا تھا اس کے چہرہ کی گلگونی نہ معلوم جوش مسرت یا اثر کیف سے دل کو لبھانے والی تھی۔ مہ لقا حسینہ نے ایک اور گلاس بھر کے ہیکٹر کو پیش کیا جس نے اب کی دفعہ ایک ہی سانس میں خالی کر کے اسے رکھ دیا اور چونکہ اگلا سگار جل چکا تھا اس لئے ایک اور سلگا لیا دفعتاً وہ بولا "سسلی پیاری تم بھی تو کچھ شغل جاری رکھو" اس پر مس نیل نے ایک اور کیک نکال کے ذرا سا کھایا پھر وہی گلاس اپنے لیے آدھا بھر لیا اور ساتھ ہی معذرت کے لہجہ میں کہنے لگی۔

"شراب اس میں شک نہیں خوب ہے مگر میں بے حد کم نوش واقع ہوئی ہوں امید ہے تم بہت کے لیئے مجبور نہ کرو گے"۔

اتنے میں ہارڈرس کو غنودگی کا احساس ہونے لگا اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بند ہونے لگتی تھیں ان موقعوں پر سسلی اس کو جگا کے اس کی توجہ کسی قابل دید مقام کی طرف دلاتی چنانچہ ایک بار جب ہیکٹر کسی چیز کو دیکھنے کے لئے مڑا تو اس نے اپنے حصہ کی شراب پھر کھڑکی سے باہر پھینک دی تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے پھر ایک جام ہارڈرس کو دیا اور گو اس کی آنکھیں بے اختیار بند ہوئی جاتی تھیں تاہم اپنی پُر نوشی کے زعم میں وہ اس دست نازک کا پیش کردہ گلاس لینے سے انکار نہ کر سکا اور اس کو بھی لاجرعہ پی گیا۔

آخرش جب نیند نے ترقی کی تو ہیکٹر نے جھپکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر اتنا کہا "سسلی نہیں معلوم آج مجھ کو کچھ ہو گیا یا ان تیز کمزوری پتی کے سگاروں کے استعمال کا نتیجہ ہے مگر آج میری آنکھیں از خود بند ہوئی جاتی ہیں یا ممکن ہے یہ ریل کی آسائش کا اثر ہو کیونکہ میں نے دیکھا ہے جب کبھی ریل کا سفر کرتا ہوں تو بے اختیار نیند آنے لگتی ہے۔"

"تو کیوں نہیں سو جاتے" مس سِیل نے جواب دیا "ادھر پاس آکے اپنا سر میرے شانہ پہ رکھ لو میں تھپک کر سلا دوں گی بی بی ہو کر اتنی خدمت نہ کر سکی تو یارک والی خالہ کا اطمینان کیسے کراؤں گی"۔

ہیکٹر نے جب دیکھا کہ آنکھیں بھاری ہوئی جاتی ہیں اور سیدھا بیٹھنا دشوار ہے تو اپنا سر سسلی کی چھاتی پہ رکھ کے لیٹ گیا نازنین نے ایک گداز بازو اس کے سینہ پر رکھ لیا اور کچھ گنگنانے لگی۔

"او! اس راحت کے کیا کہنے!... شاید اسی کا نام جنت ہے!" ہیکٹر نے جس کی آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چند لمحوں کے عرصہ میں بے خبر سو گیا۔

کئی گھنٹے گزر گئے اور اس عرصہ میں سسلی اور لوک کاربٹ کے درمیان کئی چھوٹے چھوٹے واقعات پیش آئے جن کا علم ہیکٹر ہارڈرس کو جو دنیا و مافیہا سے بے خبر پڑا سوتا تھا کچھ نہ ہو سکا اس اثنا میں سسلی نے چند مرتبہ اُس کو جگانے کی کوشش کی بہلانے سم آلود شراب کی کچھ اور مقدار اس کو پلائی مگر اس بات کا خاص خیال رکھا کہ بے ہوشی حد سے آگے نہ بڑھے۔

جب ہیکٹر کو ہوش آیا تو سے پہلے آنکھوں اور پیشانی پر بوجھ سا معلوم ہوتا تھا اُس آدمی کی طرح جو اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آئے وہ جب کبھی آنکھیں کھولتا پھر بند کرنے پر مجبور ہو جاتا آخر جب حواس بجا ہوئے اور اس نے خیالات منتشر کو یکجا کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا سر میں شدت کا درد ہے اور واقعات کی یاد ایسے دھندلکے میں چھپی ہے کہ ترتیب دینا دشوار ہے اُس کو معلوم ہوا کسی نامعلوم مقام میں نرم بستر پر لیٹا ہوں کوئی نازک سی چیز بدن سے مس کرتی ہے اور اس کا اثر راحت خواب شیریں کو لمبا کئے دیتا ہے۔ بڑی آہستہ رفتار سے اس کے خمار آلود دماغ میں ریل کے سفر۔ مس نیلی کی صحبت پورٹ وائن اور سگاروں کے استعمال کی یاد تازہ ہونے لگی لیکن فوراً خیال آیا کہ میں کوئی خواب دیکھتا ہوں بہت عرصہ کے بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں اور غور کے ساتھ دیکھا تو معلوم ہوا سلی پڑی سوتی ہے۔ اس نے ایک ہاتھ سر کے پاس لے جا کر اپنی پیشانی کو دبایا اور اُن سارے واقعات کو یاد کیا جو اثنائے سفر میں پیش آئے تھے حتیٰ کہ خیالات کی رو اُس مقام پر پہنچ کر رک گئی جب وہ سلی کی چھاتی پر سر رکھ کے سویا تھا لیکن یہ گمان پھر بھی اس کو نہ ہوا کہ کسی طرح کی غداری یا بیوفائی اُس سے ہوئی ہے یا شراب میں کوئی نشیلی چیز شامل تھی۔

پھر ایک بار اُس نے سلی کی طرف دیکھا اب اُس کی موٹی نیلگوں آنکھیں کھلی تھیں ہلکا راحت بخش تبسم اُس کے خوشنما ہونٹوں پر نمودار ہوا اور وہ اپنا سڈول بازو اس کی گردن میں ڈال کر بولی "پیارے ہیکٹر خوب جی بھر کر سوئے ہیں تو جگنے جگاتے ہار گئی"۔

"خدا معلوم آج کیا ہو گیا" نوجوان نے پریشانی کے لہجہ میں کہا" میں کبھی اتنا بیخبر نہ سویا تھا مگر سلی یہ کیا مقام ہے اور ہم اب کہاں ہیں؟"

"پیارے ہم یارک آ گئے" سلی نے جواب دیا" اور یہ اس جگہ کے بہترین ہوٹل کا سب سے اچھا کمرہ ہے جس میں ہم تم سوئے ہیں"۔

"تم نے اچھا کیا یہاں لے آئیں کیوں بھلا اس وقت کیا بجا ہو گا؟"

سلی نے سرہانے کے نیچے سے گھڑی نکال کر دیکھی اور گو اُس کی سوئیاں رات

کے تین بجے پر تھیں تاہم وہ بولی "ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔"

امر واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہوٹل میں فروکش ہوئے قریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے مگر سسلی کسی مصلحت کے خیال سے ہیکٹر پر یہ بات ظاہر کرنا نہ چاہتی تھی کہ وہ اتنی رات گئے یہاں آئے تھے۔

"ساڑھے گیارہ!" ہارڈرس نے کہا "تو ہمیں یہاں لیٹے کتنا عرصہ ہو گیا؟"

"پیارے ہیکٹر" سسلی نے جواب دیا "تمہیں تو اس جگہ آتے ہی بستر پر لٹا دیا گیا تھا مگر میں دس کے قریب سوئی تھی۔ میں نے اور تمہارے نوکر لوک نے جہاں تک ممکن تھا تم کو جگانے کی کوشش کی مگر افسوس تمہاری آنکھ نہ کھلی۔"

"نہایت عجیب بات ہے" ہارڈرس نے پریشان ہو کر کہا "ایسی بے ہوشی کبھی مجھ کو نہ ہوئی تھی اور یہ درد۔۔۔ سسلی میرے سر میں بڑی شدت کا درد ہے۔۔۔"

"پیارے گھبراؤ نہیں" سسلی نے نرم لہجہ میں کہا "معلوم ہوتا ہے کسی وجہ سے خون سر کی طرف چڑھ گیا۔ میں نے دیکھا تھا جب تم گاڑی میں پڑے سوتے تھے تب بھی تمہارا چہرہ سرخ تھا اور سانس مشکل سے آتا تھا بعد ازاں پارک پہنچ کر ہم نے تم کو جگانے کی بہت کوشش کی مگر بے فائدہ کیوں ہیکٹر اب کیسا مزاج ہے؟"

"حیران ہوں کیا جواب دوں صرف اتنا معلوم ہے کہ جاگ رہا ہوں سر مارے درد کے پھٹا جاتا ہے اور زبان سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہے سسلی کسی سے کہہ کے ایک بوتل ٹھنڈے سوڈا واٹر کی تو منگا دو۔"

"پیارے میں نے پہلے ہی اس کا انتظام کر دیا تھا" سسلی نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا "میں نے لیٹنے سے پہلے دو بوتلیں احتیاطاً کمرہ میں رکھوا لی تھیں۔"

"آہ تم کتنی مہربان ہو!" ہارڈرس نے متاثر ہو کر کہا اور ایک لمحہ بعد مس سسلی نے اپنے دست خاص سے ٹھنڈے سوڈے کا ایک گلاس اس کو دیا اسے

پی کمپبیل ٹرکہنے لگا سلمیٰ میں یہ سوچکر نادم ہوا جاتا ہوں کہ اس جگہ کے مالک میری نسبت کیا خیال کریں گے انہوں نے تو یہی سمجھا ہوگا کہ بے حد شراب پینے سے یہ حالت ہے اور خدانخواستہ اگر اس کی خبر تمہاری خالہ کے کانوں تک پہنچ گئی تو نہ معلوم وہ میری نسبت کیا بُری رائے قائم کرے"۔

"پیارے میں نے ان باتوں کو پہلے ہی اچھی طرح سوچ لیا تھا" سلمیٰ نے خالی گلاس میز پر رکھ کر دوبارہ لیٹتے ہوئے کہا۔ "بلکہ احتیاطاً لوک کو بھی سمجھا دیا تھا۔ چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے تو ہوٹل والوں پر یہی ظاہر کیا کہ گاہ بگاہ تم کو بے ہوشی کا دورہ ہوا کرتا ہے"۔

"آہ جان من پیاری سلمیٰ تیری دور اندیشی کی کہاں تک تعریف کی جائے" ہارڈرس نے کہا "تو نے یہ بات خوب سوچی۔ اس طرح کے موقعہ پر کوئی ایسا ہی عذر پیش کرنا موزوں تھا"۔

"مگر کل کے لئے وعدہ کرو کہ دن بھر آرام سے لیٹے رہو گے" سلمیٰ نے ہمدردانہ کہا۔ "میں چاہتی ہوں خالہ کو اپنی آمد کی اطلاع پرسوں تک نہ دوں۔ کیونکہ اگر اس کو ہماری آمد کا حال معلوم نہ ہوا تو پھر کسی معذرت کی حاجت ہی نہیں اور بالفرض ہو گیا۔ تو ہم وہی قصہ اس کے روبرو بیان کر دیں گے جو ہوٹل والوں سے بیان کیا ہے۔ اس صورت میں میں تمہاری صحت کی خرابی اور سفر کی تکلیف کے بارہ میں یہی عذر خواہی اس طرح کے دردناک پیرایہ میں کروں گی۔ کہ اس کو پورا الیقین ہو جائے گا"۔

"سلمیٰ یہ ترکیب ٹھیک ہے" ہارڈرس نے تسلیم کیا "رہ گیا آرام کا سوال تو وہ مجھ کو مجبوراً کرنا پڑیگا۔ کیونکہ میری صحت اتنی ردی ہے کہ شاید ایک دو روز بستر سے اٹھنا محال ہوگا"۔

"مجھے خود بڑی حیرت ہے کہ تمہاری یہ حالت کیوں ہوئی" سسلی نے پریشانی ظاہر کرکے کہا "تمہارے سامنے میں نے بھی وہی شراب پی تھی۔ مگر مجھ پر تو کچھ بھی اثر نہ ہو سکا۔"

"معلوم ہوتا ہے وہی تشخیص صحیح تھی جو تم نے کی" ہیکٹر نے جواب دیا "خون کے دماغ پر چڑھ جانے سے ہی خرابی واقع ہوئی ہے عنقریب لندن واپس جا کے میں کسی ماہر فن ڈاکٹر کا مشورہ لوں گا لیکن ہاں یہ تو بتاؤ تم مجھے اس ہوٹل میں کیونکر لائی تھیں؟"

"گاڑی میں لٹا کر۔ اور کس طرح" سسلی نے جواب دیا "جب گاڑی ہوٹل کے دروازہ پر آکے ٹھیری اور نوکر باہر آئے تو میں نے کہا مجھے اپنے اور اپنے شوہر کے لیے اچھا سا کمرہ درکار ہے کیا اس کا انتظام ہو سکے گا ان کو آمادہ پاکر میں نے بیان کیا میرے شوہر مسٹر ہارڈرس بیمار ہیں ان کو گاہ لگاہ بے ہوشی کا دورہ ہو جایا کرتا ہے لیکن امید ہے ان کی حالت ایک دو روز تک بہتر ہو جائے گی نوکروں نے مودبانہ جواب دیا کہ آپ لوگوں کی آسائش کا ہر ممکن انتظام کردیا جائے گا چنانچہ وہ لوگ تم کو اٹھا کر ڈیوڑھی میں لے گئے اور وہیں ہوٹل کی مالکن بھی آگئی۔ ۔ ۔"

"لیکن سنو تو" ہیکٹر نے قطع کلام کرکے کہا "تم نے کیا لوک کو سمجھا دیا تھا کہ وہ ہمیں سب کے روبرو مردوزن بیان کرے؟ کیونکہ روانگی سے پہلے میں یہ بات اس کے ذہن نشین نہ کر سکا تھا کہ ۔ ۔"

"نہیں ہیکٹر میری اس مضمون پر اس سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی" مس نیل نے افسوسناک لہجہ میں جواب دیا "اور سچ پوچھو تو کس طرح ممکن تھا کہ میں اس آدمی سے جو اندرونی حالات سے واقف ہے چار آنکھیں کرکے ایسا کہتی؟ اس کو بخوبی معلوم ہے کہ ہماری شادی نہیں ہوئی اور میں تمہاری داشتہ کی حیثیت رکھتی ہوں۔ اس کا حال تمہیں بہتر معلوم ہوگا کہ

وہ اس بھید کو چھپا سکتا ہے یا نہیں۔"

"سسلی فکر کی بات نہیں"، ہیکٹر نے جلدی سے کہا "لوگ ایسا نادان نہیں۔ نوکروں میں اس طرح کا سرپا اور سیانا آدمی بہت کم دیکھا گیا ہے میرے خیال میں اوّل تو جو کچھ ہیں نے اشارۃً اُس سے کہا تھا وہی کافی ہو گا لیکن ایسا نہ ہو تو کیا اُس کا سر پھرا ہے کہ ہوٹل والوں سے خاص طور پر یہ کہنے دوڑا جائیگا کہ وہ میاں بی بی نہیں ہیں۔ علاوہ بریں ہوٹل کے کارداروں میں کسی کو شک ہونا ناممکن ہے کیونکہ جب کبھی عورت اور مرد اس طرح کی حالت میں اکٹھے سفر کرتے ہیں تو ان کو زن و شوہر ہی سمجھا جاتا ہے۔"

"آہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر کوئی اندیشہ نہیں" سسلی نے دکھاوے کا اطمینان ظاہر کر کے کہا "مگر پیارے اب آرام کرو امید ہے دن نکلنے تک طبیعت سنبھل جائے گی۔"

اتنے میں ہیکٹر کو دوبارہ غنودگی ہونے لگی تھی چنانچہ جلدی ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ صبح کو بیدار ہوا تو پلنگ پر اکیلا پڑا تھا اور دن کی روشنی کھڑکیوں سے داخل ہو کر چاروں طرف اجالا کر رہی تھی اس کی حرکت کی آواز سُن کر سسلی جو پاس والے کمرہ میں نہا دھو کے سنگار کی ضرورتوں سے فارغ ہو رہی تھی آ گئی اور ہیکٹر کے گلے میں باہیں ڈال کر پیار کرتے ہوئے مزاج کا حال پوچھنے لگی۔

"ہاں اب تو افاقہ نظر آتا ہے۔" ہیکٹر نے جواب دیا "لیکن سرگرانی شدید ہے۔"

"وہ دوران سر کی علامت" سسلی نے جواب دیا "خون دماغ کو چڑھ گیا تھا لیکن شکر ہے جلدی آرام ہو گیا۔ اب میں ناشتہ منگاتی ہوں اس کے

بعد تم نے دوبارہ لیٹ جانا اور میں تمہارے پاس رہ کے جی بہلاؤں گی۔"

دوبارہ پاس والے کمرہ میں جاکر وہ باقی ضروریات سے فارغ ہوئی اس کے بعد نوکر بلانے کو گھنٹی بجائی۔

ہوٹل کی ایک خادمہ فوراً حاضر ہوئی اس سے مخاطب ہو کر سسلی نے کہا "میرا شوہر بیماری کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتا اس لئے یہیں اس کے ناشتہ کا انتظام کردو۔ پیارے ہیکٹر کس چیز کو جی چاہتا ہے؟"

"پیاری بی بی جو چاہتی ہو منگا لو" ہارڈرس نے تماشہ والوں کی طرح اپنا پارٹ خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے لیئے جواب دیا۔

سسلی نے کچھ ہدایات خادمہ کو دیں اور وہ ان کی تعمیل کرنے رخصت ہوئی۔

"پیاری ان لوگوں کی بولی کتنی عجیب ہے۔" ہارڈرس نے خادمہ کے چلے جانے کے بعد کہا "اس لڑکی کا لب و لہجہ سکاٹ لینڈ کے باشندوں سے ٹھیک ملتا تھا۔"

"شاید ایسا ہو میں نے غور نہیں کیا" سسلی نے لاپروائی سے جواب دیا۔

اتنے میں نوکرانی کھانا لے کر آگئی جسے سسلی نے بڑے اہتمام کے ساتھ سجا کر ہیکٹر کے پاس رکھا مگر اس کو مطلق اشتہا نہ تھی بدقت صرف دو یا تین ننھے ٹوسٹ کے کھائے البتہ چائے کی چند ایک پیالیاں نوش کیں اور اس سے کچھ تفریح بھی ہوئی۔

وہ ناشتہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کسی نے کمرہ کے دروازہ پہ ہلکی دستک دی اور سسلی اٹھ کر یہ معلوم کرنے گئی کہ کون ہے۔ دیکھا تو ہوٹل کی مالکن مسز ہارڈرس کی مزاج پرسی کو آئی تھی وہ معزز شکل و صورت کی

سن رسیدہ خاتون تھی سسلی نے اُس کو اندر بلالیا اور وہ پاس آکر پوچھنے لگی کہئیے اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"آپ کی دعا سے اچھا ہوں" ہیکٹر نے جواب دیا" چاء پینے کے بعد کچھ اصلاح معلوم ہوتی ہے تو بھی جیسا میں آپ کے آنے سے پہلے مسٹر ہارڈرس سے کہہ رہا تھا . . ."

"میرے شوہر کے سر میں بہت تکلیف ہے" سسلی نے کہا" ذرا سی آواز بھی پریشان کرنے لگتی ہے اس لئے چاہتی ہوں آج وہ دن بھر اسی کمرہ میں آرام کریں"۔

"بانو آپ کی رائے نیک ہے" ہوٹل کی مالکن نے جواب دیا" مگر کیا . . . بہتر نہ ہوگا کہ میں کسی ڈاکٹر کو بلادوں . . . ؟"

"اس کی حاجت نہیں" ہیکٹر نے جلدی سے کہا" دراصل مجھ کو ڈاکٹروں سے اس طرح کی نفرت ہے کہ میں . . ."

"ہاں یہ بالکل درست ہے" مس نیل نے بھی تصدیق کی اور اس کے بعد ہوٹل والی کی طرف مڑ کر اس نے کہا" آپ اب تشریف لے جائیے کیونکہ بہت گفتگو کرنے سے ان کی طبیعت خراب ہونے کا اندیشہ ہے . . ."

"بانو میں جاتی ہوں" عورت نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا" میرے خیال میں یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ ہم لوگوں سے جو خدمت ممکن ہو اس سے کسی حال میں دریغ نہ کیا جائے گا . . ."

"آپ کی بڑی عنایت ہے" ہارڈرس نے قطع کلام کرکے کہا" چنانچہ آپ کے آنے سے پہلے میری بی بی بیان کررہی تھی کل رات ہمارے آنے پر کس قدر ہمدردی آپ نے کی . . ."

ہوٹل والی کے چہرہ پر عجیب طرح کے آثار نمودار ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ شب گزشتہ کو جب مہمان وارد ہوئے تو وہ بے خبر پڑی سوتی تھی ہمدردی کا تو ذکر کیا۔ دن نکلنے سے پہلے اس کو ان کی آمد کا بھی علم نہ تھا سسلی اس عورت کو دروازہ تک چھوڑنے ساتھ گئی مگر جب واپس آئی تو ہیکٹر پریشانی کے لہجہ میں بولا "نہیں معلوم یہ میرا وہم ہے یا کیا مگر اس جگہ کی بولی عجیب ہے مجھے "قطعاً معلوم نہ تھا کہ یارک والوں کی زبان کا ملک کی عام زبان سے اتنا فرق ہے۔"

سسلی نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا اور وہیں ہارڈرس کے پاس بستر پر بیٹھ گئی اس کے بعد وقت گزرتا گیا ہیکٹر بدستور لیٹا رہا اور مس نیل اس کا جی بہلانے کو ایک کتاب جو اُسے کمرہ نشست میں پڑی مل گئی تھی پڑھ کر سنانے لگی۔

رات کے کھانے کے وقت تک ہیکٹر کے مزاج میں اتنی اصلاح واقع ہو گئی تھی کہ وہ اس میں حصہ لینے کو بے تاب تھا اس نے سسلی سے فرمائش کی کہ وہ خادمہ کو بلا کے کھانا تیار کرانے کا حکم دے اس پر وہ ہنس کر کہنے لگی "پیارے خادمہ بے چاری کو کھانے کا حال کیا معلوم۔ ٹھیر دمیں ویٹر کو بلواتی ہوں۔"

مگر جب اس نے گھنٹی بجائی تو آواز سن کر خادمہ ہی اندر آئی سسلی نے یہ کہہ کے اُس کو واپس کر دیا کہ ویٹر کو ہمارے پاس بھیجو چند لمحوں کے اندر وہ حاضر ہوا اور اس نے آتے ہی مسٹر ہارڈرس کے مزاج کا حال پوچھا۔

"میرے شوہر کی طبیعت اب بحال ہے" سسلی نے جواب دیا پھر ہیکٹر کی طرف مڑ کر دبے لفظوں میں اس نے کہا "یہ لوگ کتنے ہمدرد ہیں عملہ کا کوئی فرد واحد ایسا نہیں جو مزاج پرسی کو نہ آیا ہو۔"

"فرمائیے خاصہ کے بارہ میں کیا حکم ہے" ویٹر نے جیسا ان لوگوں کی عادت

ہے اپنے رومال کو بےتابانہ کبھی ایک اور کبھی دوسرے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا "اس کے متعلق ضروری احکام بیگم ہی دیں گی" نوجوان امیرزادہ نے انداز کسل سے جواب دیا "ان سے پوچھ لو"۔

سسلی نے ہیکٹر کی بھوک کو اکسانے کے خیال سے کئی ایک لذیذ اور تیز تراتے کھانے تجویز کئے جس کے بعد نوکر رخصت ہو گیا ہیکٹر اب بستر سے اُٹھ کر بآسانی چل پھر سکتا تھا چنانچہ وہ کمرہ نشست میں گیا اور اسی میں بیٹھ کے کھانا کھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ سسلی بھی اُس کے ساتھ تھی سرد پانی سے ہاتھ منہ دھونے کے بعد ہیکٹر کی سرگرانی کے رہے سہے اثرات زائل ہو گئے اور دماغ کو فرحت ہونے لگی اس کے تھوڑی دیر بعد نوکر طشت لے کر آ گیا۔

وہ کمرہ جس میں ہیکٹر اور سسلی اب بیٹھے مرتفع اور کشادہ اور لطافت اور خوش اسلوبی سے آراستہ تھا چونکہ نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اس لئے سردی خاصی تیز تھی مگر کچھ تو کھڑکیوں پر چھٹے ہوئے پردوں اور کچھ اُس لپکتی آگ کی وجہ سے جو آتشدان میں جل رہی تھی کمرہ کی ہوا معتدل اور راحت بخش تھی پہلے گرم شوربا لایا گیا جس کے نوش کرنے میں ہیکٹر نے جی کھول کر حصہ لیا پھر یکے بعد دیگرے مچھلی۔ چوزہ مرغ۔ شکار اور مٹھائیوں کے دور ہوئے سسلی اور ہیکٹر مسرور تھے۔ دونوں کے دلوں میں آرزو اور کشش تھی۔ دونوں کے سینے امنگوں سے لبریز تھے۔ سسلی کی خندہ جبینی نے ہیکٹر میں گویا نئی جان ڈال دی۔ چنانچہ اس نے کھانے سے فارغ ہو کے شراب کے چند گلاس پی لیئے تو رہی سہی کمزوری زائل ہو گئی۔ معشوق کے ہونٹوں کے تبسم اور آنکھوں کی شرارت آمیز چمک نے اس کی شگفتہ خوبصورتی سے مل کے رنگین مزاج عاشق کی نظروں میں حسن و جمال کا وہ نظارہ پیش کیا کہ حضرت سو جان سے مفتون ہو گئے اور اپنے جی میں سوچنے لگے کہ یہ چند دن کا وقفہ بسر کرنے

میں گذرے گا اب جب کہ شادی کا سوال فیصلہ کن طریق پر طے ہو چکا تھا ہیکٹر کو
اس کی ہمراہی میں ضرورت سے زیادہ چند دن اور بسر کرنے میں کوئی قباحت نظر نہ
آتی تھی قہوہ آنے میں چونکہ دیر تھی اس لئے ہیکٹر کرسی سے اٹھ کے اس کھڑکی
کے پاس گیا جو بازار کی طرف کھلتی تھی اور پردہ ہٹا کے بند شیشوں کی راہ سے
باہر دیکھنے لگا بارونق بازار میں گیس لمپ روشن تھے اور خلقت کا ہجوم چلد سو
دکھائی دیتا تھا دفعتاً اس نے پیچھے مڑ کر کہا "سسلی مجھ کو معلوم نہ تھا کہ یارک
اتنا خوبصورت شہر ہے۔"

"مگر پیارے ہیکٹر جہاں تک مجھ کو یاد ہے تم نے لندن میں کہا تھا کہ اس سے
پہلے کبھی تم کو یارک آنے کا اتفاق نہیں ہوا" مس نیل نے بھولے پن سے کہا
"اور یہ بالکل ٹھیک ہے" ہیکٹر نے جواب دیا "میں نے اس شہر کو اب پہلی
بار دیکھا ہے مگر سسلی اس کا بڑا گرجا کہاں ہے؟"

"وہ . . . وہ شاید اس طرف کو ہے"۔ سسلی نے جو کھڑکی کے پاس
ہیکٹر کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی ایک جانب اشارہ کر کے کہا۔

"اور تمہاری خالہ . . . وہ کہاں رہتی ہے؟" ہیکٹر نے ہنستے ہوئے پوچھا
"مجھے اس گلی کا نام تو یاد ہے مگر یہ معلوم نہیں وہ کس طرف واقع ہے"
سسلی نے جواب دیا "کیونکہ تمہاری طرح مجھ کو بھی اس سے پہلے کبھی یارک
آنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

ہیکٹر ہارڈرس کے چہرہ پر اضطرابی آثار نمودار ہوئے۔ پُرخیال انداز سے بولا
"نہیں معلوم یہ کبھی اس سرگرانی کا نتیجہ ہے یا مجھے وہم ہونے لگا ہے مگر جس قدر
زیادہ میں ان عمارتوں کو دیکھتا ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایڈن برگ کی
عمارتوں سے ملتی ہیں۔"

"تب تو ایڈن برگ بڑا خوشنما شہر ہوگا" سلمی نے بھولے پن سے کہا۔
"ہاں اس کا نیا حصہ بیشک قابل دید ہے" ہارڈرس نے جواب دیا "لیکن وہ بڑا سا برج جو سامنے نظر آتا ہے وہ کس کا ہے؟ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو اسی طرح کا برج میں نے قلعہ ایڈن برگ پر بنا ہوا دیکھا تھا"

"اس برج کو پوچھتے ہو۔ یہ تو قلعہ یارک ہے" سلمی نے جواب دیا "بڑی مشہور عمارت ہے۔ میں نے اس کا حال کسی تاریخ میں پڑھا تھا مگر او پیارے" وہ اس کی گردن میں محبت سے باہیں ڈالتے ہوئے بولی "آؤ ہم آگ کے پاس بیٹھیں رات کا نظارہ اتنا اداس ہے کہ مجھے سردی لگنے لگی"۔

ہیکٹر نے سلمی کے اٹھے ہوئے خوشنما چہرہ کو دیکھا کتنا گہرا خلوص۔ کتنی محبت کتنا اپناپن اس کی حسین آنکھوں میں جلوہ افروز تھا۔ اس نے طلب گار محبت سرخ ہونٹوں کو پرشوق بوسہ دیا اس کے بعد دونو آگ کے پاس بیٹھ گئے اتنے میں قہوہ لایا گیا اور اس سے فارغ ہوتے ہوئے رات کے دس بج گئے اس موقعہ پر مس نیل نے ہمدردانہ کہا "پیارے ہیکٹر اب آرام کرنا چاہیئے کیونکہ دیر تک جاگتے رہنے سے ڈر ہے پھر تم کو تکلیف نہ ہو" ہیکٹر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا دونو شبستان راحت میں چلے گئے۔

صبح اٹھے تو ہارڈرس حال کی بیماری کے اثرات پر بوجہ احسن غالب آچکا تھا اب نہ صرف کوئی تکلیف باقی نہ تھی بلکہ وہ حسب معمول چہکا ہوا اور خوش تھا۔

"سلمی پیاری" اس نے ناشتہ کی میز پر بیٹھتے ہوئے کہا "اب چونکہ میں تندرست ہو گیا ہوں۔ چاہیئے کہ ایک خط اپنی آمد کی اطلاع کا تمہاری خالہ کے نام لکھ دیا جائے"۔

"ہاں پیارے اب تاخیر کی کیا حاجت ہے" سسلی نے جواب دیا اور اس کے بعد ہنستے ہوئے کہنے لگی "ہماری شادی کے ناٹک کا سب سے زیادہ پر مذاق سین وہی ہے جو عنقریب شروع ہوگا مگر ہیکٹر میں پوچھتی ہوں اگر تم بھی اپنی طرف سے ایک خط اُس خط کے ہمراہ جو مجھے خالہ کے نام لکھنا ہے بھیج دو تو کیا برائی ہے؟"

"کچھ نہیں!" ہیکٹر نے فوراً جواب دیا "جب ہم نے میاں بی بی کا پارٹ ادا کرنا شروع کر دیا تو اس کو درجہ آخر تک پہنچانا ہی لازم ہے بس میں تو کھا چکا۔ تم اس پیالی میں تھوڑا سا قہوہ مجھے ڈال دو۔ تمہارے فارغ ہونے تک میں خط تحریر کر لوں گا۔"

"میں بھی سیر ہو گئی" سسلی نے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا "قلم دوات کاغذ موجود ہے لگے ہاتھوں چند سطریں لکھ ڈالو تاکہ خالہ بے چاری کو تمہاری شوہریت کا پورا یقین ہو جائے" یہ کہتے ہوئے سسلی اس طرح مسکرائی کہ اس کے چمکیلے دانت نظر آ گئے۔

ایک لمحہ کے عرصہ میں اُس نے سامان نوشت ہیکٹر کے سامنے رکھ دیا پھر قلم ہاتھ میں دے کر اس کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہنے لگی "لو اب اس خوبی سے لکھو کہ غریب کو ہماری نسبت کوئی دغدغہ نہ رہے۔"

"کیوں نہ تم ہی بول کر لکھوا دو" ہیکٹر نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"ہاں کس طرح آغاز کروں؟ کیا پارک ۔ ۳ نومبر سے؟"

"بھلا اس کی کیا حاجت ہے" سسلی نے جلدی سے کہا "متقاضی خط و کتابت میں ان فروعات کی کون پروا کرتا ہے اس لئے سب سے پہلے القاب لکھو مائی ڈیر میڈم ..."

"بہت اچھا۔ جو ارشاد" ہیکٹر نے ہنستے ہوئے کہا "لکھ لیا مائی ڈیر میڈم ..."

اس طرح سسلی بول بول کے لکھوانے لگی جو الفاظ وہ کہتی وہی ہیکٹر کی تحریر

میں آتے حتیٰ کہ ایک خاصا لمبا خط لکھا جا چکا گو یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ اس دوران میں کئی وقفے ہوئے اور ان وقفوں میں بارہا خوشی کے قہقہے لگائے گئے اور ان قہقہوں نے کئی مرتبہ اظہار محبت کی اور اور صورتیں اختیار کیں بہرحال یہ اس خط کا مضمون تھا:-

مائی ڈیر میڈیم - اگرچہ بدقسمتی سے مجھ کو پیش ازیں حاضر خدمت ہو کر شرف نیاز حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تاہم آپ کی خوش خلقی - نیک سیرتی اور روشن ضمیری کا حال مجھ سے پوشیدہ نہیں فی الحقیقت میں عرصہ دراز سے آپ کی حق داری اور پرہیزگاری کا غائبانہ مداح ہوں کیونکہ آپ کی بھانجی . . . میری جان سے پیاری بی بی سسلی نے بارہا آپ کا ذکر محبت آمیز پیرایہ میں مجھ سے کیا ہے۔ ان حالات میں یقین فرمایئے کہ عنقریب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر نیاز معتقدانہ حاصل کرتے ہوئے میرے دل کو بے اندازہ خوشی ہوگی اور میں اس سعادت کو جس قدر جلد ممکن ہو حاصل کرنا چاہتا ہوں محترم بانو اگر میں نے آپ کی بھتیجی سسلی سے شادی کرنے سے پیشتر آپ کی منظوری و خوشنودی حاصل کرنے کا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے تو اس کے لیے آپ کے درگذر اور معافی کا خواستگار ہوتا ہوں مجھ کو اس بارہ میں محض اس لیے تامل تھا کہ مبادا آپ کی طرف سے ہماری شادی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو اور سسلی کے ساتھ جو بے پناہ محبت مجھ کو تھی وہ اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں اس سے دست برداری کا کوئی موقعہ پیش آنے دوں اس نیاز نامہ کی تحریر سے آپ پر روشن ہو گیا ہوگا کتنی گہری محبت مجھ کو آپ کی بھتیجی . . . جان سے بڑھ کر عزیز سسلی کے ساتھ ہے جس کو میں بی بی کے پاک لفظ سے مخاطب کر کے وہ سچی خوشی اور ناقابل بیان فخر محسوس کرتا ہوں جس کا اظہار صورت الفاظ میں ناممکن ہے پس مجھ کو یقین ہے کہ عنقریب جب ہم دونو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے تو آپ بخوشی ہم کو اپنی بزرگانہ دعا و برکت عطا کر کے ممنون کریں گی - بانو میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنی پیاری سسلی سے بہت گہری محبت ہے اور وہ وقت دور نہیں جب میں بڑے فخر کے ساتھ اس کو اپنے رشتہ داروں کے روبرو پیش کر سکوں گا حقیقت یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے ہم نے شادی کے واقعہ کو چھپایا تو اس کی بعض خاندانی وجوہات تھیں تاہم اب میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ساری مصلحتوں کو نظر انداز

کرکے سب رشتہ داروں کے روبرو یہ بات علانیہ ظاہر کردوں گا کہ سسلی میری چہیتی بی بی ہے۔ میں اس مضمون پر بہت کچھ تحریر کرسکتا تھا مگر خط لمبا ہوا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی اجازت پاتے ہی چونکہ ہم دونو کو ذاتی طور پر حاضر خدمت ہونا ہے اس لیے سب باتیں زبانی عرض کرنا بہتر ہوگا آخر میں ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ ازراہ عنایت ہمیں جلد از جلد حاضر ہونے کی اجازت مرحمت کی جائے۔

آپ کا وفادار اور صادق

ہیکٹر ہارڈرس

"بس یہ میرے خیال میں ہر طرح کافی ہے" سسلی نے ہیکٹر کی زبانی سارا مضمون پڑھوا کر اس کی پیشانی کو محبت سے بوسہ دیتے ہوئے کہا "اس سے بہتر کیا لکھا جاسکتا تھا۔ مجھ کو یقین ہے اس کی تحریر موثر ہوگی۔"

"لو اب تم بھی وہ رقعہ لکھ ڈالو جو تم اپنی طرف سے شامل کرنا چاہتی ہو" ہیکٹر نے کہا۔

"تو میں کبھی کا لکھ چکی بلکہ اس کو لفافہ میں بھی رکھ دیا" سسلی نے خط ہاتھ میں لے کر میز سے ہٹتے ہوئے کہا پھر خط کا کاغذ تہ کرکے لفافہ میں رکھنے کے بعد گھنٹی بجا کر کہنے لگی "لو اب ذرا اپنی انگوٹھی عنایت کرو تاکہ اس کے ذریعہ سے لفافہ پر مہر لگائی جاسکے۔"

ہارڈرس نے فوراً تعمیل کی بلکہ لاکھ کو پگھلانے اور لفافہ پر مہر لگانے میں بھی سسلی کو مدد دی وہ اس کام سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ہوٹل کا نوکر گھنٹی کی آواز سن کر آگیا اس سے مخاطب ہو کر سسلی کہنے لگی "تم ذرا جاکے ہمارے آدمی لوک کاربٹ کو بھیج دو۔"

"بہت اچھا میڈم" کہہ کر وہ آدمی رخصت ہوگیا۔

لوک کے آنے تک سسلی نے ہارڈرس کو باتوں میں لگا رکھا پھر جب وہ آیا تو آگے بڑھ کر اس سے کہنے لگی "لو یہ خط اسی وقت لے جاؤ۔ . . . اور ڈاک میں ڈال دو" مگر یہ آخری جملہ اس نے لوک کاربٹ کے بالکل پاس جاکر اتنی دبی آواز سے کہا کہ ہیکٹر نہ سن سکا ساتھ ہی اس نے لوک کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"بہت اچھا مس" نوکر نے جواب دیا اور رخصت ہو گیا۔

اس کو گئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ہیکٹر ہارڈرس بے مدعا ٹہلتا کھڑکی کے پاس گیا اور شیشہ کی راہ سے باہر دیکھنے لگا لیکن جو نظارہ اب دن کی روشنی میں اُس کو دکھائی دیا اس سے اس کے چہرہ پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے۔

"سسلی یہ کیا معاملہ ہے!" اُس نے تیزی سے مڑ کر پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کہتی ہو یارک ہے مگر میں شرط بدنے کو تیار ہوں کہ یہ شہر ایڈنبرگ ہے مرکیا وہ عمارت جو سامنے نظر آتی ہے ایڈنبرگ کا قلعہ ہے اور وہ ستون سکاٹ کی یادگار ہے اور... میرے خدا! ریل کا سٹیشن بھی!... اور یہ بازار... کون کہتا ہے یہ پرنسز سٹریٹ نہیں ہے! سسلی کیا ہم ایڈن برگ آ گئے؟"

"ہاں ہیکٹر ہم ایڈن برگ آ گئے!" مس نیل نے پرسکون لہجہ میں جواب دیا۔

"کیا مطلب؟... تم تو یارک آنے کے لئے کہتی تھیں!" نوجوان امیرزادے نے جس کے چہرہ پر اب دہشت و اضطراب کے آثار نمودار تھے اور جس کے سینہ میں کئی طرح کے وسوسے دغا و فریب کے متعلق مگر اس وقت تک مبہم اور غیر واضح پیدا ہونے لگے تھے بے تابانہ پوچھا "سسلی کس لئے خاموش ہو؟ جواب کیوں نہیں دیتیں؟"

"ہیکٹر میرا جواب مختصر ہے" خاتون نے بے تعلقانہ انداز سے بیان کیا "اس سب کا صحیح مطلب یہ ہے کہ میں سکاٹ لینڈ کے قانون کے مطابق تمہاری منکوحہ بن چکی اور چونکہ اس ملک کا قانون انگلستان میں بھی جائز ہے اس لیے اب کوئی طاقت ہم کو علیحدہ نہیں کر سکتی!"

غصہ۔ جوش اور پریشانی کی چیخ ہیکٹر ہارڈرس کے منہ سے نکلی۔ اس وقت جب اصل حقیقت چکاچوند پیدا کرتی نظروں کے سامنے گزری تو وہ اس طرح جوش میں بھر کر آگے بڑھا گویا سسلی پر وار کرنا چاہتا تھا لیکن وہ رعب و سطوت کی تصویر بنی ساکت و صامت کھڑی تھی اس کے انداز سے دہشت زدہ ہو گئے بدنصیب آدمی وہیں کا دم میں ڈھیر گیا جگر غم سے داغ داغ اور زبان ضبط سے چاک تھی ہلکی دبی ہوئی کراہٹ پھر ایک بار اس کے منہ سے نکلی اس کے بعد بے بسی کے عالم میں سخت ضعف جانی سے یہ ایک کرسی پر گر پڑا...

پانچویں جلد ختم ہوئی

قواعد خریداری

۵۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے کہ چار یا پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا۔ ایسی شکائتیں کسی حالت میں بھی قابل غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکائت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کر سکتے ہیں یہ ہے کہ زیر شکائت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں تو عام رعائتی قیمت پر دوبارہ مہیا کر دیے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعائت ہے جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے۔

۶۔ کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے کہ عدم رسی کے خط مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ ماہوار ضخامت اس سائز کے ایک سو سے لیکر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸۔ قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کے ساتھ سنے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں اور نہ کوئی صاحب اس بناپر اعتراض کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں نہیں شائع کیا گیا۔

۹۔ ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

جارج ڈبلیو۔ایم رینالڈس کے ناول

ذیل میں رینالڈس کے ان ناولوں کی فہرست دی جاتی ہے جو قبل ازیں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور طلب کئے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۰۰	[illegible]
” (۵ حصے)	” ” (سلسلہ ثانی)	”	۲۶۴۱	[illegible]
نظارہ پرستان (۵ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن (آخری سلسلہ)	”	۲۲۴۸	[illegible]
خونی تلوار (۲ جلدیں)	میسکر آف گلنکو	”	۸۵۸	[illegible]
گردش آفاق (۲ حصے)	جوزف ولمٹ	”	۲۲۳۳	[illegible]
باپ کا قاتل (۲ حصے)	ہیری ساونڈ	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۱۶	[illegible]
شام جوانی (۲ جلدیں)	ینگ ڈچس	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۹۰۰	[illegible]
زیب حسن	فاسٹ	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
شام غربت	پوپ جان	میر کرامت اللہ صاحب امرتسری	۴۳۹	[illegible]
سوزن عشق	سمیسٹرس	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۲۰	[illegible]
عمر پاشا	عمر	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۸۸	[illegible]
فسانہ الدین ولیلی	لیلی یا سٹار آف منگریلیا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۰	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔اے	۱۴۸	[illegible]
دارفس ورتھ (۲ جلدیں)	رائی ہوس پلاٹ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	[illegible]
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	ڈاکٹر لکشمی دت صاحب عاجز	۱۴۴	[illegible]
روز المبرٹ (۲ حصے)	روز المبرٹ	منشی جے نرائن صاحب اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
اسرار	نیکرومینسر	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
دھوکا یا طلسمی فانوس	ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۵۲۴	[illegible]
شادکام	الفرڈ	منشی امجد حسین خانصاحب	۲۱۰	[illegible]
رینالڈس کی کہانیاں (۳ حصے)	متفرق	۔۔	۲۸۵	[illegible]
اسرار حرم	لو آف دی حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
ونگیز ونیڈا	وینگزڈی وئیرولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۳۰	[illegible]
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لندن	۔۔۔	۳۱۲	[illegible]
جہیل کی معشوقہ	فشر مین	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	[illegible]
سرگذشت (۴ جلدیں)	میری پرائس	سید نوازش علی صاحب	۱۲۹۵	[illegible]

جلد ۶

غرورِ حُسن

حیرت انگیز ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم)، نظارہ پرستان۔ خونی تلوار۔ گردش آفاق وغیرہ

مصنف

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

لال براورس

۷۔ پارسٹر روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

مفید عام پریس چیمبرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام مینیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر لاہور نے شائع کیا

قواعد خریداری

۱۔ اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت ۴ روپے ہے جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا وی پی پیشگی آنی چاہیئے۔ مابعد یا ششماہی کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سراغرسانی کے ناولوں کے بھی مستقل خریدار ہیں۔ ان سے بطور رعایت صرف ۳ر سالانہ لیا جائیگا۔ وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲۔ خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہوسکتی ہے۔ لیکن قیمت بہرحال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے) مہیا کئے جائینگے۔

۳۔ سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو بونا فائڈ آرڈر سمجھکر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا جسکو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائیگا۔

۴۔ ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہوجاتا ہے اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہوجائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کرکے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کردیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کرسکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صہ ۳)

غرور حسن

چھٹی جلد

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے زبردست ناول

ایگنس یا بیوٹی اینڈ پلیشرز

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ گردش آفاق وغیرہ

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

مفید عام پریس واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام منیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر نے لاہور سے شائع کیا

حیرت انگیز جاسوسی ناولوں کا سلسلہ

اس دفتر سے رینالڈس کے ناولوں کے علاوہ ایک اور سلسلہ بہترین جاسوسی ناولوں کے تراجم کا بھی شایع ہوتا ہے اس مطلب کے لئے بہترین مصنفوں کی بہترین کتابیں انتخاب کی جاتی ہیں اور ان کا ترجمہ خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے اس صیغہ کے مترجم منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری مترجم غرور حسن وغیرہ ہیں۔ اگر آپکو عہد حال کے بہترین جاسوسی ناول دیکھنے کا شوق ہو تو ہمارے اس سلسلہ کی مستقل خریداری قبول فرمایئے۔ اس وقت تک اس سلسلہ میں حسب ذیل ناول شایع ہوئے ہیں۔ جو طلب کئے جا سکتے ہیں۔

خونی ہیرا	انقلاب یورپ	شریف بدمعاش	چلتا پرزہ
خونی چراغ	نقلی نواب	منزل مقصود	بحر فنا
سراب زندگی	آتشی کتا	سنہری بچھو	ڈاکٹر نکولا
انمول ہیرا	انصاف	شاہی خزانہ	تلاش اکسیر
نولکھا ہار	گمنام مسافر	مطلبی دنیا	حور ظلمات
ہیروں کا بادشاہ	لعل شب چراغ	نازک کنارہ	تبدیل قسمت
خنجر بیداد	قاتل ہار	کارنامجات شرلک ہومز	مصری جادوگر
مہر خموشی	آزادی	سنہری لاش	کارنامجات ارسین لوپن
مقدس جوتا	کرنی کا پھل	خونی چکر	زہری پان
چڑیا کی تکی	ارسین لوپن جاسوس	پیلا ہیرا	ستم ہوشربا

اگلا ناول خصوصیت سے قابل دید ہوگا۔ کئی اور دلکش ناول خونی پتلا کالا موتی۔ ستارہ یورپ وغیرہ باری باری اس سلسلہ میں شایع ہوں گے۔

سالانہ چندہ۔ ساڑھے سات روپے (۷/۸) مقرر ہے۔

بذریعہ منی آرڈر بھیج کر قدردانی کریں۔

لال برادرس۔ ۷ پارنسر روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

غرورِ حُسن

چھٹی جلد

باب - ۲۷

وہ عورت جس نے کر کے دکھا دیا

سسلی نیل کی اس وقت کی حالت کا صحیح نقشہ نہیں معلوم کن لفظوں میں کھینچا جائے۔ وہ اتنی پُر وقار۔ مگر اس کے ساتھ ہی بے جا تکبر سے خالی۔ اتنی پُر اعتماد لیکن فتحمندی کی نمایش سے عاری۔ سرکش یا سینہ زور نہ ہوتے ہوئے بھی اتنی پُر جلال۔ پر ہمت پر امید تھی کہ ہیکٹر ہارڈرس اپنی مردانہ صولت اور جلالت کے باوجود اس کے سامنے بے کسی۔ بے نوائی اور بے ہمتی کی تصویر بن کے رہ گیا۔

سسلی کی قامت رعنا کشیدہ۔ رخسارے گلگوں اور نگاہیں شجاعت و استقلال کے آثار لئے تھیں۔ مگر اس حالت میں بھی نہ بے جا تکبر نہ جوش و خروش۔ نہ فتح و مسرت کی سرگشتگی اس کے انداز میں پائی جاتی تھی۔ وہ ایک ملکہ پُر وقار تھی۔ مضبوط جگر۔ مضبوط حوصلہ اور مضبوط ارادہ والی جسے اپنی دلیری اور علو ہمتی پہ ناز تھا۔ عہد قدیم کی ان شونتی عورتوں کی تصویر جن کے نام زمانہ اولوالعزمی کے چہرہ پہ ٹیکا بن کے چمکے ہیں۔

اور ہیکٹر؟ . . . . اس گرفتار پنجہ ستم کا حال نہ پوچھئے۔ اصل حقیقت سے واقف ہوتے ہی غریب کی ساری کڑک دمک جاتی رہی۔ اب نہ دل میں جان تھی،

نہ جان میں زندہ دلی۔ لب خشک۔ رنگ زرد۔ آنکھیں ایک طور کے نشہ میں سرشار۔ حالت دیکھو تو جیسے لٹا بنجارہ۔ صورت پر خاک اڑتی اور چہرہ پر وحشت برستی تھی۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ جسے اس نے دل بہلاؤ کا ایک کھلونا سمجھا تھا۔ اتنی دوراندیش اور دانش غریب نکلی۔ بدنصیب اپنے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھا تھا۔ ہوس عشق کا یہ پہلا تازیانہ تھا جو اس پر پڑا اور اسی نے سارے کس بل نکال دیے۔ آن واحد میں عشق و عیش پرستی کا سرسبز و معمور خطہ بے نوائی کے دشت پر تعب اور ناکامی کے بے آب و گیاہ لق و دق میدان میں بدل گیا۔ سوچتا تھا واہ میری الٹی کے سننے والے۔ اچھا تماشا دیکھنے آئے تھے کہ آپ ہی تماشا بن گئے۔ چہرا ڈھلکا ہوا۔ آنکھیں تاراسی کھلی اور چہرہ مار کھائے ہوئے کتے کی مانند ذلت۔ مایوسی اور پست ہمتی کی پھٹکار لیے تھا۔ کوئی چیز گلے میں اٹکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ بولنا چاہتا تھا مگر بولا نہ جاتا تھا۔ صورت تصویر چپ چاپ کرسی کے بازو پر جھکا ہوا لہو کے گھونٹ گٹاگٹ گھونٹ کر پیتا تھا۔

دو یا تین منٹ گہری خاموشی چھائی رہی اس کے بعد مسلی نے سکوت توڑ کر لہجۂ پر وقار میں بولی "سنو صاحب اگر اپنی عزت اور نیک نامی کا پاس رکھتے ہو تو خبردار ہنگامہ نہ کرنا۔ کیونکہ اس میں سراسر تمہارا نقصان ہے۔ میرا تو کچھ نہ بگڑے گا۔ تمہیں کو جگ ہنسائی سہنی پڑے گی۔"

اس آواز نے مینکر کے رکے ہوئے جوش کا بند توڑ دیا۔ آرزو ناکام ہو کے غصہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اب تک جان کندنی میں جیتا تھا۔ اب کھڑک کے اٹھا اور کہنے لگا "واہ! کس طرح ممکن ہے یہ ادنیٰ فریب کاری اتنی موثر ہو۔ مانتا ہوں تم نے دغا کی شطرنج بڑے اسلوب سے پھیلائی تھی مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے . . ."

بات تم سے کہہ دی اسے پورا کر کے دکھا دوں گی۔۔۔"

ہیکرٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر سوچ سوچ کر کہنے لگا "اگر ایسا ہو اور اتنی بڑی رقم واقعی تمہارے قبضہ میں آ جائے تو۔۔۔ میرا خیال ہے اس صورت میں والدین کا اطمینان کرانے اور دوستوں سے آنکھ ملانے میں اتنی دشواری نہ ہو گی جتنی عام حالات میں ہوتی کیونکہ تم خوبصورت اور شریف النسب ہو۔۔۔ کسی زمانہ میں ہم کو ایک دوسرے سے گہری محبت بھی رہ چکی ہے۔۔۔ لیکن تیس ہزار پونڈ! عقل نہیں مانتی یہ رقم اتنے قلیل عرصہ میں کہاں سے پیدا ہو جائے گی"۔

"ہیکرٹ میں اس مضمون پر زیادہ کہنا نہیں چاہتی" سسلی نے قطع کلام کر کے کہا "تمہارا اطمینان غالباً ان لفظوں سے ہو جائے گا کہ اگر لندن پہنچنے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر میں یہ رقم اپنے پاس نہ دکھلا سکوں تو سچے دل سے وعدہ کرتی ہوں کہ پھر تم کو منہ نہ دکھاؤں گی بلکہ انگلستان چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کو چلی جاؤں گی اور وہیں اپنی زندگی گمنامی میں بسر کر دوں گی"۔

اس سے رہا سہا شک ہیکرٹ کے دل سے نکل گیا اور وہ کہنے لگا "اگر ایسا ہے تو پھر وہ رنج و الم بھی باقی نہ رہے گا جو فی الحال مجھ کو ہے۔ سسلی پھر میں بڑی خوشی سے تم کو بیگم بنا کے اپنے پاس رکھوں گا"۔

باب ۲۸

ونی فرڈ کا مقدمہ

دوسرے روز وہ قابل یاد دن تھا جب آفت رسیدہ ونیفرڈ ہیرنگٹن کے مقدمہ کی سماعت اولڈ بیلی کی عدالت میں شروع ہوئی تھی۔

اس کو بھی ترقی تہذیب کی ریت سمجھنا چاہیئے کہ لندن کی آبادی کو اس طرح کے
بھیانک جرموں سے غیر معمولی دلچسپی ہے - اول تو واردات قتل کی۔ پھر پردہ راز
میں چھپی ہوئی۔ اس پر مستزاد یہ بات کہ ملزم ایک نوجوان لڑکی۔ منہ لگتی نیک اور
خاندانی۔ لوگوں میں وہ سنسنی پھیلی جس کی نظیر سالہا سال سے نہ ملتی تھی۔ اس میں
شک نہیں ونی فرڈ کے حوالات ہونے سے بات کسی حد تک دبنی شروع ہو گئی تھی
لیکن اب جس وقت اس کے مقدمہ کی سماعت سیشن میں شروع ہونے والی تھی
وہی اگلا جوش نئے سر سے تازہ ہو گیا - یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ مقدمہ کی
اسی روداد سے جو عدالت مجسٹریٹی میں ہوئی تھی یہ بات پوری طرح واضح ہو چکی
تھی کہ ونیفرڈ ہی قاتل ہے کارونر کی جیوری نے بھی اس کے خلاف فتوے دیا
تھا اور چونکہ اس گفتگو کا حال جو ونیفرڈ اور مسٹر ڈارڈ میں درپردہ ہوئی تھی کسی کو
معلوم نہ تھا اس لئے خلقت کی عام رائے اس کے خلاف تھی اس کا یہ مطلب
نہیں کہ کسی کو اس غریب سے ہمدردی نہ تھی نہیں! کچھ لوگ ایسے بھی موجود تھے
جو اس کی جوانی پر رحم کھا کے یا اپنی نیک دلی کے باعث یا کسی اور وجہ سے اس کو
بے قصور سمجھنے کی کوشش کرتے تھے مگر کثرت رائے۔ حالات معلومہ کو مد نظر رکھ کر
اس کے خلاف تھی جن لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ جوان ہے۔ شکل و صورت کی
اچھی ہے۔ بے کس اور یتیم ہے۔ اس بڈھے دادا کی جو عرصہ دراز سے دیوانی
حوالات میں قید تھا وہی پرورش کرتی ہے وہ البتہ اس کو بے قصور سمجھتے یا سمجھنے
کی کوشش کرتے تھے۔ انہی میں سے ایک مسز سیلسٹر تھی جس کے مکان میں ونیفرڈ
یوم گرفتاری سے پہلے رہا کرتی تھی اور یہ بات اس نیک دل عورت کے
حق میں کہنی پڑتی ہے کہ جہاں تک اس کے اختیار میں تھا اس نے اپنے حلقہ
میں اس خیال کو ترقی دینے کی پوری کوشش کی کہ ونیفرڈ بے قصور ہے اس

بارہ میں کوئی وزنی ثبوت اس کے پاس موجود نہ تھا کوئی ایسی بات اس کو معلوم نہ تھی جس کو بھری کچہری میں کہہ کے وہ اُس غریب کی صفائی میں مدد دے سکتی۔ تاہم یہ خیال یقین کی مضبوطی سے اس کے ذہن نشین ہو چکا تھا کہ ایک ایسی نیک طینت شریف اور محنت کش لڑکی جیسی ونی فرڈ برنگٹن ہے قتل کے ایسے جرم سنگین کی مرتکب نہیں ہو سکتی:

مگر اس ایک ماہ کے عرصہ میں جیل خانہ نیوگیٹ کی چاردیواری کے اندر اس بدنصیب دکھیاری کے دن کس طرح بیتے تھے؟ . . . بیماری میں! وہ اسی دن سے علیل تھی جب عدالت ماتحت نے اُس کو سشن سپرد کیا تھا اور اس لیے سارا عرصہ جیل خانہ کے ہسپتال ہی میں رہی کئی موقعوں پر مسز سیلسٹر اور مسٹر وارڈ اس سے ملنے وہاں گئے مس ایولن نے بھی خادمہ ریشل کی وساطت سے دو یا تین مرتبہ ہمدردی کے پیغامات بھیجے مگر خود اُس سے ملاقات کرنے نہ گئی جس کی وجہ محض یہ تھی کہ اُس کو علم تھا جو لوگ اُس سے ملنے جیل خانے جاتے ہیں اُن کے نام سلسلہ معلومات میں اخباروں میں چھپ جاتے ہیں اور یہ ایک ایسی تشہیر تھی جسے ایگنس کسی حال میں گوارا نہ کر سکتی تھی۔

کہتے ہیں مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی یہ مثل آفت رسیدہ ونی پر ٹھیک صادق آئی تھی چنانچہ جس وقت وہ جیل خانہ فوجداری میں زیر حراست تھی اُن کا مُحسن دادا قید خانہ دیوانی میں زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہا تھا بیچاری مسز سیلسٹر کبھی دادا سے ملنے جاتی کبھی پوتی سے۔ کبھی ایک کی حوصلہ افزائی کرتی کبھی دوسرے کی ہمدردی۔ عمر کے مرحلہ آخر میں اس ناگہانی افتاد نے بدنصیب برنگٹن کے دماغ پر اتنا گہرا اثر کیا تھا کہ وہ جو معاملات قانون میں فہمیدہ اور دوراندیش مشہور تھا بچوں کی طرح بے سمجھ اور بدمزاج ہو گیا جب کبھی مسز سیلسٹر اس کے پاس

جاتی وہ اسی پر زور دیتا کہ "میری ونی بے قصور ہے! وہ بالکل بے قصور ہے! دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے کوئی طاقت مجھے اس بات کا یقین نہیں دلا سکتی کہ یہ جرم اُس نے کیا ہے! ساری شرارت میرے دشمن ڈلہم والوں کی ہے جنہوں نے مجھ بدنصیب کو کچلنے کا یہ نیا حیلہ تراشا ہے!"

کامل ایک مہینہ ونی فرڈ بیچاری آفت کی ماری جیل خانہ کے ہسپتال میں سخت بیمار رہی یوں تو اس غریب نے پیدا ہونے کے بعد رنج و غم کے سوا کبھی کچھ نہ دیکھا تھا اُس کی نعمت و حشمت کا آفتاب کم سنی میں ہی غروب ہو گیا تھا اور اُس کے بعد جوں جوں بڑی ہوئی مصیبتوں کی کالی بن گھٹائیں مست ہاتھیوں کی طرح جمع ہوتی گئیں تاہم اس آخری۔ انتہائی آفت نے اگر کوئی کسر باقی تھی اس کو بھی پورا کر دیا۔ جس پھول نے آغاز ہی سے افلاس کی خشک سالیاں اُٹھائیں اور عداوت اعدا کے کانٹے کھائے تھے وہ جب آخر کار جوانی کی بہار کو پہنچا تو خزاں کی نحوست اس ہیبت ناک الزام کی صورت میں اس طرح بگولہ بن کر اُٹھی کہ اُس کے گلبن کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ عین اُس زمانہ میں جب وہ اپنے دل میں یہ سوچ کر خوش ہوتی تھی کہ اُس روزی کے ذریعہ سے جس کا سامان نیک دل الگین نے ازراہ عنایت کر دیا تھا ہر طرح کی امداد سے بے نیاز ہو گئی ہے بیچاری پر یہ صدمہ ناگہانی ٹوٹ پڑا۔ مقدمہ کی سماعت میں تین دن باقی رہے تھے کہ اس کی طبیعت نے کچھ سنبھالا لیا اور جب انجام کار اُس یادگاروں کی صبح ہوئی جب اس کی زندگی اور موت کا آخری فیصلہ ہونا تھا تو ہسپتال کی مہتمم عورت نے اُس کو یقین دلایا کہ بیماری کا اثر اب زائل ہو چکا اگر ہمت کو دل میں جگہ دو تو حاضر عدالت ہو کے مقدمہ کی کارروائی میں بخوبی حصہ لے سکو گی ونیفرڈ چار و ناچار آمادہ ہو گئی اس کو معلوم تھا کہ یہ

وقت آخر آتا ہے بہت سے بہت اس کو چند روز اور ٹالا جا سکے گا اور چونکہ
غیر یقینی حالت سب سے بڑھ کر جانگداز ہوتی ہے اس لئے بات ایک طرف
کرنے کی غرض سے وہ طبیعت پر جبر کر کے آمادہ ہو گئی لیکن جب وہ ہیبت ناک
وقت آیا جب ونی فرڈ کو ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا تھا جب اُس نے
جج کو مسندِ عالی پر متمکن اور کمرہ عدالت میں تماشائیوں کے غٹ کے غٹ دیکھے
جب اُس نے معلوم کیا کہ اُس کی ذات واحد سب نگاہوں کا مرکز اور ساری
دلچسپیوں کا مرجع ہے۔ تو اس کی ہمت جواب دے گئی ٹانگیں لڑکھڑانے
لگیں۔ گھٹنے جھکنے شروع ہو گئے اور وہ یقیناً فرش پر گر جاتی اگر وہ پہرہ دار
سپاہی جو اس کے ساتھ تھا اپنے بازو کا سہارا دے کر نہ بچاتا اُس آدمی کا
ہاتھ لگنے سے جو ہیبت ناک جیل خانہ نیوگیٹ کی آلائشوں کی زندہ تصویر تھا
ونیفرڈ کی گرتی ہوئی طاقت بحال ہوئی اور اُس نے مردانہ وار آگے قدم اٹھایا
چند لمحوں کے عرصہ میں وہ ملزموں کے کٹہرہ میں جا کے کھڑی ہو گئی۔

کمرہ عدالت میں استغاثہ اور صفائی کے بیرسٹر آ چکے تھے صرف اراکین جیوری
کو حلف دینے کی رسم باقی تھی عملہ عدالت کے علاوہ تماشائیوں کا وہ میلہ جمع
تھا کہ دبی ہوئی آوازوں کے شور سے مدھم بھنبھناہٹ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی
مگر ونیفرڈ کی آمد کے بعد جب صدر عدالت نے قہر آلود نظروں سے حاضرین کی
طرف دیکھا تو آنِ واحد میں گہری خاموشی چھا گئی ہر شخص اپنی جگہ پر چپ ہو گیا
اور سب کی آنکھیں ونیفرڈ کی طرف لگ گئیں اُس نے جہاں تک ممکن تھا حوصلہ
اور سکون برقرار رکھنے کی کوشش کی مگر اس کے کانوں میں شائیں شائیں کی
آوازیں آتی تھیں اور آنکھوں کے سامنے سرخ رنگ کی دھند چھائی تھی نہ وہ
کچھ دیکھتی تھی نہ کسی کو پہچاننے کی قوت رکھتی تھی کمرہ عدالت اس کو گھومتا

نظر آتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی پہنائی بڑھنی شروع ہوئی شکلیں ہیولانی بن کر
ایک دوسرے میں آمیز ہو گئیں حتے کہ حدنگاہ تک خلقت کا ہجوم پھیلا ہوا
نظر آنے لگا وہ اس خواب کی سی حالت میں کھڑی تھی کہ کسی نے اس کا بازو
ہلاتے ہوئے کہا "عدالت جو کچھ دریافت کرتی ہے اس کا جواب دو"۔

تب وہ بڑے زور سے چونکی ایسا معلوم ہوا گویا ایک طلسم خواب تھا
جو آن واحد میں باطل ہو گیا پہلی مرتبہ اس کو مسند نشین جج۔ بنچوں پر بیٹھے ہوئے
اراکین جیوری۔ اطراف میں ہر دو فریق کے وکلا جن میں ٹ دارڈر بھی شامل تھے اور
لاتعداد خلقت جو تماشہ دیکھنے آئی تھی دکھائی دی عدالت میں عورت کی موجودگی
ایک انوکھی شان رکھتی ہے اس سے مقدمات کی خشک اور بے مزہ کارروائی
میں بھی ندرت اور دلچسپی کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ ڈنی فرڈ نے دیکھا کہ
سررشتہ دار عدالت اس کو مخاطب کر کے پوچھتا ہے "کیا تم کو مجرم ہونا تسلیم ہے؟"
"نہیں میں مجرم نہیں ہوں"۔ لڑکی نے دبی ہوئی لیکن صاف آواز کے
مستقل لہجہ میں جو خود اس کے لئے حیرت انگیز تھا جواب دیا۔

اس پر وکیل استغاثہ تقریر کرنے کے لئے اٹھا۔ عین اس موقعہ پر ایک
شخص جس کی شکل و صورت کسی ہوٹل یا شراب خانہ کے نوکر سے ملتی جلتی تھی
عدالت کے ہجوم کو چیرتا وکلا کی میز کی طرف آیا اور اس سن رسیدہ آدمی کے
بازو کو چھو کر جو مسٹر دارڈر کے پس پشت کھڑا تھا دبی آواز سے کہنے لگا۔

"معاف فرمایئے کیا آپ ہی کا نام مسٹر ٹمبرلے ہے؟"
"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟" لنکز ان فیلڈ کے نامی
وکیل نے پوچھا۔

"میں یہ خط آپ کے لئے لایا ہوں" نو وارد نے ایک بند لفافہ پیش کر کے

"آہ!" مسٹر ٹمپرلے نے حرف پہچانتے ہوئے کہا پھر اُسے کھول کر مضمون پڑھنے کے بعد "بہت اچھا میں آتا ہوں" اُس نے جواب دیا۔

وہ آدمی جو خط لے کر آیا تھا تھوڑی دیر کھڑا ونی فرڈ بیر نگٹن کی طرف گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا پھر رفع استعجاب کے بعد ہجوم سے گزر کر دروازہ کی طرف چلا گیا مگر مسٹر ٹمپرلے اُس سے بھی پہلے ایک اور سہل رستہ سے باہر نکل آیا تھا اولڈ بیلی سے گزر کر وہ نگیٹ سٹریٹ اور اس سے آگے برج سٹریٹ بلیک فرائرز میں داخل ہوا جہاں ایک ہوٹل کے دروازہ میں پہنچ کر وہ ٹھیر گیا اور دربان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں مسز ہارڈرس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"یوں تشریف لائیے" نوکر نے جواب دیا اور مسٹر ٹمپرلے کو ایک فراخ زینہ کی راہ سے پہلی منزل کے آراستہ کمرہ میں لے گیا۔

سسلی ایک صوفے پر تنہا بیٹھی تھی خالو کو آتا دیکھ کر اٹھ کے کھڑی ہو گئی اور دو قدم آگے بڑھ کر کہنے لگی "آئیے۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔"

"سسلی کیا خوش تو ہو؟" وکیل نے گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "تمہارا وہ پہلا خط کل مجھ کو ملا تھا اس میں شک نہیں تمہاری کامیابی لائق داد ہے مگر افسوس اس کی وجہ سے ایک بہت اچھا موکل میرے ہاتھ سے نکل گیا۔"

"کس طرح؟ میں سمجھی نہیں" سسلی نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے

"ذکر اپنے شوہر ہیکٹر سے نہ کیجو کیونکہ پردہ کی بات ہے

الہ ہے اس کے باپ لارڈ مینڈل شم بمنزلہ قانونی معاملوں میں کیا۔

مشورہ لیا کرتے تھے۔"

"لیکن ہماری شادی کا علم ابھی تک لارڈ مینڈل شم کو تو نہیں ہوا"
سسلی نے جواب دیا۔

"اس سے کیا؟ آخر جلدی یا دیر میں ہو جائے گا" مسٹر ٹمپرے نے کہا" اور اس وقت وہ یقیناً یہی سمجھے گا کہ یہ شادی میری خفیہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ لیکن مضائقہ نہیں خوشی اس بات کی ہے کہ تم آنریبل مسز ہارڈرس بن گئیں اور کوئی دن جاتا ہے لیڈی مینڈل شم کہلاؤ گی عزیز لڑکی تیری ذہانت قابل فخر ہے تو نے اپنے خاندان کا نام خوب روشن کیا۔ تیری خالہ کو بھی تجھ سے مل کر بہت خوشی ہو گی لیکن یہ تو کہو سکاٹ لینڈ سے کب واپس آنا ہوا؟"

"کل آدھی رات آئی تھی" سسلی نے جواب دیا" دیر ہونے کے باعث سیدھی مکان پر نہ آ سکی۔"

"اور تمہارا شوہر مسٹر ہارڈرس؟" بڈھے وکیل نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا" میں اُس سے بھی ملاقات کیا چاہتا ہوں۔"

"ہیکٹر ایک کام کے لئے گیا ہے۔ . . بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ میں نے ہی اسے بھیجا ہے۔ کیونکہ میں آپ سے علیحدہ کچھ باتیں کیا چاہتی ہوں۔"

"شریر لڑکی" وکیل نے شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوا تو نے کس لئے اپنی خالہ سے دو تین سو پونڈ دست گردان لیے" وکیل نے بولا "خیال ہے کہ وہ روپیہ اسی کام کے لیئے درکار ہو گا کیونکہ جہاں تک مجھ کو تیرا نوٹی خرچی کا حال معلوم ہے اُس کے پاس کبھی اتنا روپیہ نہیں ہوا کہ یوں

سیر و سیاحت کر سکے۔"

"آپ نے بہت ٹھیک سمجھا" مسز ہارڈرس نے تسلیم کیا "بے شک یہی بات تھی۔"

"لیکن یہ تو بتائیے مجھے کیونکہ معلوم ہوا کہ میں اس وقت اُس بدنصیب لڑکی کے مقدمہ میں حاضر عدالت تھا؟" مسٹر ٹمپرلے نے پوچھا۔

"میں نے پہلے ایک رقعہ ناشتہ کے بعد اسی نوکر کے ہاتھ لنکنز ان فیلڈس بھیجا تھا مگر وہ خبر لایا کہ آپ اولڈ بیلی گئے ہیں . . ."

"اور اس رقعہ میں تم نے لکھا ہے کہ ایک اشد ضروری کام کے لئے فوراً ملنا چاہتی ہوں۔ آخر وہ کیا کام ہے؟" مسٹر ٹمپرلے نے پوچھا "غالباً تم کو معلوم ہوگا کہ وہ لڑکی جس پر قتل کا الزام عاید ہے میرے قدیم موکل مسٹر بیرنگٹن کی پوتی ہے۔ پس میں اُس بڈھے کی خاطر جو سالہا سال سے قید خانہ دیوانی میں زیر حراست ہے مقدمہ کی نگرانی کیا چاہتا ہوں۔"

"میں آپ کو بہت دیر نہ روکوں گی" سسلی نے جواب دیا "لیکن یہ تو فرمائیے آپ کی رائے میں اس مقدمہ کے کیا آثار ہیں؟"

"جہاں تک میرا خیال جاتا ہے آثار اچھے نہیں" مسٹر ٹمپرلے نے مایوسانہ سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "کیونکہ جو فیصلہ کن شہادت لڑکی کے خلاف استغاثہ نے جمع کی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا سزا پانا یقینی ہے۔ مگر ایک عجیب بات میری سمجھ میں نہیں آئی . . ."

"وہ کیا؟" مسز ہارڈرس نے پوچھا۔

"ایک آدمی جس کا جیوری پر کوئی حق نہ تھا کسی نہ کسی ڈھب سے اس کے ممبروں میں شامل ہو گیا ہے۔ نہیں معلوم کس لیے؟"

"کیا مس بیرنگٹن کا کوئی دشمن؟" سسلی نے دریافت کیا۔

"حیران ہوں تمہارے اس سوال کا کیا جواب دوں" بڈھے وکیل نے پریشان ہو کر کہا "ہونا تو اس کو دشمن ہی چاہیئے لیکن مقابلہ میں ایک ماہ پیشتر کچھ ایسی باتیں بھی میرے سننے میں آئی تھیں جن سے پایا جاتا ہے کہ . . ."

"چلیئے اس بحث کو چھوڑیئے" سلمیٰ نے قطع کلام کر کے کہا "آپ کچہری جانے کو بیتاب ہیں اور میں بھی اپنی جگہ کئی مصروفیتوں میں گھری ہوں اس کے علاوہ عنقریب مجھ کو آداب بجا لانے خالہ کے پاس جانا ہے . . ."

"ہاں تو بیان کرو وہ کیا کام تھا جس کے لئے تم نے مجھ کو بلایا؟"

"ٹھیریئے ایسا کرنے سے پیشتر میں ایک دو سوال آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں" مسز ہارڈرس نے کہا "میرا خیال ہے کہ ان کا جواب پا کر معاملہ کا ذکر شروع کرنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔"

"تو کہہ جاؤ وہ سوال کیا ہیں" وکیل نے لاپروائی سے کہا۔

"سب سے پہلی بات یہ ہے" سلمیٰ کہنے لگی "کہ آپ چونکہ لاوارث ہیں اور میں خالہ کے ذریعہ سے آپ کی قریبی رشتہ دار ہوں . . ."

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں" مسٹر ٹمبرے نے کہا "تم بیشک میری عزیزہ ہو۔ سالے بھائی کی لڑکی اور اپنی بیٹی ایک برابر ہیں۔"

"اچھے خالو باوا کیا اس صورت میں آپ مجھ کو اپنا وارث بنائیں گے؟" سلمیٰ نے بھولے پن سے پوچھا۔

"وارث! کیا انوکھا سوال ہے!" وکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلمیٰ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جو یوں زیر بحث لائی جائیں . . ."

"میں اپنے سیدھے سوال کا ایسا ہی صاف جواب پانا چاہتی تھی" مسز ہارڈرس نے کہا "مگر آپ چونکہ اس کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے

میں سمجھ لیتی ہوں کہ آپ کو میری درخواست قبول کرنے سے انکار نہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے اور میں ہی آپ کی وارث ہوں تو آپ چونکہ بے حد مالدار ہیں اس لیئے میں بمنت عرض کرتی ہوں کہ اس دولت میں سے جو آخرکار مجھی کو ملنی ہے کچھ تھوڑی سی فی الحال مجھے دے دیجئے۔۔۔"

مسٹر ٹمپرے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ٹوپی ہاتھ میں لے کر دبے ہوئے غصہ اور جوش سے کہنے لگا "سسلی اگر یہی وہ ضروری کام تھا جس کے لیئے تم نے مجھ کو صدر عدالت سے بلوایا تو معاف کرو میں تمہاری دانش اور عقلمندی کی تعریف نہیں کر سکتا حیرت ہے تم نے اس اس قدر نہ سوچا کہ۔۔۔ لیکن میں ان فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ تسلیم!"

"ٹھہریئے ایک بات سنتے جائیے" سسلی نے پیچھے سے آواز دی "شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے دراصل میں اس معاملہ میں جو کچھ کر رہی ہوں محض اپنے فائدہ کے لیئے نہیں بلکہ آپ کی بہتری کو مد نظر رکھ کر کرتی ہوں"۔

"نادان لڑکی۔ کیا بے تکی باتیں کرتی ہے!" مسٹر ٹمپرے نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن جب اس کی نگاہ سسلی کے چہرہ پر گئی تو اس نے دیکھا کہ اس پر عجیب طرح کے آثار پیدا تھے وہ چلتے چلتے ٹھہر گیا۔

"انصاف کیجئے" سسلی نے اس کو متوجہ دیکھ کر پھر کہا "اس شادی سے آپ کی شان کتنی اونچی ہو گئی اب آپ فخریہ بیان کر سکتے ہیں کہ میری بھتیجی نے آنریبل مسٹر ہارورس سے شادی کی اور وہ عنقریب لیڈی مینڈل شم کہلائے گی کیا اس سے خود آپ کی عزت نہ بڑھے گی۔۔۔؟"

"بلا سے تم کہیں شادی کرتیں۔ مجھے کیا؟" بڈھے وکیل نے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا
"ان فائدوں کو مدنظر رکھ کر" سسلی نے اس کی بات ان سنی کر کے کہا "کیا یہ واجب نہیں ہے کہ آپ اپنی بھتیجی کو اس کی شادی پر اچھا جہیز دیں؟ اس کے علاوہ میں چونکہ ہیکٹر سے وعدہ کر چکی ہوں کہ پھوپھا مجھ کو تیس ہزار پونڈ دیں گے اس لیئے امید ہے کہ آپ . . ."
"سسلی شاید تو دیوانی ہے" وکیل نے متعجبانہ دیکھتے ہوئے کہا اور ایک لحظہ کے لئے یہ خیال سچ مچ اس کے ذہن نشین ہو گیا کہ خوشی نے اس کا سر پھرا دیا ہے۔
"جی نہیں میرے حواس قائم ہیں" خاتون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "آپ کی بڑی عنایت ہوگی کہ یہ رقم مجھ کو عطا کریں . . ."
"ناممکن! سراسر ناممکن!" وکیل نے بے صبری کا اشارہ کر کے کہا۔ "میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ اپنی محنت کی کمائی کے تیس ہزار پونڈ محض اس لیئے تیرے حوالہ کر دوں کہ تو جہل و نادانی سے اپنے اوباش شوہر سے اس طرح کا کوئی وعدہ کر چکی ہے . . ."
"اچھا اگر آپ یوں نہیں مانتے" سسلی نے اس پر کہا "تو ایک اور سودا کیجیے۔ کیا یہ خط آپ تیس ہزار پونڈ میں مول لینے کو تیار ہیں؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ جیب سے نکال کے مسٹر ٹمبرے کو دکھایا۔
ٹمبرے نے دور ہی سے اس کو دیکھا بس ایک نظر کافی تھی۔ آن واحد میں یہ حالت اس کی ہو گئی کہ گویا سانپ نے اس کو ڈسا ہو۔ چہرہ

سست گیا رخسارے اندر کو دب گئے اور نگاہ میں حیرت و سراسیمگی کے آثار پیدا ہوئے اب اس کی سمجھ میں آیا کہ سسلی کے لہجہ پُر یقین کا مطلب کیا تھا کیوں وہ اُس سے باتیں کرتے مسکراتی تھی۔ کیوں وہ اپنے چہرہ پر معنی خیز آثار لئے تھی ۔ ۔ ۔

"کہئے کیا ارادہ ہے؟" سسلی نے ٹمپرلے کو چپ دیکھ کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اس خط کو تیس ہزار کے بدلے مہنگا نہ سمجھیں گے پس لائیے اس رقم کا چک میرے نام لکھ دیجئے یا اگر چک بک پاس نہیں ہے تو اس مضمون کی ایک تحریر مجھے دے دیجئے کہ کل تک تیس ہزار کی رقم مجھ کو مل جائے گی اس صورت میں میں یہ خط آپ کی نظروں کے سامنے جلتی آگ میں ڈال دینے کو تیار ہوں۔"

مسٹر ٹمپرلے کی حالت اتنی ردی تھی کہ الفاظ اس کی کیفیت صحیح طور پر واضح نہیں کر سکتے وہ خط اب تک سسلی کے پاس تھا اور اس نے اس بات کا پورا خیال رکھا کہ ٹمپرلے اس کو چھپٹا مار کر نہ چھین لے۔ اس کے چہرہ پر عزم مصمم کے آثار تھے اور اس کی حالت ظاہر کرتی تھی کہ جو کہتی ہے پورا کر کے چھوڑے گی۔

"مگر یہ خط ۔ ۔ ۔ کہاں سے تم کو ملا؟" آخرکار مسٹر ٹمپرلے نے مری ہوئی آواز سے پوچھا۔

"میں اس راز کو ظاہر نہ کروں گی" سسلی نے جواب دیا "بہرحال وہ میرے پاس ہے اور میں اسے آپ کے سامنے آگ میں جھونکنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ میری شرط قبول کریں اس صورت میں کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوگا ۔ ۔ ۔"

"سسلی سچ سچ بیان کر" وکیل نے پریشان نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "کیا واقعی تو نے یہ خط اپنے شوہر کو نہیں دکھایا۔ ۔ ۔؟"

"آپ کیا مجھ کو ایسا ہی نادان سمجھتے ہیں کہ اتنا گہرا راز اپنے شوہر پر ظاہر کرتی؟" مسز ہارڈرس نے انداز حقارت سے پوچھا "شاید آپ اس بھول میں پھنسے ہیں کہ ہیکٹر خوشی سے شادی کرنے میرے ہمراہ گیا تھا بالکل نہیں! آپ کو خود سمجھنا چاہئیے کہ وہ کوئی بہت ہی گہری چال تھی جس کے ذریعہ سے میں نے اس پر فتح پائی۔ فی الحقیقت میں نے اس کام کے لئے خالہ سے کچھ روپیہ بھی دست گرداں لیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے آپ نے میرے مزاج کو اب تک صحیح طور پر نہیں سمجھا میں غیر معمولی عورت ہوں۔ ہمت استقلال اور دور اندیشی کے اوصاف جیسے مجھ میں ہیں بہت کم کسی عورت میں ہوں گے۔ پس یہ بات ناممکن تھی کہ میں اپنے شوہر کو ایسے راز سے آگاہ کرتی جس سے اس کو میری اپنی یا میرے رشتہ داروں کی ذات پر گرفت حاصل ہو جاتی۔"

"سسلی میں نے آج تک تجھ کو اتنا دلیر اور ذی حوصلہ سمجھا تھا۔" وکیل نے منعف جانی سے کہا "مجھ کو زعم تھا کہ دنیا میں میرے برابر سترانا سیانا کوئی آدمی نہیں ہے مگر تو میری بھی استاد نکلی۔ ۔ ۔ تاہم غور کر تیس ہزار پونڈ۔ ۔ ۔!"

"بس میں کوڑی کم نہ لوں گی!" سسلی نے بات قطع کر کے جواب دیا "کیونکہ اتنے ہی کا وعدہ ہیکٹر سے میں نے کیا ہے۔"

"بیٹی انصاف کر میں اتنی بڑی رقم آن واحد میں کہاں سے لاؤں گا۔" مسٹر ٹمپرلے نے متفکر ہو کر کہا "پھر کیا یہ واجب اور درست ہے تو اپنے

پھوپھا کو دھمکائے اور مجبور کرے جس نے تجھ کو پناہ دی - جس نے تجھ کو اپنے گھر میں پیار سے رکھا اور جس کے ہاں سے تو نے اپنی تجویز پورا کرنے کو پہلے ہی روپیہ لیا۔۔۔"

"میں بے شک مانتی ہوں آپ نے مجھ پر احسانات کئے ہیں"- سلمی نے تسلیم کیا "مگر میرا یہ ایک احسان کیا کم ہے کہ ایسی قیمتی تحریر آپ کو دیتی ہوں۔۔۔"

"تم جانو" وکیل نے مجبوری کے لہجہ میں کہا "مگر میں پوچھتا ہوں کیا واقعی اس کا حال تیرے شوہر یا تیری خالہ کو معلوم نہیں ؟"

"اس کا جواب میں پیشتر آپ کو دے چکی ہوں" سلمی نے کہا۔ "آپ ہی سوچیے کس طرح ممکن تھا کہ میں یہ قیمتی تحریر ناحق اوروں کو دکھاتی پھرتی ؟ جیسا میں نے کہا تھا آپ میرے مزاج سے واقف نہیں ہیں ورنہ ایک ہی سوال کو بار بار نہ دہراتے میں بدرجہ انتہا خود غرض ہوں میں ریاکار اور چالاک ہوں - میں مطلب پرست فریبن ہوں کبھی میرا دل نیک تھا مگر اب میں بدنہاد اور خودسر ہوں بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ اب میں اپنے سینہ میں دل ہی نہیں رکھتی مجھے اس دنیا میں کسی سے ہمدردی نہیں - اپنی مطلب براری کو میں ہر شخص کو دھوکا دینے کے لئے تیار ہوں جس طرح دکھاوے کی محبت آپ کو مجھ سے تھی ویسی ہی مجھ کو آپ سے ہے آپ نے مجھ کو اپنے مکان پر رکھا مگر احسان کرنے کو نہیں بلکہ محض اس لئے کہ آپ کو معلوم تھا میں ایک خوبصورت لڑکی ہوں میری موجودگی آپ کے کمرہ نشست کی زینت ہوگی - موکل کھچے ہوئے آیا کریں گے یا شاید آپ کا خیال ہو کہ میں

اچھی جگہ شادی کر کے آپ کی عزت افزائی کا موجب ہوں گی خالو بادا کیا میں غلط کہتی ہوں ؟ کیا میرے لفظوں میں کسی طرح کا جھوٹ ہے ؟"

مسٹر ٹمپرلے نے اس لمبی تقریر کو بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ سُنا اور انجام کار اس کی نظروں سے خوشی اور تعریف ظاہر ہونے لگی ۔ خوشی اس بات کی کہ ایسی مطلب جُو عورت کے پاس اس کا راز بہرصورت محفوظ تھا اور تعریف اس لئے کہ جتنا بے اصول مطلب کش اور خود پرور آدمی وہ آپ تھا اتنی ہی یہ بھی ثابت ہوئی ۔ تھوڑی دیر کے لیئے وہ گہرے اطمینان کے ساتھ اُس خوشنا چہرہ کو تکتا رہا جس سے بناوٹ کی نقاب بالکل اتر چکی تھی اس کے بعد وہ خوشی جو ایک بڑے آدمی کو دوسرے سے مل کر ہوتی ہے جو اپنے فن میں اس سے بڑھ کر استاد ہو جتنا وہ تھا سسلی سے آنکھیں چار کر کے ٹمپرلے کو ہوئی ۔

"بس اب ہر ایک بات واضح ہو گئی" اُس نے مطمئن ہو کر کہا ۔ "سسلی میں تیرے جہیز کی رقم دینے کو تیار ہوں اس مطلب کے لیئے جو تحریر تم کو درکار ہو ۔ مجھ سے لکھوالو"۔

"تو بیٹھ جایئے" سسلی نے کہا" اور ایک رقعہ اس مضمون کا تحریر کیجئے کہ تیس ہزار پونڈ کی رقم آپ ایسے طریقہ پر میرے حوالہ کر دیں گے کہ اُس پر کسی دوسرے کا حق نہ ہو"۔

"دانا لڑکی ۔ تیری دور اندیشی میں کلام نہیں !" وکیل نے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اُس میز کے پاس بیٹھ گیا جس پر سامان نوشت رکھا تھا ۔

جب تک وہ لکھنے میں مشغول رہا سسلی اُس کے پاس کھڑی ایک ایک لفظ کو بغور دیکھتی گئی۔ پھر جب وہ ختم کر چکا تو اُس نے رقعہ میز سے اُٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پڑھ کر کہنے لگی "بس کافی ہے" اور اتنا کہہ کے وہ خط جس کے عوض تیس ہزار پونڈ کی رقم کا اقرار مسٹر ٹمپرلے سے لیا تھا اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

خط کو پا کر وکیل کے چہرہ پر مسرت و اطمینان کی ہیبت ناک جھلک پیدا ہوئی وہ جلدی سے اٹھا اور آتشدان کے پاس جا کر خط کو جلتی آگ میں جھونک دیا وہ فوراً خاک سیاہ ہو گیا مگر اسی پر کفایت نہ کر کے ٹمپرلے نے اس کی راکھ کو لکڑی سے ہلا دیا تاکہ جلے ہوئے کاغذ پر بھی کسی طرح کا نشان تحریر باقی نہ رہ جائے اور اس طرح اُس ہولناک راز کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جو خط میں درج تھا۔

"سسلی اب میں اتنا ہی اور تم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں" اُس نے خاتون کی طرف مڑ کر کہا "کہ یہ خط کس طرح تمہارے ہاتھوں میں پہنچا تھا؟"

"معاف کیجئے میں فی الحال اس راز کو ظاہر نہ کروں گی" سسلی نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا "ہاں آیندہ کسی موقعہ پر شاید ایسا کر سکوں بس اب جائیے آپ کا وقت قیمتی ہے میں اُس کو ضائع کرنا پسند نہیں کرتی"۔

"مگر اس کا تو تم سچے دل سے اقرار کرتی ہو کہ یہ راز کسی دوسرے آدمی پر کسی حال میں ظاہر نہ ہوگا؟" مسٹر ٹمپرلے نے اس کے منہ کو گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"کیا اس بارہ میں ابھی تک آپ کا اطمینان نہیں ہوا؟" خاتون نے

انداز حقارت سے جواب دیا " آپ کو خود یہ بات سمجھنی چاہیئے تھی کہ ایک سے زیادہ وجوہات کی بنا پر میں اس راز کو مخفی رکھنے پر مجبور ہوں"۔

" سچ ہے" مسٹر ٹمپرلے نے تسلیم کیا اور اس کے بعد ٹوپی اٹھا کے رخصت ہو گیا۔

پھر ایک بار ہم ناظرین کو اولڈ بیلی کی عدالت میں لے چلتے ہیں کہ دیکھیں مسٹر ٹمپرلے کی عدم موجودگی میں وہاں کیا کیا کارروائی ہوئی۔

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ جب سر رشتہ دار نے ونی فرڈ کو عدالت کے سوالوں کا جواب دینے کی تحریک کی تو اس کو ایسا معلوم ہوا گویا خواب سے آنکھیں کھلی ہیں۔ قدرتی طور پر اس نے اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کیا۔ مگر اب سحر ٹوٹنے پر وہ دھند جو اس کی نظروں کے سامنے چھائی ہوئی تھی اچانک رفع ہو گئی اور اس کو ہر ایک چیز۔ یعنی کمرہ عدالت۔ خلقت کا ہجوم۔ مسند پر بیٹھا ہوا جج۔ ایک جانب اراکین جیوری دو طرفہ استغاثہ اور صفائی کے وکیل اور اُن کے نائب پوری وضاحت سے نظر آنے لگے اُس نے دیکھا کہ سرکاری وکیل استغاثہ کی طرف سے افتتاحی تقریر کرنے لگا تھا اور خلقت کی نگاہیں اُس کے اپنے چہرہ پر لگی ہوئی تھیں تھوڑی دیر کے لیے ونی فرڈ نے اس طرح گردن جھکا لی گویا اس ذریعہ سے وہ اپنے آپ کو نگاہ استعجاب کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن دفعتاً یہ خیال اُس کے ذہن میں پیدا ہوا کہ یہ کوئی معمولی مقدمہ نہیں ہے اس وقت میری زندگی صحیح معنوں میں کچے دھاگے سے بندھی ہے اور اُن بارہ شخصوں کو جو میری قسمت

کا فیصلہ کرنے کو جمع ہوئے ہیں اس بات کا اختیار کامل ہے کہ ایک لفظ
کہہ کر خواہ اُسے توڑ دیں یا مستحکم اور مضبوط بنا دیں اس ہیبت ناک
خیال کے پیدا ہوتے ہی اس نے رفع حیرت کے لئے پہلے دزدیدہ نظروں
سے اور اس کے بعد رفتہ رفتہ پوری توجہ کے ساتھ ممبران جیوری کی
شکلوں کو دیکھنا شروع کیا سب سے پہلے اس کی نگاہ فورمین کی
طرف گئی جو سخت انداز کا سن رسیدہ آدمی تھا۔ ناک اتنی خمیدہ
جیسے کسی گوشت خور پرندے کی چونچ اور اس کے اُبھرے ہوئے حصہ پر
چاندی کی کمانی کی عینک لگی ہوئی۔ اس آدمی کی صورت بغور دیکھنے
اور اس کے انداز کی خشونت کا بخوبی مشاہدہ کرنے کے بعد دنی فرڈ کو اپنا
دل سینہ میں ڈوبتا معلوم ہوا کیونکہ اُس نے جانا کہ مقدمہ کی جو تفصیل
استغاثہ کو معلوم ہے اور اس کی بنا پر جو شہادت پولیس نے جمع کی ہے
جب اُس کو ایسے آدمی کے روبرو پیش کیا گیا تو وہ یقینی طور پر میرے
خلاف فتوےٰ دے گا اسی طرح یکے بعد دیگرے اُس نے سب
ممبروں کو دیکھا اور اس کے بعد دفعتاً بڑے زور سے چونکی کیونکہ
اُن میں سے ایک آدمی کا چہرہ پہچانا ہوا نظر آیا۔ پھر ایک مرتبہ اُس
نے زیادہ توجہ کے ساتھ اس آدمی کی طرف دیکھا اور اس کی حیرت
اور پریشانی اور زیادہ بڑھ گئی کیونکہ یہ آدمی درحقیقت وہی تھا جس
کا شبہ اس کو ہوا تھا اس ڈر سے کہ شاید یہ میرا وہم ہو اُس نے اپنا
ہاتھ اس طرح پیشانی پر پھیرا گویا اس ذریعہ سے آنکھوں کی دھند
رفع کرنا چاہتی تھی اور آنکھیں پھاڑ کر پھر اس کو دیکھا لیکن نہیں!
یہ کوئی خواب یا وہم نہیں۔ امر واقعہ تھا علاوہ بریں یہ ایک غیر ممکن

سی بات تھی کہ اسے اس کے پہچاننے میں غلط فہمی ہوتی - کھڑے کھڑے نقشہ کا وہی زرد چہرہ تھا وہی کالے بال اور گھنگھر والے وہی تیز روشن آنکھیں اور موزوں ساخت کا دہانہ - کچھ شک نہیں چالیس سال عمر کا وہی مرد شریف تھا - دبلے ڈیل اور متوسط قامت کا وہ آدمی جس سے ونی فرڈ سڈنی ولاسے نکل کر پھاٹک کے پاس ملی تھی۔ اور جو اس نہ بھولنے والی شام کو اسے اُسی گلی میں لے گیا تھا جہاں قتل کی وہ ہیبت ناک واردات ہوئی تھی جس کے لئے آج اس کو عدالت عالیہ میں جواب دہ ہونا پڑا -

اُس روز شخص مذکور نے عمدہ اور نفیس لباس پہن رکھا تھا مگر آج اُس کی پوشاک بالکل سادہ تھی جیسی کسی درجہ اوسط کے معزز دکاندار کی ہوسکتی ہے - سیاہ کپڑے کا سوٹ صرف ایک زنجیر چاندی کی جس کی واسکٹ کے آگے لٹکتی نظر آتی تھی - ارا کین جیوری آگے پیچھے دو قطاروں میں بیٹھے تھے اور وہ پچھلی قطار کے ایک کونے میں چپ چاپ بیٹھا اُس بیرسٹر کے منہ کی طرف تکتا تھا جو استغاثہ کی تقریر کرنے میں مشغول تھا بظاہر اس نے ونی فرڈ کی موجودگی کو بالکل ہی نظر انداز کردیا تھا - ونیفرڈ کے دل میں اب کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہا اور اس کو پورا یقین ہو گیا کہ جیوری کا یہ ممبر وہی مرد شریف ہے جس کی عنایت سے اس کو مسٹر وارڈور ایسے لائق وکیل کی خدمات حاصل کرنے کا موقعہ ملا تھا اُس ایک ماہ کے عرصہ میں کہ وہ جیل خانہ کی حوالات میں بیمار تھی وہ کبھی ایک مرتبہ بھی اُس سے ملنے نہ گیا تھا مگر اُس غائبانہ امداد سے جو اُس نے مسٹر وارڈور کی خدمات حاصل کرکے

کی تھی نیز اراکین جیوری میں اس کی موجودگی سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ وہ اُسے بھولا نہیں تھا۔

ونی فرڈ کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ وہ جیوری میں کس لیے شامل ہوا ہے؟ کیوں وہ اُن بارہ شخصوں میں شریک ہو کر بیٹھا جنہیں اُس کی قسمت کا آخری فیصلہ کرنا تھا؟ یقیناً مجھ کو سزا دلانے کے لئے نہیں بلکہ اگر ممکن ہو تو کسی طریقہ پر میری مدد کرنے کے لیے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس کا دل ایک نئی طرح کی خوشی سے بزور دھڑکنے لگا اور امید کا ٹمٹماتا ہوا چراغ از سر نو روشن ہو گیا اب جو اُس کی نگاہ وکلا کی میز کی طرف گئی تو مسٹر وارڈر سے چار آنکھیں ہوئیں۔ مسٹر وارڈر نے بھی دیکھا کہ لڑکی نے پہلی مرتبہ یہ بات معلوم کی ہے کہ اُس کا غیبی دوست کسی نہ کسی طریقہ پر جیوری میں داخل ہو گیا۔ مسٹر وارڈر کے لئے ان خیالات کو سمجھنا بہت مشکل نہ تھا جو ونی فرڈ کے دل میں پیدا ہو رہے تھے معنی خیز نگاہ سے بد نصیب لڑکی کی طرف دیکھ کر اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے بعد وہ پھر وکیل استغاثہ کی تقریر سننے کے لیے مڑا مگر اتنے ہی سے ونیفرڈ کی ڈھارس بندھ گئی اور اس نے محسوس کیا کہ کمرہ عدالت میں دوستوں کی مدد سے بالکل ہی محروم نہیں ہے۔

وکیل استغاثہ کی تقریر ختم ہونے کے بعد گواہوں کے بیانات شروع ہوئے سب سے پہلے پولیس کے وہ سپاہی باری باری پیش ہوئے جنہوں نے مقتولہ کی لاش پڑی پائی تھی دونو کا بیان قریباً وہی تھا جو وہ پیشتر صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں دے چکے تھے ایک نے ملزمہ کی گرفتاری کے حالات بیان کرتے ہوئے

اس انگوٹھی کو شناخت کیا جو ونیفرڈ کے کمرہ میں میز پر پڑی ملی تھی اور اُن الفاظ کو بھی دہرایا جو اس موقعہ پر بدنصیب لڑکی نے کہے تھے "آپ نہیں جانتے کن مشکلوں سے میں نے اسے پایا ہے"۔

اگلا گواہ چارلس ڈی دیر تھا اُس نے اپنے بیان میں لکھوایا کہ جب قتل کی واردات ہوئی تو میں ہوم آفس میں محرر تھا مگر فی الحال انگریزی سفیر متعینہ دربارہ نیپلز کا نائب اتاچی ہوں۔ اس قدر وضاحت اور درستی کے ساتھ جس سے ایک ماہ پیشتر اُس نے عدالت ماتحت میں بیان دیا تھا ٹھیک اُس آدمی کی طرح جو ایک المناک فرض کو طوعاً و کرہاً ادا کرنے پر مجبور ہو اُس نے سب حالات بیان کئے اور اُس گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے جو گلی میں مسٹر چیکیڈ اور ملزم لڑکی کے درمیان اس کی موجودگی میں ہوئی تھی اُس نے ونیفرڈ کے منہ سے نکلے ہوئے وہ الفاظ دہرائے جن کو اُس نے سنا تھا یعنی مجھ میں شیرنی کی قوت موجود ہے اور گو یہ الفاظ پہلے بھی ایک مرتبہ زیر بحث آ چکے تھے تاہم اب اُن کے اعادہ سے عدالت میں بڑی سنسنی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد سرکاری ڈاکٹر مسٹر میڈو بنک کا بیان شروع ہوا پھر مسز سیلسٹر کی باری آئی جس نے اپنی مختصر شہادت کے دوران میں ملزم لڑکی کی بہت کچھ تعریف کی اور بارہا اس کی حالت زار دیکھ کر روئی بعد ازاں اُس بس کے کنڈکٹر کا بیان ہوا جس پر سوار ہو کے ونی فرڈ مکان پر گئی تھی اور آخر کار مس ایولن کی خادمہ ریشل کے بیان پر گواہان استغاثہ کی فہرست ختم ہو گئی۔

اس اثنا میں مسٹر ہمیر نے دوبارہ کمرہ عدالت میں آ چکا تھا تماشائیوں کے ہجوم سے گزر کر وہ مسٹر وارڈر کے عین قریب پہنچ

گیا مخفی نہ رہے کہ اُس کا ملزمہ کی صفائی سے در حقیقت کوئی تعلق نہ تھا
اس مطلب کے لئے بعض اور وکیلوں کی خدمات مسٹر وارڈر کی امداد
کے لئے حاصل کی جا چکی تھیں ۔ وہ صرف اس بہانہ سے موجود تھا کہ
ملزم لڑکی چونکہ اس کے موکل مسٹر بیر گمش کی پوتی ہے اس لئے
وہ مقدمہ کی نگرانی کرنا چاہتا ہے۔

استغاثہ کی کارروائی ختم ہوتے ہی مسٹر وارڈر تقریر کرنے کے لئے
اٹھا۔ ایسا کرتے ہوئے اُس نے ایک تیز اور معنی خیز نظر ونیفرڈ کی طرف
ڈالی۔ مگر اس نگاہ کا مطلب سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا عام لوگ
اُس کے مفہوم کی تہ کو بالکل نہ پہنچ سکتے تھے یہی باعث تھا کہ گواوروں
کے لئے وہ ایک معمولی نگاہ تھی تاہم ونی فرڈ کے لئے اُس میں مطالب
اور معانی کا دفتر پوشیدہ تھا اُس نگاہ کے ذریعہ سے مسٹر وارڈر نے ونیفرڈ
سے درخواست کی کہ اس وقت نازک میں تم کو چاہیئے مجھے اُس راز کے
اظہار کی اجازت دو جو تم نے پوشیدگی کی شرط پر مجھ کو بتایا تھا مگر لڑکی نے
سر ہلا کے انکار کیا اور اُس کے چہرہ پر شہدائے قدیم کی مانند تسلیم و رضا کے
آثار پیدا ہو گئے۔ مسٹر وارڈر نے گہری آہ کھینچی مگر فوراً اس کو مصلحت کے
خیال سے ہلکی کھانسی کے پردہ میں چھپا لیا تاکہ کسی کو حال دل جاننے کا موقعہ
نہ مل سکے بعد ازاں اس گہرے سکوت میں کہ سوئی بھی فرش زمین پر گرتی تو
اس کی آواز سنائی دے جاتی مسٹر وارڈر نے ممبران جیوری کو مخاطب کر کے
تقریر کرنی شروع کی۔

ہلکے غمناک لہجہ اور پر درد لفظوں میں اس نے خاندان بیر گمش کے انقلاب
سے آغاز کیا۔ دوران تقریر میں بتایا کہ اس بد نصیب کے دادا جن کو کسی

زمانہ میں فراخی معیشت کے سب سامان حاصل تھے پچھلے پچیس سال سے وائٹ کراس سٹریٹ کے قید خانہ میں زیر حراست ہیں چانسلری کی عدالت میں ان کا مقدمہ عرصہ دراز سے زیر سماعت ہے مگر اس کا فیصلہ آج تک نہیں ہو سکا جو میرے خیال میں انصاف کی سست رفتاری کی بدترین مثال ہے۔ صاحبو اس نے تقریر جاری رکھ کے کہا "یہ آفت کی ماری بچپن کی دکھیاری ہے آٹھ برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا پھر پندرہ سال کی عمر میں ماں نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا اور یہ ایک بیوہ خالہ کے پاس رہنے پر مجبور ہوئی مگر ایک سال کے عرصہ میں وہ بھی اس کو تن تنہا چھوڑ کر دار فانی سے رحلت کر گئی۔

"اور اب" مسٹر وارڈر نے بڑھتے ہوئے جوش سے تقریر جاری رکھ کر کہا "اس بیچاری پر ظلم وستم یہ آسمان ٹوٹ پڑا۔ اس حالت میں جب یہ عملی طور پر دنیا میں بالکل اکیلی تھی۔ جب کوئی اس کا معاون یا مددگار نہ تھا جب اس کا ہم سن چچا زاد بھائی بھی تنگی روزگار سے مجبور ہو کے دنیا کے دور افتادہ مقام پر روزی کمانے جا چکا تھا اس بیچاری کو نہ صرف اپنی بلکہ بڈھے دادا کی گزر اوقات کی فکر پر مجبور ہونا پڑا۔ وہ آفت رسیدہ اپنی حراست کی مجبوری سے اس کی مدد تو کیا کرتا الٹا اس کا دست نگر تھا مگر اس زمانہ ابتلا میں بھی اس نیک سیرت لڑکی نے ہمت ہاری نہ کسی مایوسی کو دل میں جگہ دی بلکہ اپنا آرام حرام کر کے بڈھے دادا کی مدد کی یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان ایام میں کس طرح یہ بیچاری مہر و محبت کی ماری اپنی ضرورتیں کم کر کے اس مرد ضعیف کی حاجت روائی کرتی تھی مسٹر سلیشر کی زبانی آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا وہ کتنی باصفا و نیک لڑکی ہے اور کس

محنت اور دیانت سے روزی کماتی رہی ہے صاحبو کیا کوئی شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے کہہ سکتا ہے کہ ایسی پاک جان نیک مخفر لڑکی قتل کے وحشیانہ جرم کی مرتکب ہوئی ہوگی؟ اراکین جیوری عدل کا ترازو آپ کے ہاتھ ہے خدا کے لئے جوش و جانب داری چھوڑ کے ہر بات کو میزان عقل میں تو لیئے اور ایمانداری کے ساتھ وہ فتوے صادر کیجئے جو آپ کی رائے میں صحیح ہے اور جو سارے حالات کو مدنظر رکھ کے قرین قیاس نظر آتا ہے۔"

اس درد ناک تقریر کو سُن کر کمرہ عدالت میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو آنسوؤں سے تر نہ ہو۔ کوئی دل ایسا نہ تھا جو بدنصیب لڑکی کے لیئے گہری ہمدردی نہ رکھتا ہو۔ اس اثنا میں خود وِنی فرڈ چپ چاپ اور بے آواز کھڑی روتی تھی۔ آنکھوں سے سیل اشک بہتا تھا مگر ہچکیوں کی آواز بالکل پیدا نہ ہوتی تھی۔

"صاحبو" پھر ایک بار مسٹر وارڈر نے ممبران جیوری کو خاطب کر کے کہا "یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ ایک ایسی نیک لڑکی اور اتنی بدسرشت عورت میں جیسی کہ مسز جیکپیڈ تھی کسی طرح کا تعلق ہو آخرالذکر اب اس دنیا میں نہیں ہے اور میں نہیں چاہتا اس کے گناہوں کی آلائش کمرہ عدالت میں دھوئی جائے۔ تاہم میں جس بات پر زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ نیکی اور بدی دو متضاد چیزیں ہیں جن کا میل کسی حال میں ممکن نہیں ہو سکتا۔ مسٹر ڈی ویر کا بیان ہے کہ اُس نے دونو کو گلی میں جھگڑتے دیکھا تھا مگر جھگڑا کس بات پر تھا۔ اُس کا حال مسٹر ڈی ویر کو معلوم نہیں۔ صرف یہ چند الفاظ اُس نے ملزم لڑکی کے مُنہ سے نکلتے سُنے تھے کہ مجھ میں شیرنی کی قوت

موجود ہے مگر اس کا مطلب تو دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ مقتولہ عورت مسز چکلیڈ اُسے چھیڑتی یا تنگ کرتی تھی لڑکی نے غصہ میں بھر کر یہ الفاظ مُنہ سے نکالے ان سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اُس کو قتل کر دیا؟ صاحبو مجھے اپنی موکلہ کی بیگناہی کا پورا یقین ہے مگر اس کے باوجود اگر آپ لوگ اُس شہادت کی بنا پر جو از روئے حالات اُس کے خلاف پیش ہوئی ہے اُس کے برخلاف فتوٰے صادر کرنے پر مجبور ہوں تو زیادہ سے زیادہ اُس کو قتل انسان مستلزم بالسزا کا مجرم قرار دے سکتے ہیں۔ قتل عمد کی مجرم وہ کسی حال میں نہیں ٹھیر سکتی کیونکہ استغاثہ نے یہ بات قطعًا ثابت نہیں کی کہ وہ پہلے سے مسز چکلیڈ کو قتل کرنے کی نیت رکھتی تھی مگر جیسا میں نے بیان کیا ہے یہ ایک انتہائی امکان ہے ورنہ میں عدالت اور ممبران جیوری کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ایسی نیک لڑکی جیسی ملزمہ ہے ہرگز کسی کی ہلاکت کا موجب نہیں بن سکتی۔ استغاثہ نے اُس انگوٹھی پہ بے حد زور دیا ہے جسے مسٹر ڈی ویر نے مسز چکلیڈ کی اُنگلی میں دیکھا تھا اور جو بعدازاں ملزمہ کے قبضہ میں پائی گئی مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہی انگوٹھی اُن کی تکرار کا موجب نہیں تھی؟ عین ممکن ہے کہ وہ انگوٹھی درحقیقت ملزم لڑکی کی ہو مسز چکلیڈ نے کسی طریقہ پر اُسے پالیا ہو۔ ملزمہ اپنی چیز واپس مانگتی ہو اور مسز چکلیڈ کو دینے سے انکار ہو حتٰی کہ مجبور ہو کے ملزم لڑکی نے اپنی گاڑھے پسینہ کی کمائی جو اُس نے کئی دن کی ہفتوں تک محنت سے جمع کی تھی اُسے دے کر انگوٹھی لے لی اگر درحقیقت ایسا ہو تو وہ باتیں جو فی الحال اندھیرے میں چھپی ہیں بالکل واضح اور صاف ہو جائیں گی ایک یہ کہ جب مسٹر ڈی ویر نے اُس لڑکی کو اپنے ساتھ

نے جانے کی کوشش کی تو کیوں اُس نے اس کی امداد قبول کرنے سے انکار کیا۔ دوسری یہ کہ اُن لفظوں کا صحیح مطلب کیا تھا جو اُس نے بوقت گرفتاری پولیس کے سپاہیوں سے کہے تھے یعنی آپ نہیں جانتے کن مشکلوں سے میں نے اسے پایا ہے۔ فاضل اراکین جیوری میں آپ لوگوں کی دیانت داری اور انصاف پسندی سے اپیل کر کے پوچھتا ہوں کیا ایسی نیک طینت لڑکی جو نہ تو فضول خرچی کی عادی ہو نہ اپنے چلن پر بدنامی کا داغ دھبہ رکھتی ہو بلکہ جو اپنے گزارہ کے لئے انتہائی کفایت شعاری سے کام لیتی ہو ایک انگوٹھی کی خاطر قتل ایسے جرم شنیع کی مرتکب ہو سکتی ہے؟ اگر اُس نے درحقیقت کسی لالچ سے مسز چیکلیڈ کو قتل کیا ہوتا تو کیا ضرور تھا کہ وہ اس کی ایک ہی انگوٹھی اتار کے چلی جاتی جب کہ ایسی ہی کئی اور انگوٹھیاں اُس عورت کے پاس تھیں اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ ان سب پر قبضہ کر سکتی تھی یہی نہیں بلکہ حالات سے پایا گیا ہے کہ نقدی کا بٹوہ مقتول عورت کی جیب میں رکھا تھا اور وہ جوں کا توں پایا گیا کیا یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ وہ ایک انگوٹھی لینے پر کفایت کرتی اور نقدی چھوڑ کے چلی جاتی پھر ایک بات اور بھی ہے جس کی طرف میں آپ لوگوں کی توجہ خاص طور پر دلانا چاہتا ہوں اُس انگوٹھی پر قبضہ پانے کے بعد ملزم لڑکی نے اس کو چھپانے کی کوشش نہیں کی بلکہ جس وقت سپاہی اس کو گرفتار کرنے گئے تو وہ اس کے کمرہ میں میز پر پڑی پائی گئی ملزم لڑکی نے سپاہیوں کو دیکھ کر اُس کو اٹھانے یا چھپانے کی کوشش نہیں کی اس کے برعکس جیسا شہادت سے پایا گیا ہے وہ انہیں دیکھ کر سخت متعجب ہوئی اور اُن کی آمد کا مدعا اس وقت تک نہ سمجھ سکی

حتےٰ کہ انہوں نے خود اس کو واضح کیا۔ اگر اُس کا ضمیر خطاوار ہوتا تو وہ فوراً سمجھ جاتی کہ وہ لوگ اُس کو گرفتار کرنے آئے ہیں صاحبو میں زور دے کر کہتا ہوں کہ میری موکلہ کا مسٹر چکلیڈ کی ہلاکت سے کوئی تعلق نہیں مسٹر چیکلیڈ کی لاش ایک ویران گلی میں پائی گئی تھی جہاں نہ معلوم کتنے آدمی کن کن اوقات میں گزرے ہوں گے۔ کیا تعجب ونی فرڈ ہیزلگسن کے چلے آنے کے بعد ان میں سے کسی نے کسی وجہ نامعلوم سے بدقسمت عورت کو ہلاک کر دیا ہو۔ اس خیال کی تائید ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے بھی ہوتی ہے جنہوں نے صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں بر ملا کہا تھا کہ میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ مقتولہ کی گردن پر انگلیوں کے جو نشانات پائے گئے وہ ملزمہ کی نازک چھوٹی انگلیوں کے نشان ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن مسٹر وارڈر یہ بات مسل پر آ گئی ہے" جج صاحب نے کاغذات دیکھتے ہوئے کہا "کہ مسٹر میڈ ونبک نے اس بیان کے سلسلہ میں یہ بھی کہا تھا کہ نشانات چونکہ موت کے بعد تبدیل ہو جایا کرتے ہیں اس لئے ممکن ہے وہ ملزم لڑکی کی انگلیوں کے ہی نشان ہوں۔"

"مائی لارڈ میں اس سے انکار نہیں کرتا" فاضل وکیل نے تقریر کرتے ہوئے جواب دیا "میں جس بات کی طرف عدالت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مسٹر میڈ ونبک کا بیان چونکہ شک انگیز ہے اس لئے میری موکلہ کو از روئے قانون شبہ کا فائدہ ملنا چاہیئے میں یہ بات فاضل اراکین جیوری کے بھی ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ جو نشان مقتولہ کی گردن پر پائے گئے وہ زیادہ مضبوط اور زبردست ہاتھوں کے پیدا کئے ہوئے تھے۔ یہ سوال عدالت ماتحت میں زیر بحث آ چکا ہے کہ میری موکلہ کے ہاتھ غیر معمولی چھوٹے اور نازک

ہیں حالانکہ جن انگلیوں نے وہ نشانات پیدا کئے یقیناً مضبوط اور لمبی ہوں گی۔"

اس پیرایہ میں مسٹر وارڈر نے کچھ عرصہ اور سلسلہ تقریر جاری رکھا اور اتنا گہرا اثر اس کی فصاحت نے پیدا کیا کہ کمرہ عدالت میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ بد نصیب ونیفرڈ زار زار روتے ہوئے دل ہی دل میں کہنے لگی "خداوندا کتنی زبردست طاقت تو نے اس آدمی کے لفظوں میں پیدا کی ہے۔ اگر اب بھی کسی کو میری بیگناہی کا یقین نہ ہو تو میری بدنصیبی میں کلام نہیں"۔

ہرچند صحیح معنوں میں صفائی کا کوئی گواہ موجود نہ تھا تاہم ملزمہ کی شرافت نیک چلنی اور سعادت مندی واضح کرنے کی غرض سے وائٹ کراس سٹریٹ جیل خانہ کے گورنر اور سپاہیوں کے بیانات لئے گئے اور اُن کی زبانی یہ ثابت کرانے کی کوشش کی گئی کہ کس طرح انتہائی مشکلات میں بھی یہ لڑکی محنت مشقت کر کے اپنا اور بڈھے دادا کا پیٹ پالا کرتی تھی۔

وکیل صفائی کی تقریر کے خاتمہ پر پھر ایک مرتبہ وکیل استغاثہ جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا اس نے بیان کیا کہ مسٹر وارڈر نے انگوٹھی کے بارہ میں جو تصریحات کی ہیں وہ ہرگز تسلی بخش نہیں۔ اگر ملزمہ مقتولہ کی ایک ہی انگوٹھی لے کے رخصت ہو گئی تو اس سے یہ بات ہرگز ہرگز پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ اُس نے اُس کو قتل نہیں کیا کیونکہ عین ممکن ہے وہ حقیقت میں اس کی باقی چیزیں بھی لے جانے کا ارادہ رکھتی ہو مگر کسی کی آہٹ پا کے یا ویسے ہی دہشت محسوس کر کے ایسا کئے بغیر وہاں سے بھاگ نکلی ہو۔

"اس کے باوجود" سرکاری وکیل نے تقریر جاری رکھ کر کہا "میں اس بات پر زور دینا نہیں چاہتا کہ واردات قتل محض زیور کے لالچ سے ہوئی تھی۔

گواہان استغاثہ کی شہادتیں اس بارہ میں واضح اور صاف ہیں کہ دونوں میں کسی بات پہ تکرار ہوئی تھی یقیناً اُسی تکرار کے سلسلہ میں ملزمہ نے بدقسمتی مقتولہ کو ہلاک کیا اور اس کو ہلاک کرنے کے بعد وہ ایک انگوٹھی اتار کے لے گئی۔ رہ گیا انگلیوں کے نشانات کا سوال۔ تو اس کے متعلق ڈاکٹر ہیڈوبنک کی شہادت بالکل صاف ہے جنہوں نے بیان کیا ہے کہ اس طرح کی وارداتوں میں آماس پیدا ہونے کے بعد نشانات عموماً لمبے اور بے ڈول ہو جایا کرتے ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ ملزمہ کی چھوٹی انگلیوں کے پیدا کردہ نشان مقتولہ کی ہلاکت کے بعد پھیل کر لمبے نہ ہو گئے ہوں"۔

اس کارروائی کے خاتمہ پر جج صاحب نے جیوری کے روبرو مقدمہ کا خلاصہ بیان کرنا شروع کیا اُن کی تقریر غیر جانبدارانہ اور بدرجہ انتہا صاف تھی انہوں نے تمہیدی کلمات کے بعد فرمایا کہ اس مقدمہ کے دوران میں یہ بات محسوس کئے بغیر نہیں رہا کہ ملزمہ کے وکیل نے کسی بات کو قصداً چھپایا ہے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ملزم لڑکی خود کسی راز کو پوشیدہ رکھنا چاہتی ہے اور اُس نے فاضل وکیل کو سارے حالات سے آگاہ کرنا پسند نہیں کیا یا ہو سکتا ہے کہ وکیل صفائی نے ہی اپنے طور پر اُس جھگڑے کے حالات کو جو ویران گلی میں ملزمہ اور مقتولہ کے درمیان ہوا تھا مبہم اور پیچیدہ بنانے کی کوشش کی ہو مسٹر وارڈر نے اپنی تقریر میں اشارتاً کہا تھا کہ اُن کی مؤکلہ زیادہ سے زیادہ قتل انسان کی مجرم سمجھی جا سکتی ہے مگر میں اراکین جیوری پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ فیصلہ طلب سوال قتل عمد یا قتل انسان

مستلزم بالسزا کا نہیں ہے بلکہ محض یہ کہ کیا وہ لڑکی جو اس وقت ملزموں کے کٹھرہ میں کھڑی ہے مجرم ہے یا بے خطا؟ اس بارہ میں آپ لوگوں کا فتوے صاف بے لاگ اور واضح ہونا چاہیئے۔ بالفرض یہ لڑکی بڑھی عورت کی ہلاکت کے فوراً بعد دوڑی دوڑی گلی سے باہر آتی اور کسی آدمی سے جو اس کو نظر آتا اُلٹ کر یہ بات کہہ دیتی کہ اس کے ہاتھوں نادانستہ سہواً ایک عورت کی جان ضائع ہو گئی۔ تو مان لیا جاتا کہ جو کچھ ہوا۔ محض سوء اتفاق تھا مگر اُس نے جرم چھپایا۔ پیچ رستہ سے اپنے مکان پر گئی اور جب وہاں پہنچی تو بدرجہ غایت مضطرب اور بے چین تھی۔ بعد ازاں اثنائے سماعت مقدمہ میں ایک مرتبہ بھی اُس نے یہ بات تسلیم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ مسز چیکلیڈ کی موت سہواً اس کے ہاتھوں واقع ہوئی۔ پھر اس کے علاوہ جیوری کو یہ نکتہ بھی مد نظر رکھنا چاہیئے کہ جو الفاظ ملزمہ نے مسٹر ڈی ویر کے روبرو حالت جوش میں کہے اُس کی نیت واضح کرنے والے تھے اگر وہ آپس کی تکرار ختم کرنا چاہتی تو بڑی آسانی سے مسٹر ڈی ویر کے ساتھ رخصت ہو جاتی مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تکرار جاری رکھنے کے لیئے قصداً اُس جگہ ٹھیری اس کی نیت یہ تھی کہ مسٹر ڈی ویر کے رخصت ہونے کے بعد بطور خود مسز چیکلیڈ سے معاملہ طے کرے۔ ان حالات میں اگر وہ مجرم ثابت ہو تو یہی سمجھا جائے گا کہ قتل عمد کی مرتکب ہے نہ کہ قتل انسان مستلزم بالسزا کی مگر ان سارے حالات کے باوجود میں اراکین جیوری سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کسی طرح کی خارجی کیفیات کو اپنے فیصلہ پر اثر انداز نہ ہونے دیں بلکہ شہادت استغاثہ کو جانچنے اور آنکنے کے بعد فاضل وکیل صفائی کا تقریر کے سب پہلوؤں کو مد نظر رکھ کے فتوے دیں اگر ان کے دل میں ذرا سا شک و

شبہ ملزمہ کے جرم کی نسبت پیدا ہو تو وہ انگریزی انصاف کی بہترین روایات
کے مطابق اُسے شک کا فائدہ دینے سے ہرگز دریغ نہ کریں لیکن اگر وہ ان کی
ایماندارانہ رائے میں واقعی خطاوار ہو تو اسے قتل عمد ہی کا مجرم قرار دیں بس
ان مختصر ہدایات کے ساتھ میں جیوری سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مشورہ
کے بعد اپنی صحیح رائے ظاہر کرے۔"

ٹھیک چار بجے تھے جب مقدمہ اظہار رائے کے لئے ارکین جیوری کے ذمہ
ڈالا گیا اس میں شک نہیں مسٹر وارڈر کی دھواں دھار تقریر نے حاضرین کے
دلوں پر اچھا اثر ڈالا تھا اور عارضی طور پر لوگ ونیفرڈ کی بے گناہی کے قائل
ہو گئے تھے مگر جب اس کے بعد وکیل استغاثہ نے جوابی تقریر کی اور جب کارروائی
کے خاتمہ پر جج صاحب نے اپنے بے لاگ طریقہ پر مقدمہ کا خلاصہ جیوری کے
روبرو بیان کیا تو ہر شخص کو تسلیم کرنا پڑا کہ اتنی زبردست شہادتوں کی موجودگی
میں جیوری کے لئے ونیفرڈ کو مجرم قرار دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا
بظاہر یہی خیال جج صاحب اور کثیر التعداد وکیلوں کا بھی تھا اس کی رہی سہی
تصدیق یوں ہو گئی کہ مقدمہ کا خلاصہ سننے کے بعد ممبران جیوری اپنی جگہ سے
اُٹھ کر علیحدہ کمرہ میں جانے اور معاملہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کی
بجائے فتوے صادر کرنے کے لئے وہیں کے وہیں بیٹھے رہے معلوم ہوتا تھا
وہ کسی طرح کے مشورہ کے بغیر ہی اپنی رائے ظاہر کرنے کو تیار ہیں۔

مگر عین اُس وقت جب ہر شخص کی نگاہیں بے تابانہ جیوری کے فورمین پر لگی
ہوئی تھیں جب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عنقریب جیوری کا متفقہ فتویٰ سنانے
کو کھڑا ہو گا ممبروں میں کچھ ہلچل پیدا ہوتی دکھائی دی اور اُن کے اشاروں اور
سر کی حرکتوں سے پایا گیا کہ فی الحال وہ کسی خاص نتیجہ پر نہیں پہنچے چنانچہ علیحدگی

ہی وہ اُس جگہ سے اُٹھ کر معاملہ طے کرنے کے لیے ایک علیٰحدہ کمرہ میں چلے گئے۔
اس کے بعد وقت گزرتا گیا اور بدنصیب ونی فرڈ کٹہرہ میں بیٹھی سہمی ہوئی نظروں
سے اُن کی واپسی کی راہ تکتی رہی۔ کامل ایک گھنٹہ کے بعد پورے پانچ بجے جیوری
کے بارہ ممبر قطار باندھے کمرہ سے نکلے اور اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔
جج صاحب کے سوال پر فورمین نے اُٹھ کر عرض کیا "مائی لارڈ ہم نے بہت کوشش
کی کہ فتوے متفق الرائے ہو مگر افسوس اس کی صورت ممکن نظر نہیں آتی گیارہ
آدمیوں کی رائے ایک طرف ہے اور ایک کی اُن کے برعکس۔"
"یہ طریقہ ٹھیک نہیں"۔ جج صاحب نے جواب دیا "فتوے متفق الرائے
ہونا چاہیے اچھا میں آدھ گھنٹہ اور انتظار کرتا ہوں میرے خیال میں گیارہ
شخصوں کے لیے ایک آدمی کا رفع شک کرنے اور اُسے اپنا ہم خیال بنانے میں
کسی دقت کا سامنا نہ ہوگا۔"

فورمین نے مودبانہ سلام کیا اور پھر ایک مرتبہ یہ لوگ اُس کمرہ میں چلے
گئے۔ آدھ گھنٹہ ونی فرڈ بڑے قلق کی حالت میں بیٹھی دو نو ہاتھوں سے مُنہ
چھپائے قسمت کے آخری فیصلہ کا انتظار کرتی رہی وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ ایک
آدمی کون ہے جس نے باقی ماندہ گیارہ سے اختلاف رائے کیا اور یہ سوچ کر
اُسے اپنا دل سینہ میں بیٹھتا معلوم ہوا کہ اگر وہ ایک بھی اوروں کا ہمخیال ہوتا
تو اُس کے پھانسی کی سزا پلنے میں کوئی شک و شبہ نہ تھا مگر گیارہ اور ایک
کا مقابلہ . . . کتنا کمزور و بے بنیاد تھا! کب تک وہ اتنے حریفوں کا مقابل
بن سکے گا؟ یقیناً اُس کو آخرکار انہی کا ہم خیال بننا پڑے گا۔
کمرہ عدالت بدستور ٹھسا ٹھس بھرا تھا کوئی فرد واحد اپنی جگہ سے نہیں
ہلا سب آدمی صورت تصویر چپ چاپ بیٹھے جیوری کے فتوے کا انتظار کرنے

تھے آخر آدھ گھنٹہ کے بعد وہ لوگ پھر اپنی جگہ پر آ گئے۔

"صاحبو کیا آپ کا اتفاق رائے ہو گیا؟" سررشتہ دار نے پوچھا۔

"افسوس نہیں" فورمین نے جواب دیا "اور نہ اس کی کوئی صورت ممکن دکھائی دیتی ہے کیونکہ وہ ایک آدمی جس کا پیشتر اختلاف تھا۔ اب تک اپنے فیصلہ پر اڑا ہے اور اسے ہم خیال بنانا قرین قیاس نظر نہیں آتا۔"

"اگر اختلاف رائے کسی نکتہ قانون کے باعث ہو تو اس کی مزید تشریح کی جا سکتی ہے" جج صاحب نے جواب دیا۔

"مائی لارڈ یہ بات نہیں" فورمین نے کہا "اس کا اختلاف رائے جذباتی ہے۔"

"اس صورت میں میں افسوس ظاہر کرنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں اچھا میں حکم دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو کمرہ میں بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا جائے۔ میں آٹھ بجے واپس آ کے آپ کا فتویٰ سنوں گا۔"

ممبران جیوری پھر کمرہ کے اندر چلے گئے اور جج صاحب اپنی گاڑی پر سوار ہو کے مکان کو رخصت ہوئے۔ بیرسٹروں میں سے بھی اکثر چلے گئے ونیفرڈ کو عارضی طور پر حوالات میں پہنچا دیا گیا مگر تماشائی جوں کے توں موجود رہے۔ کیونکہ ہر شخص مقدمہ کا انجام دیکھ کر ہی جانا چاہتا تھا۔

انتظار کے ڈھائی گھنٹے بڑی مشکل سے گزرے رات ہو گئی۔ چراغ جلنے لگے۔ آخر ٹھیک اس وقت جب گرجوں کے گھڑیال آٹھ بجا رہے تھے جج صاحب بڑے اطمینان کے ساتھ کھانا تناول کر کے تشریف لے آئے اور مسند پر دوبارہ متمکن ہوئے پھر ایک بار ونی فرڈ کو کمرہ عدالت میں لایا گیا پھر ایک مرتبہ گہری خاموشی میں ممبران جیوری قطار باندھ کے نکلے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ جدھر وکلائے صفائی کی نشستیں تھیں وہاں مسٹر ٹمپرلے اور مسٹر وارڈمنیر کے

پاس بیٹھے نظر آتے تھے۔

"ممبران جیوری کیا اب بھی آپ لوگوں کا اتفاق رائے ہوا یا نہیں؟" سر رشتہ دار نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ بلکہ ہمارا اختلاف رائے اب اور زیادہ بڑھ گیا" فورمین نے جس کے چہرہ پر دل تنگی اور پریشانی کے آثار نمودار تھے جواب دیا "اب ہم میں سات اور پانچ کا اختلاف ہے کیونکہ چار آدمی اور اُس ایک کے ہم خیال بن گئے ہیں"۔

"اس صورت میں پھر ایک بار آپ لوگوں کو کمرہ کے اندر جا کے اس معاملہ کو فیصلہ کن خاتمہ پر پہنچانا پڑے گا" جج صاحب نے کڑے لہجہ میں کہا۔ "میں ایک گھنٹہ اور آپ لوگوں کی راہ دیکھتا ہوں لیکن اگر نو بجے تک بھی آپ کا اتفاق رائے نہ ہوا تو مجھ کو حکم دینا پڑے گا کہ آپ لوگوں رات بھر کے لئے کمرہ میں بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا جائے"۔

ممبران جیوری اندوہ و ملال کی تصویر بنے پھر واپس گئے۔ جج صاحب کرسی پر بیٹھے کبھی شام کا اخبار دیکھتے اور کبھی لارڈ میئر سے باتیں کرنے لگتے تھے۔ ونیفرڈ مغموم و محزون کٹہرہ میں بیٹھی تھی حاضرین کی تعداد میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔

"اُس نے چار آدمیوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا" وہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے آپ سے کہتی "کتنی گہری ہمدردی اُسے مجھ سے ہے اور کس قدر جد و جہد وہ میرے بچاؤ کے لئے کر رہا ہے"۔

ایک گھنٹہ کے بعد جب ممبران جیوری پھر باہر آئے تو سر رشتہ دار کے سوال پر فورمین نے کہا "ہمارا اختلاف سات اور پانچ کا بدستور ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ جدھر پہلے پانچ تھے ادھر اب سات ہیں اور جدھر سات تھے اُدھر پانچ"۔

"بڑا عجیب معاملہ ہے" جج صاحب نے پریشان ہو کر کہا "اگر آپ لوگوں میں وہی پہلا اختلاف گیارہ اور ایک کا برقرار رہتا تو میں آپ کو رخصت کر کے نئی جیوری قائم کرنے کا حکم دیتا مگر جس صورت میں ایک آدمی چھ شخصوں کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ شاید کچھ عرصہ اور تبادلہ خیالات کرنے سے آپ کسی ایک فیصلہ پر متفق الرائے ہو سکیں"۔

"مائی لارڈ اگر زحمت نہ ہو تو ایک گھنٹہ اور انتظار کیجئے" فورمین نے رکتے ہوئے درخواست کی۔

"اچھا میں ایک گھنٹہ اور بیٹھ جاتا ہوں" جج صاحب نے کہا۔

لیکن وہ ایک گھنٹہ بھی گزر گیا اور جیوری کا اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ دس منٹ کی مہلت اور مانگی گئی حتےٰ کہ رات کے پونے دس بج گئے اس عرصہ میں جج صاحب بیرسٹر۔ حاضرین اور وہ بدنصیب عورت بھی جس کی زندگی اور موت کا سوال زیر بحث تھا انتظار سے عاجز آ چکے تھے اب جس وقت جیوری کے ممبر آخری مرتبہ کمرہ سے نکل کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو سررشتہ دار نے تھکی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"صاحبو کیا اب بھی آپ کا اتفاق رائے ہو سکا یا نہیں؟"

"جی ہو گیا" فورمین نے کہا۔

"اچھا تو بتائیے آپ لوگوں کا فتوےٰ کیا ہے؟" سررشتہ دار نے پوچھا "کیا آپ ملزمہ کو مجرم قرار دیتے ہیں یا بے قصور؟"

"بے قصور!" فورمین نے جواب دیا۔

ایک دبی ہوئی چیخ ونی فرڈ کے منہ سے نکلی اور وہ غش کھا کے فرش زمین پر گر پڑی۔ اسی حالت میں سپاہی اس کو اٹھا کے کمرہ عدالت سے باہر لے گئے۔

باب ۲۹

دریا کے ساحل پر

قصہ کا منظر دوسری بار غرب الہند کے اس جزیرہ میں منتقل ہوتا ہے جہاں تقدیر اپنے بعید از فہم طریقوں سے نوجوان گسٹوس بیرنگٹن کو لے گئی تھی سونے کے بھرے ہوئے صندوق کو گم ہوئے تین چار دن گزر چکے تھے۔ اور نیک سیرت نوجوان پھر ایک بار رفعت اقبال سے نکبت و افلاس کی اسی دلدل میں گر چکا تھا جس سے خوبی قسمت نے اس کو نکال کے چند عرصہ کے لئے بام ترقی پر پہنچایا تھا۔

بہت سویرے۔ جب دن اور رات گلے ملتے تھے اور مشرق میں طلوع سحر کی سرخی نمودار نہ ہونے پائی تھی۔ ایملی بنک مکان سے باہر نکلی۔ اُس نے مہین کپڑے کا سادہ لباس پہنا تھا جس میں اُس کے اعضا کا تناسب اور موزونیت بخوبی ظاہر ہوتی تھی اُس کی چال میں وہ لچک اور انداز میں وہ دلفریبی تھی کہ کوئی باخدا متورع شخص۔ کوئی خشک سال زاہد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اس نے کورسٹ نہ پہنی تھی تو بھی کمر کی نزاکت اور چھاتی کا ابھار نمایاں تھا اُس کے حسن عالم فریب کی نمود ان مصنوعی طریقوں کی قطعاً محتاج نہ تھی قدرت نے اُس کے حُسن و جمال اور خط و خال میں وہ ساری خوبیاں رکھ دی تھیں جن کی خواہش معشوقان عالم کو ہوسکتی ہے ہر چند بہت سویرا تھا تو بھی ہوا میں کسی طرح کی خنکی نہ پائی جاتی تھی اس لئے ایملی بنک نے موسم گرما کی ہلکی پوشاک زیب بر کر رکھی تھی اور وہ اس کے حسن ملیح اور چمپئی رنگت پر خوب ہی پھبن پیدا کر تی تھی اُس کی نرم چمکیلی جلد اُس سنگ مرمر سے مشابہ تھی جس کی براق سپیدی میں ہلکی نمکینی نیز ہو تابش اور لچک میں وہ نرم مخمل سے ٹھیک ملتی تھی بہ حیثیت مجموعی اس کی حالت اس مجسمہ سے مشابہ تھی جس کو کسی ماہر سنگ تراش نے بڑی محنت سے بنایا ہو جس میں کسی غیبی قوت نے دفعتاً

جان ڈال دی ہو اور جو ہلکا لباس پہن کے اپنے حرکات و سکنات کی دلفریبیوں سے بیخبر چلنے لگے۔

اس کے خوشنما سر پر چوڑے پھونسے کی تنکوں کی بنی ہوئی ٹوپی تھی اور ایک ہلکا باسکٹ اس کے بازو سے آویزاں تھا۔ مگر فکر و اندوہ کے آثار اس کی خوشنما پیشانی پر نمودار تھے اور کاہش غم نے قدرتی خندہ جبینی کی جگہ لے لی تھی۔ نہ معلوم وہ کس سوچ میں آنکھیں نیچی کئے باغ کی روش پر چلی جاتی تھی۔ نکیلی [illegible] اس کی برق وش آنکھوں کو سایہ کئے تھی اور نیم باز مرطوب ہونٹوں کے اندر برف کے ایسے براق دانت سرخ رنگ کے پکے ہوئے پھلوں میں قدرتی شگاف کی راہ سے نظر آنے والے دانوں سے مشابہ تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب وہ گہری آہ کھینچتی۔ تو اس کی نیم برہنہ چھاتی بحر متلاطم کی مانند اونچی اٹھتی اور پھر نیچی ہو جاتی تھی۔

باغ سے نکل کر وہ اس ندی کے ساحل کی طرف ہولی جو مسٹر نیک کی اراضی کی حد فاصل تھی اور جس سے پرے مقام افق پر سرجیون پہاڑوں کی اونچی دھار دکھائی دیتی تھی۔ نسیم سحر پیڑوں اور پتوں کو ہلا ہلا کے نیند سے جگا رہی تھی۔ شبنم کے موتیوں سے لدی ہوئی ڈالیوں کے انکسار نے عجیب دلکش انداز سے ان کے سروں کو جھکا دیا تھا۔ اور حد نگاہ تک سبزہ کی ہری ہری چادر پر رنگ برنگ کے ننھے ننھے پھول آنکھوں کو تراوت دیتے تھے۔ ایگی کا معمول تھا ہر روز سویرے اٹھ کے نو شگفتہ کلیاں اور پکے ہوئے میوے توڑ کر لے جاتی اور ناشتہ کی میز پر رکھتی تھی جس دن سے گستاوس ان کا مہمان بنا تھا وہ اس کام میں بہت دلچسپی لیتی تھی لیکن گزشتہ ایک دو روز سے وہ متفکر و ملول اس فرض کو لاپروائی سے معمولی طریقہ پر سرانجام دیتی تھی۔ عرصہ قلیل میں اپنا باسکٹ پھولوں اور میووں سے پر کر کے وہ ندی کے کنارے پہنچ گئی اور ان ہلکی لہروں کو جو اس کی سطح پر رقصاں تھیں فکر آمیز نظروں سے دیکھنے لگی۔

دریا کسی تھکے ہوئے مسافر کی مانند آہستہ آہستہ چل رہا تھا اُسی نیم بیخبری کی حالت میں جس میں اس نے پھل پھول توڑے تھے ایگی نے زیر پائی اور جرابیں اتار دیں اور دونوں پیر پانی

میں لٹکا دیئے۔ لہریں جھومتی، تھکتی اور تیکھے سروں میں تموج کا راگ گاتی اُس کی برہنہ ٹانگوں سے اس طرح پیار کرتی تھیں گویا اپنے اندر قوت احساس رکھتی ہیں وہ دلربا حسینہ تھوڑی دیر جل پریوں کی شان سے ساحل آب پر اپنے ہی خیالات میں غرق چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کے بعد یکایک تھوڑے فاصلہ پر کسی کی آہٹ سن کر چونکی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو گسیٹیوس چلا آتا تھا:

ایلی کی طرح وہ بھی بہت سویرے اُٹھا اور سیر کرنے چلا آیا تھا اور چونکہ موسم خلاف معمول گرم تھا اس لئے اُس نے بھی ہلکا لباس پہن رکھا تھا مگر نہ تو اس کو معلوم تھا کہ ایلی مکان سے رخصت ہوئی ہے نہ اس جگہ اُس سے ملنے کی امید تھی اور واقعہ یہ ہے کہ اُس نے تمام رات اپنے خیالات پریشان کی وجہ سے بے خوابی میں کروٹیں لے لے کر گزاری تھی اور دن نکلنے کے ساتھ ہی اُس آدمی کی طرح جو اضطراب ذہنی کے باعث کسی ایک مقام پر چین نہیں پا سکتا مکان سے نکل کر کھلی ہوا میں سیر کرنے چلا آیا تھا۔

ایلی پینک نے جونہی اُسے اپنی طرف آتے دیکھا جلدی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی اور باسکٹ جو اُس کے پہلو میں رکھا تھا ہاتھ میں لے لیا مگر حالت اضطراب میں جرابیں یا سلیپر پہننا بھول گئی کچھ ایسی گھبراہٹ اُسے لاحق تھی کہ پاؤں اور ٹانگوں کی برہنگی کا اسے کچھ بھی علم نہ ہو سکا۔

"ایلی تسلیم" نوجوان نے حسین کے چہرہ پر فکر و اضمحلال کے آثار نمودار دیکھے اور جس کی آنکھوں کی پتلیاں شب بیداری کی وجہ سے بھاری نظر آتی تھیں پاس آ کر کہا "آج تم بہت سویرے آ گئیں"۔

"اور تم بھی گسیٹیوس" خوش رنگ حسینہ نے غمناک لہجہ میں جواب دیا۔

"آہ میری حالت جدا ہے" نوجوان نے کہا "ایک گہرا اضطراب میرے جی کو لاحق ہے میں ساری ساری رات آنکھوں میں گزارتا ہوں کروٹیں لیتے لیتے پسلیاں درد کرنے لگتی ہیں محض اپنے خیالات پریشان کی عقوبت سے بچنے کو سیر کے بہانے چلا آتا ہوں۔۔۔"

"پیارے گیشوس" ایلی نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں جن میں عجیب طرح کی نرمی پائی جاتی تھی انداز ترحم سے نوجوان کے چہرہ پر جماتے ہوئے کہا "کچھ شک نہیں تمہاری حالت چند روز کے عرصہ میں بالکل ہی بدل گئی ہے۔ بارہا میں یہ سوچنے پر مجبور ہوتی ہوں" اس نے اپنی میٹھی آواز دبا کر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اب تم نے مجھ سے پیار کرنا بھی چھوڑ دیا ہے..."

"ایلی گزشتہ چند یوم کے عرصہ میں تم نے کئی بار یہی الفاظ مجھ سے کہے ہیں" نوجوان برگمشن نے کلفت آمیز لہجہ میں جواب دیا "حالانکہ تم خوب سمجھ سکتی ہو کہ اپنی حالت موجودہ میں میرے لیئے خوش و خرم ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔"

"گیشوس" ایلی نے جس کی میٹھی نگاہ میں ملامت کا ہلکا اثر شامل تھا کہا "اگر وہ منحوس سونا جو تمہارے ہاتھ آکر ضائع ہو گیا بالکل ہی نہ ملتا تو کیا تم اتنے ہی خوش و خرم ہوتے جتنے پہلے ہوا کرتے تھے اس کو پانے سے پیشتر میں ہر وقت تم کو مطمئن اور مسرور دیکھا کرتی تھی..."

"آہ مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو پانے سے پیشتر میں اس بات سے لاعلم تھا کہ وہ میرے لیئے کتنا فائدہ مند ہوگا" گیشوس نے جواب دیا "اس سونے کو پا کر جو بڑی بڑی امیدیں اپنے عزیز رشتہ داروں کی امداد اور ان مصیبتوں کے ازالہ کے متعلق جن میں وہ عرصہ دراز سے مبتلا چلے آتے ہیں میرے دل میں پیدا ہوئی تھیں جو افسوس شومیٔ قسمت سے نقش آب کی طرح مٹ گئیں ایلی مجھے قادر بے نیاز کی اس بیرحمی پر ہنسی بھی آتی ہے اور غصہ بھی کہ اس نے یکایک مجھ کو امید سے بہت بڑھ کر مالدار بنایا اور پھر ایک ہی لمحہ کے اندر سب کچھ اس طرح واپس لے لیا گویا جو کچھ نظر آیا محض خواب تھا... ایک ایسا خواب شیریں جس نے میرے دل کو عارضی خوشی دے کر پہلے سے بہت زیادہ وحشت زدہ کر دیا"

"گیشوس اتنے ہراسان نہ ہو۔ دل چھوٹا نہ ہونے دو" خاتون نے حسین کی نظر پر

نیچے کی طرف جھکی تھیں اور خوشنما لمبی انگلیاں بے خبری میں باسکٹ میں رکھے ہوئے پھلوں اور پھولوں کو چھیڑ رہی تھیں رکتے ہوئے کہا "ممکن ہے وہ کھوئی ہوئی دولت پھر کبھی مل جائے۔ ۔ ۔"

"سراسر جھوٹی امید۔ ۔ ۔ بالکل باطل اطمینان" گسیٹوس نے اندوہ فزا لہجہ میں جواب دیا "اُس بدنہاد حبشی کو جس کے برخلاف ہم کو شبہات تھے جرم سے انکار ہے اور گو میں اُس کی منحوس صورت کو بالکل پسند نہیں کرتا تاہم انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اُس کے انکار میں صداقت اور ایمانداری پائی جاتی ہے۔"

"آہ۔ تم اس دغا شعار قوم کے عادات سے میری طرح واقف نہیں ہو" ایلی نے کہا "یہ لوگ طبعاً بدنہاد ہیں ریاکاری اور دھوکے بازی ان کی خصلت کا جزو خاص ہے جیسا چچا کی زبانی تم کو معلوم ہوا ہوگا نیلسن یہ بات اب تک ثابت نہیں کر سکا کہ وہ اُس رات مسٹر تھرلو کی کوٹھی کے پاس اپنی جھونپڑی میں سویا تھا۔"

"مگر ایلی وہ اس بات کو کیونکر ثابت کرتا جبکہ تم کو معلوم ہے کہ وہ تنہا اُس جھونپڑی میں رہتا ہے" گسیٹوس نے جواب دیا "کسی کو اس کی نقل و حرکت کا علم نہیں اس لیے ہم یہ بھی ثابت نہ کر سکے کہ وہ اُس رات اپنے مکان سے غیر حاضر تھا مگر یہ گفتگو لاحاصل ہے" اس نے تلخ لہجہ میں کہا "میری دولت برباد ہوگئی ہمیشہ کے لیے ہاتھ سے جاتی رہی اور اب اس کا ملنا ناممکن ہے۔ کیوں ان باتوں سے میرے جی کا داغ ہرا کرتی ہو؟"

"پیارے گسیٹوس خفا نہ ہو" سیمیں بدن حسینہ نے منت آمیز لہجہ میں کہا اور آنسوؤں کی بوندیں آب مقطر کی طرح باسکٹ میں رکھے ہوئے پھولوں اور پھلوں پر گرنے لگیں "کیا اُس ناگہانی مصیبت کے لیے جو تم پر نازل ہوئی ہے مجھ الم کی ماری کو ملامت کرنا چاہتے ہو؟"

امر واقعہ ہے کہ نوجوان گیسٹوس کا لہجہ بے طرح سخت اور جگر پاش تھا اُس کے انداز میں وحشیانہ جھوبخل کے آثار پائے جاتے تھے تو بھی اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کو ایلی سے بے حد گہری محبت تھی لیکن طبع انسانی کی یہ ایک عجیب کمزوری ہے کہ اپنے غصہ کی گرمی انہی پر نکالتا ہے جو اس کو سب سے بڑھ کر عزیز ہوں ... یا شاید یوں کہنا چاہیے تھا کہ مرد ایسا کرتا ہے کیونکہ عورت کسی حال میں بھی اس طریقہ پر اپنے غم و غصہ کو ظاہر نہیں کرتی بہرحال یہ ایک عام کمزوری ہے جس میں اچھے سے اچھے نہایت نیک اخلاق اور وسیع الظرف آدمی بھی مبتلا دیکھے گئے ہیں گیسٹوس بیرنگٹن نیک باطن روشن دل اور شریف تھا اُس کے مزاج میں درگزر اور فیاضی کا عنصر بھی قوی تھا مگر افسوس وہ بھی اس کمزوری سے بالا تر نہ رہ سکا۔

ایلی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کارگر ہوئے۔ گیسٹوس کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا بیشک جو کلمات اُس نے اس کو مخاطب کر کے کہے غیر واجب اور نازیبا تھے اُسے اتنا نامہربان نہ ہونا چاہیے تھا ایلی کو روتا دیکھ کر اس کا دل فوراً پسیج گیا چہرہ پر دل برشتگی اور ملال کے آثار نمودار ہوئے ضمیر کی آواز ملامت کرنے لگی اُس نے ایلی کی قامت رعنا کو دیکھا اُس کی نگاہ رخ تاباں سے شروع ہو کے پاؤں کی طرف گئی دفعتاً وہ چونکا۔ پہلی مرتبہ اس کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے پاؤں کھڑی ہے۔ لب جو پڑے ہوئے سلیپر اور جرابیں ظاہر کرتی تھیں کہ وہ ندی میں پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی اور اُسے آتا دیکھ کر اُٹھ کے کھڑی ہو گئی بات ہر چند معمولی تھی مگر اس کا نوجوان کے دل پر گہرا اثر ہوا عورتیں پاؤں کی برہنگی بے کسی اور بے سرو سامانی کا نظارہ پیش کرتی ہے۔

گیسٹوس کی سب کدورتیں آن واحد میں مٹ گئیں اُس نے بازو پھیلا کے ایلی کو چھاتی سے چمٹا لیا اور منت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "پیاری مجھ کو معاف کر افسوس میں نے بے خبری میں سخت الفاظ تجھ سے کہے ..."

کپنچوں اور پھلوں کی ٹوکری ایلی کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی جوش مسرت کی دبی ہوئی چیخ مار کر وہ عاشق جانباز سے لپٹ گئی اور دیر تک اس کی چھاتی پر سر رکھے سسکیاں لے لے کر روتی رہی لیکن یہ رونا رنج و غم کا نہیں طرب و نشاط اور اختلاط و انبساط کا تھا۔

"جان سے پیاری ایلی" گسیٹوس نے پیار کرتے ہوئے کہا "مجھ کو ندامت ہے کہ تجھ سے سرد مہری کی۔ لیکن خدا کو بہتر معلوم ہے میرے بس کی بات نہ تھی۔ تیرے پچھلے چند روز کے عرصہ میں میں اپنے آپ میں نہیں تھا۔ فکر و غم نے میرے دماغ پر اتنا اثر ڈالا کہ میں دیوانہ سا ہو گیا مجھے اس بات کا غم ہے کہ تجھ سے روکھا سلوک کیا۔ اور تیرے چچا سے کج اخلاقی برتی مگر اس جنون عارضی کا خاتمہ آج ہو گیا اب میں اس ناپاک دولت کی یاد کو جو میرے لئے منبع مصیبت ثابت ہوئی ہے دل سے نکال دوں گا۔ نادانی تھی کہ میں نے اس کے نقصان کو دل کی کیفیات پر اثر انداز ہونے دیا دراصل مجھ کو لازم تھا تیری اتھاہ محبت کو ہی دنیا کی بہترین نعمت سمجھ کے شکر و قناعت کرتا۔۔۔"

"گسیٹوس اب میرے جی میں جی آگیا۔ میرے دل کو اب پوری تسکین ہو گئی۔" نازنین نے اپنی سیاہ چمکیلی آنکھیں انداز محبت سے نوجوان کی طرف پھیر کر پر مسرت لہجہ میں کہا پھر ایک خوشنما پھول باسکٹ میں سے نکال کر حجاب سے گردن جھکا کے اسے پیش کرتے ہوئے بولی "گسیٹوس یہ میری وفا کی نشانی ہے میری محبت امٹ ہو چکی تم چاہے منہ پھیر لو۔ میں زندگی بھر تمہارا دامن نہ چھوڑوں گی۔"

"ایلی اب ایسی خطا مجھ سے کبھی سرزد نہ ہو گی" نوجوان نے پھول ہاتھ میں لینے کے بعد کہا پھر اس کو محبت سے چوما اور دل کے پاس کپڑوں میں ٹانک لیا۔

"پیارے گسیٹوس میں ابھی واپس آتی ہوں" ایلی نے کہا "اس کے بعد ہم اکٹھے مکان کو چلیں گے۔"

اُس نے ندی کے پاس جا کر جرابیں اور سلیپر پہنے۔ اس اثنا میں گیسٹوس اس کی واپسی کے انتظار میں چہل قدمی کرتا رہا۔ دونوں کی لاعلمی میں پگلا مارگرید درختوں کی پشت پر چھپا ہوا سارے حالات دیکھ رہا تھا اُس نے اُن کی گفتگو بھی سُنی تھی اب وہ بڑی احتیاط اور آہستگی کے ساتھ کمین گاہ سے نکل کر ایک طرف کو رخصت ہوا اس کے فوراً بعد ایملی گیسٹوس کے پاس آگئی۔

اُس وقت جب نوجوان اپنا بازو نازنین کی کمر میں ڈالے اس کو ساتھ لئے آہستہ آہستہ مکان کی طرف چل رہا تھا اُس نے محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ایملی مجھ کو اقرار ہے کہ پچھلے چند روز کے عرصہ میں میں نے تجھ سے اچھا برتاؤ نہیں کیا میں گہری ندامت سے یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ زر کی خواہش عارضی طور پر تیری محبت پر غالب آگئی مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس سونے کو پا کر میرے دل کو اطمینان حاصل ہو گیا تھا کہ اپنے عزیز رشتہ داروں کی جو انگلستان میں افلاس و احتیاج کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں مدد کر کے اُن کے لیے خوشی کا سامان پیدا کر سکوں گا اُس روپے کی چاہ محض اس لئے مجھ کو تھی کہ اس سے میرے دادا اور عزیز از جان بہن و نی فرڈ کی امداد ممکن ہو گی مگر وہ امید ہمیشہ کے لئے مٹ گئی اور اب میں اس خیال کو بالکل ہی دل سے نکال دوں گا۔ میں اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ وہ منحوس سونا کبھی میرے پاس نہ آیا تھا۔ میں نے انگلستان جانے کا ارادہ بھی ترک کر دیا کیونکہ اس کی حاجت باقی نہیں رہی اب میں تیرے ہی پاس رہ کر تیری محبت کے سایہ میں باقی عمر گزاروں گا۔"

جوش مسرت کی لہر برق لامع سے زیادہ تیز ایملی کے بدن میں پھر گئی اُس نے اپنا پُر محبت چہرہ گیسٹوس کی طرف اُٹھایا کہ وہ اس کو پیار کا بوسہ دے اب اُس کی سیاہ مدھ ماتی آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا تھی۔ سینہ زریں دفورِ نشاط

سے متلاطم تھا گسیٹوس کی اپنی حالت بھی اُس سے مختلف نہ تھی۔ محبت کی آگ، دبنے سے دونی سلگ اُٹھی پچھلے چند روز میں جو سرد مہری اُس نے برتی تھی اُس کا انقلابی اثر اب ظاہر ہوا۔ ایگلی کی باتوں نے اس کے دماغ میں سرور پیدا کر دیا۔ نشۂ محبت سے سرشار وہ اپنی کھوئی ہوئی دولت کو بھول گیا۔ اپنے بڈھے دادا اور وینفرڈ کی یاد بھی دل میں باقی نہ رہی غم خواری اور یگانگت کے جوش نے ساری کدورتوں کو دھو ڈالا۔ اب اس کا دل میٹھی امنگوں سے لبریز تھا۔ ساری کوفت۔ ساری تکان۔ ساری مایوسیاں رفع ہو چکی تھیں۔

عرصۂ قلیل میں دونو مکان پر پہنچ گئے اور اکٹھے ناشتہ کی میز پر بیٹھے آج کئی دنوں کے بعد کھانے میں پھر لذت محسوس ہوئی اتنے میں مسٹر ہینک بھی وہیں آ گیا۔ اور آج گسیٹوس اس سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا وہ اپنے طرز عمل سے اُس روکھے برتاؤ کی تلافی کرنا چاہتا تھا جو گذشتہ چند روز کے عرصہ میں اس نے مسٹر ہینک سے روا رکھا تھا۔

"میرے عزیز" نیک دل تاجر نے خوش ہو کر کہا "معلوم ہوتا ہے اب تم رفتہ رفتہ اُس صدمہ کے اثرات پر غالب آنے لگے ہو جو سونے کے نقصان سے تمہارے دل کو پہنچا تھا اس میں شک نہیں وہ ایک بڑی بھاری مصیبت تھی جو تم پر نازل ہوئی لیکن عہد شباب حوصلہ اور امید کا زمانہ سمجھا گیا ہے۔ آدمی کو اس عمر میں عرصۂ دراز تک رنج و غم کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔"

"میں سخت شرمندہ ہوں" گسیٹوس نے ندامت سے آنکھیں جھکا کر کہا "کہ پچھلے چند روز میں محض اُس صدمہ کی وجہ سے جو فوری نقصان سے مجھے پہنچا تھا میں نے کج خلقی اور ناسپاسی کا ثبوت دیا ورنہ آپ کی امداد و مہمان نوازی کے احسان مجھ پر اتنے ہیں۔ ۔ ۔"

"خیر اس ذکر کو چھوڑو جو ہوتا تھا ہوا" مسٹر بنکس نے لاپرواہی سے کہا "گراکلی تو کہاں جاتی ہے ؟ آہ شاید اس کا خیال ہے کہ ہم کسی زیادہ نازک سوال پر گفتگو کرنے لگے ہیں اور اس میں شک نہیں یہی امر واقعہ ہے"۔

اتنا کہہ کر مسٹر بنک کھلے کی میز کے پاس بیٹھ گیا اور لیمپ اپنی طرف کھینچ کر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز یہ بات پہلے بھی میں نے تم سے کہی تھی کہ اگر تم ہمیشہ کو اس جگہ رہنا چاہتے ہو تو میرے لیے عین راحت کا مقام ہے اس صورت میں میں تمہیں اپنی جائیداد کا مہتمم بنانے کو تیار ہوں تاکہ یہ خیال تمہارے دل میں جاگزین نہ ہو کہ تمہیں محنت مشقت کے بغیر اپنی معاش کے لیے کسی کا دست نگر ہونا پڑتا ہے تم کراکلی سے محبت ہے اور وہ بھی تم پر اپنی جان فدا کرتی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ تم اُسے چھوڑ کر بحری مسافت اختیار کرو گو اس کے ساتھ ہی اگر تم اس جزیرہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے سے پہلے اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملنا چاہتے ہو تو میں منع بھی نہیں کرتا اس صورت میں میری خواہش ہے کہ تم مجھے عارضی طور پر اپنا ساہوکار تصور کرکے فوری اخراجات کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہو مجھ سے لو حساب بعد کو ہوتا رہے گا . . ."

"صاحب میں اس عنایت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں" گسٹوس نے جواب دیا "لیکن اب میں نے سفر کا ارادہ بالکل ترک کر دیا۔ فیصلہ یہ ہے کہ اب انگلستان نہ جاؤں گا . . ."

"بڑی مبارک بات ہے" مسٹر بنک نے کہا "اس صورت میں تم فی الحال میرے مہمان رہو مناسب عرصہ کے بعد اکلی سے شادی کرکے آرام کی زندگی بسر کرنا . . . نہیں کسی شکریہ کی حاجت نہیں ہے تم میرے فرزند ہو میں تم کو اکلی کے برابر ہی عزیز جانتا ہوں . . ."

اتنا کہہ کے مسٹر ینگ جو کھانا ختم کرچکا تھا اٹھا اور نوجوان کا ہاتھ گرمجوشی سے دبا کر کمرہ سے باہر نکلا کیونکہ گاڑی اُسے کنگسٹن سٹیشن لے جانے کے لئے دروازہ پر کھڑی تھی گسیٹوس جلدی ہی ایلی سے جا ملا جو باغ میں اس کا انتظار کر رہی تھی اور گسیٹوس نے وہ سب باتیں جو اس کے اور مسٹر ینگ کے درمیان ہوئی تھیں اُس کو بتائیں اب اُس کے چہرہ کی آب اور لہجہ کے اطمینان سے پایا جاتا تھا کہ اپنے رنج و غم پر بوجہ احسن غالب آچکا ہے اور پھر ایک مرتبہ اُس کے دل کو سکون و راحت حاصل ہو گئی ہے۔

دوپہر کو جب گرمی تیز تھی ایلی کام کاج کے لیئے گھر پر رہی اور گسیٹوس ٹہلتا ہوا ساحل بحر کی طرف چلا گیا وہ اوقات فرصت میں قریباً ہر روز اس مقام کی طرف جاتا تھا کیونکہ گو اُس نے بحری مسافت کے سلسلہ میں بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں اور لاتعداد پریشانیاں جھیلی تھیں تاہم بحری زندگی سے جو گہرا لگاؤ اُس زمانہ سے اس کو تھا جب اُس نے بحری زندگی اختیار کی تھی وہ اب تک قائم چلا جاتا تھا ایک سایہ دار مقام دیکھ کر وہ ساحل بحر پر بیٹھ گیا اور فکرمند نظروں سے سمندر کی پہنائی دیکھنے لگا اس کی نگاہ تخیل ایلی کی تصویر سے ہٹ کر اُن عزیز رشتہ داروں کی طرف گئی جو انگلستان میں اس کی واپسی کے منتظر تھے۔ ان کا خیال آتے ہی ایک گہری آہ اُس کے سینہ سے نکلی اور اس نے سوچا کہ اگر وہ بیش قرار دولت یوں ہاتھ سے نہ نکل جاتی تو اپنے بڑھے دادا اور عزیز بہن کی امداد کا کتنا اچھا موقعہ حاصل تھا جتنا زیادہ وہ سونے کی گم شدگی کی واردات پر غور کرتا اتنی ہی زیادہ وہ پُر اسرار نظر آتی تھی۔

انہی خیالات میں غرق تھا کہ پس پشت کسی کے پیروں کی چاپ سنائی دی مڑ کر دیکھا تو ہارگریو چلا آتا تھا اُس نے کئی روز سے اُس کو نہ دیکھا تھا فی الحقیقت اُس دن کے بعد جب وہ گورنر جمیکا سے اپنی سفارش کے لیئے اُس کا شکریہ ادا کرنے گیا تھا اُس کی اس سے دوبارہ ملاقات نہ ہوئی تھی وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور مسٹر ہارگریو پاس آیا تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر جوش محبت سے ہلایا۔

"عزیز دوست" مسٹر ہارگریو نے کہا "مجھے تمہارے نقصان کا حال آج ہی صبح معلوم ہوا ہے

میں بیمار تھا اور بیشتر گھر سے نکلنے کا موقعہ مل سکا۔ چونکہ وہ بڈھا حبشی جو میرے ہاں رہتا ہے اُس وقت تک کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا جب تک میں بطور خود اُس سے نہ پوچھوں اس لئے وہ بھی اس بارہ میں خاموش رہا اور اصل بات تو یہ ہے کہ میں خود آدمیوں کی گفتگو سے گھبراتا ہوں ننھے بچوں کے سوا جو مجھے بے حد عزیز ہیں اور جن کے مزاج میں دھوکا فریب یا بناوٹ کو بالکل دخل نہیں ہوتا مجھے کسی کی آواز نہیں بھاتی۔"

"معلوم ہوتا ہے آپ آدم زاد سے بہت متنفر ہیں" گسیٹوس نے کہا۔

"اس لئے کہ اہل عالم کے مکر و فریب سے واقف ہو کر میں ان سے نفرت کرنے پر مجبور ہوں"۔ مسٹر ہارگریو نے کہا آہ کتنے آدمی ایسے ہیں جن کا ظاہر و باطن ایک ہے؟ بہت کم! بہت ہی کم! اور انہی میں سے ایک تم ہو یہی وجہ ہے کہ میں تم سے غائبانہ محبت کرتا ہوں؛ ورنہ مجھ کو کبھی کسی کے معاملات سے دلچسپی نہیں ہوئی اسی محبت کی وجہ سے میں نے گورنر جمیکا سے سفارش کرکے وہ سونا تم کو دلایا تھا۔۔۔"

"جو افسوس میرے پاس نہ رہا" گسیٹوس نے آہ بھر کر کہا "مگر آپ کی عنایت کا میں بہرحال شکر گذار ہوں اور مجھے اُس سونے کے کھو جانے کا غم کبھی نہ ہوتا اگر اُن عزیز رشتہ داروں کی یاد جو انگلستان میں مبتلائے مصیبت ہیں دل کو پریشان نہ کرتی۔۔۔"

"مجھ کو معلوم ہے" مسٹر ہارگریو نے قطع کلام کرکے کہا "ایک سن رسیدہ دادا اور ایک جوان چچیری بہن۔۔۔"

"آہ مگر آپ کو اُن کا حال کیسے معلوم ہوا؟" نوجوان نے متعجبانہ پوچھا "جہاں تک یاد ہے میں نے آپ سے اُن کا ذکر نہ کیا تھا۔"

"تم بھولتے ہو۔ کیا تھا" مسٹر ہارگریو نے جلدی سے کہا کیونکہ وہ اس بات کو ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا کہ اُس نے چھپ کر وہ گفتگو سنی تھی جو کہ گسیٹوس اور ایکلی کے درمیان ہوئی تھی "تم وہ سونا اپنے رشتہ داروں کو بھیجنا چاہتے تھے"۔ ہارگریو نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد غریب ہیں۔"

"ہاں یہ امر واقعہ ہے" گسیٹوس نے غمناک لہجہ میں کہا میں جب انگلستان سے رخصت ہوا تو

دونو گھری مصیبت میں مبتلا تھے میرے بدنصیب دادا گزشتہ پچیس سال سے قید خانہ دیوانی میں زیر حراست ہیں اور غریب دادی فرڈ جو میری طرح یتیم ہے سخت مشقت کر کے بمشکل اتنی روزی کماتی ہے جس سے دونو کی گذر ہو سکے"۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے آنسوؤں کے قطرے بے اختیار اس کے رخساروں پہ بہنے لگے مگر اس نے بعجلت انہیں پونچھ کر صابرانہ لہجہ میں کہا "اچھا اب رنج و غم کرنے سے کیا حاصل؟ وہ سونا میرے نصیبوں کا نہیں تھا اس لئے جدھر سے آیا اُدھر ہی کو چلا گیا"۔

"مگر کیا سبب تمہارے دادا کو اتنی مدت قید خانہ میں رہتے ہو گئی؟" مسٹر ہارگریو نے از راہ حیرت سے پوچھا۔

"صحیح حال مجھ کو معلوم نہیں" گیسٹوس نے جواب دیا "خدا جانے اُن کی مصیبتوں کا آغاز کب اور کیونکر ہوا تھا ہاں اتنا معلوم ہے کہ ان کا مقدمہ عدالت دیوانی میں لگاتار پچیس سال سے چلا آتا ہے اور ابھی تک اس کے خاتمہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی"۔

"کیا انہیں کوئی سچا یا ایماندار وکیل نہ مل سکا؟" مسٹر ہارگریو نے پوچھا "مگر ملتا بھی کیسے؟ سچ اور ایمانداری تو دنیا سے عنقا ہو چکے" یہ آخری الفاظ اُس نے تلخ لہجہ میں کہے۔

"شروع میں دادا نے ایک شخص مسٹر ویلڈرن کو وکیل بنایا تھا" گیسٹوس نے بیان کیا "مگر وہ خودکشی کر کے مر گیا اس کی موت پراسرار حالات میں واقع ہوئی تھی صحیح کیفیت معلوم نہیں مگر دادا کی زبانی سُنا تھا کہ مسٹر ویلڈرن نے اپنی جان اپنے ہاتھوں ضائع کی تھی بعد ازاں اس کا کاروبار ایک شخص مسٹر ٹیپرلے کے ہاتھ آیا اور وہی دادا کا وکیل بنا گریبرگمش بنام ڈلہم کا مقدمہ اتنا مشہور ہے کہ میرے خیال میں آپ نے بھی اس کا ذکر سنا ہوگا . . ."

"مشہور کی بجائے بدنام کہتے تو اچھا تھا" مسٹر ہارگریو نے غم انگیز لہجہ میں کہا۔

"کیا اس کا حال آپ کو معلوم ہے؟" گیسٹوس نے حیرت سے مسٹر ہارگریو کے منہ کو تکتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اس سے زیادہ کوئی حالات معلوم نہیں جو تم نے بیان کئے ہیں" مسٹر ہارگریو نے کہا
"مگر انصاف کے نام پر اس سے بڑھ کر اندھیر کہاں دیکھنے میں آیا ہوگا کہ ایک ناکردہ گناہ آدمی کو پچیس
سال لگاتار حراست میں رکھا گیا اس کے مقابلہ میں تو کسی ڈاکو کی سزائے عمر قید بھی کم ہوتی ہے۔"
"آپ کا فرمانا درست ہے" گسٹیوس نے تسلیم کیا "مگر قانون کی پیچیدگیاں مشہور ہیں۔ دیوانی
مقدمات کی پیشیاں اس طرح کی نہ ختم ہونے والی طوالت پکڑتی جاتی ہیں۔۔۔"
"اور اس کا نام انصاف ہے!" مسٹر ہارگریو نے دبے ہوئے غصہ کے لہجہ میں کہا "تاہم اگر
وہ سونا تمہارے پاس رہتا۔۔۔"
"تو میں اسے جوں کا توں اپنے دادا اور بہن کو بھیج دیتا" گسٹیوس نے فوراً کہا "اس سے اگر دادا کو
رہائی نصیب نہ ہوتی تو کم از کم اس کی مصیبتوں میں کچھ کمی تو ہو جاتی مگر اب ہاتھ ملنا بیکار ہے کیونکہ
وہ سونا ہمیشہ کے لیئے گم ہو چکا۔۔۔"
مسٹر ہارگریو تھوڑی دیر چپ چاپ بیٹھا رہا اس کے بعد جیسا اُس کا معمول تھا دفعتاً گفتگو کا
رُخ بدل کر کہنے لگا "کیا تمہارا پختہ ارادہ ایلی ہنک سے شادی کرنے کا ہے؟"
"جی ہاں اس کا فیصلہ ہو گیا" گسٹیوس نے جواب دیا "کیا میں نے پہلے ہی عرض
نہ کیا تھا کہ میرے ارادے پاک ہیں۔ میں نے جب اپنی محبت کا ذکر اُس کے والدین سے
کیا تو انہوں نے بخوشی منظوری دے دی بلکہ امداد کا وعدہ بھی کیا۔۔۔"
"کب تک تمہارا ارادہ انگلستان جانے کا ہے؟" مسٹر ہارگریو نے پوچھا۔
"اب تو جانے کیا کروں گا؟ بالکل الٹا خیال ہے۔"
"پیچ کہتے ہو۔ سونے کے کھوئے جانے سے وہ ذریعہ امداد جو تمہیں حاصل تھا مٹ گیا لیکن
میں نے سنا تھا کہ شہر بھر میں تم کو چوری کا الزام بھی جھوٹی ہوا تھا۔"
"یہ صحیح ہے مگر بعد از ان جب معلوم ہوا کہ شک بالکل بے بنیاد ہے تو میں نے اسے دل سے
نکال دیا کیونکہ میں کسی پر بلا وجہ تہمت لگانا پسند نہیں کرتا۔"

"بے شک تم پابند اصول نیک سیرت انسان ہو" مسٹر ہارگریو نے کہا "لیکن جب آدمی پر مصیبت پڑتی ہے تو اس کے نیک جذبات ضرور متاثر ہو جاتے ہیں۔۔۔"

"میرے لئے ناممکن ہے کہ بلا وجہ کسی کے برخلاف برے خیالات کو دل میں جگہ دوں" گسٹوس نے اس طرح کے پُر صداقت لہجہ میں کہا کہ مسٹر ہارگریو اس کو تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"اور اب کیا کسی پر تم کو شک نہیں؟" اُس نے پوچھا۔

"حیران ہوں کیا جواب عرض کروں" گسٹوس نے کہا "معاملہ اتنا پُر اسرار ہے کہ اُس کے متعلق صحیح فیصلہ کرنا ممکن نہیں" اور یہ کہہ کر اُس نے سونے کی گم شدگی کے وہ سب حالات جو پیشتر مذکور ہوئے ہیں مسٹر ہارگریو سے بیان کئے۔

"میرے عزیز اس میں شک نہیں تمہاری حالت بدرجہ غایت قابل رحم ہے" بڈھے نے حسرت آمیز نظروں سے دیکھ کر کہا "مصیبت کڑی ہے مگر اسے ہمت سے برداشت کرنا چاہئیے"

اتنا کہہ کر مسٹر ہارگریو جو اس گفتگو کے دوران میں نوجوان ہیرنگٹن کے ساتھ ساحل کی ریت پر بیٹھ گیا تھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تیز چلتا ایک طرف کو رخصت ہوا اُس کے جانے کے بعد گسٹوس اُس گفتگو پر جو ان میں ہوئی تھی غور کرنے لگا انجام کار اُس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "آدمی گو مخبوط الحواس ہے مگر اُس کی نیک طینتی میں کلام نہیں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ پھر موسٹ پلیزنٹ کی طرف چلا رستہ میں وہ ندی بہتی تھی جس کے کنارے صبح کو ایلی سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ کنارے کے پاس کھڑا ہو کے منظر کی دلفریبی کو دیکھنے لگا ندی کا پانی اتنا صاف کہ موتی کی آب کو شرماتا تھا اور سبزہ زار میں اُس کا بل کھاتے ہوئے چلنا سبز مخمل کے نیچے موتیوں کی جھالر کا گمان پیدا کرتا تھا محویت کے عالم میں وہ فضا کی بوقلمونی دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک زہرہ گداز جاں فرسا چیخ سنائی دی اس کے ساتھ ہی کسی نے مدد کے لئے پکارا اُس نے فوراً پہچان لیا کہ ایلی کی آواز ہے۔ تیز دوڑتا اس مقام کی طرف گیا جدھر سے آواز آئی تھی رستہ میں ایک موٹی سی لکڑی فرش زمین پر پڑی دکھائی دی

اس نے اس کو اٹھا لیا اور ان درختوں کی طرف دوڑا جن میں صبح کو مسٹر مارگریو نے چھپ کر اس کی اور
ایلی کی گفتگو سنی تھی اور جہاں سے دوسری مرتبہ پھر اس کو چیخ کی آواز سنائی دی۔ پاس جا کر دیکھا
کہ نازک بدن ایلی دیو ہیکل نیلسن کی گرفت میں جدوجہد کر رہی ہے اور وہ اس کو مضبوط پکڑے کھڑا
ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اُس کا حال بیان کرنا عبث ہے۔ طرفۃ العین میں گسیٹوس نے وہی مضبوط
ڈنڈا جو اس کے ہاتھ میں تھا پورے زور سے حبشی کے سر پر دے مارا وہ تیورا کر چند قدم پیچھے
ہٹا اور لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر پڑا۔

خوشی کی دبی ہوئی چیخ مار کر ایلی عاشق جانباز کے پہلو میں جا پہنچی۔ حبشی نے بڑی آہستگی کے ساتھ
اُس آدمی کی طرح جو چوٹ کھا کے کسی حد تک بے ہوش ہو گیا اٹھنے کی کوشش کی اس کے بعد گسیٹوس
کی طرف لہو کی آنکھوں سے دیکھا اس کی نگاہ سے سخت نفرت اور کینہ ظاہر ہوتا تھا۔

"دور ہو۔ بدنہاد موذی۔ ورنہ یاد رکھ۔ ۔ ۔ !" نوجوان بیرنگمش نے قہر آلود نظروں سے
نیلسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کر دوڑتا ہوا اُس کے پاس گیا اور
گردن سے پکڑ کر دوبارہ فرش زمین پر دے مارا "بدشعار" اس کے بعد اس نے کہا "اب میرے
اگلے شبہات پھر سے تازہ ہو گئے۔ تجھ ایسا بدنہاد ظالم جو ہوس رانی کے جوش میں ایک
بے بس اکیلی خاتون پر حملہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے اس سے دنیا کا کوئی نہایت ادنیٰ فعل بھی بعید
نہیں۔ سچ بتا کیا تو نے ہی میرا صندوق نہیں چرایا تھا؟ جواب دے کہ اب وہ کہاں ہے؟"

شامت زدہ حبشی اب بے ہمتی اور بودے پن کی تصویر بنا گسیٹوس کے سامنے تھر تھر کانپ
رہا تھا وہ ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کرنے لگا اور اُس نے پُر زور لفظوں میں چوری کے جرم سے انکار
کیا۔ گسیٹوس تھوڑی دیر اسی شش و پنج میں رہا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے اُس نے حالت جوش میں
حبشی کا گلا اس زور سے دبا رکھا تھا کہ اُس کے دم گھٹ جانے کا اندیشہ تھا آخر سوچ کر اُس نے
گرفت ہٹائی اور دو قدم پرے ہٹ کر غضبناک لہجہ میں کہنے لگا۔

"ناہنجار موذی۔ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا لعنت ہے تجھ پر کہ ایک

بے بس خاتون پر حملہ کرتے ذرا شرم نہ آئی۔ بے غیرت اپنی اوقات دیکھ! کہاں وہ مہر سپہر جاہ و جلال۔ کہاں تو عاجز کوچہ ذلت کا پائمال۔ مگر کیا مضائقہ۔ میں تیرے آقا مسٹر تھرلو سے کہہ کے جوتوں سے وہ گندی کراؤں کہ پھر کسی شریف زادی کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے!"

بدنصیب حبشی درد سے کراہتا اپنی جگہ سے اٹھا۔ اب اس کی آنکھوں میں دہشت اندرونی سے ملے ہوئے غصہ اور جوش کے آثار تھے۔ گسٹوس نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور ایلی کو ساتھ لے کر جو اس کا بازو مضبوط تھامے کھڑی تھی ایک طرف کو ہٹا۔ دفعتاً حبشی کے منہ سے غصہ اور جوش کی ایک ایسی آواز نکلی گویا سانڈ ڈونکتا ہے۔ پھر وہ چشم زدن میں درختوں کی پشت پر نظروں سے غائب ہو گیا۔

گسٹوس ہر چند بڑا ہمت ور اور بے خوف تھا تو بھی وحشیانہ غصہ اور بے بس جوش کی اس چنگھاڑ کو سن کر اس کا کلیجہ دہل گیا اور ایلی تو ڈر ہی اس کے بازوؤں میں گر کے غش کر گئی۔ وہ اس کو ہاتھوں پر لئے ندی کے کنارے پر پہنچا اور گھن کے سایہ میں بیٹھ کر اپنا رومال ٹھنڈے پانی میں ڈبو ڈبو کر اس کی کنپٹیاں دھونے لگا۔ نازنین نے اب تک وہی صبح کی ہلکی پوشاک پہنی ہوئی تھی جو کچھ تو حبشی سے جدوجہد کرنے میں اور کچھ گسٹوس کے اس کو اٹھا کر اس جگہ تک لانے کی وجہ سے درہم برہم ہو گئی تھی کہ اب جس وقت گسٹوس اس کا سر گود میں رکھے اس کی خوشنما پیشانی دھوتا تھا تو ایلی کی چھاتی برہنہ تھی۔ رفتہ رفتہ جب اس کو ہوش آیا تو کپڑوں کی درستی کی پروا نہ کرتے ہوئے اس نے فرط محبت سے دونوں بازو عاشق کی گردن میں ڈال دیئے گویا اس طریقہ پر اس کیفیت کا اظہار کرتی تھی جسے اس کی زبان صوت الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر تھی۔ گسٹوس کو بھی اس کے دوبارہ ہوش میں آنے پر بے حد خوشی ہوئی اور اس نے فرط محبت سے اس کو سینہ سے لپٹا لیا۔ اس طرح ہریلے پیڑوں کی چھاؤں میں۔ شفاف ندی کے ساحل پر وہ دونوں عرصہ دراز تک ہم کنار رہے۔ دل تیر نگاہ سے مجروح اور سینے لذت عشق سے معمور تھے۔ ایلی کی چمکیلی سیاہ آنکھیں گسٹوس کے چہرہ پر لگی تھیں اور وہ جوش محبت سے کبھی اس کا منہ چومتا کبھی پیشانی کو بوسہ دیتا اور کبھی سیاہ چمکیلے بالوں سے پیار کرتا تھا۔ اس لطف گزاری میں وہ عیش جنت کے مزے لیتے وہیں ندی کے ساحل پر نہ معلوم کب تک بیٹھے رہے اور خدا جانے کیا کچھ ان میں ہوا . . .

باب ۳۰

سرمستی

اس دن شام کو گیسٹوس ہرنگٹن مسٹر پنک کی کوٹھی پر اپنے کمرہ میں بیٹھا واقعات حال پر غور کر رہا تھا کہ دروازہ پر گاڑی کھڑی ہونے کی آواز سنائی دی وہ اٹھا اور کھڑکی کے پاس جا کر دیکھنے لگا اُس کا میزبان دن بھر کے کام سے فارغ ہو کے کنگسٹن سے واپس آیا تھا چونکہ کھانے کا وقت قریب تھا اس لئے گیسٹوس نے بھی لباس تبدیل کرنا شروع کیا کھانے کے کمرہ میں پہنچا تو ایلی پھولوں کے گلدان ٹھیک ٹھاک کر رہی تھی اور مسٹر پنک جیسا اس کا معمول تھا خوش دلی سے دن بھر کی خبریں سنانے میں مشغول تھا ایک لحظہ کے لئے اس نازنین کی آنکھیں گیسٹوس کی آنکھوں سے ملیں اور واقعات حال کی میٹھی یاد سے دونو کے رخساروں پر سرخی چھا گئی مگر اس عارضی کیفیت کو مسٹر پنک نے نہ دیکھا وہ اپنی دھن میں مست تھا۔ گیسٹوس یا ایلی نے بھی مطلق اس واقعہ کا ذکر نہ چھیڑا جو جشنی نیلسن سے پیش آیا تھا نہ اب تک گیسٹوس نے نیلسن کے آقا مسٹر تھرلو کو ہی اس سے آگاہ کیا تھا۔

اگلے دن دوپہر کو جب ایلی گھر کے کام میں مصروف تھی گیسٹوس باغ سے نکل کر بے مدعا ساحل بحر کی طرف چلنے لگا مگر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کو مسٹر ہارگریو نظر آیا اسے دیکھ کر نوجوان کو عارضی طور پر اضطراب ہوا مگر فوراً اپنے جذبات پر قابو پا کے وہ اُس کے پاس گیا۔

"تجھے ایک گھنٹہ کے لئے فرصت ہے" مرد مجذوب نے کسی تمہید کے بغیر کہنا شروع کیا "اور میں خاص طور پر کچھ باتیں تم سے کیا چاہتا ہوں اس لئے ذرا میرے ساتھ مکان پر چلو"

"خاص باتیں! مجھ سے؟" گیسٹوس نے متعجبانہ پوچھا اور پریشان نظروں سے مسٹر ہارگریو کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں تم سے! ورنہ میرا کیا سر پھرا تھا کہ تمہیں ساتھ چلنے کو کہتا" دیوانے نے سخت لہجہ میں جواب دیا "مگر اطمینان رکھو میں تم سے بُرائی نہ کروں گا"

"کیوں آپ شرمسار کرتے ہیں" نوجوان نے جھنپ کر جواب دیا "آپ میرے محسن ہیں جو کریں گے میری بہتری کو مد نظر رکھ کے ہی کریں گے۔ میری طرف سے اگر کچھ تامل ظاہر ہوا تو اس کی وجہ یہ تھی۔۔۔"

"کہ تم خیال کرتے تھے میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا کے نہ معلوم کیا کروں گا" مسٹر ہار گریو نے کہا "یا شاید تمہیں اس بات پر تعجب ہو کہ میں اس جزیرہ کا سب سے کم گو آدمی کس لئے خاص طور پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن خیر یہ نوجی کی خوشی ہے۔ اس کے علاوہ خاص حالات انسان کو خاص خاص باتوں پر مجبور کر دیا کرتے ہیں پس آؤ میرے ساتھ چلو۔۔۔"

"میں حاضر ہوں" گسٹوس نے جواب دیا اور ہار گریو کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

رستہ میں اُن کی بہت کم باتیں ہوئیں دونوں اپنے خیالات میں غرق تھے مگر گسٹوس کے دل کو اس خیال سے ہراسانی تھی کہ نہ معلوم ہار گریو کس مضمون پر گفتگو کیا چاہتا ہے علاوہ بریں چونکہ اس کے چہرہ پر سختی کے آثار تھے اور ہونٹ مضبوطی سے ملے ہوئے نظر آتے تھے اس لئے یہ سوچ کر حیران تھا کہ نہ معلوم ان میں کیا گفتگو ہونے والی ہے۔

مکان پر پہنچ کر مسٹر ہار گریو گسٹوس کو ایک چھوٹے سے کمرۂ نشست میں لے گیا جو سلیقہ اور صفائی کے ساتھ آراستہ تھا جونہی وہ اندر گئے اور مسٹر ہار گریو نے دروازہ پھیرا وہ اس طرح گسٹوس کی طرف مڑا گویا اس پر اچانک وار کرنا چاہتا تھا مگر ایسا کرنے کی بجائے اس نے واسطہ "کیا تم اُس چور کا پتہ معلوم کرنا چاہتے ہو جس نے تمہارے سونے کا صندوق نکالا۔ افترا۔ فریب۔ صاحب۔۔۔ آپ کیا کہتے ہیں!" گسٹوس نے اس عجیب و حیرت انگیز سوال پر جس کے حق میں ہمارے دل کا ناتمام تھا متعجب ہو کر پوچھا "کیا در حقیقت آپ کو اس بارہ میں کوئی حالات معلوم ہیں؟" ہوتا ہے

"ہاں مجھ کو معلوم ہے کس نے تمہارا صندوق چرایا تھا" مسٹر ہار گریو نے متانت سے ہوں جواب دیا "مگر ٹھہرو میں تم کو دکھا ہی کیوں نہ دوں" ہوا صندوق

یہ کہہ کر اس نے ایک الماری کے پٹ کھول دئے گسٹوس نے اس کے اندر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے وہی صندوق جوں کا توں رکھا ہے! ایک لحظہ کے لیے اتنی حیرت اس کو ہوئی

کہ باصرہ پر یقین کرنا مشکل ہو گیا معلوم ہوتا تھا کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔

"خالی صندوق نہیں!" مسٹر ہارگریو نے اس کو متامل دیکھ کر کہا "ٹھیرو میں ڈھکنا کھول کر دکھاتا ہوں" اور اس کے بعد ایسا کرتے ہوئے "دیکھ لو تمہارا سونا جوں کا توں رکھا ہے۔ گبیئوس خدا کا شکر کرو تم پھر اتنے ہی مالدار بن گئے۔ مگر ایک پگلے کا کہا مانو تو اسے لے کر جتنا جلد ممکن ہے انگلستان چلے جاؤ اس جگہ جمیکا میں تمہارا کچھ کام نہیں۔ اور اگر خدا نے تم کو عقل دی ہے تو اس جزیرہ کی طرف پھر کبھی منہ نہ کرنا!"

مگر اتنی خوشی... اتنی وحشت انگیز خوشی اور حیرت صندوق کو جوں کا توں سونے سے بھرا ہوا دیکھ کر نوجوان بیر کنگھم کو ہوئی کہ مسٹر ہارگریو کی تقریر کے آخری حصہ کو پوری طرح نہ سن سکا حیران ہو کے سوچتا تھا کیا سچ مچ یہ صندوق سونے سے بھرا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو یہ چیز اس آدمی کے ہاتھ کیونکر آئی؟ یہ تو غیر ممکن تھا کہ وہی چور ہو۔ پھر اس نے صندوق کہاں سے پایا اور کیوں اس نے سب سے پہلے یہ بات ظاہر نہ کی کہ چور فلاں شخص تھا۔

"نیکدل فیاض محسن!" گبیئوس نے آخرکار جب اس کی طاقت گویائی بحال ہوئی پرجوش لہجہ میں کہا "آپ کے طریقے بعید از فہم اور نرالے ہیں نہیں معلوم کس قدر احسان آپ نے مجھ غریب الوطن پر کئے ہیں... یہ تو فرمائیے چور کون تھا اور یہ صندوق کہاں سے آپ کو ملا؟"

"اس دریافت سے کیا حاصل؟" مسٹر ہارگریو نے عجیب طرح کی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "مجھے بس سوال کو پردہ رازی میں چھپا رہنے دو۔"

"لیکن مگر۔ ایسی کیا بات ہے؟" گبیئوس نے اور زیادہ متعجب ہو کر کہا۔

"چلو اگر تم ضرور ہی جاننا چاہتے ہو تو میں بتا دیتا ہوں" پگلے نے مسکراتے ہوئے دیا اور اس کے بعد تھوڑی دیر سوچ کر "مگر اتنا جان لو یہ صندوق کسی لالچ سے نہیں بلکہ اور ہی مقصد کے لئے چرایا گیا تھا یعنی تم کو انگلستان جانے سے روکنے اور اسی جگہ جزیرہ جمیکا میں رکھنے کے لئے اس صندوق کو تمہارے کمرہ سے نکالنے والی ایلی نیک تھی!"

shafi shafi

"نہیں! نہیں! خدا کے لئے ایسا نہ کہو" گسیٹوس نے حیرت اور رنج کی ملی ہوئی آواز سے کہا "ایملی ایسے مذموم فعل کی مرتکب ہو ناممکن ہے! آپ کوئی بڑی سے بڑی انہونی بات منوالیں مگر ایملی ہنک کو چور تسلیم کرنے کے لئے میں کسی حال میں تیار نہیں ہو سکتا۔"

"بے سمجھ لڑکا!" مسٹر ہارگریو نے رحم آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیا تیرے جی کو اطمینان دلانے کے لئے مجھے جھوٹ بولنا چاہئے تھا؟ لیکن قصور تیرا نہیں تیری ناتجربہ کاری کا ہے۔ جوانی میں ایسی غلطیاں ہر شخص سے ہوا کرتی ہیں۔"

حیران و ششدر گسیٹوس ضعف جانی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چل نکلے اور چھاتی سسکیوں سے متلاطم نظر آنے لگی۔ تھوڑی دیر اس حالت میں رہ کر وہ دفعتاً اٹھا اور صندوق ہاتھ میں لے کر بے تحاشہ دروازہ کی طرف چلا۔ مسٹر ہارگریو نے دوڑ کر اسے روکا اور کہا "نادان اب کیا کرنے چلا ہے!"

"اس ناپاک سونے کو ندی میں پھینکنے جاتا ہوں" گسیٹوس نے پرجوش لہجہ میں کہا "وہ ملعون شے جو عہد وفا کو توڑ سکتی ہے اس قابل نہیں کہ پاس رکھی جائے!"

"ٹھیر! کہا مان! صبر کر!" مسٹر ہارگریو نے کہا "اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے تجھ کو کیا معلوم کہ آدمی کو اس کی زندگی میں کیسے کیسے امتحانات پیش آتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہوئے اس کا واسطہ دوستی۔ عنایت۔ محبت۔ وفا۔ احسان اور مروت ہی سے نہیں پڑتا۔ شرارت۔ دغا۔ کذب۔ افترا۔ فریب دھوکا اور ریا بھی ہر ایک قدم ہمارے ساتھ ہیں یاد رکھ آدمی پر اکثر وقت پڑتے ہیں لیکن بہادروں کا مرتبہ ہر حال میں بلند ہے اس دار الآفات میں آ کر انسان کئی طرح کے تلخ سبق سیکھنے پر مجبور ہوتا ہے سمجھ لے کہ یہ بھی ان میں سے ایک ہے خدا کرے اس سے زیادہ بیخ وہ تجربات تجھ کو نصیب نہ ہوں۔"

"اوہ مگر کتنا ہیبت ناک اعتماد شکن واقعہ!" گسیٹوس نے عالم یاس میں سونے کا بھرا ہوا صندوق اس قدر زور سے میز پر ڈالتے ہوئے کہا کہ کمرہ کی ہر ایک چیز ہل گئی "تاہم جناب آپ کو ان حالات کا کیونکر علم ہوا؟ کیونکر آپ نے جانا کہ ایملی نے ہی یہ جرم کیا تھا؟"

"اگر تم جی ٹھہرا کے سن سکو تو میں سب حال بیان کرنے کو تیار ہوں" مسٹر ہارگریو نے کہا۔
"سب سے پہلے میں نے یہ بات فقط اندازہ سے معلوم کی تھی لیکن اب واقعات مابعد سے میرے خیال کی پوری تصدیق ہو گئی ہے کیا تم سارے حالات صبر و سکون کے ساتھ سن سکو گے"؟
"ہاں سنوں گا۔ میں ضبط کرنے کی کوشش کروں گا" گیسٹوس نے جو شدت جوش سے تھر تھر کانپ رہا تھا کہا۔
"دیکھو بدگمان نہ ہونا میں سب حال سچ سچ بیان کرتا ہوں" ہارگریو نے کہا "کل صبح جب تم ندی کے پاس ایملی پینک سے باتیں کر رہے تھے تو میں بھی چھپا ہوا تمہاری گفتگو سنتا تھا۔۔۔"
"آپ!۔۔۔ مسٹر ہارگریو!" گیسٹوس نے قدرے حیرت اور غصہ سے دیکھتے ہوئے کہا "کیا درحقیقت آپ ہماری باتوں کو چھپ کر سن رہے تھے"؟
"ہاں۔ کسی بری نیت سے نہیں!" بڈھے نے اطمینان کے لہجہ میں جواب دیا "محض اتفاقاً میرے پاؤں اس طرف کو اٹھ گئے تھے میں نے دیکھا تم ایملی کے پاس کھڑے تھے اور آپس میں باتیں ہو رہی تھیں میں وہیں درختوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور نادانستہ کچھ الفاظ سنے۔ تم اچھی طرح جان سکتے ہو کہ میں قصداً اس فعل کا مرتکب نہ ہوتا مگر جب تمہاری گفتگو کے چند الفاظ کان میں آ گئے اور اس کے ساتھ ہی میں نے تم کو افسردہ و غمگین دیکھا تو مجبوراً سارا حال جاننے کو ٹھہر گیا۔ اس وقت تک مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ تمہیں سونے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے کیونکہ میں تین چار روز گھر سے باہر نہ نکلا تھا ان حالات سے تم بخوبی سمجھ گئے ہو گے کہ میری نیت ہرگز فاسد نہ تھی۔۔۔"
"میں سمجھ گیا" گیسٹوس نے جواب دیا "میری نادانی تھی کہ آپ کے خلاف بری رائے کو دل میں جگہ دی میں اپنی غلطی کے لئے تہ دل سے معافی مانگتا ہوں"۔
"کسی معذرت کی حاجت نہیں" مسٹر ہارگریو نے جلدی سے کہا "جیسا میں بیان کر رہا تھا وہ گفتگو جو تم دونوں میں ہو رہی تھی محض اتفاقاً میرے کانوں میں پہنچی اور پہلی مرتبہ مجھ کو تمہارے

نقصان کا علم ہوا۔ فوراً ہی مجھ کو خیال آیا کہ یہ فعل ایلی پنک نے کیا ہوگا۔ لیکن چونکہ میرے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اس لئے خاموش رہا بعد ازاں سہ پہر کو جب تم ساحل پر ملے تو میرا ارادہ اپنا شک ظاہر کرنے کا تھا لیکن پھر سوچا کہ پوری طرح تحقیقات کے بغیر کسی پر الزام دھرنا ٹھیک نہیں اس کے کچھ عرصہ بعد حبشی نیلسن ملا۔ جو حالت جوش میں اندھا دھند بھاگتا چلا جا رہا تھا میں نے اُسے روکا۔ یہ لوگ مجھ سے بہت دبتے ہیں ایک عجیب طرح کی وہم آمیز دہشت ان کے دلوں میں میری طرف سے جاگزین ہے نیلسن میری آواز سُنتے ہی فوراً ٹھہر گیا میں نے اس کی بے تابی کا سبب پوچھا اور نرمی سے باتیں کیں جن کا اس کے دل پر بہت اثر ہوا اسی دوران میں چند الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلے جن سے مجھ کو اصل واقعہ کا تھوڑا سا سراغ ل گیا بعد ازاں میں نے اُس کو پچکار کر رفتہ رفتہ وہ سب باتیں معلوم کیں جن کی دریافت کی ضرورت تھی۔"

اتنا کہہ کے مسٹر ہارگریو تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گیا پھر کہنے لگا "کیا تمہارا صندوق بیس اکتوبر کی رات کو کھویا گیا تھا؟"

"ہاں" گسٹوس نے جواب دیا "بیس اور اکیس تاریخ کی درمیانی رات کو۔ یعنی آج سے ٹھیک پانچ دن پہلے"۔

"بس یہی وہ رات تھی!" مسٹر ہارگریو نے پرخیال سے کہا "اسی رات نیلسن نے ایلی پنک کو تمہاری خواب گاہ کی کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھا تھا"۔

"آہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر آپ کا الزام درست ہوا" گسٹوس نے درد سے کراہتے ہوئے کہا "مگر اس کے باوجود مسٹر ہارگریو۔ کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ اُس وحشی نے آپ کے روبرو جھوٹ بولا ہو"۔

"یہ بات نہیں" مسٹر ہارگریو نے جواب دیا "کیونکہ اُس کے بیان کی تصدیق واقعات کے ذریعہ سے ہو چکی ہے نیلسن نے مجھ کو بتایا تھا کہ ایلی پنک کی خوبصورتی نے اس کو از خود رفتہ کر دیا تھا اور وہ اس پر قابو پانے کو بے تاب تھا جس رات صندوق کی چوری ہوئی اس کی شام کو مسٹر تھرلو نے نیلسو کے ہاتھ ایک رقعہ مسٹر پنک کے نام بھیجا تھا . . . "

"بے شک یاد ہے وہ رستہ میں ہم کو ملا تھا اور میرا خیال ہے کہ اُس نے مجھے اور ایلی کو سونے کے بارہ میں گفتگو کرتے بھی سنا ہوگا۔ اسی لئے میرے دل میں یہ شبہ ہوا تھا کہ اُس نے چوری کی ہے"۔

"اچھا سنو" مسٹر ہارگریو نے کہا "ہیلن نے اُس موقعہ پر تم کو ایلی کے ساتھ ساتھ چلتے ضرور دیکھا تھا مگر سونے کا ذکر اس کے سننے میں نہیں آیا۔ دراصل جیسا اُس نے مجھ سے بیان کیا ہے اس کی سب سے بڑی آرزو ایلی پینک پر قابو پانے کی تھی وہ یہاں تک مجھ سے کہا تھا کہ اگر شیطان میری روح پر قبضہ پانے کی شرط پر ایلی کے وصل کی ایک گھڑی مجھ کو دینا قبول کرے تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں بعد ازاں جب وہ خط دے کر اپنی جھونپڑی میں گیا تو بہت افسردہ و غمگین تھا۔ وہ ہمجولیوں سے بھی نہ ملا اور اپنی جھونپڑی میں سب سے الگ تھلگ بیٹھا رہا بے قرار ہو کر رات کو نیند بھی نہ آسکی جوش بے تابی میں چارپائی سے اٹھا اور مسٹر پینک کے مکان کی طرف گیا رستہ میں کسی نے اُس کو نہ دیکھا . . ."

"بے شک یہی بات ہوگی" گسٹوس نے جواب دیا کیونکہ سارے حبشی کہتے تھے کہ لسن رات بھر اپنی جھونپڑی سے باہر نہیں نکلا"۔

"حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آدھی رات کو ماؤنٹ پلیزنٹ گیا تھا" مسٹر ہارگریو نے کہا "اس جگہ وہ درختوں میں چھپ کر سوچنے لگا کہ کس طرح مکان میں گھس کر ایلی کو اٹھا لے جائے کچھ ایسا جوش دیوانگی اُس پر طاری ہوا کہ وہ کہتا تھا اگر مجھے اس جرم میں سولی دے دیا جاتا تو بھی پروا نہ تھی آدھی رات کے وقت جب وہ درختوں کے سایہ میں کھڑا مکان کی طرف دیکھتا تھا اُسے ایک کھڑکی کھلی نظر آئی اور اُس نے ایلی کو اُس میں کھڑے دیکھا وہ کھڑکی تھوڑے ہی کھڑی رہی تھی ایلی کو اس میں دیکھ کر حبشی کے دماغ میں آگ سی لگ گئی۔ مگر کوئی بات کرتے ڈرتے بن نہ آئی تھی۔ بمشکل ضبط کر کے پیچھے ہٹا اور اپنی جھونپڑی میں چلا گیا دوسرے دن جب اس کو گرفتار کر کے مسٹر لوک پاس لے گئے تو قریب تھا کہ صحیح حالات بیان کر دیتا لیکن اس ڈر سے رک گیا کہ اس صورت میں لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ اُسی نے سونا چرایا ہے پس اس نے انکار کرنا ہی بہتر سمجھا۔ زیادہ تر اس خیال سے کہ کسی نے اس کو مکان سے باہر جاتے نہ دیکھا تھا اور کوئی اس نے

برخلاف شہادت بھی نہ دے سکتا تھا نتیجہ تم کو معلوم ہے۔ یعنی کس طرح اُس کو شہادت کی کمی کے باعث رہا کر دینا پڑا۔"

"سچ ہے" گسیٹوس نے تسلیم کیا "میرے اپنے جی کو یہ سوچ کر بے حد افسوس ہوا تھا کہ کیوں میں نے اس پر بلا وجہ شک کیا۔"

"اور اب سنو میں کل کا واقعہ بیان کرتا ہوں" مسٹر ہارگریو نے کہا "نیلسن مس ینگ کے نشہ عشق میں سرشار ندی کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس نے تھوڑے فاصلہ پر ایملی کو دیکھا۔ وہ چونکہ تنہا تھی اس لئے اُس نے موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ جنگلی آدمی۔ گنوار ازبک۔ بے عقل۔ یہ نہ سوچا کہ اظہار محبت جبر سے نہیں ہوتا وہ زبردستی کرنا ہی چاہتا تھا کہ تم موقعہ پر آ گئے اور ایملی کو بچا لیا حبشی کو بھاگنا پڑا بس یہی وہ موقعہ تھا جب وہ رستہ میں مجھ سے ملا اور وہ حالات مجھ کو بتائے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں۔"

"تو اس صورت میں غالباً نیلسن کو معلوم ہو گا یا کم از کم یہ شبہ ہی اس کے دل میں پیدا ہو چکا ہو گا کہ ایملی نے سونا چرایا ہے؟"

"بالکل نہیں! اس کے برعکس کسی طرح کا شک و شبہ اس کے دل میں پیدا نہیں ہوا!" مسٹر ہارگریو نے پُر زور لہجہ میں کہا "یہ حبشی لوگ بالکل کم عقل اور کند ذہن ہوتے ہیں۔ اور نیلسن بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں۔ اس نے ایملی کو تمہارے کمرہ میں دیکھ کر جو کچھ سمجھا محض یہ تھا کہ وہ تمہاری ہو چکی۔ سونے کی چوری کا حال اسے بالکل معلوم نہ ہو سکا۔ نہ ہی اس کو معلوم تھا کہ وہ تمہیں انگلستان جانے سے روکنا چاہتی ہے۔ مسٹر تھرلو کے روبرو وہ رات کے واقعہ کی تشریح بھی محض اس خیال سے کرنا چاہتا تھا کہ چوری کے الزام میں اپنی بے گناہی ثابت کر سکے لیکن جیسا میں نے بتایا ہے بعد ازاں کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔"

"اچھا یہ تو ہوا اب مہربانی سے یہ فرمایئے کہ سونے کا بھرا ہوا صندوق آپ کو کیونکر ملا؟" گسیٹوس نے اس عجیب و غریب داستان سے بے حد متعجب ہو کر پوچھا۔

"اس کو تم میری دور رس طبیعت کی کارنامہ سمجھو یا میرے اندازوں کا صحیح نتیجہ۔ بہرحال اس صندوق کی تلاش میں نے کسی طرح کی معلومات کے بغیر محض آثار کی بنا پر شروع کی تھی" مسٹر ہارگریو نے جواب دیا "جیسا میں نے پیشتر بیان کیا ہے کل صبح تمہاری گفتگو سے اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ صندوق کھو یا گیا اور گو اسی وقت یہ شبہ میرے دل میں پیدا ہوا تھا کہ اس میں ایلی کا ہاتھ ضرور ہے تاہم پوری تصدیق جسٹی نیلسن کے اس بیان ہی سے ہوئی کہ اُس نے ایلی کو تمہارے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھا تھا اُس وقت کے بعد میں نے اس معاملہ کی تفتیش کا مصمم ارادہ کر لیا اور سوچنے لگا کہ مجھ کو اس بارہ میں کیا کرنا چاہیئے۔ پہلا سوال جو دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ ایلی نے صندوق سے جا کے کہاں رکھا ہوگا؟ اپنے کمرہ میں ۔ ۔ ۔ ہرگز نہیں! نہ کسی ایسے مقام پر جہاں اُس کا پایا جانا اغلب ہو تمہاری زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ عنقریب ایلی کی شادی تم سے ہونے والی ہے پس میں نے سوچا کہ اُس نے صندوق کو شادی کے وقت تک چھپانے اور رسم نکاح ادا ہو جانے کے بعد جب کوئی طاقت تم کو ایک دوسرے سے جدا نہ کر سکے اُسے تمہارے حوالہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اس حالت میں ضرور اُس نے صندوق کسی ایسے مقام پر چھپایا ہوگا جہاں وہ بآسانی پایا جا سکے لیکن کس جگہ؟ یہ سب سے مشکل سوال تھا سوچتے سوچتے خیال آیا کہ اُس نے اس کو مکان کے آس پاس ہی کسی مقام پر دفن کیا ہوگا کیونکہ صندوق اتنا بھاری تھا کہ وہ اس کو اُٹھا کر دور فاصلہ پر نہ لے جا سکتی تھی اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد میں نے مونٹ پلیزنٹ کے باغ کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال کا ارادہ کیا کل پورن ماشی کی رات تھی اور مطلع صاف ہونے کی وجہ سے چاندنی کھیت کر رہی تھی اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کے میں نصف شب کے قریب باغ کی دیکھ بھال کرنے لگا سب سے پہلے اُس مقام پر گیا جو عقبی دروازہ کے پاس ہے کیونکہ خیال آیا ایلی اسی راستے صندوق لے گئی ہوگی میں احتیاطاً اپنے ہاتھ میں بندوق کا گز لیتا گیا تھا اُس کی مدد سے

زمین کے مختلف حصوں کو بجا بجا کر دیکھنا شروع کیا خصوصاً اُن مقامات کو جو مالی کی دست برد سے محفوظ تھے آخر کار عین اُس وقت جب مجھ کو اپنی کوششوں میں مایوسی ہونے لگی تھی درختوں کے ایک سایہ دار کنج میں گرم کا سرا نرم زمین سے گزر کر ٹھوس چیز سے لگا میں نے جھٹ اُس کدال سے مٹی کھودنی شروع کی جسے اپنے ساتھ لیتا گیا تھا ان کوششوں کا نتیجہ تمہاری نظروں کے سامنے ہے!"

گمیٹوس نے اس لمبی حکایت کو غیر معمولی دلچسپی کے ساتھ سُنا اور جہاں ایک طرف ایکلی کے اس فعل شنیع پر حزن و ملال ہوا وہیں اس دیوانے کی فراست اور دور اندیشی سے جی کو فرحت ہوئی سارا حال سننے کے بعد اس نے آہ سرد کھینچی پھر ارادت مند لہجہ میں مسٹر ہارگریو سے کہا "اس نئے احسان کے لئے میرا دلی شکریہ قبول کیجئے آپ کی عنائتیں بے حساب ہیں شروع میں آپ ہی کی سفارش سے یہ سونا مجھ کو ملا تھا اور اب آپ ہی کی وساطت سے میں نے دوبارہ اس کو پایا ہے"۔

"اچھا یہ تو ہوا" مسٹر ہارگریو نے بے صبری سے کہا "بتاؤ آئندہ کے لئے کیا ارادہ ہے؟ پرسوں ایک جہاز بندر گاہ سے انگلستان روانہ ہوگا . . ."

"اُس پر سوار ہو کے میں ضرور رخصت ہو جاؤں گا" گمیٹوس نے جواب دیا۔

"دیکھو اس عہد پر قائم رہنا" مسٹر ہارگریو نے کہا "اسی میں تمہاری بھلائی ہے ایکلی بنک ہرگز ہرگز تمہارے لائق نہیں اُس کا خیال دل سے نکال دو اور حسب وعدہ پرسوں اس جزیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہو۔ ایک دفعہ پھر . . . آخری مرتبہ ہم تم ملیں گے پرسوں جب تم جہاز پر سوار ہونے لگو گے میں گھاٹ پر تمہاری راہ دیکھوں گا کیونکہ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے یا شاید میں ایک خط تمہارے ہاتھ بھیجوں۔ اب جاؤ یہ صندوق اپنے ساتھ لے جاؤ خدا تمہیں اس دولت کے نیک استعمال کی توفیق دے"۔

پھر ایک دفعہ گیشوس نے مسٹر ہاڈگریو کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد صندوق کندھے پر رکھ کے رخصت ہوا مگر اس کے دل کی حالت عجیب تھی ایک طرف دولت پانے کی خوشی۔ دوسری جانب ایملی کے جرم کا رنج۔ اور اتنا رنج جس کا اندازہ مسٹر ہاڈگریو کسی حال میں نہ کر سکتا تھا غرض اس حالت میں کہ اس کے دماغ کا ایک حصہ خوشی سے معمور اور دوسرا رنج و غم سے بھرپور تھا گیشوس ماونٹ پلیزنٹ پہنچا۔ سہ پہر کے تین بجے تھے کہ وہ کھلی کھڑکی کی راہ سے کمرہ نشست میں داخل ہوا اور صندوق میز پر رکھ دیا ایملی اس وقت موجود نہ تھی اس لئے وہ اس کا انتظار کرنے بیٹھ گیا اتنے میں دروازہ کھلا اور ایملی داخل ہوئی گیشوس کو دیکھتے ہی اس کے خوشنما چہرہ پر رونق آگئی اور وہ اس سے بغلگیر ہونے کو خوش خوش آگے بڑھی مگر جب پاس جا کر اس نے عاشق کے چہرہ پر سختی کے آثار دیکھے تو ٹھٹک کر رہ گئی گیشوس اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور ایک لفظ تک کہے بغیر اس نے میز پر رکھے ہوئے سونے کی طرف اشارہ کیا۔

ایملی تاڑ گئی۔ صندوق کی موجودگی نے سب حال ظاہر کر دیا اور گو اس کے لئے یہ جاننا مشکل تھا کہ گیشوس کو یہ صندوق کیسے ملا تاہم سچ پوچھئے تو اس کو اس سوال پر غور کرنے کی مہلت ہی کب تھی صندوق کو دیکھ کر اس کے سینہ میں زور کا دھکا لگا وہ لڑکھڑا کے پیچھے ہٹی اور ضعف جانی سے صوفے پر بیٹھ گئی گیشوس نے پہلے کھڑکی کے پٹ بند کئے اس کے بعد دروازہ جسے ایملی نے مسرت کی بے خبری میں کھلا ہی رہنے دیا تھا احتیاط کے ساتھ پھیر دیا پھر جوش سے لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا "ایملی۔ خواب میں بھی خیال نہ آسکتا تھا کہ تو اس فعل شنیع کی مرتکب ہو گی!"

"گیشوس۔ میری خطا بخش دو!" اس نے فوراً اس کے پاؤں میں گر کر کہا "تم کو بہتر معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے کیا تمہاری محبت کے بس ہو کر کیا ہے۔ تجھ سے جدائی سہی نہ جاتی تھی لاتعداد اندیشے جی کو حیران کرتے تھے۔ سمندر کا خطرہ۔ جہاز کی غرقابی کا ڈر۔

آتش زندگی کا اختتام . . . گسٹوس تمہارے بنا میرا ایک پل زندہ رہنا محال تھا میں
تمہیں اپنے ہی پاس رکھنا چاہتی تھی!"

اس کی آواز میں سوز اور درد تھا اور آنکھیں رحم کی ملتجی۔ خوشنما چہرہ پر آثار ندامت
دیکھ کر گسٹوس کا دل بھر آیا۔

وہ اب تک اس کے قدموں سے لپٹی ہوئی پڑی تھی اس کی فروتنی اور بے نوائی دیکھی نہ جاتی
تھی مگر اس کے باوجود گسٹوس نے اس کو کھڑا ہونے کے لئے نہ کہا کیونکہ ایسا کرنا مصالحت کا
نشان ہوتا اور گو اس کا قلب نازک اتنے ہی سے متاثر ہو چکا تھا تاہم اس کا رنج و غم اتنا
شدید تھا کہ وہ فوراً ہی اس کی خطا معاف کرنے کو آمادہ نہ ہو سکا۔

"گسٹوس کس لئے چپ ہو؟ کیوں میری بات کا جواب نہیں دیتے؟" نازنین نے التجا کے
پر جوش لہجہ میں کہا "وہ محبت کہاں گئی جو تم مجھ سے کیا کرتے تھے؟ یا کیا یہ مجھے چھوڑ کر چلے جانے کا
ایک بہانہ ہے؟ لیکن نہیں گسٹوس مجھ کو یقین نہیں آتا کہ تم اپنی ایلی سے ایسا کرو۔ اب وہ تمہاری
ہو چکی! وہ خدا کی نظروں میں تمہاری بی بی بن چکی! اس نازک رشتہ کو یاد کرو جو ہم میں قائم ہوا تھا
اپنی دلداری اور غمخواری کو یاد کرو اور سوچو کیا اس سے جس نے اپنا سب کچھ تم کو دے دیا یہ بیرحمی
واجب ہے؟ اگر تم مجھے چھوڑ کے چلے جاؤ گے تو یاد رکھو خدا کی نظروں میں ایک بے گناہ کے جان لیوا
قرار پاؤ گے!"

"ایلی مجھے اس بات کا سخت قلق ہے کہ عالم جوش میں گنہگار بنا" گسٹوس نے دل گرفتگی
سے کہا "کاش اس ساعت نامسعود میں جب ہم جوش سے اندھے ہو رہے تھے میں ہی سنبھل
جاتا۔ کچھ شک نہیں مجھ سے بڑی تقصیر ہوئی لیکن جب میں اس جرم کی طرف دیکھتا ہوں جب
یہ خیال جی میں آتا ہے کہ تم اس رشتہ نازک کو بھول کے اتنی بدراہ ہو گئیں . . ."

بڑی آہستگی سے ایلی اٹھ کر کھڑی ہوئی اور اپنی سیاہ چمکیلی آنکھیں جن میں ملامت اور غم
کی آمیزش تھی نوجوان کے چہرہ کی طرف لگا کے لرزتی ہوئی آواز سے بولی "گسٹوس بہت اچھا اگر

تمہاری خوشی اسی میں ہے کہ مجھ بدنصیب کو چھوڑ کے چلے جاؤ۔ اگر درحقیقت تمہیں اپنی ایلی کی محبت کا خیال نہیں رہا تو میں اجازت دیتی ہوں۔ بیشک جاؤ۔ میں اپنی راحت۔ اپنا مستقبل۔ اپنی زندگی تم پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔ اپنی اور تمہاری نظروں میں ذلیل ہو چکنے کے بعد میں اب اس قابل نہیں رہی کہ کسی سے فخریہ آنکھیں ملا سکوں تم بیشک مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور اپنی پیاری ونیفرڈ سے شادی کر کے خوش رہو میں اس دور افتادہ جزیرہ میں تمہیں یاد کر کے جیوں گی بشرطیکہ زندہ رہی ورنہ تڑپ تڑپ کے جان دے دوں گی تم کو اختیار ہے کبھی اپنی ایلی کو یاد کرو یا نہ کرو لیکن تمہاری تصویر ہر وقت اس کے سینہ میں رہے گی ہاں اگر کبھی عہد گذشتہ کی یاد آئے تو سوچ لیا کرنا کہ دنیا کے ایک دور افتادہ مقام پر کوئی بدنصیب تھی جس نے اپنا سب کچھ۔ اپنی راحت۔ عصمت اور زندگی تم پر نثار کر دی!"

اس درد ناک تقریر کو سن کر گسیٹوس کا دل سینہ میں برہمی کرنے لگا اور طبیعت کے گداز سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

ایلی اتنی حسین۔ اتنی دلفریب اور اتنی پُر محبت کبھی اس کو نظر نہ آئی تھی جتنی موجودہ حالت میں تھی وہ اس کا پیکر آتشیں وہ خوشنما بھرا ہوا بدن اور صراحی دار گردن میں ہلکا سا خم۔۔۔ یہ تصویر ایسی نہ تھی جو نوجوان کے دل پر اثر ڈالے بغیر رہتی۔ اس کے خیالات کی رو بے اختیار اُس زمانہ کی طرف گئی جب وہ اس شمع رُو کا پروانہ تھا جب اس موہنی مورت کی جستجو میں اس نے کنگسٹن کے بازار کھونڈ ڈالے تھے۔ وہ اس کی دائمی شگفتگی وہ صورت انتظار۔ وہ پُر محبت اضطراب ساری کیفیتیں اسے یاد آئیں اور ان کے مقابلہ میں خستہ حالی کی وہ اندوہ ناک تصویر دکھائی دی جس کی آنکھوں میں اعتراف تقصیر تھا دل بے کسی اور ذلت سے بیٹھا ہوا۔ اور سر مارے شرم کے جھکا جاتا تھا اس تصویر حسرت کو دیکھ کر گسیٹوس کا دل بے اختیار پگھلنے لگا لیکن فوراً اس عہد کو یاد کر کے جو ہار گریو سے کیا تھا اس نے آنسو پونچھ ڈالے اور بمشکل جی ٹھہرا کے کہنے لگا۔

"ایلی تجھ سے جدا ہوتے دل پارہ پارہ ہوتا ہے لیکن مجبور ہوں۔ جہاں بدگمانی ہے

وہاں اعتماد نہیں۔ اور جہاں اعتماد باقی نہ رہے وہاں محبت قائم رہنی دشوار ہے اور جب محبت ہی باقی نہ رہی تو ہمارا ایک دوسرے کے پاس رہنا نہ رہنا برابر ہے"۔

"گسیٹوس۔ کیا میری خطا اتنی سنگین ہے کہ بخشی نہیں جا سکتی؟" ایلی نے دردناک لہجہ میں کہا" کیا تم سچ مچ خیال کرتے ہو کہ میں نے یہ سونا چوری کی نیت سے چھپایا تھا؟ ہرگز نہیں! منشا صرف یہ تھا کہ اسے چند روز پوشیدہ رکھوں۔ میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ جس دن ہماری شادی ہو جاتی میں اس ناپاک چیز کو تمہارے قدموں میں ڈال کے اپنی خطا کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتی کہ جتنا جلد ممکن ہے اسے اپنے دادا اور بہن کے استعمال کے لئے انگلستان بھیج دو۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ اگر یہ سونا چند ہفتے بعد ان کے پاس پہنچا تو کسی بڑی خرابی کا احتمال نہیں۔ گسیٹوس سچ جانو اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا یعنی تم ہیرا سونا چھپاتے اور میں اُسے ڈھونڈ کر نکالتی تو ملامت کا ایک لفظ تک میری زبان پر نہ آتا الٹا میں اس واقعہ کو تمہاری محبت کا زبردست ثبوت تصور کرتی . . ."

گسیٹوس کی حالت عجیب تھی کبھی وہ اُس گفتگو کو یاد کرتا جو اس کے اور مسٹر ہارگریو کے درمیان ہوئی تھی کبھی اُس دلفریب صورت کی طرف دیکھتا جو غمگینی اور افسردگی کی تصویر بنی عفو و درگذر کی طالب تھی۔ وہ اُس وقت کو یاد کرتا جب اُسے اس کے ساتھ ناقابل اظہار محبت تھی۔ وہ گھڑی پہلے تک وہ اسی شمع کا پروانہ۔ اسی پری کا دیوانہ تھا اور اب . . . کیا سچ مچ اس کا جرم اتنا سنگین تھا کہ اُس کی معافی غیر ممکن تھی؟

پھر ایک بار اُس کی نگاہ ایلی کے حسرتناک چہرہ کی طرف گئی جس پر خیالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ وفور جذبات سے ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا۔ مگر ہونٹوں کی سرخی بدستور تھی اور ان کے اندر خوشنما ہموار دانت موتیوں کی دو بے عیب لڑیوں کی مانند نظر آتے تھے۔ ہلکی پوشاک میں جو اعضا کے تناسب کو بخوبی نمایاں کرتی تھی ابھری ہوئی چھاتیوں کی دھڑکن صاف دکھائی دیتی تھی۔ جب وہ اس زاہد فریب صورت کی طرف دیکھتا تو دل فوراً پسیج جاتا لیکن

جب حالات پر غور کرتا تو خود اپنی کمزوری پر نادم ہوتے تھا عجب طرح کی جدو جہد اس کے سینہ میں جاری تھی زبان کچھ کہنا چاہتی مگر لفظ ادا کرنے کی طاقت سے محروم تھی۔ سر میں وحشت کا غبار مگر آنکھوں میں غصہ اور رحم کی آمیزش تھی ان بدلتی ہوئی کیفیتوں کو دیکھ کر نازنین سلسلہ تقریر جاری رکھ کے بولی۔

"گستیوس آخر وہ قصور کیا ہے جس کے لیے تم اتنی سختی کرنا چاہتے ہو؟ ذرا سی دل لگی . . بہت سے بہت ایسی فریب کاری جس کا نتیجہ کسی طرح مضر ثابت نہیں ہوا۔ اور یہ تو یقیناً تم کو معلوم ہوگا کہ میں اس سونے کو چرانا یا اپنے قبضہ میں لانا ہرگز نہ چاہتی تھی۔ انصاف کرو کیا میں اس کی محتاج تھی؟ کیا میرے چچا کافی متمول نہیں ہیں؟ کیا مجھ کو دنیا کی سب آسائیش حاصل نہیں ہیں؟ لیکن اگر تم اتنے ہی سنگدل ہو کہ اس معمولی فریب کو۔ جو در حقیقت کوئی جرم نہیں۔ بلکہ اس گہری محبت کا ثبوت ہے جو میں تم سے کرتی ہوں۔ معاف نہیں کر سکتے تو میں پوچھتی ہوں اس فریب کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے جو خود تم نے چچا سے کھیلا؟ کیونکہ یہ اگر فریب نہیں تو کیا ہے کہ محض تمہاری نیک نیتی اور سلامت نفسی پر بھروسہ کر کے وہ مجھ عصمت باختہ کو اب تک نیک و پاک سمجھتے ہیں اگر تم اتنے ہی حق پرست ہو کہ میری اس چھوٹی سی خطا کو معاف نہیں کر سکتے تو جواب دو کیا اتنا حوصلہ تم میں ہے کہ چچا کے سامنے جا کے اُن سے برملا کہہ دو کہ تمہاری مہمان نوازی کا بدلہ میں نے یہ دیا کہ تمہاری بھتیجی کی عصمت بگاڑ دی ہے۔ تم ہرگز ایسا کہنے کی جرات نہیں رکھتے۔ اور اس گناہ کو چھپانا فریب عظیم ہے۔"

ایکلی کی اس مدلل تقریر کو سُن کر گستیوس لاجواب ہو گیا تھوڑی سی دیر وہ کوئی لفظ مُنہ سے نہ نکال سکا اس کے بعد کہنے لگا۔

"ایکلی تم بھولتی ہو۔ یہ ایک بالکل ہی جداگانہ سوال ہے . . ."

"ٹھیرو گستیوس میں جو کہتی ہوں سُن لو" نازنین نے روکا "ہم دونو گنہگار ہیں۔

ایک بھاری گناہ ہم نے کیا ہے اور چچا کو اس بات کا یقین دلانے میں کہ ہم اتنے ہی نیک دل ہیں جتنا وہ ہم کو سمجھتا ہے ہم دونو فریب کرتے ہیں مگر اس سے بھی زیادہ سنگین ایک اور فریب ہے جس کا میں نے اب تک ذکر نہیں کیا یعنی ہم نے چچا سے اس واقعہ کو چھپایا جو حبشی نیلسن کے اور میرے درمیان پیش آیا تھا۔ مگر ہم نے ایسا کیوں کیا؟ محض اُس واقعہ کی وجہ سے جو پہلے واقعہ کے فوراً بعد پیش آیا تھا میں جب تمہارے بازوؤں میں غش کر گئی تو تم مجھے اٹھا کے درختوں کے نیچے لے گئے۔ میں بے بس اور بے خبر تھی تم نے میری بیہوشی کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس کے بعد ہم میں اس بات کا خاموش پیمان ہوا کہ اس واقعہ کی وجہ سے نیلسن کے واقعہ کو بھی پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ اگر ہم پہلی بات ظاہر کرتے تو دوسری کا خیال ہماری آنکھوں میں شرم اور چہروں پر ندامت پیدا کرنے کا موجب ہوتا۔ مگر ان باتوں کو چھوڑو میں تمہیں دلیل سے قائل نہیں کرتی میں تو عفو تقصیر کی طلبگار ہوں اُس محبت کی خاطر جو مجھے تم سے ہے۔ کیونکہ گسٹوس تم میرے ہو یا نہ ہو۔ میں تازیست تمہاری ہو چکی۔ اور جب تک روئے زمین پر سورج کا سونا اور چاند کی چاندی چمکتی رہے گی تمہاری تصویر خواہ تم میرے پاس ہو خواہ نظروں سے دور کبھی میرے دل سے مٹ نہیں سکتی!

ندامت۔ التجا اور تسلیم غصہ کے دشمن ہیں اس تقریر کے دوران میں بارہا گسٹوس کے جی میں آئی تھی کہ اپنے بازو ایکلی کی گردن میں ڈال کے اسے سینہ سے لپٹا لے اور کہہ دے کہ بس مجھ کو شرمسار نہ کر۔ معافی تجھ کو نہیں مجھے مانگنی چاہیئے۔ مگر حجاب دامن گیر تھا کوئی طاقت ہر بار روک دیتی تھی ایکلی کی فصاحت انتہا درجے موثر تھی مگر گسٹوس یہ سوچ رہا تھا کہ وہ تصویر کا صرف ایک ہی رخ دکھاتی ہے پھر اس کے علاوہ وہ وعدہ بھی اُس کو یاد تھا جو اُس نے بلا تاخیر رخصت ہو جانے کے بارہ میں مسٹر ہارگریو سے کیا تھا جب کبھی اُس کا دل ایکلی کی منت سماجت سے پسیجتا مسٹر ہارگریو کی تند صورت کا نقشہ جھٹ آنکھوں میں پھر جاتا اور وہ اس ڈر سے اپنے جی کو دباتا کہ اُس کی نفرت اور ملامت کا

نشانہ بننا پڑے گا۔

دیر تک وہ اس شش و پنج میں رہا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

اس اثنا میں ایملی اپنے حال سے بے خبر غمگینی اور افسردگی میں بھی دلربائی کی تصویر بنی گردن جھکائے کھڑی تھی حسن کی ہمہ ناز آفرینیاں اس کی حالت پر قربان تھیں دفعتاً وہ مدماتی سیاہ آنکھوں کو اونچا اٹھا کر بولی "گسٹیوس کیا اپنی ایملی کو کسی طرح معاف نہ کروگے؟ میں نے پیشتر کہا تھا کہ اگر مجھے چھوڑ کر جانے ہی میں تمہاری خوشی ہے تو میں اپنی راحت تمہاری بہتری پر قربان کرنے کو تیار ہوں مگر۔۔۔ ایک التجا میری قبول ہو" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے "مجھ بدنصیب کو غصہ کی حالت میں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ اس ٹوٹے ہوئے دل کے اطمینان کی خاطر اتنا کہہ دو کہ میں نے تیری خطا بخش دی۔ پیارے گسٹیوس میں اب وہ نہیں جو گناہ سے پہلے تھی۔ دنیاداروں کے لیے نہ سہی۔ اس عالم الغیب کی نظروں میں میں تمہاری بی بی بن چکی ہوں اور مجھ کو یقین ہے اس رشتہ نازک کو مدنظر رکھ کے تم اتنے بے رحم نہ ہوگے کہ مجھے چھوڑ کر جانے سے پہلے معافی دینے سے انکار کرو"۔

"آہ۔ میں اتنا بے رحم نہیں ہوں!" گسٹیوس نے دفعتاً پرجوش لہجہ میں کہا "ایملی تو بیشک میری ہے خدا کے لیے مجھ کو شرمسار نہ کر میں خود اپنی سنگدلی کی معافی تجھ سے مانگتا ہوں"۔ یہ کہہ کے اس نے بزور اس کو اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لپٹا لیا۔

عاشق و معشوق میں جب ایسی تکرار کے بعد صلح ہوتی ہے تو اس سے دونوں کو وہ لطف راحت حاصل ہوتا ہے جس کا حال صورت الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا اس وقت پیمان وفا کے بوسے زیادہ میٹھے اور پرجوش ہوتے ہیں۔ بازوؤں کی گرفت زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونو اپنی ہٹ دھرمی کا اثر گرم جوشی کی محبت سے زائل کرنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح گسٹیوس اور ایملی میں بھی ہوا جس وقت نوجوان نے زرفام حسینہ کو اپنے بازوؤں کی مستحکم گرفت میں لے رکھا تھا جب اس کے ہونٹ اس کے سرخ ہونٹوں سے

پیوست تھے جب اُس کا سانس اس کے سانس سے آمیز تھا۔ نگاہیں اعتراف تقصیر کرتی تھیں۔ دلوں کی دھڑکن ایک ہو چکی تھی وقتی راحت کے جوش میں وہ دنیا و مافیہا کو بھول گیا۔

آخر جب ان کی محبت کا پہلا اُبال ختم ہوا اور دلوں کو از سر نو سکون ہو گیا تو گسٹوس اور ایملی حالات پر غور کرنے لگے۔

نوجوان نے وہ سب باتیں بیان کیں جو اس کے اور ہار گریو کے درمیان ہوئی تھیں اور ایملی کو بار اول معلوم ہوا کہ واردات کی رات کو جشی نیلین نے اُسے گسٹوس کے کمرہ کی کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھا تھا اب کوئی بات چھپانے کی حاجت باقی نہ تھی ایملی نے سب کچھ سچ سچ کہہ دیا۔

"بیشک میں تمہارے کمرہ میں گئی تھی" اس نے بیان کیا "اس سے پہلے میں بہت دیر سوچتی رہی کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے تمہاری روانگی رکی جا سکے لیکن اس کے سوا کوئی بات ذہن میں نہ آئی بڑی آہستگی سے میں نے تمہارے کمرہ کا دروازہ کھولا تمہارے سانس کی ہم آہنگی سے معلوم ہوا کہ بے خبر پڑے سوتے ہو۔ میں جھک کر دیکھنے لگی پیارے گسٹوس اس وقت بے اختیار جی چاہتا تھا تمہاری پیشانی چوم لوں لیکن اس خیال سے رک گئی کہ جاگ نہ ہو جائے میں نے الماری کھول کر صندوق نکالا پھر اس طرح کی علامات پیدا کرنے کی غرض سے کہ چوری کی واردات کا شبہ ہو کھڑکی کھول دی۔ اور میری انگوٹھی میں جو الماس لگا ہے اُس سے شیشہ کا ٹکڑا کاٹ دیا تاکہ سمجھا جائے کسی نے باہر سے شیشہ کاٹ کے ہاتھ ڈالا اور اس طرح کھڑکی کھولی ہے۔ بیان نہیں کر سکتی اس وقت میرا دل کس زور سے دھک دھک کرتا تھا۔ کتنی دہشت اور سراسیمگی مجھ کو تھی کس طرح ہر لحظہ تمہاری جاگ کی فکر دامنگیر تھی۔ لیکن تم بے خبر سوتے رہے اور سب کام ہو گیا۔ گسٹوس خدا شاہد ہے کہ جب دوسرے دن صبح کو سونے کی گمشدگی کا علم ہونے پر تم اتنے پریشان ہوئے۔ تو مجھ سے وہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی تمہاری بے تابی میرے سینہ میں برچھی سی چبھوتی تھی لیکن کیا کرتی؟ مجبور تھی۔ جو ہو چکا اُس کو دوبارہ پہلی حالت پر لانے کا موقعہ

باقی نہ رہا تھا۔ اس کے علاوہ محبت کا دوسرا نام خود غرضی ہے۔ پھر وہ محبت جو مجھے تم سے ہے۔ اتنی مضبوط! اتنی استوار۔ اتنی دور رس! ... لیکن شکر ہے تم نے میری خطا بخش دی ...."

"جان سے پیاری ایلی" مفتون نوجوان نے پرجوش لہجہ میں کہا "میں بہت نادم ہوں کہ تم کو ملامت کی۔ آیندہ کوئی سخت لفظ میرے منہ سے نہ نکلے گا۔ مگر پیاری ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی صندوق ملنے کے متعلق تمہارے چچا کو کیونکر مطلع کیا جا سکے گا؟"

ایلی یہ سن کر فکر میں پڑ گئی پھر سوچ سوچ کر بولی "کیا تم خیال کرتے ہو مسٹر مار گریو سب حال چچا سے بیان کر دے گا؟ آہ اگر ایسا ہو تو میں کبھی ان سے چار آنکھیں نہ کر سکوں گی وہ بڑے دیانت دار پابند اصول آدمی ہیں میں ان کا عتاب نہ سہ سکوں گی۔"

"پیاری میرا خیال ہے مسٹر مار گریو اس واقعہ کا ذکر تمہارے چچا سے نہ کرے گا" گسٹوس نے جواب دیا "اگر اُسے کرنا ہوتا تو صندوق مسٹر پنک کی موجودگی میں مجھے دیتا اور سارے حالات بیان کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور میں یقین کرتا ہوں وہ اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی نہ کرے گا۔ صرف ایک بات کی دہشت مجھ کو ہے۔ یعنی وہ عجیب و غریب آدمی آیندہ میری نسبت اچھی رائے نہ رکھے گا۔ کیونکہ میں نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا لیکن" اس نے آہ بھر کر کہا "محبت کی راہ میں انسان کو صدہا قربانیوں پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔"

"ہاں سچ ہے"۔ نازنین نے عاشق کی گردن میں باہیں ڈال کر کہا "مگر پیارے گسٹوس کیا چچا کو صندوق کے ملنے کی اطلاع دینا ضروری ہے؟"

نوجوان نے تھوڑی دیر اس سوال پر غور کیا پھر بولا "میرے خیال میں اس واقعہ کو پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہوگا کیونکہ اطلاع دینے کی صورت میں کئی طرح کے جھوٹ بولنے پڑیں گے۔ اگر میں نے بیان کیا کہ صندوق باغ میں گڑا ہوا ملا تھا تو ان کو یقین نہ آئے گا قدرتی طور پر وہ سوچیں گے کہ چور ایسی قیمتی چیز کو ساتھ لے جانے کی بجائے مکان کے بالکل پاس کیوں دفن کر جاتا؟ پھر یہ سوال بھی ان کے دل میں پیدا ہوگا کہ مجھے اس کا سراغ کیونکر ملا؟ کیا وہ

اتفاقاً مجھے مل گیا یا کسی نے اس کے بارہ میں کوئی اطلاع دی تھی؟ اس لئے یہی بہتر ہے کہ اس راز کو پوشیدہ رکھا جائے"۔

ایمی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا فوراً آمادہ ہو گئی۔

خوش نصیبی سے مونٹ پلیزنٹ کے نوکروں میں سے کسی نے گسیٹوس کو صندوق کندھے پر رکھے اس طرف آتے نہ دیکھا تھا اس لئے بات کو چھپانا بہت دشوار ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ گسیٹوس نے اپنے کمرہ میں جا کر سونے کا بھرا ہوا صندوق پھر اسی الماری میں رکھ دیا جس میں پہلے رکھا تھا اس کے بعد ایمی سے کہنے لگا "اب میں اس چیز کو جس قدر جلد ممکن ہوا کسی پوشیدہ اور محفوظ طریقہ پر انگلستان بھیجنے کی کوشش کروں گا رہ گیا میرے جانے کا سوال تو اس کو میں نے ہمیشہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے میری تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ اس جگہ اپنی جان سے پیاری ایمی کے پاس رہ کے باقی عمر گزار دوں"۔

ہر چند گسیٹوس نے ایمی کے روبرو یقینی لہجہ میں یہ بات کہی تھی کہ مسٹر مارگریو صندوق کی بازیابی کا واقعہ مسٹر سینک کے روبرو بیان نہ کرے گا تاہم اس کے اپنے دل کو برابر دغدغہ لگا ہوا تھا۔ بارہا اس کو خیال آتا کہ خبطی آدمی ہے نہ جانے کب اس ذکر کو چھیڑ بیٹھے۔ پس اس نے جلد از جلد مارگریو سے مل کر اس کو معاملات کی صورت حال سے واقف کرنا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہنا ضروری سمجھا کہ میں چونکہ ایمی کی خطا معاف کر چکا ہوں اس لئے آپ ازراہ عنایت اس واقعہ کی نسبت خاموش رہیں۔

اس نے ارادہ تو کر لیا مگر مارگریو کے سامنے جاتے ہوئے ڈر لگتا تھا یہ سوچ کر جی کو کچھ کچھ ہوتا تھا کہ میں کس منہ سے یہ خبر اس کو سناؤں گا۔ لیکن اس کڑوی گولی کو نگلنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

اس سے اگلے دن دوپہر کو جب ایمی گھر کے کام میں مشغول تھی گسیٹوس دریائے شور کی جانب روانہ ہوا کیونکہ اس کا خیال تھا سابق کی طرح مارگریو سے وہیں ملاقات ہو گی لیکن

وہ بڑی دیر اس کی راہ دیکھتا رہا اور ہار گریو نہ آیا مجبوراً اُسے اس کے مکان کا رخ کرنا پڑا۔

ہار گریو اسی کمرہ نشست میں جہاں یوم گزشتہ کو ملاقات ہوئی تھی میز کے پاس بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف تھا گیسٹوس کو آتا دیکھ کر اُس نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا اور اُس کا منہ تکنے لگا گیسٹوس نے انداز سے معلوم کیا کہ نئی طرح کی بدگمانی اس کی نگاہ میں پائی جاتی تھی اس کی پریشانی جو پہلے ہی کم نہ تھی اب اور زیادہ بڑھ گئی۔

"کیا وجہ ہوئی تم بیش از وقت آ گئے؟" ہار گریو نے پوچھا "جہاں تک یاد ہے میں نے کل تمہاری روانگی سے پہلے ملنے کا وعدہ کیا تھا"۔

"آپ کا فرمانا درست ہے" گیسٹوس نے رکتے ہوئے جواب دیا اور اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا "سارا حال سُن کر شاید آپ مجھے سادہ لوح قرار دیں لیکن . . . بات دراصل یہ ہے . . . میں نے اگلا ارادہ بدل دیا"۔

"اوہ!" مسٹر ہار گریو نے خشک لہجہ میں کہا "اگر ایسا ہے تو مجھے کیا؟ تم اپنے فعلوں کے مختار ہو میں تمہارے ارادہ کی کمزوری کا ذمہ دار نہیں ہوں"۔

"صاحب مجھ کو ندامت ہے کہ اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا نہ کر سکا" نوجوان نے سابق کی طرح لکنت آمیز لہجہ میں کہا "لیکن . . . حالات کو دیکھتے ہوئے . . ."

"بس معلوم ہو گیا۔ تم مرض عشق کے بیمار ہو"۔ بڈھے نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے کہا "ایمی پنک نے تمہیں اپنی میٹھی باتوں سے موہ لیا ہے اور تم اپنے نیک ارادوں کو خاک میں ملا کے اسی حالت میں رہ گئے جس میں پہلے تھے لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں مرد نے عورت کے سامنے ہمیشہ نیچا دیکھا ہے اس دنیا کی ساری شر انگیزیوں کی تہ میں عورت ہی کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے تم بھی اس قاعدہ سے مستثنےٰ نہیں ہو چونکہ تم سمسن نہیں ہو اس لئے ایمی پنک نے دلیلہ سے بہت کم خوبصورتی اور دلفریبی رکھتے ہوئے بھی تم کو دام فریب میں پھنسا لیا"۔

اس کے لہجہ میں سختی اور کڑواہٹ پائی جاتی تھی اور آنکھوں سے حقارت کا اظہار ہوتا تھا گیسٹوس کو اس کی باتوں سے اتنی ہی تکلیف ہوئی گویا کوئی چابک کس کر مارتا۔ لیکن مجبور تھا کوئی جواب بن نہ آیا اپنی نظروں میں آپ ہی شرمسار ہوا جاتا تھا۔

"خیر معلوم ہوا جو اندازہ میں نے تمہاری نسبت قائم کیا غلط تھا" مسٹر ہارگریو نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا "میں نے جانا تھا تم سچے دل سے تائب ہوگئے لیکن یہ میری بھول تھی۔ درحقیقت وہ توبہ جو چند میٹھی باتوں اور ایک نگاہ غلط انداز کے اثر سے ٹوٹ جائے اصلی توبہ نہیں ہے اچھا تم جانو۔ تمہارا کام۔ اب میرا خیال ہے کہ تم وہ سونا بھی اپنے پاس ہی رکھوگے کیونکہ اس بڈھے دادا کی یاد جو پچیس سال سے جیل خانہ میں پڑا سڑتا ہے اور اس بہن کی ہمدردی جو انگلستان میں بے یار و مددگار ہے تمہارے دل سے ہٹ گئی ہوگی دو تین دن پہلے تم اُن کے متعلق بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے تھے لیکن ایملی پنک کے جھانسوں میں آکے سب کچھ بھول گئے"۔ یہ کہتے ہوئے بڈھے کا لہجہ اور بھی زیادہ پُرجوش ہوگیا۔

گیسٹوس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں بدقت ضبط کرکے بولا "مسٹر ہارگریو میں اُس سونے کا بھوکا نہیں ہوں۔ وہ میں انہی کے پاس بھیج دوں گا خدا کے لیئے مجھ کو اتنا خود غرض نہ جانیئے کہ اپنے عزیز رشتہ داروں کو بھول جاؤں فی الحقیقت میں آپ کا بدرجہ غایت احسانمند ہوں گا اگر آپ کسی ذریعہ سے وہ سونا میری خاطر انگلستان بھجوا سکیں . . . "

"میں بھجوادوں! . . . سونا!" مسٹر ہارگریو نے حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا مگر اس کے فوراً بعد گفتگو کا رخ بدل گئے اس نے کہا "غالباً تم نے صندوق کے پلٹ جانے کا ذکر مسٹر پنک سے نہ کیا ہوگا؟"

"ایملی کی خاطر مجبوراً چپ رہنا پڑا ہے۔ نوجوان نے جواب دیا" مسٹر ہارگریو وہ بڑی نیک پُرمحبت اور باوفا لڑکی ہے۔ اگر آپ بھی اُس کے مزاج سے پوری طرح واقف ہوتے . . ."

"میرے لیئے یہ جاننا ہی کافی ہے کہ اُس نے اپنی خوبصورتی کے جادو سے تم کو سارے قول و قرار بھلا دیئے . . ."

"مسٹر ہارگریو آپ کا لہجہ درشت ہے"۔ نوجوان نے متانت سے کہا "مگر میں چونکہ آپ کو اپنا محسن تصور کرتا ہوں اس لئے میرا دل آپ کی سخت کلامی سے بھی ملول نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک التجا مجھے آپ سے کرنی ہے۔ سونے کی بازیابی کا ذکر ایلی کے باپ سے نہ کیجئے تاکہ غلط فہمیاں نہ ہوں . . ."

"اطمینان رکھو۔ میں تمہارے معاملوں سے بالکل ہی ہاتھ دھو چکا" مرد مجذوب نے جواب دیا "اب تم جانو۔ تمہارا کام۔ یہ بھی میری حماقت تھی کہ تم کو راہ راست پہ لانے کی کوشش کرنے لگا۔ سالہا سال کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ میں نے کسی آدمی کے معاملات سے دلچسپی لی۔ جس کا یہ ثمرہ مجھ کو ملا ہے!"

"خدا کے لئے مجھ کو ناشکر گزار نہ جانیئے" گسٹوس نے دل تنگ ہو کر کہا۔

"چلو جو ہو چکا بہتر تھا۔ اب جاؤ!" اور یہ کہہ کر مسٹر ہارگریو نے اُسے رخصت کرنے کو بے صبری کا اشارہ کیا۔

"صاحب مجھ غریب پر اتنی سختی نہ کیجئے!" گسٹوس نے دردناک لہجہ میں التجا کی۔

"جاؤ۔ میں حکم دیتا ہوں!" ہارگریو نے غضبناک ہو کر کہا اور اس کے بعد قلم ہاتھ میں لے کر دوبارہ لکھنے لگا۔

گسٹوس تھوڑی دیر کھڑا بے بسی کے عالم میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر ایک آہ سرد کھینچ کر پیچھے مڑا اور رخصت ہو گیا۔

موئٹ پلیزنٹ کی طرف جاتے ہوئے اس کے خیالات انتہا درجے ناخوشگوار تھے بارے ایلی سے ملے۔ اُس کی میٹھی میٹھی باتیں سننے کے بعد جی کا قلق دور ہوا۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے۔ اور اس عرصہ میں گسٹوس اور ایلی کی محبت روز بروز

بڑھتی گئی۔ اس کی میٹھی باتوں اس کے اقرار محبت اس کی وفا کے استوار سے رنج و غم کی رہی سہی کسک گیسٹوس کے دل سے دور ہو گئی۔

مسٹر ہنک صندوق کی بازیابی کے واقعہ سے لاعلم رہا کئی مرتبہ اس نے دوران گفتگو میں سونے کے کھوئے جانے پر افسوس ظاہر کیا اور اس طرح کے موقعوں پر گسٹیوس کے دل کو اتنا رنج ہوتا کہ جی چاہتا تھا وہیں اس کے قدموں میں گر کر سب حال سچ سچ کہہ دے لیکن ایلی کی خاطر مجبوراً ضبط کر جاتا اس سے اس کی طبعی راست بازی اور حق پسندی کو سخت صدمہ پہنچتا تھا مگر کیا کرتا۔ مجبور تھا۔ یہ وہ کڑی منزل تھی جو ہر نیک انسان کی حالت میں جب اس کے قدم بدی کی طرف اٹھنے لگتے ہیں ضرور آیا کرتی ہے۔

رہ گیا صندوق۔ تو وہ جوں کا توں کمرہ کی الماری میں بند رکھا تھا کیونکہ انتہائی کوشش کے باوجود اس کو انگلستان بھیجنے کا کوئی طریقہ گیسٹوس کے ذہن میں نہ آیا نہ اس عرصہ میں پھر کبھی اس کی ملاقات مسٹر ہارگریو سے ہوئی۔

باب ۲۱

شادی کی تیاری۔ اور اس کے بعد

یہ بات جلدی ہی مشہور ہو گئی کہ گیسٹوس بیرنگٹن کی شادی عنقریب مس ہنک سے ہو گی اور چونکہ مسٹر ہنک صاحب عزت اور سوسائٹی میں نیک نام تھے اس لئے لاتعداد لوگ جو ان سے میل جول رکھتے تھے کچھ دولہا سے واقفیت پیدا کرنے کچھ دلہن کو تحائف دینے کی غرض سے مونٹ پلیزنٹ آنے شروع ہوئے۔ گیسٹوس مطمئن اور خوش تھا اور جب کبھی مہمان اس کے روبرو ایلی کے حسن برق وش کی تعریف کرتے پھولا نہ سماتا تھا۔ مسٹر ہنک کا سلوک اس سے ایسا تھا گویا وہ

بچپن سے اس کا واقف ہو وہ حقیقی معنوں میں اُس سے پدرانہ شفقت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس اثنا میں شادی کی تیاریاں دھوم دھام سے جاری تھیں اور گیسٹوس بڑی بے صبری سے اُس دن کا منتظر تھا جب وہ رسم نکاح ہو جانے کے بعد ایلی کو بی بی کہنے کے قابل ہوگا۔

مگر کیا اس عرصہ دراز میں اُس نے انگلستان اپنے دادا یا بہن ونی فرڈ کے نام خط لکھ کے انہیں شادی کی تیاریوں سے مطلع کیا؟ نہیں! کیونکہ وہ اس کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اُس کی راحت کا پیمانہ یقیناً لبریز ہوتا اگر یہ ایک بات رہ رہ کے اُس کے سینہ میں درد پیدا نہ کرتی کہ جب اس کی شادی کی اطلاع انگلستان پہنچے گی۔ تو وہ لوگ کیا رائے قایم کریں گے۔ ونی فرڈ اس کو بے وفا اور غفلت کیش جانے گی اور دادا کو اس خیال سے بے حد قلق ہوگا کہ وہ جو ان کی خاطر کمائی کرنے چلا تھا اپنے شکم کو دیکھ کر دور افتادہ سرزمین میں اقامت پذیر ہو گیا۔

ہر روز جب وہ رات کو اپنے کمرہ میں تنہا ہوتا تو دل میں اس بات کا پختہ عہد کرتا کہ کل جو چاہے ہو میں ایک اطلاعی خط ضرور اُن کے نام لکھوں گا اور کسی نہ کسی طریقہ پر صندوق بھی ان کو بھیجوں گا تاکہ ایک طرف اُن کو معلوم ہو کہ میں ان کو بھولا نہیں ہوں اور دوسری طرف مجھ کو یہ سوچ کر اطمینان ہو کہ جو کچھ میں نے کیا اُس کی تاحد امکان تلافی کر دی۔ مگر اس کے نیک ارادے طلوع سحر کے ساتھ اندھیرے کی طرح چھٹ جاتے۔ ہر روز کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ایسی پیش آتی کہ شب کا عہد پورا نہ ہوتا۔ کبھی ایلی کی صحبت میں وقت نکل جاتا۔ کبھی احباب کی محفل میں اتنی محویت ہوتی کہ تنہائی نہ مل سکتی مگر سب سے بھاری مشکل یہ ہوئی کہ سونے کے اس صندوق کو جو کمرہ کی الماری میں چھپا رکھا تھا سب کی لاعلمی میں سمندر کے گھاٹ تک لے جانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

اسی طرح دن گزرتے جاتے تھے مگر گیسٹوس کو کوئی بات کرتے دھرتے بن نہ آتی تھی ایک روز کاؤ کھرے وہ اکیلا چلا جاتا تھا کہ رستہ میں مسٹر ہارگریو سے ملاقات ہوئی۔ اُس یادگار دن کے بعد جب ہارگریو نے اُس سے روکھا سلوک کیا تھا یہ ان کی پہلی ملاقات تھی گیسٹوس اُس کے غصہ کو یاد کر کے شرمندہ تھا اور ہارگریو نہ معلوم قصداً یا دھن کی مستی میں خاموش رہا۔

آخرکار گیسٹوس ہی نے دونوں ہاتھوں سے دل تھام کے مہر سکوت توڑی کہنے لگا "مسٹر مارگریو بڑی مدت کے بعد آج شرف نیاز حاصل ہوا ہے"!

"کیا اس میں بھی میرا قصور ہے؟" مارگریو نے خشک لہجہ میں پوچھا "اگر تم کو خواہش ہوتی تو کیا ممکان پر نہ آسکتے تھے؟"

"میں بے شک خطاوار ہوں" گیسٹوس نے نرم ہو کر جواب دیا "لیکن اس ڈر سے حاضر نہ ہو سکا کہ آپ خفا ہوں گے . . ."

"اچھا یہ بتاؤ" لگنے نے قطع کلام کر کے پوچھا "کیا تم نے ایملی کا جرم معاف کر دیا؟ . . . میں نے سنا تھا شادی کی تیاریاں مکمل ہو رہی ہیں۔ اور میں خود تم کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اس موقعہ پر پیچھے نہ ہٹنا مگر یہ تو بتاؤ اس سونے کا کیا ہوا جو تم اپنے دادا کے پاس بھیجنا چاہتے تھے؟"

"او مسٹر مارگریو میں اس سونے کے متعلق بڑی دبدھا میں پھنسا ہوں" گیسٹوس نے شرم آلود نظروں سے فرش زمین کو دیکھتے ہوئے جواب دیا "میں نے بہت کوشش کی کہ وہ صندوق کسی نہ کسی طریقہ پر دادا کے پاس بھیج دوں مگر افسوس کوئی صورت نہ بن سکی یقین کیجئے میں اس سونے کی وجہ سے اتنا پریشان ہوں گویا وہ . . . چوری کی چیز ہو"۔

"تم نے بہت برا کیا کہ وہ سونا اب تک نہ بھیجا" مسٹر مارگریو نے کہا "مگر اس معاملہ میں میں ضرور تمہاری مدد کروں گا تمہاری وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس خیال سے کہ انگلستان میں تمہارے دادا اور غریب بہن کو اپنی مفلسی میں اس کی بے حد ضرورت ہے"۔

"آہ اگر آپ ایسا کر سکیں تو میرے دل کا بوجھ کتنا ہلکا ہو جائے" گیسٹوس نے احسان مند نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جو بات کہوں گا اس کو ضرور پورا کر دوں گا" مسٹر مارگریو نے کہا "آج رات بارہ بجے کے عمل پر میرا ایک معتبر آدمی اس صندوق کو لانے تمہارے پاس آئے گا ٹھیک بارہ بجے انتظار کرنا۔ وہ تمہارے کمرہ کی کھڑکی کے نیچے آکے کھڑا ہو جائے گا اس وقت صندوق کو رسی سے باندھ کر

نیچے لٹکا دینا اس طرح گھر میں کسی کو علم نہ ہوگا کہ تم نے صندوق باہر بھیجا۔ کل ایک جہاز بندرگاہ سے
رخصت ہوتا ہے اُس پر وہ صندوق انگلستان روانہ کر دیا جائے گا بعد ازاں تم نے ایک اطلاعی خط
اس کی روانگی کے متعلق اپنی بہن اور دادا کے نام لکھ کر بھیج دینا۔"

"آہ مسٹر ہارگریو۔ زبان میں طاقت نہیں کہ آپ کے احسانوں کا شکریہ ادا کر سکے" گیسٹوس نے
مرد مجذوب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انداز ممنونیت سے دباتے ہوئے کہا "مگر اتنی درخواست میری
طرف سے اور قبول کیجئے کہ اس شادی کی وجہ سے مجھ ناچیز کے برخلاف کسی خیال کو دل میں جگہ
نہ دیجئے۔ ۔ ۔"

"بس۔ بس یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے" مسٹر ہارگریو نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا "مگر یاد ہوگا ایک دفعہ پیشتر میں نے
کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ ایک خط تمہارے دادا کے نام بھیجوں گا اب گو تم نے اپنی روانگی ملتوی کر دی
ہے تاہم میں وہ خط ضرور بھیجنا چاہتا ہوں اس لئے جب تم اپنی چٹھی مسٹر ہیرنگٹن کے نام بھیجو تو میرا
خط اُس کے ساتھ شامل کر دینا۔"

"میرے دادا کے نام۔ ۔ ۔ کیا آپ اُن سے واقف ہیں؟" گیسٹوس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔
"…سے کیا حاصل؟" مسٹر ہارگریو نے کہا "ہاں اس بات کا اطمینان رکھو کہ میں اُس خط
…ں تمہارے برخلاف کچھ نہ لکھوں گا۔ میرے جی کی امنگ ہے کہ شریف بڈھے سے ہمدردی کرنا
چاہتا ہوں۔"

"…ہارگریو آپ کی عنایتیں ہر لحظہ بڑھتی جا رہی ہیں" گیسٹوس نے آرزومند لہجہ میں کہنا
شروع کیا مگر ہارگریو نے جلدی سے یہ کہہ کر اُس کا قطع کلام کر دیا کہ "آج رات بارہ بجے صندوق تیار
رکھنا میرا آدمی اس کو لینے کے لئے آئے گا بس اب میں رخصت ہوتا ہوں" اور گیسٹوس کو کچھ
اور کہنے کا موقعہ دئے بغیر وہ ایک طرف کو چلنے لگا۔

مخفی نہ رہے کہ یہ گفتگو سڑک کے ایک ایسے مقام پر ہوئی تھی جہاں درختوں کی گنجانی تھی یعنی اُس
وقت جب ہارگریو رخصت ہوا گیسٹوس کو زیر درختی میں تھوڑے فاصلہ پر عجیب طرح کی سرسراہٹ

سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا کوئی آدمی جوان کی باتیں چھپ کر سنتا رہا تھا چپ چاپ وہاں سے ہٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔

وہ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس مقام کی طرف گیا اور حد نگاہ تک نظر ڈالی مگر کوئی متنفس دکھائی نہ دیا۔ اسی پر کفایت نہ کر کے اُس نے فرش زمین پر کسی کے پیروں کے نشانات دیکھنے کی بھی کوشش کی لیکن ہری ہری گھاس پر کسی طرح کا نشان نظر نہ آیا اس کے بعد گیشوس کا اطمینان ہو گیا اور اُس نے سوچا کہ میرا وہم تھا ورنہ کون ہے جسے چھپ کر باتیں سننے کی خواہش ہوتی؟

مونٹ پلیزنٹ پہنچ کر اُس نے اس انتظام کی کیفیت جو ترسیل زر کے بارہ میں مسٹر ہارگریو سے ہوا تھا ایلی سے بیان کی۔

وہ خود اس کی آرزومند تھی کہ سونا جس قدر جلد ممکن ہو انگلستان بھیج دیا جائے اس لئے نہیں کہ اُس کو آفت رسیدہ نیرگمس سے ہمدردی تھی اور نہ دنیا فروڈ کی مہر و محبت یا غمخواری کے خیال سے بلکہ محض اس لئے کہ جب تک سونا گھر کے اندر موجود تھا وہ گیشوس کے بارہ میں پوری طرح مطمئن نہ ہو سکتی تھی۔ ہر لحظہ یہ کھٹکا دامنگیر تھا کہ نہ معلوم کب ارادہ بدل کے وہ اس سونے کو بطور خود انگلستان لے جانے پر آمادہ ہو جائے۔ چنانچہ جس وقت اس کو معلوم ہوا کہ سونا مسٹر ہارگریو کی وساطت سے بھیجا جائے گا اور گیشوس کا ارادہ خود اس کو لے جانے کا نہیں ہے تو بے حد مسرور ہوئی اور اس تجویز سے پوری طرح اتفاق کیا۔

اس رات گیشوس۔ جیسا اُس کا معمول تھا دس بجے کے بعد اپنی خوابگاہ میں گیا اس جگہ پہنچ کر سب سے پہلا کام جو اُس نے کیا وہ صندوق کو نامعلوم قاصد کے حوالہ کرنے کے لئے تیار کرنے کا تھا چنانچہ صندوق کو الماری سے نکال کر اس نے ایک مضبوط رسّی اُس کے گرد باندھی تاکہ وقت آنے پر اس کو بسہولت کھڑکی کے نیچے لٹکایا جا سکے۔

رات اندھیری تھی تو بھی اتنا اجالا ضرور تھا کہ پاس کی چیز دھندلی سی دکھائی دے جاتی تھی گیشوس حیران ہو کر سوچتا تھا کہ ہارگریو کس کو صندوق لانے کے لئے بھیجے گا۔ وہ یہ

تک وہ اس سوال پر غور کرتا رہا اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ غالباً اس کا حبشی نوکر سانبو جس پر اُس کو سب سے بڑھ کر اعتماد تھا۔ اس کام کے لئے آئے گا۔

اس دوران میں اس کے خیالات کی رو اس سوال پر بھی گئی کہ ہارگریو داد اگے خط میں کیا لکھنا چاہتا ہے۔ مگر اس بارہ میں کسی طرح کی بے تابی اُس کے دل کو نہیں تھی کیونکہ مسٹر ہارگریو نے وعدہ کیا تھا کہ میں ایسی کوئی بات خط میں تحریر نہ کروں گا جو تمہاری ذات پر حرف لائے۔ اور گسیثوس کو اُس کے وعدہ کا پختہ یقین تھا۔

ان خیالات میں کبھی کبھی سیم تن ایلی کی تصویر بھی آمیز ہو جاتی جو بہت جلد اس کے نکاح میں آنے والی تھی اس خیال کے آتے ہی گسیثوس کے سینہ میں احساسات اور واردات کا ایک طوفان سا برپا ہو جاتا۔ اور رگوں میں نئی طرح کی سنسناہٹ پیدا ہونے لگتی۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ اس نے دیکھا آدھی رات کا عمل قریب ہے اس وقت اُس نے چراغ گل کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس نے سوچا اگر کسی آدمی نے کھڑکی سے صندوق لٹکتا دیکھ لیا تو شبہات پیدا ہوں گے پس یہ کام اندھیرے میں کرنا ہی بہتر ہے اُس نے موم بتی بجھادی اور جب اس کے بعد ٹھیک بارہ بجے تو کمرہ کی کھڑکی بے آواز کھولی۔

عین اس موقعہ پر درختوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ گسیثوس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ کوئی آدمی محتاط قدموں سے چلتا اس دیوار کی طرف آتا ہے جس میں کھڑکی بنی تھی۔

ایک دھندلی سی صورت کھڑکی کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ گسیثوس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن معلوم نہ کر سکا کہ کون ہے۔

سونے کا صندوق بندھا بندھایا رکھا تھا اور گسیثوس اس آدمی کو دیکھ کر بندھی ہوئی رسی کی مدد سے اس کو لٹکانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ پے در پے دو گولیاں چلیں اس کے ساتھ ہی وہ دھندلی صورت جو کھڑکی کے نیچے کھڑی تھی کسی کی طرح بے جان فرش زمین پر آرہی!

اس ہیبت ناک آواز کو سنتے ہی بھاری صندوق گسیثوس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کمرہ کے اندر

گر ٹپا روشٹے کھڑے ہو گئے اور خون مارے دہشت کے جمنے لگا۔ اس نے بے قراری سے
گردن نکالی اور لرزتی ہوئی آواز سے پوچھا۔
"کیا ہوا؟ . . . کون مارا گیا؟"
دو آدمی ساتھ ساتھ دوڑتے اس مقام کی طرف آئے جہاں کسی بدنصیب کی گرم لاش پڑی
تھی ایک کے ہاتھ میں دستی لالٹین تھی اس کی روشنی میں گسیٹوس نے دونو کو پہچانا۔
"مسٹر ہیرنگٹن کچھ بات نہیں" آدمیوں میں سے ایک نے جو موٹ پلیزنٹ کا داروغہ تھا
جواب دیا "کوئی چور تھا جس نے بری نیت کی سزا پائی"۔
"چور! گسیٹوس کے منہ سے دہشت آمیز لہجہ میں نکلا اور اُس کا دل یہ سوچ کر زور سے
دھک دھک کرنے لگا کہ مارگریو کا بھیجا ہوا آدمی بے گناہ مارا گیا!
فی الحقیقت اتنی ہراسگی ایک ناکردہ گناہ کی موت سے گسیٹوس کے دل کو ہوئی کہ
ممکن تھا وہ حالت جوش میں خیالات کے اظہار سے افشائے راز کر بیٹھتا اگر عین اس موقعہ پر
ایک نازک ہاتھ اس کے شانہ پر نہ رکھا جاتا اور ایک نرم آواز یہ چند الفاظ نہ کہتی۔
"چپ! . . . میں ہوں!"
ایملی اس کے پہلو میں کھڑی تھی وہ فوراً اس کی طرف مڑا۔
"خدا کے لئے کوئی بات ظاہر نہ کر بیٹھنا" نازنین نے دبی آواز سے کہا اور گسیٹوس نے
دیکھا کہ وہ شب خوابی کے لباس میں اپنے کمرہ سے باہر آئی تھی۔
"مگر ایملی کیا دیکھتی نہیں ہو ایک آدمی بے گناہ مارا گیا!" گسیٹوس نے دبی ہوئی لیکن پرجوش آواز
سے کہا "میرے خیال میں وہ مسٹر مارگریو کا وفادار اور معتبر نوکر تھا . . ."
"چپ! خدا کے لئے اتنا اونچا نہ بولو" ایملی نے منت کر کے کہا "وہ لوگ کھڑکی کے
نیچے کھڑے ہیں ایسا نہ ہو سن لیں"۔
"آہ۔ تم نہیں جانتی ہو میرے دل کو اس واردات کا کتنا قلق ہے" گسیٹوس نے جو یہ

سوچ کر تھر تھر کانپتا تھا کہ محض اس کے سونے کی وجہ سے ایک بے گناہ کا خون ہوا جواب دیا "در اصل میں ہی اُس کی موت کا ذمہ دار ہوں۔ اُس کا خون ناحق میرے ہی نامہ اعمال میں لکھا جائیگا۔"

"گسیٹوس تم کو اختیار ہے جس طرح جی چاہتا ہے کرو" نازنین نے مایوس ہو کر کہا "اگر تم اس راز کو فاش کرنے پر تُلے ہو تو میں نہیں روکتی۔ مگر اتنا سوچ لو کہ اصل حقیقت ظاہر ہونے کے بعد میں عمر بھر کسی سے آنکھ ملانے کے قابل نہ رہوں گی۔"

"سچ ہے" گسیٹوس نے مری ہوئی آواز سے تسلیم کیا "لیکن مقابلہ میں اپنے جی کو کیا کروں جو رہ رہ کے ملامت کرتا ہے۔۔۔"

"سُننا!" ایلی نے بے تابانہ کہا "کوئی کہہ رہا تھا نیلسن ہے!۔۔۔"

"میرے خدا نیلسن!" گسیٹوس نے بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ کہا اور اس کے بعد دوبارہ کھڑکی سے نیچے کی طرف دیکھا۔

داروغہ اور اُس کا ساتھی لاش پر جھکے ہوئے لالٹین کی مدد سے بغور اس کو دیکھ رہے تھے جھلملاتی روشنی میں بدنصیب مرنے والے کا چہرہ صاف دکھائی دیتا تھا۔

"واقعی یہ تو مسٹر تھرلو کا آدمی نیلسن ہے!" داروغہ نے کسی قدر اونچی آواز میں اپنے ساتھی سے کہا "موذی نے اپنا کیا پا لیا۔"

"کیا تعجب اسی نے سونے کا صندوق چرایا ہو" دوسرے آدمی نے جواب دیا۔ "شاید اب لالچ کا مارا کچھ اور لینے آیا تھا۔"

"کیا نیلسن مارا گیا؟" مسٹر پنک کی آواز کسی قدر فاصلہ سے سنائی دی جس کے بعد وہ ڈرسنگ گون پہنے دوڑا دوڑا اُس مقام کی طرف آیا۔

"پیارے گسیٹوس اب چپ رہنا ہی بہتر ہے" ایلی نے دبی آواز سے کہا "یہ ناہنجار اسی سزا کا مستوجب تھا۔"

"آہ یاد آگیا" گسیٹوس نے ایلی کی طرف مڑ کر کہا "میں جس وقت مسٹر مارگریو سے

باتیں کر رہا تھا تو درختوں کے پیچھے سرسراہٹ ہوئی تھی اسی وقت میں نے اندازہ سے جانا تھا کہ کوئی آدمی چھپا ہے اب معلوم ہوا کہ نیلسن ہی تھا اچھا جاکے آرام کرو میں اب اس کے متعلق کوئی بات نہ کہوں گا۔"

ایلی محبت سے بغلگیر ہوئی پھر دبے پاؤں رخصت ہو گئی اس کے چلے جانے کے بعد گیشوس نے پھر کھڑکی سے جھانکا اور بلند آواز سے پوچھا۔

"کیا نیلسن مر گیا؟"

"ہاں" مسٹر پنک نے جواب دیا "مگر کوئی بات نہیں۔ تم بیشک آرام کرو میں نے ایک خادمہ ایلی کے پاس بھیج دی ہے وہ گولی کی آواز سن کر سہم گئی ہوگی۔"

"چچا میری فکر نہ کیجئے" خاتون نے اپنے کمرہ کی کھڑکی سے آواز دی "میں پہلے بیشک ڈر گئی تھی مگر اب جی کو سکون ہے۔"

"سو جا بیٹی آرام کر" تاجر نے کہا "یہ موذی اسی کا مستوجب تھا۔"

اتنے میں کئی اور نوکر چاکر جمع ہونے لگے تھے گیشوس نے جلدی سے صندوق کی رسی کھول کے اس کو دوبارہ الماری میں بند کر دیا اس کے بعد سیڑھیوں سے اتر کے اس مقام پر گیا جہاں نیلسن کی لاش پڑی تھی اور داروغہ حالات کی تفصیل میں مشغول تھا۔

"سرکار آج میرے اور اس آدمی کے پہرہ دینے کی باری تھی" اس نے مسٹر پنک کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"گیشوس شاید تم کو معلوم نہ ہو" مسٹر پنک نے تشریح کی "اس دن کے بعد کہ وہ صندوق چرایا گیا میں نے احتیاطاً پہرہ کا انتظام کر دیا تھا گو سچ پوچھو تو اس کی وہی بات تھی جیسے کوئی آدمی گھوڑا چرائے جانے کے بعد اصطبل کا دروازہ بند کر دے۔ . . . ہاں جیکسن آگے بیان کرو۔"

"جیسا میں عرض کر رہا تھا" داروغہ نے جس سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے

جواب دیا ہم دو آدمی اُن درختوں کے پیچھے جو سامنے نظر آتے ہیں چوبی پل کے پاس گشت کر رہے تھے کہ اندھیرے میں کوئی آدمی پل پر سے گزرتا دکھائی دیا ہم چوکنے ہو گئے اور اُس کے پیچھے پیچھے مناسب فاصلہ پر چلنے لگے ہم نے دیکھا وہ رستہ سے کٹتا اسی مکان کی طرف آتا تھا۔ باغ کی فصیل تک ہم نے پیچھا کیا مگر اس کے بعد وہ نظروں سے چھپ گیا ہم نے اندازہ سے جانا کہ باڑ کو اچھل کر پھلانگ گیا۔ ہم اُس کا پیچھا کرتے اس طرف کو آئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں سایہ دیوار میں اس مقام پر کھڑا ہے جہاں اب آپ اس کی لاش پڑی پاتے ہیں تب یقین ہو گیا کہ وہ بری نیت سے آیا ہے۔ میں نے جھٹ پستول جھونک دیا اور میرے ساتھی نے بھی تقلید کی...

"چلو خس کم جہاں پاک" مسٹر پنکس نے بے دردانہ کہا "آدمی اسی لائق تھا۔ اس کا اپنا کیا آگے آ گیا اب لاش اٹھوا کر شاگرد پیشہ میں ڈال دو دن چڑھے اس کی اطلاع مسٹر تھرلو اور کارنر کو بھیجنا۔ آؤ چل کے آرام کریں ایک ایسے پاجی کی موت پر ملول نہ ہونا چاہیئے"

حکم کی تعمیل میں چند آدمی نیلسن کی لاش اٹھا کے ایک طرف کو لے گئے اور مسٹر پنک گیسٹوس اور باقی ماندہ اشخاص اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوئے۔

مگر خوابگاہ میں جا کر گیسٹوس کو بڑی دیر تک نیند نہ آسکی دیو ہیکل حبشی کی لاش آنکھوں کے سامنے پھرتی نظر آتی تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اُس کو نیلسن ایسے بد کردار شخص سے کوئی ہمدردی تھی یا اُس کی موت کا افسوس تھا۔ پریشانی اس وجہ سے تھی کہ بدنصیب کس بھول میں لقمہ اجل ہوا۔

گیسٹوس طبعاً رحم دل اور کشت و خون سے متنفر تھا جب وہ کمرہ کی تنہائی میں سارے واقعہ پر غور کرنے کے قابل ہوا تو ایک عجب طرح کی وہم آمیز دہشت اُس کے دل کو ہونے لگی بڑی دیر کے بعد جب رات آخر ہو چکی تو وہ ذرا سی دیر کو سو گیا مگر نیند اتنی پریشان تھی کہ خواب میں بھی مقتول حبشی کی صورت آنکھوں کے سامنے پھرتی رہی۔

بہت سویرے آنکھ کھلی تو اُس نے جلد جلد کپڑے پہنے اور معاملہ کی اصلیت معلوم کرنے کی غرض سے مسٹر ہارگریو کے مکان کی طرف چلا۔ پوری طرح دن نہ نکلا تھا نیلے آسمان پر ڈوب کے کہیں کہیں نظر آجانے والے تارے عنقریب مشرقی کنارہ سے ظاہر ہونے والی روشنی کی آمد سے دب دب کر ہرکنے لگے تھے کہیں کہیں کوئی چھتنار درخت تاریکی کو سایہ حمایت میں لیے کھڑا تھا جلدی ہی وہ اُس باغ کے پاس جا پہنچا جس کے سرے پر مسٹر ہارگریو کا مکان واقع تھا دروازہ میں قدم رکھتے ہی ہارگریو اُس کو ملا۔

"کیوں کیا ہوا اور تم اتنے سویرے کیوں آئے ہو؟" بڈھے نے اُس سے پوچھا تمہارے چہرہ کا رنگ بھی زرد ہے اور تم بیمار دکھائی دیتے ہو کیا کوئی نئی خرابی ہوئی ہے؟ کیا رات کا انتظام پورا نہیں ہوا؟"

"اوہ مسٹر ہارگریو۔ بڑے ستم کا حادثہ ہوگیا!" نوجوان نے بےتابانہ کہا مگر یہ تو فرمائیے آپ نے کس کو صندوق لانے بھیجا تھا؟"

"کس کو؟ . . . میں وفادار سانبو کے سوا اور کس کو بھیجتا جو کبھی کسی سے بے ضرورت بات نہیں کرتا۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں گیا؟"

افسوس سانبو نہیں گیا" گیسٹوس نے جواب دیا بلکہ اُس کی جگہ ایک اور ہی آدمی جا نکلا۔"

"کیا واقعی؟ مگر سانبو نے اپنی عمر میں کبھی غفلت یا بے وفائی نہیں کی۔ کس طرح مانا جائے کہ وہ تمہارے پاس نہیں گیا" مسٹر ہارگریو نے متحیرانہ پوچھا۔

"صاحب اس کا حال بعد کو معلوم ہوگا" گیسٹوس نے جواب دیا مگر حال اتنا تحقیق ہوا ہے کہ اُس کی جگہ مسٹر تھرلو کا آدمی نیلسن وہاں آیا تھا۔"

"نیلسن!" بڈھے نے بےزاری ظاہر کرکے کہا اور تم نے سونے کا صندوق اس کو دے دیا؟"

"آہ منحوس سونا!" نوجوان نے ہاتھ مل کر کہا اُس نے تباہی اور بربادی کے سوا کیا نتیجہ

پیدا کیا ہے؟ لیکن کبھی جوس کے سونے میں یہی تاثیر ہوتی تھی کیونکہ ممکن تھا کہ وہ پانے والے کے حق میں ذریعہ راحت ہوتا؟"

"معلوم ہوتا ہے تم بھی جہاز پر رہ کے ملاحوں کی طرح وہمی بن گئے ہو" ہار گریو نے حقارت آمیز لہجہ میں جواب دیا" لیکن سارا حال بیان کرو وہ سونا اب کس کے پاس ہے؟"

"سنیئے میں سب حال عرض کرتا ہوں" گسٹوس نے کہا" دراصل جب سے صندوق گم ہوا تھا مسٹر پنک نے اپنے مکان کے پہرہ کا انتظام کر دیا تھا لیکن مجھے اس کی خبر نہ تھی وقت مقررہ پر سانبو کی جگہ نیلسن وہاں پہنچا اور نصیب کی شامت سے گولی کھا کر گیا کیونکہ پہرہ داروں نے اُس کو چور سمجھا تھا۔"

"اچھا ہوا وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا"۔ مسٹر ہار گریو نے کہا" فی الحال یہ تو مجھ کو معلوم نہیں کہ اُس نے سانبو کی جگہ کیسے لی تاہم ایک بات یقینی ہے۔ کہ وہ بُری نیت سے ہی گیا ہو گا میرے خیال میں اس واقعہ سے ہونٹ پلیزنٹ میں بڑی سنسنی پھیل گئی ہو گی اور ممکن ہے ہر ایک بات ظاہر ہو چکی ہو۔"

"جی نہیں بات تو کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئی" گسٹوس نے جواب دیا" مگر نیلسن کی موت کا میرے دل کو بے حد افسوس ہے۔ کل رات جب آپ سے باتیں ہوئی تھیں تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی درختوں کے پیچھے چھپ کر وہ باتیں سنتا رہا ہے اب یقین ہو گیا کہ وہ آدمی نیلسن کے سوا کوئی نہ تھا۔"

"کیوں نہ ساری بات سانبو سے معلوم کر لی جائے؟" مسٹر ہار گریو نے کہا" چونکہ وہ بہت شرمیلا اور خلوت پسند ہے اس لئے تم فی الحال ٹھیرو ممکن ہے تمہارے سامنے بات کرتا ہچکچائے . . . یعنی اس صورت میں کہ زندہ اور صحیح سلامت ہو ورنہ مجھ کو تو اندیشہ ہے کہ نیلسن نے اُس کو رستہ میں قتل کر کے مسٹر پنک کے مکان کا رخ کیا ہو گا۔"

گسٹوس کو اب تک اس کا خیال نہ آیا تھا ہار گریو کی زبانی یہ نئی بات سن کر اُس کے بدن میں دہشت کی تھرتھری پیدا ہوئی لیکن خاموش رہا۔ اس کے بعد ہار گریو اکیلا اُس

جھونپڑی کی طرف گیا جس میں سانبو رہا کرتا تھا اور گسٹیوس اس کی واپسی کے انتظار میں ادھر اُدھر ٹہلا کیا مگر جب پلگے کو گئے قریباً دس منٹ ہو گئے تو گسٹیوس کو یہ سوچ کر اطمینان ہوا کہ سانبو مرا نہ ہوگا ورنہ اتنی دیر نہ لگتی۔

اس عرصہ کے بعد ہارگریو واپس آیا تو ہیرنگٹن بے تابانہ آگے بڑھا۔

"سانبو تو خیر زندہ ہے" مسٹر ہارگریو نے کہا" مگر نیلسن نے بڑی شرارت کی جس کا خمیازہ اس نے پا لیا واقعہ یہ ہے کہ کل تم سے جدا ہونے کے بعد میں کنگسٹن کی بندرگاہ میں گیا تھا وہاں ایک جہاز کے کپتان سے مل کر اُس کو بتایا کہ دھات کے نمونوں کا ایک صندوق میرے پاس ہے جس کو میں انگلستان بھیجنا چاہتا ہوں۔ وہ اُسے لے جانے پر آمادہ ہو گیا اور میں یہ بات طے کر کے واپس چلا آیا کہ صندوق کل صبح گھاٹ پر پہنچا دیا جائے گا۔ رات کو نو اور دس بجے کے درمیان میں نے سانبو کو ضروری ہدایات دیں مگر اب اُس کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بارہ بجے کے عمل پر جب وہ مسٹر ہنیک کے مکان کی طرف جا رہا تھا تو رستہ میں نیلسن ملا اور کہنے لگا۔ اچھا ہوا تم موقعہ پر مل گئے ہیں یہ اطلاع دینے تمہاری طرف ہی چلا تھا کہ وہ کام آج رات نہ ہوگا مسٹر ہیرنگٹن نے کہلایا ہے کہ آج مونٹ پلیزنٹ میں چونکہ دعوت ہے اس لئے اُن کو موقعہ نہ ملے گا" سانبو جو سادہ لوح ہے اس بات کو سچ سمجھ کے واپس آ گیا اُس کو کیا معلوم کہ نیلسن کی سوچی ہوئی شرارت اُس کی جان بچانے کا ذریعہ ثابت ہوگی کیونکہ اس میں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر نیلسن اس کو نہ روکتا اور سانبو وہاں جاتا تو فی الحال کھڑکی کے نیچے اسی کی لاش پڑی ہوتی"۔

"کتنا عجیب اور پراسرار واقعہ ہے" گسٹیوس نے کہا" کس طرح بد کو اُس کی بدی کا بدلہ ملتا ہے اُس کی مثال ہمارے سامنے ہے لیکن مسٹر ہارگریو اب اس

لاش پہ کاروندی کی تحقیقات ہوگی ۔ ۔ ۔"

"پھر اس سے کیا!" بگلے نے جواب دیا "تم کو اختیار ہے کوئی بات ظاہر نہ کرو۔ اور میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ کارونر کے روبرو کوئی بات ظاہر بھی نہ کرنا۔ بے احتیاطی سے اگر ایک لفظ منہ سے نکلا تو پھر کوئی تفصیل چھپائے نہ چھپے گی"۔

"اطمینان رکھیئے میں اس معاملہ میں پورا احتیاط رکھونگا" نوجوان نے کہا "میں تو خود اس بات سے ڈرتا ہوں کہ چھپے ہوئے راز ظاہر نہ ہوں"۔

"اُس حبشی کی موت کا ہم میں سے کسی کو غم نہیں" مسٹر ہارگریو نے کہا "اُس نے اپنا کیا پالیا کچھ شک نہیں وہ صندوق اڑانے کی نیت سے ہی گیا تھا۔ اب رہا تحقیقات کا سوال۔ تو ہر شخص کو قانوناً اپنے مکان کی حفاظت کا اختیار ہے اور اگر کوئی آدمی مشتبہ حالات میں مکان کے آس پاس پھرتا اتفاقاً مارا جائے تو اُس کے لئے جواب دہ مالک مکان نہیں ہوتا وہ تو کہیئے میری خوش نصیبی تھی کہ اُس رات جب صندوق ڈھونڈتا پھرتا تھا زندہ بچ گیا ورنہ کیا تعجب مسٹر بینکس کے پہرہ دار مجھ کو بھی چور سمجھ کے مار دیتے۔ اور میں یقیناً وہاں جانے کی جرأت نہ کرتا اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ مسٹر بینک نے مکان کی حفاظت کو پہرہ دار مقرر کئے ہیں مگر اس قصہ کو چھوڑیئے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کارونر کی تحقیقات پانچ منٹ سے بھی کم عرصہ میں ہو جائے گی اور دو یا تین دن کے بعد تو یہ معاملہ بالکل ہی رفت گزشت ہو چکا ہوگا"۔

ہارگریو سے رخصت ہونے کے بعد گسٹوس مونٹ پلیزنٹ آرہا تھا کہ رستہ میں ایکلی مل گئی جو اسے اس کے کمرہ میں نہ پاکر بدرجہ غایت فکرمند تھی۔ اُس کو ڈر تھا شاید وہ رحم دلی کے باعث یا ہارگریو کے سمجھانے سے اصل حقیقت کے اظہار پہ آمادہ ہو جائے۔

پس اس کو یہ دیکھ کر بہت اطمینان ہوا کہ گسٹوس کے چہرہ پر کسی طرح کی اضطرابی علامات نہ تھیں اور جب بعد ازاں اُس نے اُس ملاقات کا حال بیان کیا جو اس کی ہارگریو سے ہوئی تھی تو ایکلی کی رہی سہی تشویش زائل ہو گئی۔
اسی دن سہ پہر کو نیلسن کی لاش پر کارونر کی تحقیقات ہوئی اور جیسا ہارگریو نے کہا تھا سب کام جلدی ہو گیا۔ صرف دو پہرہ داروں کی شہادت کافی سمجھی گئی انہی کے بیان کے مطابق جیوری نے فتوے دے دیا۔
گسٹوس کو یہ سوچ کر بے حد خوشی ہوئی کہ معاملہ اس آسانی سے ٹل گیا اور ایکلی کی خوشی کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا کیونکہ نیلسن کی موت کے ساتھ اُس راز کے انکشاف کا خاتمہ ہو گیا جو ایک رات اس کے بیرنگٹن کے کمرہ کی کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھے جانے سے تعلق رکھتا تھا۔
مگر سونے کا صندوق جوں کا توں الماری میں پڑا تھا جب ہارگریو کی سوچی ہوئی ترکیب بھی کارگر نہ ہوئی تو ایکلی نے اپنی طباعی سے ایک نئی تجویز سوچی۔ اُس نے گسٹوس کو سمجھایا کہ تم کچھ اس طرح کا سامان مثلاً آچار مربے کے برتن یا ایسی ہی اور چیزیں خرید کے بڑے صندوق میں بند کرنے کا بہانہ کرتے ہوئے دراصل اُس صندوق میں وہ چھوٹا صندوق رکھ دو جس میں سونا بھرا ہے اور خالی حصہ میں پھوس بھر کے یہ ظاہر کرو کہ مجھ کو تحفہ کے طور پر یہ چیزیں انگلستان روانہ کرنی ہیں۔ اس طرح صندوق بھی چلا جائے گا اور کسی کو شک و شبہ نہ ہوگا۔ گسٹوس کو یہ تجویز دل لگتی معلوم ہوئی چنانچہ بازار سے "پرتا" مس مربے کے بڑے بڑے برتن خرید کر لائے گئے مگر ان کو بند کرنے کے لئے لئے ذالدہم کو خریدا گیا تھا اُس میں وہی سونے کا بھرا ہوا صندوق رکھ کے چار
حصہ میں خشک گھاس بھر دی گئی خود مسٹر پنک اصل حقیقت سے لدکار دہاری معروفیتوں کے صندوق کو اپنی نگرانی میں ایک جہاز پر لدوا کے انگلستان رہتک تمہارے خیال میں

معلوم نہ ہو سکا کہ بڑے صندوق میں درحقیقت وہی سونا بند ہے جو پیشتر کھویا گیا تھا۔ رہ
گئے برتن جو محض دکھاوا تھے تو ان کو ایلی نے اپنے کمرہ کی خالی الماری میں رکھ کے
قفل لگا دیا اور کنجی اپنے پاس محفوظ رکھی۔

اس کے بعد دن گذرتے گئے حتیٰ کہ وہ یوم سعید جو شادی کے لئے مقرر تھا سر پر آ گیا۔
اوائل ماہ نومبر کی بڑی سہانی صبح تھی۔ ہر چند سردی کا موسم تھا تاہم اس معتدل جزیرہ کی ہوا
ابھی تک خوشگوار تھی اور پھلے پھولے باغ۔ ہرے ہرے جنگل۔ جھومتے درخت۔ بہتے
ندی نالے اور بھرے ہوئے تالاب دلکش منظر پیش کرتے تھے۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ
قدرت بھی اس شادی کی تقریب پر بہت مسرور ہے۔ گیشوس اس خیال سے خوش تھا
کہ ونیفرڈ اور دادا کی ضرورتوں کے لئے اتنا سونا چلا گیا جو ان کو آسودہ حال کر دے گا اور
ایلی یوں مسرور تھی کہ اس کی تمنائیں عنقریب پورا ہوا چاہتی تھیں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ
مس ہنیک کی اس وقت کی خوبصورتی کا صحیح نقشہ پیش کرے جب وہ عروسی جوڑا پہن
کے کمرہ نشست میں آئی جہاں گیشوس سادہ مگر نفیس لباس پہنے پہلے سے موجود تھا۔
اس کو آتا دیکھ کر وہ خیر مقدم کو بڑھا۔ دلھن کا باپ مسٹر ہنیک بھی اسی جگہ موجود تھا اور
دلھن کی دو سہیلیاں بھی جو ایک مالدار ہمسایہ مسٹر اڈیر کی بیٹیاں تھیں۔ دو چار مہمان اور
بھی آنے والے تھے جن کا رسم شادی پر موجود ہونا ضروری تھا۔ البتہ اس کے بعد دعوت
ن شفیقانہ سے آدمیوں کی توقع تھی رسم شادی کے بعد دولھا دلھن کو ماہ عسل کا زمانہ
بعد تو یہ معاملہ یوں نہ جاتا تھا کیونکہ گرم آب و ہوا کے اس ملک میں لوگ جہاں تک ممکن ہو۔
ہار گھر دو سے رہتے ہیں

رستہ میں ایلی نکل گئی آتے ہیں کہ ایلی ہنیک دلھن کے لباس میں بہت خوبصورت نظر
کو دُور تھا شاید وہ رحم دلی، قدر اور رکھنا ہی کافی ہوگا کہ شادی کے خوشنما لباس میں اس کے
کے اظہار پر آمادہ ہو جائے رجہ غایت برجستی ہوئی تھی چہرہ جوش مسرت سے دمکتا تھا۔

رخساروں کی ملاحت پر خوشی کی سرخی پکے ہوئے سیب کی رنگت رکھتی تھی اور موٹی سیاہ آنکھوں میں وہ میٹھا سرور تھا جو ایک پیار کا نشہ رکھتا ہے دولہا بھی اس موہنی صورت کے عین مطابق تھا خوشنما بڑھیا لباس میں اُس کی نازک چھریری قامت دلکش دکھائی دیتی تھی چہرہ آثار مسرت لئے تھا اور جب عیشتاہ ایلی پاس آکر محبت سے اُس کے ساتھ لگی تو گسٹیوس کی پیشانی شگفتہ اور روح کیف سے مست ہو گئی۔

جیسا بیان ہوا ہے ابھی کچھ مہمانوں کا انتظار تھا جس کے بعد آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں اس مختصر جماعت کو کنگسٹن کے اُس گرجا میں جانا تھا جہاں شادی کی رسم ادا ہونی قرار پائی تھی اس وقت دس بج کر کچھ منٹ اوپر ہوئے تھے مگر دلہن اور اس کی سہیلیاں تو بیاں پہنے وقت مقررہ پر چلنے کو تیار بیٹھی تھیں۔

"میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر تھرلو اور اُن کی بیٹیاں وقت پر آجائیں گی" مسٹر پنک نے گھڑی نکال کر دیکھتے ہوئے کہا "ہمیں اب دیر نہ کرنی چاہیئے تھرلو کی نسبت تو مجھ کو پورا یقین ہے کہ صحیح وقت پر آملے گا کیونکہ عین الوقتی کا پابند ہے"۔

"کل شام مجھ کو جین تھرلو سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا" بڑی مس اڈیر بولی۔ "کہتی تھی بہن اور والد کے ساتھ ساڑھے دس تک پہنچ جاؤں گی"۔

"مگر کیا وجہ ہوئی تمہارے والد مسٹر اڈیر اب تک نہ آئے؟" مسٹر پنک نے دریافت کیا "میرا خیال تھا تمہارے ساتھ ہی ساتھ آجائیں گے"۔

"وہ ضرور آجاتے اگر ان کو ایک کام کے سلسلہ میں کنگسٹن جانا نہ پڑتا" مس اڈیر نے معذرت کی "چونکہ ڈاک کا جہاز دوپہر روانہ ہوتا ہے اس لئے والد ہم کو رستہ میں اُتار کے سیدھے شہر چلے گئے"۔

"اب سمجھ میں آیا" مسٹر پنک نے کہا "دراصل تمہارے والد کاروباری مصروفیتوں کے بہت پابند ہیں اور یہی باعث اُن کی تجارتی ترقی کا ہے تاہم کب تک تمہارے خیال میں

اُن کے آنے کی امید ہے؟

"بس آتے ہی ہوں گے" مس اڈیر کہنے لگی "کہتے تھے صدر دفتر کو کچھ ہدایت دینی ہے اس کے بعد فوراً آ جاؤں گا"۔

"اے لو بڑی عمر ہے آ گئے" مسٹر پنک نے کمرہ کی کھڑکی سے مسٹر اڈیر کی گاڑی کو مکان کی طرف آتا دیکھ کر کہا۔

اس کے چند منٹ بعد مسٹر اڈیر کمرہ میں آ گئے اور آتے ہی گسٹیوس سے پرجوش مصافحہ کیا کیونکہ گو اُن کا تعارف حال ہی میں ہوا تھا تاہم عرصہ قلیل میں ہی گہرا دوستانہ ہو گیا تھا پھر ایلی سے چند الفاظ کہے جس کو وہ بچپن سے جانتے تھے بعد ازاں وہ تو مسٹر پنک سے باتیں کرنے لگے اور دو نو مس اڈیر۔ گسٹیوس اور ایلی کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں چلے گئے۔

"کل انگلستان کی ڈاک آئی تھی" مسٹر اڈیر نے مسٹر پنک سے باتیں کرتے ہوئے کہا "کوئی خاص خبر قابل ذکر نہیں مگر یورپ میں سخت ہلچل مچی ہے" کیونکہ مخفی نہ رہے یہ واقعات جو قلمبند ہو رہے ہیں ۱۸۴۸ء کے مشہور انقلابی سال کے اختتامی مہینوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

"میرے پاس تو کل کی ڈاک سے اتنی چٹھیاں آئیں" مسٹر پنک نے کہنا شروع کیا "کہ اخباروں کو سرسری دیکھنے کا بھی موقعہ نہ ملا۔ صرف منڈی کے بھاؤ دیکھے تھے کہ جلدی میں گھر چلا آیا اور اخبار وہیں دفتر میں رہ گئے۔ آپ جانیں شادی کی مصروفیتوں کی وجہ سے کسی کام کے لئے وقت ہی نہیں ملتا"۔

"سچ ہے اس طرح کے موقعوں پر ایسی ہی بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے" مسٹر اڈیر نے تسلیم کیا "مجھ کو بھی کام کاج میں زیادہ وقت نہ مل سکا صرف ایک خبر سرسری سی دیکھی تھی کسی واردات قتل کے متعلق جس کی وجہ سے لندن میں بڑی سنسنی پھیلی ہے"۔

"میری تو ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ اس طرح کی ہیبت ناک خبروں کو قصداً چھوڑ دیتا ہوں" مسٹر پنک نے جواب دیا۔

"میں خود بھی ایسی چیزوں کا زیادہ شائق نہیں ہوں" مسٹر اڈیر نے کہا۔ "یہ خبر بھی اس لئے پڑھنے میں آگئی کہ اخبار میں نمایاں طور پر درج تھی۔ ملزم کوئی نوجوان لڑکی ہے ... میں اُس کا نام بھول گیا ... جسے ایک مہینہ پیشتر کسی بڈھی عورت کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ واردات سینٹ جانز ووڈ کے پاس کسی مقام پر ہوئی تھی"۔

"ہمن سنتی ہو پاپا کیا ذکر لے بیٹھے ہیں" ایک مس اڈیر نے اپنی بہن گیٹوس اور ایلی کو مخاطب کر کے کہا "بھلا شادی کی تقریب پر ان ہیبت ناک خبروں کے ذکر کا کیا موقعہ تھا"۔

"انہیں اپنی مرضی کرنے دو" دوسری مس اڈیر نے جواب دیا "اس قصہ کو چھوڑیں گے تو ادرک اور کھانڈ کے بیوپار کو لے بیٹھیں گے بس انہی باتوں سے اُن کو دلچسپی ہے"۔

"اور اُس عورت کا نام کیا تھا جس کو گرفتار کیا گیا؟" مسٹر پنک نے جو کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں کھڑا تھا لاپروائی کے ساتھ مسٹر اڈیر سے پوچھا۔

"اس کا نام! ... افسوس وہ تو میں بھول گیا" آخر الذکر بولا "مجھ میں یہی ایک کمزوری ہے کہ اُن ناموں کو جو کاروبار سے غیر متعلق ہوں۔ یاد نہیں رکھ سکتا مگر اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے وہ نام پڑھا تو حافظہ میں کسی جانے ہوئے نام کی یاد تازہ ہو گئی تھی اب بہتیرا زور ڈالتا ہوں مگر نام مُنہ پر پھرتا ہے چلو جانے دو اس قصہ کو۔ ہمارا اس سے کیا واسطہ؟ البتہ لندن کے رہنے والے اس واردات سے بہت دلچسپی لیتے ہیں کیونکہ ملزم عورت جوان اور قبول صورت بیان کی جاتی ہے"۔

"اوہ یہ تو قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی عورت کسی سنگین جرم میں پکڑی جائے

تو لوگ اُس کی ذات سے غیر معمولی دلچسپی لینے لگتے ہیں" مسٹر پنک نے مسکرا کر کہا "ہمارے اپنے جزیرہ کی حالت اس بارہ میں انگلستان سے مختلف نہیں خلقت سنسنی پیدا کرنیوالی باتوں سے دلچسپی لیتی ہے اور اخبار انہی کو نمایاں جگہ دیتے ہیں۔ میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ اس عورت کو بھی نیک کردار بیان کیا گیا ہوگا جس کے قتل کے الزام میں اُس لڑکی پر مقدمہ چلایا گیا ہے"۔

"یہ بات نہیں" مسٹر اڈیر نے ہنستے ہوئے جواب دیا "اس کے برعکس جہاں تک یاد ہے اخبار میں لکھا تھا کہ وہ کوئی بہت بدچلن عورت تھی اور سچ پوچھئے تو اس واقعہ پُراسرار کی دلچسپی اسی وجہ سے زیادہ بڑھ گئی ہے کہ یہ بات ذہن میں نہیں آتی کہ ایک ایسی لڑکی کا جس کی شرافت اور نیک چلنی کا ایک زمانہ مداح ہے ایسی بدکار عورت سے جیسی مقتول بڑھیا تھی کیا تعلق ہو سکتا تھا"۔

"پاپا! خدا کے لئے اس منحوس ذکر کو چھوڑیئے" بڑی مس اڈیر نے دور سے آواز دی "بیسیوں مضمون اور ہیں۔ نہیں معلوم آپ شادی کی تقریب پر یہ بھیانک قصہ کس لئے لے کر بیٹھ گئے"؟

"بس میں ختم کر چکا" مسٹر اڈیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "اور لیجئے مسٹر تھرلو بھی کنبہ کے ساتھ آ گئے"!

مسٹر پنک نئے مہمانوں کے استقبال کو آگے بڑھا مسٹر تھرلو کے ساتھ ان کی دونو بیٹیاں تھیں ملاقات کے بعد دونو بہنیں اپنی پوشاک ٹھیک کرنے جس میں اس طرف آتے آتے کچھ شکن پڑ گئے تھے ایلی کی خواب گاہ میں چلی گئیں اور مسٹر پنک نے غرب الہند کی مشہور مہمان نوازی سے کام لیتے ہوئے تجویز پیش کی کہ روانگی سے پہلے مسٹر اڈیر اور مسٹر تھرلو کچھ ماحضر تناول کریں چنانچہ تینوں اصحاب ایک علیحدہ کمرہ میں گئے جہاں اکل و شرب کی چیزیں میز پر چنی ہوئی رکھی تھیں اس طرح گول کمرہ میں دو دلہاد لہن اور مسٹر اڈیر کی

دونوں لڑکیاں رہ گئیں۔

یکایک چھوٹی بہن بولی "میں اگر چاہتی تو ہمال کی گفتگو کے متعلق پاپا کی یاد تازہ کرا سکتی تھی کیونکہ میں نے کل رات لندن ٹائمز کا وہ تازہ پرچہ پڑھا تھا جس میں اس جرم کا حال درج ہے۔ اول تو وہ واقعہ پانچ اکتوبر کو ہوا تھا . . ."

"پانچ اکتوبر کو" گسیٹوس نے چونک کر پوچھا۔

"کیوں اس میں کیا بات ہے؟" ایلی نے گسیٹوس کو پریشان دیکھ کر کہا۔

مگر اتنے میں وہ اپنی بے تابی پر غالب آ چکا تھا لاپروائی سے بولا "کچھ نہیں، یونہی الفاظ میرے منہ سے نکل گئے۔"

"بس اب میں زیادہ نہ سنوں گی" بڑی مس اڈیر نے اصرار کیا "تم کتنی بے سمجھ ہو کہ پاپا کے بعد وہی رنج دہ ذکر پھر سے لے کر بیٹھ گئیں۔"

"سچ ہے بہن ایسا بھیانک ذکر اس موقعہ پر نہ کرنا چاہیئے" ایلی نے بھی کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے" گسیٹوس نے بھی رسمی طور پر کہا گو اس کے سینہ میں ایک عجیب طرح کی بے چینی اب تک قائم تھی۔

بات در اصل یہ ہے پانچ اکتوبر کی تاریخ اس کے ذہن میں پوری طرح نقش ہو چکی تھی اگرچہ واقعات کی گوناگونی میں اس کا خیال پھر کبھی اس طرف نہ گیا تھا تاہم اب اس ذکر کے آتے ہی وہ یاد تازہ ہو گئی اور خیالات کی رو اس دن کی طرف گئی جب وہ جہاز کیتھرائن ملرڈ پر سوار نئی طرح کی غمگینی اور دل گرفتگی محسوس کرتا تھا جب تنہائی کوشش کے باوجود اس پر ادداسی مسلط تھی اور اس نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "میں پانچ اکتوبر کی تاریخ یاد رکھوں گا۔"

ذکر آتے ہی بہت سے واقعات کی یاد اس کے ذہن میں تازہ ہو گئی سوچا کس طرح اس سفر جب میں صحن جہاز پر کھڑا اٹھتی ہوئی موجوں کو دیکھ رہا تھا تو یہ خیال نادانستہ دل میں

پیدا ہوا تھا کہ انگلستان میں میرے عزیز رشتہ داروں پر کوئی آفت نہ آئی۔ پھر یہ بھی اس کو یاد آیا کہ اُس زمانہ میں مجھ کو حال کے مقابلہ میں اُن رشتہ داروں سے کتنی گہری محبت تھی۔ ایک مہینہ پیشتر اُن کی یاد ہر وقت سینہ میں بستی تھی مگر اب میں اُن کو بھلا چکا اور میرا دھیان کسی موقعہ پر بھی ان کی طرف نہیں جاتا۔ ان خیالات کے آتے ہی کہ اس کو ضمیر کی آواز ملامت کرتے سنائی دی اور یہ سوچ کر خود اپنی نظروں میں ذلت محسوس کرنے لگا کہ میں نے اس دو ہفتہ راحت میں نیفرڈ کو بالکل ہی بھلا دیا مانا کہ ان دونوں میں اب تک کسی موقعہ پر اقرار محبت نہ ہوا تھا تاہم دلوں میں تو یہ بات جاگزیں تھی کہ ایک دوسرے سے جدا رہنے کے باوجود پابند وفا رہیں گے۔ اس قسم کے خیالات نے نوجوان دولھا کے دل پر عجیب طرح کی افسردگی طاری کر دی حتیٰ کہ اس کو معلوم ہونے لگا وہ اس کی لاعلمی میں شادی کر کے گناہ عظیم کا مرتکب ہوا چاہتا ہے۔

عین اس موقعہ پر مسٹر پنک نے کمرہ میں آ کے اخباروں کا ایک بنڈل میز پر ڈال دیا اور اس کے ساتھ ہی کہا "سواریاں آیا چاہتی ہیں بس تیار رہنا چاہیئے"۔

"یہ کیا چیز آپ لائے ہیں؟" دفعتاً گسٹیوس نے خیالات کی الجھن سے نکل کر میز کی طرف جاتے ہوئے پوچھا اور اس سے پہلے کہ مسٹر پنک کچھ کہتا ایک اخبار اٹھا لیا۔

"کچھ نہیں لندن کے تازہ اخبارات ہیں جنہیں مسٹر تھرلو ساتھ لائے تھے" مسٹر پنک نے جواب دیا۔

"آہ" گسٹیوس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ کسی ارادہ کے بغیر اس پرچہ کو کھول کر دیکھنے لگا۔

مخفی نہ رہے کہ مسٹر اڈیمہ کی چھوٹی لڑکی نے اخبارات پڑھنے کا ذکر کرتے ہوئے پانچویں اکتوبر کا وہ مختصر جملہ کہا تھا جس سے دولھا پر گہری افسردگی طاری ہوئی تھی۔ اب جو اس نے گسٹیوس کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو دبی آواز میں ایملی سے کہنے لگی "بہن ایک بڑی عجیب بات مجھ کو یاد آتی ہے یعنی اُس جرم کے متعلق جس کا ذکر ہوا تھا پولیس نے جس لڑکی کو قتل کے الزام میں زیر حراست کیا اُس کا پچھلا نام بھی وہی تھا جو دولھا بھائی کا ہے اور پورا نام وینیفرڈ بیرنگٹن تھا"۔

ایملی کے حسن عالم فریب میں پیلاہٹ پیدا ہو گئی اور وہ زردی اتنی تیز تھی کہ رنگت کی ملاحت بھی اس کو پوشیدہ نہ رکھ سکتی۔ دونوں مس اڈیمہ اُس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ عین اس موقعہ پر ایک جگر دوز چیخ گسٹیوس کے منہ سے نکلی جو اخبار کھول کر پڑھنے لگا تھا اور یہ جلی عنوان آتشی حرفوں میں اس کی نظروں کے سامنے پھر رہا تھا:۔

سینٹ جانز وڈ میں پراسرار قتل

مس وینی فرڈ بیرنگٹن کی گرفتاری

اس کے بعد سب کچھ آن واحد میں ہوگیا۔ الفاظ پڑھنے کی دیر تھی کہ اخبار گیسٹوس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش
وہ خود نیم جانی کی حالت میں ایک کرسی کی پشت پر جھک گیا۔ اضطراب سراسیمگی کے آثار چاروں طرف پھیل گئے۔ ایلی فوراً گیسٹوس
گئی اور اپنے نرم بازو اس کی گردن میں ڈال کے پُروحشت انداز سے بولی "نہیں یہ ناممکن ہے! ضرور کچھ غلطی ہوئی ہوگی!"

"گیسٹوس میرے عزیز کیا ہوا؟" مسٹر بنگ نے جسے اصل واقعہ کی کچھ خبر نہ تھی بے تابانہ پاس آکر پوچھا۔

دلہن کی سہیلیاں الگ سہمی کھڑی تھیں حقیقت کا مدھم سا شبہ چونکہ اُن کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا اس لئے ان کے خوشنما چہروں پر بھی مُردنی چھائی ہوئی تھی۔

"وہ بے گناہ ہے!۔۔۔ میرے خدا وہ بالکل بے گناہ ہے!" گیسٹوس نے وحشت آمیز لہجہ میں چیختے ہوئے کہا اور جوش کی بے خبری میں ایلی کو جو اس کے پہلو میں کھڑی تھی بیدردانہ ایک طرف ہٹا دیا "کون کہتا ہے ونیفرڈ نے کسی کو قتل کیا! یہ انہونی بات ہے اور میں بہت جلد اُس کی بے گناہی ثابت کرکے دکھاؤں گا۔"

یہ الفاظ پُرشور لہجہ میں کہتا ہوا گیسٹوس اُٹھ کے کھڑا ہو گیا اور بے تحاشہ دروازہ کی طرف دوڑا۔ دلہن اور اُس کی سہیلیوں کے منہ سے چیخیں نکلیں اور مسٹر بنگ نے دولہا کا تعاقب کیا۔ سیڑھیوں پر دو مس تھریلیس جو اُس کمرہ سے واپس آتی تھیں جس میں لباس ٹھیک کرنے گئی تھیں گیسٹوس نے ان کو بھی سختی سے ہٹا دیا اور آگے جا کے مسٹر اڈیدا اور مسٹر تھریلو نظر آئے جو کھانا کھانے کے کمرہ سے ابھی باہر نکلے تھے مگر مجذوب نوجوان نے اُن کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہال میں اُس کی ٹوپی ایک کھونٹی پر ٹنگی تھی اُس کو بے تابانہ اوڑھ کر وہ اندھا دھند مکان سے باہر نکل گیا۔

مسٹر بنگ کی فٹن دروازہ پر کھڑی تھی گیسٹوس جھٹ اس پر سوار ہوا اور باگیں ہاتھ میں لیکر گھوڑوں کی کمر پر سٹ ڈال دیا اور یہ سب کام اس قدر عجلت کے ساتھ ہوا کہ نوکر جو گاڑی کے پاس کھڑے تھے حیران و ششدر رہ گئے اس عجیب کارروائی کو دیکھ کر اعتراض کا ایک لفظ تک کسی کے منہ سے نہ نکلا اس اثنا میں گیسٹوس گھوڑوں کو دیوانہ وار دوڑاتا کنگسٹن کی طرف چلا جاتا تھا ونیفرڈ کی تصویر اُس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا گویا نظر دولہا سے اُس کی طرف دیکھتی اور اس بات کے لیے ملامت کرتی ہے کہ اس نے اپنا یہ کہ وقت نازک میں اس کی مدد نہ کی اس کی پشت پر ایلی بنگ کی صورت اُس ساحرہ کی مانند دکھائی دیتی تھی جس نے اپنے حسن عالم فریب کے جادو سے اُس کو ادائے فرض سے باز رکھا اور خویش و اقارب کی یاد دل سے نکال دینے پر مجبور کیا۔ عجب طرح کی وحشت اس پر سوار تھی۔ وہ کسی معاملہ پر اطمینان کے ساتھ غور نہ کر سکتا تھا۔ بس یہ ایک خیال اس کے دل میں جاگزین تھا کہ اگر میں ایلی کے دام الفت میں گرفتار ہو کے اس جگہ نہ رہ جاتا تو ونیفرڈ کو یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا سخت مجنونانہ حالت میں فٹن دوڑاتا گیسٹوس گھاٹ کے پاس جا پہنچا پھر باگ گھوڑوں کی پیٹھ پر ڈال کے

پیدا ہوا تھا کہ انگلستان سے سلمنٹ ڈاک کا جہاز چلنے کو تیار کھڑا تھا۔ چند منٹوں کے اندر وہ اس پر سوار ہو گیا اس کی مجنونانہ حالت۔ اضطرابی حالت۔ چہرہ کی پریشانی اور دولہا کی پوشاک کو دیکھ کر جو اس نے پہن رکھی تھی سب لوگ حیران تھے۔ جہاز کے مسافروں اور ساحل پر کھڑے ہوئے تماشائیوں میں کانا پھسکیاں ہونے لگیں۔ کپتان نے یہ کیفیت دیکھی تو دریافت حال کے لئے گسٹوس کے پاس گیا مگر اس نے جیب سے نوٹ نکال کر اس کی طرف پھینک دیا اور کہا۔

"میرے ٹکٹ کا دام جو کچھ بنتا ہے اس میں سے لے لیجئے۔ زیادہ گفتگو کی مہلت مجھ کو نہیں ہے" اس کے بعد کپتان کے لئے اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہی اس نے ایک نائب سے کہہ کے کرایہ کی رقم نکلوائی اور بقیہ نوٹ گسٹوس کو واپس دے دیا چونکہ کوئی افسر انصاف بھی گسٹوس کا پیچھا کرنے گھاٹ پر نہ آیا تھا اس لئے کپتان کچھ نہ کہہ سکا مگر عین اس وقت جب روانگی کی سب تیاری مکمل تھی اور لنگر اٹھا چاہتا تھا ایک آدمی دوڑا دوڑا آیا اور جو لوگ ساحل پر جمع تھے ان کے ہجوم سے گزر کر جہاز پر سوار ہوا۔ اس کو سیدھا گسٹوس بیرنگٹن کے پاس جاتا دیکھ کر بہت لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اس کو واپس لینے آیا ہے اور اب ان میں زبردست تکرار ہو گی مگر ان لوگوں کو اس خیال میں بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ دونوں میں جو گفتگو ہوئی مختصر تھی اور اس کے دوران میں کسی طرح کا جوش فریقین کی طرف سے ظاہر نہ ہوا۔

"مسٹر ہارگریو آپ آ گئے"! گسٹوس نے اس آدمی کے پاس آجانے پر کہا۔

"کیا تم آخر کار انگلستان روانہ ہو چلے؟" بڈھے نے عجب طرح کی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا بس زیادہ حالات بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ میں نے سب کچھ اخباروں میں پڑھ لیا ہے۔"

"اوہ مسٹر ہارگریو کتنا بھیانک واقعہ پیش آیا ہے" گسٹوس نے کہا "میری ونیفرڈ بالکل بے گناہ ہے افسوس مجھ کو دور غلا کے اتنا عرصہ جزیرہ میں رکھا گیا۔"

"یہ خط میری طرف سے اپنے دادا کو دے دینا" مسٹر ہارگریو نے کہا "یہ میں نے پہلے سے لکھ رکھا تھا اور اسی جہاز کی ڈاک سے روانہ کیا چاہتا تھا مجھ کو کیا خبر تھی کہ تم اس کے حامل بنو گے۔ اچھا خدا حافظ اور خدا تم کو برکت دے"

مسٹر ہارگریو نے رخصتی مصافحہ کیا اور بہ عجلت تمام جہاز سے اترا۔ اس کے خشکی پر پہنچنے کی دیر تھی کہ ملاحوں نے لنگر اٹھا لیا اور جہاز کے پہیوں نے حرکت کرنی شروع کی۔ ایک لحظہ کے عرصہ خفیف میں عالیشان جہاز ساحل سے ہٹنا شروع ہو گیا لیکن وہ بہت دور نہ گیا تھا کہ ایک گاڑی جس کے گھوڑوں کے منہ سے جھاگ اڑ رہے تھے اندھادھند چلتی ساحل پر آ کے ٹھیری یہ مسٹر تھرلو کی فٹن تھی اور وہ خود اور مسٹر پینک اس پر سوار تھے آخر الذکر گہرے اضطراب کی حالت میں تھا مگر جب اس نے دیکھا کہ جہاز چلنے لگا ہے اور اب اس کو روکنے کی کوئی صورت ممکن نہیں تو اس کے منہ سے بے تابانہ نکلا "افسوس ہم بعد از وقت پہنچے اب میں کس منہ سے دل شکستہ ایملی کے پاس جا کے یہ خبر اس کو دوں گا"!

چھٹی جلد ختم ہوئی

قواعد خریداری

۵ - (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا۔ ایسی شکائتیں کسی حالت میں بھی قابل غور نہیں سمجھی جاسکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکائت کی جانچ کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کرسکتے ہیں یہ ہے کہ زیر شکائت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں تو عام رعائتی قیمت پر دوبارہ مہیا کردیے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعائت ہے جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جاسکتی ہے۔

۶ - کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے کہ عدم رسید کے خط مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کرکے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷ - ماہوار ضخامت اس سائز کے ایک سو سے لیکر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸ - قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کے ساتھ سنے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کرسکتے ہیں کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شائع نہیں کیا گیا۔

۹ - ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے ناول

ذیل میں رینالڈس کے ان ناولوں کی فہرست دیجاتی ہے جو قبل ازیں ترجمہ ہوکر شائع ہو چکے ہیں اور طلب کئے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۱۶ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۰۰	[illegible] ۱۲/
″ (۲۵ حصے)	″ (سلسلہ ثانی)	″ ″ ″	۲۶۴۱	[illegible] ۱۲/
نظارہ پرستان (۲۵ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن آخری سلسلہ	″ ″ ″	۲۲۱۸	[illegible] ۱۲/
خونی تلوار (۲ جلدیں)	میسکر آف گلنکو	″ ″ ″	۸۵۸	[illegible]
گردش آفاق (۲۴ حصے)	جوزف دلمٹ	″ ″ ″	۳۴۳۲	[illegible]
باپ کا قاتل (۶ حصے)	ہیری ساؤرڈ	منشی شمیم الدین صاحب جہوری	۵۱۶	[illegible]
شام جوانی (۲ جلدیں)	ینگ ڈچس	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible] ۱۵/
فریب حسن	فاسٹ	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
شام غربت	پوپ جان	میر کرامت اللہ صاحب مرتسری	۴۳۹	[illegible]
سوز عشق	سمپسٹرس	پنڈت لبشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۲۰	[illegible]
عمر پاشا	عمر	منشی احمد الدین صاحب بی۔ اے مرحوم	۲۸۸	[illegible]
فسانہ الہ دین ولیلی	لیلی یا سٹار آف منگریلیا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۰	[illegible]
مارگریٹ	مارگریٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔ اے	۱۴۸	۱۲/
لارنس دریند (۲ جلدیں)	رائی ہوس پلاٹ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	[illegible]
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	ڈاکٹر لکھشمیدت صاحب عابر	۱۴۴	۱۲/
روزا لمبرٹ (۲ حصے)	روزا لمبرٹ	منشی سبھے نرائن صاحب داثر لکھنوی	۲۵۶	[illegible]
اسرار	نیکرومینسر	منشی صدیق احمد صاحب	۴۹۱	[illegible] ۱۲/
جعوکا یا طفلی فارنس	ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۵۲۴	[illegible]
شادکام	الفرڈ	منشی امجد حسین خان صاحب	۲۱۰	[illegible]
رینالڈس کی کہانیاں (۲ حصے)	متفرق	...	۲۸۵	[illegible]
اسرار حرم	لوز آف دی حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔ اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
وبیگہ نصیبہ	ویگنز دی ویروولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لندن	...	۳۱۲	[illegible]
جہنیا کی معشوقہ	فسٹرمین	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	۸/
سرگذشت (۴ جلدیں)	میری پرائس	سید نوازش علی صاحب	۱۲۹۵	[illegible] ۱۴/

جلد ۔ ۷

غرورِ حُسن

حیرت انگیز ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل کتب بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) نظارہ پرستان ۔ خونی تلوار ۔ گردش آفاق وغیرہ

مصنف
جارج ڈبلیو ۔ ایم ۔ رینالڈس

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷ ۔ پارسنز روڈ ۔ نولکھا ۔ لاہور

مفید عام پریس چیٹرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام مینیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر لاہور نے شائع کیا

قواعد خریداری

۱۔ اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت ۸؍ ہے جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا دی پی
پیشگی آنی چاہیئے۔ مابعد یا ششماہی کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سہ ماہی نسائی
کے ناولوں کے بھی مستقل خریدار ہیں ان سے بطور رعایت صرف ۴؍ سالانہ لیا جائیگا
وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲۔ خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہو سکتی ہے لیکن قیمت بہرحال ایک سال کی اکٹھی
وصول کی جائے گی اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے)
مہیا کئے جائیں گے۔

۳۔ سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار
کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا
نہیں چاہتا تو اس کو بونا فائڈ آرڈر سمجھ کر بنا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی
روانہ خدمت ہوگا۔ جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴۔ ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے اور تمام خریداروں کے
نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے چند پرچے رستہ
میں ضائع ہو جائیں، لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر
آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کرکے اگر اس وقت
تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے۔ اس
مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی
خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صد ۳)

غرورِ حسن

ساتویں جلد

باب ۳۲

گمنام محسن

ناظرین کو یاد ہوگا کس طرح اولڈ بیلی کی عدالت میں جیوری کے فورمین کی زبانی اپنی بے گناہی کا فتویٰ سن کر ستم رسیدہ ونی فرڈ غش کھا کے گر پڑی تھی۔ اور کس طرح پولیس کے سپاہی اس کو اٹھا کے ایک علیحدہ کمرے میں لے گئے تھے۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ جیوری کا متفقہ فیصلہ سننے کے بعد جج صاحب نے فوراً اس کی بریت کا حکم صادر کر دیا۔ اور فتوے کے متعلق کسی طرح کی رائے ظاہر کرنے کے بغیر افسران پولیس کو ہدایت کی کہ ملزمہ کو فی الفور رہا کر دیا جائے۔ مگر عین اس وقت جب وہ اس کام سے فارغ ہو کے مسند سے اٹھا چاہتے تھے۔ مسٹر دارڈ نے ایک درخواست اس مضمون کی پیش کی کہ وہ انگوٹھی جو استغاثہ کی طرف سے ثبوت جرم کے لیے پیش کی گئی تھی۔ ونی فرڈ کو واپس دے دی جائے کیونکہ جرم ثابت نہ ہونے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اسی کی چیز ہے۔ جج صاحب نے اس کے متعلق ضروری احکام صادر کیے جن کے بعد عدالت برخاست ہو گئی۔ اس موقع پر ممبران جیوری میں سے ایک شخص جو اسی وقت کا منتظر تھا چپکے سے اٹھ کر کمرہ سے رخصت ہو گیا یہ وہی آدمی تھا جس نے شروع سے ونی فرڈ کی بے گناہی پر زور دیا تھا اور جس کی سعی عظیم سے آخر کار سب ممبروں کو اس کا ہمخیال بننا پڑا۔ اس کے چلے جانے کے بعد باقی ماندہ آدمی حیرت سے ایک دوسرے کے منہ کو تکنے لگے گویا چپ کی زبان سے ایک دوسرے سے پوچھ

رہے تھے "کیا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا؟" فی الحقیقت اُن کے چہروں کی اضطرابی کیفیت سے پایا جاتا تھا کہ وہ اُس آدمی کی طرح جو اثر سحر سے بیدار ہونے لگا ہو پہلی مرتبہ اصل حقیقت سے آگاہ ہونے لگے ہیں۔

"کیا کسی کو معلوم ہے یہ ڈلھم کون تھا؟ گیارہ شخصوں میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

"بھائی مجھ کو تو معلوم نہیں" ایک نے جواب دیا" لیکن میرا خیال ہے ہم میں سے کوئی صاحب ضرور اُس سے واقف ہوں گے۔"

پھر ایک بار وہ ایک دوسرے کے مُنہ کو تکنے لگے لیکن آخری نتیجہ یہ نکلا کہ اُن میں سے کوئی بھی ڈلھم سے واقف نہ تھا بلکہ جہاں تک یاد پڑا اُس دن سے پہلے کبھی کسی کو اُس کی صورت دیکھنے کا بھی موقعہ نہ ملا تھا۔

"صاحبو آپ لوگوں کو یاد ہوگا" فورمین نے پُر اہمیت لہجہ میں کہنا شروع کیا "مقدمہ کی سماعت کے دوران میں یہ بات دو تین مرتبہ زیر بحث آئی تھی۔ . . اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ اطلاع اخباروں میں بھی شائع ہو چکی ہے کہ ملزم لڑکی اُس بڈھے آدمی کی پوتی تھی جس کا دیوانی مقدمہ بیرنگٹن بنام ڈلھم کے عنوان سے عدالت چانسلری میں سالہا سال سے قائم چلا آتا ہے . . ."

"ہاں اور اُس ڈلھم کا ایک بیٹا ہے" ایک اور ممبر نے کہا" لیکن میرے خیال میں یہ غیر ممکن بات ہے کہ وہ . . ."

"بیشک بات جی لگتی نہیں" ایک اور نے سلسلہ ملا کے کہنا شروع کیا" لیکن یارو کہیں سچ مچ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ وہی ڈلھم تھا اور اُسی کے اثر میں آکے ہم نے اپنا سوچا ہوا فتوےٰ تبدیل کیا؟ سچ پوچھو تو یہ بات دو ایک بار مجھے کھٹکی تھی کہ ڈلھم نام کا ایک آدمی ہم میں موجود ہے مگر میں نے اس کو یہ سوچ کے نظر انداز کر دیا کہ

اس نام کے بیسیوں آدمی ہیں اغلب ہے یہ کوئی اور ہو۔"

"مگر میں پوچھتا ہوں اگر یہ شخص درحقیقت سرجان ڈلھم کا بیٹا یا رشتہ دار تھا تو جیوری کا ممبر کیسے بنا؟" نوربین نے جس کے چہرہ پر اضطراب کے بڑھتے ہوئے آثار نمودار ہونے لگے تھے حاضرین پر ایک گھومتی ہوئی نظر ڈال کر پوچھا اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ اپنی کند ذہنی پر متاسف اور اس خیال سے نادم ہے کہ یہ باتیں کیوں نہ پہلے پوچھ لی گئیں۔

"میں نے سنا ہے" ممبران جیوری میں سے ایک نے کہنا شروع کیا "کوئی تین ہفتے اور ایک مہینہ پیشتر سمپسن نام کے ایک چھوٹے سے کتب فروش نے جس کی دکان پیٹر نوسٹر رو میں واقع ہے اپنا کاروبار ڈلھم نام کے کسی آدمی کے ہاتھ بیچا تھا اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو وہ ڈلھم یہی تھا جس نے آج ہماری مشورت میں حصہ لیا ہے۔ ہر لحاظ سے وہ جیوری کا ممبر بننے کا اہل تھا لیکن یہ آدمی وہی ڈلھم ہے جس کا سرجان سے کوئی رشتہ ہے یا کوئی اور۔ اس کے متعلق میں کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ . . لیکن جو ہونا تھا ہوا سانپ نکل جانے پر لکیر پیٹے جانے سے کیا فائدہ؟ خواہ سچائی سے خواہ دھوکے اور فریب سے ہمیں اس لڑکی کی بریت کا فتوےٰ صادر کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ اور اب میرے خیال میں ہمارا اپنی حماقت پر سر دھننا لاحاصل ہے اس کے علاوہ رات آدھی جا چکی اور میری آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں بس میں تو رخصت ہوتا ہوں آپ اگر چاہتے ہیں تو بیٹھے اس سوال پر سرمغزن کیجئے"۔

یہ رائے سب کے جی لگی ہر شخص نے سوچا کہ اب گزرے ہوئے واقعہ پر نادم ہونا اپنی حماقت ثابت کرنے کے سوا کیا فائدہ دے گا بھوک سب کو لگی تھی اس لئے سارے آدمی چلنے کو آمادہ ہو گئے۔ مگر فکر و تردد کے آثار ہر اک کے چہرہ پر نمودار تھے۔

اس اثنا میں مسٹر ڈلھم یعنی وہ آدمی جس کا معاملہ ارکین جیوری کے زیر بحث

تھا تیز چلتا ہوا لگیٹ ہل کی سمت میں چلا جاتا تھا عرصۂ قلیل میں وہ پیٹر ناسٹر یٹ میں جا پہنچا۔ اُس تنگ گلی میں تھوڑی دور چل کر وہ اُس دُکان کے سامنے ٹھیرا جس کے سائن بورڈ پر اس کا اپنا نام درج تھا۔ رات زیادہ جا چکی تھی اور بیشتر دُکانیں بند تھیں صرف ایک دُکان کا دروازہ کھلا تھا مگر کھڑکیاں اس کی بھی بہت عرصہ بیشتر بند کر دی گئی تھیں۔ مسٹر ڈلھم دروازہ سے گزر کر عقبی کمرہ میں پہنچا جہاں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی آتشدان کے پاس آرام کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

مسٹر ڈلھم کے پاؤں کی آہٹ پا کر وہ چوکنا ہو گیا اور مودبانہ کہنے لگا "فرمایئے کیا سب کام حسب منشا ہو چکا ہے"

"ہاں خدا کا شکر ہے" نووارد نے جواب دیا "حالات نے بے گناہی پر جھوٹا الزام لگایا تھا جو غنیمت ہے رد ہو گیا اور سچ نے فتح پائی اب مسٹر سمپسن میں بڑی خوشی سے آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ کل سے دُکان کے سامنے پھر اپنے نام کا بورڈ لگوا دیجئے مجھے اتنی ہی کتب فروشی کرنی تھی۔ شکریہ کے علاوہ یہ آپ کا حق المحنت ہے۔"

اتنا کہہ کے مسٹر ڈلھم نے پاکٹ بک نکالی اور متعدد بنک نوٹ سمپسن کے سامنے رکھی ہوئی میز کے اوپر دھر دیئے۔

"میں آج رات سے اس تجارت سے علیحدہ ہوتا ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "آپ کے خریدار آپ کو مبارک ہوں امید ہے اس عارضی تبدیلی کے متعلق آپ کسی نہ کسی طریقہ پر ان کا اطمینان کرا دیں گے۔"

"اس کی فکر نہ کیجئے" شخص مذکور نے نوٹ اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا "میرے دل کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ یہ تھوڑی سی خدمت کر سکا۔"

اس کے بعد مسٹر ڈلھم رخصت ہوا اور دوسرے دن دکان کے دروازہ پہ پھر سمپسن نام کا بورڈ آویزاں ہوگیا۔

اب ونی فرڈ کا حال سنیئے۔

پاک سیرت مسز سلیٹر کے بازوؤں کا سہارا لیئے۔ غریب لڑکی جس کو سچ پوچھئے تو مسٹر ڈلھم کی کوشش سے نئی زندگانی ملی تھی کرایہ کی گاڑی میں سوار ہوکے اولڈبیلی سے رخصت ہوئی۔ ہرچند اس کو پوری طرح ہوش آگیا تھا تو بھی یہ حالت شدت ہراس اور ضعف جانی سے اس کی تھی گویا برسوں کی مریض ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا آنکھیں کسی ہیبت ناک خواب کو دیکھ کر دفعتاً کھلی ہیں۔ یقین نہ آتا تھا کہ جو کچھ ہوا واقعیت اور حقیقت کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے یا میں سچ مچ آزاد ہوگئی ہوں اور اب مجھ کو جیل خانہ نیوگیٹ کی ہیبت ناک چار دیواری میں واپس جانا پڑیگا۔ رہ گئی مسز سلیٹر تو قلم میں طاقت نہیں کہ اس غیر معمولی خوشی کو بصورت الفاظ ظاہر کرسکے جو اس نیکدل عورت کو ونی فرڈ کے بے گناہ قرار پانے اور رہا کیئے جانے سے ہوئی۔ ہمارا خیال ہے کہ ستم رسیدہ ونی فرڈ اگر اس کی اپنی دختر ہوتی تو بھی اس کو اس کی براءت پر اس سے زیادہ خوشی نہ ہوسکتی قدرتی طور پر گاڑی بان کو سب سے پہلے وائٹکراس سٹریٹ کے جیل خانہ کی طرف چلنے کی ہدایت کی گئی کیونکہ رہائی کی خوشخبری جلد از جلد بڈھے بابا کے کانوں تک پہنچانی ضروری تھی۔ مگر آدھی رات کا وقت جیل خانہ کے پھاٹک کبھی کے بند ہوچکے اور جانے کے سب رستے مسدود تھے۔

کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر مسز سلیٹر نے گورنر جیل خانہ کے ایک نوکر سے ملاقات کی اور اس کو سارے حالات سے آگاہ کیا اس بندہ خدا نے بڑی ہمدردی کی اور اطمینان دلایا کہ اس واقعہ کی اطلاع اسی وقت مسٹر بیرنگٹن کو پہنچادی جائیگی

لیکن ملاقات کی اجازت میرے بس کی نہیں۔ نہ میں جیل خانہ کے قواعد توڑنے کا مجاز ہوں۔ ونی فرڈ اس رکاوٹ کو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھی فی الحقیقت آدھی رات کو اس جگہ آنے سے اُس کا مدعا اپنے ضعیف دادا کو اطلاع پہنچانے کے سوا کچھ نہ تھا بس مسٹر سلیٹر کے ساتھ مل کر اُس نے بھی نوکر کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی پھر ایک مرتبہ مسٹر سلیٹر کے مکان کی طرف چلنے لگی اس عرصہ میں ونی فرڈ کی طبیعت پوری طرح بحال ہو چکی تھی چنانچہ اب اُس نے خوش ہو کر کہا "مجھ کو امید ہے ہمارے گھر پہنچنے تک غریب دادا کو سب حال معلوم ہو جائے گا"۔

تھوڑے عرصہ میں گاڑی مسٹر سلیٹر کے دروازہ پر پہنچ کر ٹھیر گئی اور کئی ہفتوں کے بعد ونیفرڈ کو پھر اپنے کمرہ میں سونا نصیب ہوا۔

دوسرے دن صبح کو جب ونی فرڈ اور بڈھے بیرنگٹن کی ملاقات ہوئی تو بڑا موثر نظارہ دیکھنے میں آیا چونکہ ونی فرڈ کو جیل خانہ کے اندر جانے سے استکراہ تھا نیز وہ ڈرتی تھی کہ دوسرے قیدی اس کو نظر حیرت سے دیکھیں گے اس لئے ملاقات کا انتظام پھاٹک کے پاس والی ڈیوڑھی میں کیا گیا۔ کہن سال بیرنگٹن جو ونی فرڈ کے یوم گرفتاری سے اب تک جیل کے ہسپتال میں بیمار پڑا تھا۔ ضعف جانی کی حالت میں اُس جگہ پہنچا۔ دونو محبت سے بغلگیر ہوئے اور بڑی دیر تک روتے رہے بے بس بڈھے کی حالت زار دیکھی نہ جاتی تھی اس کا گریہ۔ ناتمام الفاظ میں اس کی گفتگو۔ اُس کا ہلتا ہوا نحیف بدن۔ سارے باتیں دیکھنے والے کے دل میں کرب شدید پیدا کرتی تھیں خود ونی فرڈ کی یہ حالت تھی گویا شدت نالہ سے اس کا دل ڈوبنے لگا ہے حالانکہ سچ پوچھئے تو یہ خوشی کا رونا تھا کیونکہ اُس مرد ضعیف سے جس کو وہ باپ سے بھی بڑھ کر پیار کرتی تھی اُس کو غایت درجے مسرت تھی۔

"میری عزیزہ ونی! . . . میرے دل کی کونپل!" بڈھے نے لرزتی ہوئی آواز سے کہا "مجھ کو پہلے دن سے یقین تھا کہ وہ عالم الغیب جو دلوں کے حال سے واقف ہے ضرور تیری بے گناہی کے سامان پیدا کردے گا۔ لوگ کس میں طاقت تھی کہ میری ناکردہ گناہ ونی کو جرم قتل کا مجرم قرار دے! لیکن مجھ کو بتا . . . سارا حال بتا ہر ایک بات کس کس طرح ہوئی؟"

"میں سب حال پھر کسی موقعہ پر عرض کروں گی" لڑکی نے جواب دیا "مہربانی فرمائیے آپ کا مزاج اب کیسا ہے؟ کیونکہ میں نے سنا ہے آپ بہت بیمار رہے ہیں اس عرصہ میں کسی چیز کی تکلیف تو آپ کو نہیں ہوئی؟ مسز سلیٹر نے مجھ کو بتایا تھا کہ آپ کی سب ضرورتیں وقت وقت پر پوری ہوتی رہی ہیں کیا یہ صحیح ہے؟"

"بیٹا یہ بالکل صحیح ہے" بڈھے نے سسکیاں لے کر کہا "لیکن جب تک تو مبتلائے مصیبت تھی تب اپنے آرام کی پروا کیا ہوتی؟ کیا اس بھیانک الزام کی موجودگی میں جو ان بے رحموں نے تجھ پر عاید کیا میرے دل کو ہر طرح کی آسائش حاصل ہونے کے باوجود چین نصیب ہو سکتا تھا؟ اس کے باوجود خدا کا شکر ہے مجھے کسی چیز کی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں مسز سلیٹر کا شکر گزار ہوں جس نے ہر ممکن طریقہ پر میری ضرورتوں کا خیال رکھا اور اس نیک دل خاتون کا بھی جس کے لئے تم کام کیا کرتی تھیں . . ."

"مس ایولن سے آپ کی مراد ہے" ونی فریڈ نے کہا "ہاں مسز سلیٹر نے مجھ کو بتایا تھا کہ اس نیک دل خاتون نے مختلف اوقات میں کئی طرح کی چیزیں آپ کو بھیجی تھیں . . ."

"ونی میں تو خیال کرتا ہوں اس عرصہ میں کوئی نیک فرشتہ تیرے بڈھے

دادا کی امداد کر تا رہا ہے" مر و کھن سال نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا "تجھ کو یہ سُن کر ضرور حیرت ہوگی کہ کوئی نامعلوم آدمی دو پونڈ ہفتہ وار لفافہ میں بند کر کے لگاتار میرے پاس بھیجتا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی مگر اس کا خط مجھ سے پہچانا نہیں گیا نہ میں یہ معلوم کر سکا کہ وہ غیبی محسن کون تھا"۔

"کوئی خدا کا نیک بندہ۔ جو اپنا نام ظاہر نہ کر کے دو گنا ثواب کمانا چاہتا تھا" ونی فریڈ نے کہا مگر اپنے دل میں اچھی طرح سمجھ گئی کہ دو پونڈ کی یہ رقم کس کی طرف سے بھیجی جاتی تھی اور خیال کے آتے ہی اُس کے رخساروں پر ملکی ہوئی سی سرخی نمودار ہوئی۔ پھر دادا کی توجہ اس مضمون سے پلٹنے کے لیئے، وہ دفعتاً کہنے لگی۔ "لیکن یہ تو فرمایئے آپ کے مقدمہ کا کیا حال ہے؟ کیا مسٹر ٹمپرلے ہی اب تک اس کی پیروی کرتے ہیں؟"

"ہاں وہی" مسٹر ہیرنگٹن نے جواب دیا "مگر اس کو یقین ہے کہ اب میرے مقدمہ کا فیصلہ بہت جلد ہمارے حق میں ہو جائے گا۔ . . ونی بارہا مجھ کو خیال آتا ہے کہ اگر یہ شخص میرے کہنے پر عمل کرتا تو ان حلفیہ بیانات کو جو داخل کیئے گئے ہیں زیادہ زوردار بنا سکتا تھا لیکن آخر وکیل ہے اور میری نسبت اصطلاحات قانون سے زیادہ واقفیت رکھتا ہے لیکن . . . یاد آگیا۔ یہ تو بتاؤ مسٹر وار ڈر کون تھا جس نے تمہارے مقدمہ کی پیروی کی اور کس نے تمہارے لیئے اُس کی خدمات حاصل کی تھیں؟"

دادا کے ان لفظوں کو سُن کر ونی کے چہرہ پر اضطرابی کیفیت نمودار ہوئی مگر ہیرنگٹن نے اپنی محویت میں اُس کو نہیں دیکھا۔ جلدی سے کہنے لگی "دادا خدا کے لیئے اس لیخ دہ ذکر کو تازہ نہ کیجیے۔ ہمارے لیئے یہ خوشی کیا کم ہے کہ میں پھر آپ کی خدمت گزاری کو حاضر ہو گئی۔ فی الحال میں نے وہیں مسز سیلٹر کے

مکان پر رہنا شروع کر دیا ہے اور اگر خدا کو منظور ہے تو مس ایولن کی عنایت اور سفارش سے بہت جلد دوبارہ اتنا کام ملنا شروع ہو جائے گا جتنا پہلے میرے پاس تھا اب میں ہر روز آپ سے ملنے آؤں گی اور اتوار کی سہ پہر بھی آپ کے پاس رہ کر گزاروں گی تاکہ جہاں تک ممکن ہو آپ کی لمبی حراست کی کلفت دور کر سکوں۔

"بہت اچھا عزیز بیٹی اب میں اس گزرے ہوئے واقعہ کی یاد دل سے نکال دینے کی کوشش کروں گا" بڈھے آدمی نے کہا "مگر سچ پوچھتی ہے تو تیری گرفتاری اور گسٹوس کے جہاز کی غرقابی کا حال سننے کے بعد ایک زمانہ میں تو مجھ کو ایسا معلوم ہونے لگا تھا گویا خدا کی ہستی کوئی چیز نہیں۔ یا اگر ہے تو اس کو دنیا کے دکھیاروں کا کچھ خیال نہیں . . ."

"آہ۔ میں بیان نہیں کر سکتی اُس خط کو پڑھ کر کتنا رنج و غم میرے دل کو ہوا تھا" ونی فرڈ نے زار زار روتے ہوئے کہا "مگر کیا سوء اتفاق ہے کہ ادھر میں ایک جھوٹے الزام میں پکڑی گئی ادھر بیچارہ گس بحری طوفان کی مصیبتیں جھیلنے پر مجبور ہوا۔ پانچ اکتوبر کو میری گرفتاری عمل میں آئی تھی اسی دن اُس کا جہاز طوفان میں آ کے غرق ہوا تھا"۔

"اچھا خدا کا شکر ہے کہ انجام بخیر ہوا اور اب وہ ایک مہربان دوست کے زیر سایہ رہتا ہے" مسٹر ہیرنگٹن نے کہا "اُس نے اپنے خط میں مسٹر پنک کی بہت تعریف لکھی تھی۔ معلوم ہوتا ہے اُس نیکدل شخص نے اُس کے ساتھ پدرانہ شفقت کا برتاؤ کیا ہے"۔

"بیچارہ گس!" ونی فرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر اس کے فوراً بعد وہ چہکتی ہوئی آواز سے کہنے لگی "دادا اب وہ دن دور نہیں کہ وہ اس جگہ آ جائے گا اُس وقت ہمیں ایک دوسرے سے مل کر کتنی خوشی ہوگی! مگر اس کے باوجود . . . جب سوچتی ہوں میری گرفتاری کی اطلاع اخباروں کے ذریعہ سے اس کو بھی ہوئی ہوگی اور وہ اسے پڑھ کر کتنا پریشان ہوگا . . . ہاں مجھ کو یقین ہے اُس کو میری گرفتاری کی خبر

ضرور کسی نہ کسی ذریعہ سے معلوم ہو چکی ہوگی ۔ ۔ ۔ لیکن نہیں! میں اس رنج دہ مضمون پر گفتگو کرنا نہیں چاہتی اس سے دل گرفتگی بڑھتی ہے ۔ ۔ ۔"

"بیٹا یہ سچ ہے" مرد کہن سال نے جواب دیا "ہمیں اب خوشی منانی چاہئے دیکھو وہ قادر مطلق کیسا کارساز ہے اس کی حکمت دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کس طریقہ پر اُس نے کس کی جان بچائی۔ کس نامعلوم ذریعہ سے تمہاری بے گناہی ثابت کی اور اب مجھ کو یقین ہے کہ اگلی پیشی میں اُس مقدمہ کی سماعت بھی ختم ہو جائے گی جس کی وجہ سے مجھ کو اس قید خانہ میں رہتے اتنی مدت ہو گئی ہے۔"

دوران گفتگو میں مسٹر ہیرنگٹن نے جس کے استخوانی بدن میں حالیہ مسرت و اطمینان کی وجہ سے نئی جان آ گئی تھی ہسپتال کا قیام چھوڑ کے پھر اپنی کوٹھری میں آ جانے کا خیال ظاہر کیا کیونکہ پھر ایک مرتبہ وہ اپنے دیرینہ ہمجولیوں سے ملنا چاہتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اُس نے کہا کہ "اب اس قید خانہ میں میرا عرصہ قیام بہت لمبا نہ ہوگا کیونکہ اگلی پیشی میں مقدمے کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو جانا یقینی ہے"۔

اس کے تھوڑی دیر بعد وَنی فرڈ رخصت ہوئی۔ رستہ میں اس نے ایک تازہ پرچہ اخبار ٹائمز کا خریدا۔ چونکہ اُس کا دادا خصوصیت سے اسی اخبار کو دیکھا کرتا تھا اس لئے وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اُس کے مقدمہ کے بارہ میں کیا حالات اُس میں درج ہیں مکان پر پہنچ کر اُس نے وہ سارا حال جو اخبار مذکور میں درج تھا شروع سے آخر تک پڑھا اور اس کے دل کو یہ جان کر بڑا اطمینان ہوا کہ ڈلھم کا نام اُس کیفیت کے دوران میں کہیں درج نہ تھا فی الحقیقت یہ بات اشارتاً بھی مذکور نہ تھی کہ اس نام کے کسی فرد خاص کی کوشش نے ممبران جیوری کو اس کی بریت کے سوال پر متفق بنایا تھا۔

عین اُس وقت جب وَنی فرڈ مقدمہ کی روداد کے مطالعہ سے فارغ ہوئی مسٹر سلیشر کی خادمہ نے کمرہ میں آ کے اطلاع دی کہ ایک صاحب آپ سے ملاقات

کرنے آئے ہیں۔ ونی فرڈ نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ کون ہے چنانچہ وہ مسز سلیٹر کی نشست گاہ میں چلی گئی جہاں ایک آدمی بیٹھا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ بیکدل مالکہ مکان اس موقعہ پر کسی کام کے لئے باہر گئی ہوئی تھی ونی کا اندازہ صحیح نکلا کیونکہ کمرہ نشست میں مسٹر ڈلھم ہی بیٹھا نظر آیا جس کے بارہ میں اس جگہ یہ بات لکھ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہی آدمی تھا جس سے اُس کی ملاقات مسز جکلمیڈ کے قتل کے یادگار دن کوسڈنی والی کے پاس ہوئی تھی اور جو اُس کو علیحدگی میں گفتگو کرنے کے لئے ویران گلی میں لے گیا تھا۔ ہم نے اُس موقعہ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ متوسط القامت خوش چہرہ چھریرے بدن کا آدمی تھا بالوں اور مونچھوں کی رنگت سیاہ تھی خط و خال عقابی اور آنکھیں کوئی تیز اور متجسس نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اس کے چہرہ کے انداز سے یہ بات پائی جاتی تھی کہ جذبات تیز رکھتا ہے جن سے حالات کے مطابق نیکی یا بدی کا میلان پیدا ہو سکتا ہے گو دونوں حالتوں میں جو کچھ وہ کہے اس کو حد انتہا تک لے چلنے کی قوت رکھتا ہے۔

"ونی فرڈ" اُس نے لڑکی کو کمرہ میں آتے دیکھ کر نرم آواز سے کہا "سب سے پہلے میں تم کو کل کی کارروائی پر مبارکباد دیتا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے اُس نے ونی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دبایا۔

"مسٹر ڈلھم میں اپنی بریت اور آزادی کے لئے آپ ہی کی ممنونِ احسان ہوں" ونی فرڈ نے ممنونیت کے لہجہ میں جواب دیا "میں بیان نہیں کر سکتی کس قدر احسانات آپ نے مجھ پر کئے ہیں میری ناچیز ذات پر آپ کی فیاضیاں اتنی بے شمار ہیں کہ ان کا ذکر کرنا محال ہے اور میری طرح میرے بدنصیب دادا پر بھی کیونکہ میں اُن کی زبانی سارا حال سننے کے بعد اپنے طور پر معلوم کر چکی ہوں کہ میرے عرصہ حراست میں آپ ہی نے ہر ہفتہ زرِ نقد بھیج کر اُن کی غائبانہ امداد کی ہے۔"

"مگر ونی اس کے متعلق کوئی شبہ تو ان کو نہیں ہوا کہ وہ روپیہ میری طرف سے اُن کے نام جاتا تھا؟" راڈرک ڈلھم نے بے تابانہ پوچھا۔

"نہیں خدا کا شکر ہے وہ اس بارہ میں بالکل لاعلم ہیں" ونی فرڈ نے جواب دیا "اوہ میں بیان نہیں کر سکتی اخباروں میں مقدمہ کا حال پڑھنے سے پیشتر میں یہ سوچ کر کس طرح تھر تھر کانپتی تھی کہ۔ ۔ ۔"

"مجھ کو معلوم ہے کہ میرا نام کسی ایک اخبار نے بھی مقدمہ کی روداد کے سلسلہ میں شائع نہیں کیا" مسٹر ڈلھم نے لہجہ اطمینان میں کہا "کم و بیش سب اخباروں میں یکساں کیفیت شائع ہوئی ہے۔ ۔ ۔"

"اوہ مسٹر ڈلھم اگر میرے دادا۔ ۔ ۔ یا آپ ہی کے والد کو کسی طرح کا شبہ ہو جاتا" ونی فرڈ نے جوش سے دونو ہاتھ ملاتے ہوئے کہا "تو نہیں معلوم کتنے بھیانک نتیجہ کا سامنا کرنا پڑتا آپ کے والد یقیناً آپ کو وراثت سے محروم اور ہمیشہ کو عاق کر دیتے آہ جب میں سوچتی ہوں کس قدر خطروں کا مقابلہ کر کے آپ نے مجھ بدنصیب کی مدد کی۔ ۔ ۔"

"ونی اس ذکر کو جانے دے" راڈرک ڈلھم نے کہا "تیری سیرت کی نیکیاں اس قابل ہیں کہ انسان تیری مدد کرتے ہوئے ذاتی خطروں کی بالکل پروا نہ کرے۔ مگر کچھ باتیں اور ہیں جن کا حال میں تیری زبانی معلوم کیا چاہتا ہوں۔ کیونکہ انتہائی کوشش کے باوجود میں اب تک اس راز کو نہیں سمجھ سکا کہ کیوں تو نے مقدمہ کے دوران میں اُن حالات کو چھپایا جو تیری بے گناہی کے ثبوت میں مدد دے سکتے تھے؟"

"کیا مسٹر وارڈ نے وہ حالات آپ سے بیان نہیں کئے؟" ونی فرڈ نے پوچھا "میں نے صاحب مجسٹریٹ کے نجی کمرہ میں مسٹر وارڈر کے اصرار پر سب کیفیت اُن

سے بیان کر دی تھی۔"

"ہاں مگر رازداری کی شرط پر" ڈلھم نے جواب دیا "اس لئے وہ کوئی بات ظاہر کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے جتنے کہ میرے روبرو بھی نہیں۔ اس کے علاوہ میں نے خود بھی زیادہ زور نہ دیا تھا خیال آیا شاید ایسے حالات ہوں جن کو تم مجھ سے بھی چھپانا چاہتی ہو۔"

"آپ سے جو میرے قدیم محسن اور صحیح لفظوں میں مجھے نئی زندگی دینے والے ہیں!" ونی فرڈ نے کہا "نہیں مسٹر ڈلھم میں اتنی ناشکر گزار نہیں ہوں میں تو وہ حالات بھی آپ کے روبرو بیان کرنے کو تیار ہوں جو مسٹر واڈر کے روبرو ظاہر نہ کئے جا سکتے تھے۔"

"خیر میں صرف اُس انگوٹھی کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں" ڈلھم نے جواب دیا۔ "کچھ شبہ اس کے متعلق میرے دل میں پیدا تو ہوا ہے کہ وہ کس طرح اُس بدکار عورت کے قبضہ میں آئی تھی۔ تاہم۔۔۔"

"سنئے میں سب حال عرض کرتی ہوں" ونی فرڈ نے فرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہ انگوٹھی درحقیقت میری ماں کی تھی۔ آپ سے پوشیدہ نہیں کن حالات میں آپ سب سے پہلے مجھے ملے تھے" یہ کہتے ہوئے لڑکی کے چہرہ پر شرم کی سرخی پیدا ہو گئی۔

"ہاں مجھ کو یاد ہے" ڈلھم نے اس طرح بے تابانہ کہا گویا یہ جانتے ہوئے کہ مضمون رنج دہ ہے وہ اُسے طول دینا نہ چاہتا تھا "مگر اُس انگوٹھی کے متعلق۔۔۔؟"

"میں اُسی کا ذکر کرنے لگی ہوں" ونی فرڈ نے تقریر جاری رکھ کر کہا "ایک دن اتوار کو جب میں وائٹ کراس سٹریٹ کے جیل خانہ میں دادا سے مل کر باہر آ رہی تھی تو وہ عورت مجھ کو دکھائی دی جو نہ معلوم کس سے ملنے جیل خانہ کے پھاٹک کے پاس کھڑی تھی۔ یہ دو سال پہلے کا واقعہ ہے اُس وقت پہلی مرتبہ میری اُس سے

ملاقات ہوئی چند یوم کے بعد وہ سر بازار مجھ کو ملی اور علیحدہ لے جا کے عجب طرح کے لہجہ میں گفتگو کرنے لگی جس کا مطلب پہلے تو میری سمجھ میں کچھ نہ آسکا مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے بولی تم جوان اور خوبصورت ہو تم کو چاہیے محنت مشقت میں جان کھپانے کی بجائے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔ مگر آپ خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں کیا کیا باتیں اس سیاہ کار نے اُس موقعہ پر مجھ سے کہیں میرے ہاتھوں ان کی تفصیل کی حاجت نہیں ہے یہ وہ زمانہ تھا جب میں خالہ کے انتقال پر بالکل بے یار و مددگار رہ گئی تھی۔ دادا قید تھے۔ گسٹوس بحری سفر پر روانہ ہو چکا تھا میرے لیئے آمدنی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی جب کبھی میں دادا کو تنگ حال اور مبتلائے مصیبت دیکھتی تو دل ہی دل میں خون کے آنسو روتی اور جی سے کہتی تھی میرے ہوتے ان کو مصیبت درپیش ہو۔ یہ میرے لیئے ناقابل برداشت ہے۔ اس کے باوجود یہ امر واقعہ ہے کہ جب اُس ناپاک عورت نے مجھ کو پھسلانے اور للچانے کی کوشش شروع کی تو اُس کی نیت سمجھتے ہی میرے دل کو سخت نفرت پیدا ہوگئی اور میں نے اُس کے دام فریب میں آنے سے صاف انکار کر دیا بعد ازاں کئی موقعوں پر وہ راستہ میں مجھ سے ملی اور ہر مرتبہ سابق کی نسبت زیادہ صاف گوئی سے کام لیتی رہی۔ اُس زمانہ میں میری حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جو تھوڑا بہت روپیہ خالہ نے چھوڑا تھا ختم ہو گیا اور میں دادا کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ میرے پاس کافی روپیہ موجود ہے اس لیئے وہ آرام و آسائش کی چیزیں . . . چھوٹی چھوٹی ضروریں جو بہت گراں نہ تھیں تاہم روپے کی عدم موجودگی میں جن کو پورا کرنا محال تھا۔ طلب کرتے تھے میرے پاس نہ نقدی نہ کہیں سے کام ملنے کی امید تھی یہ حالت تنگی نے کر دی کہ پہننے کے کپڑے جو ضرورت سے زائد میرے پاس تھے

ایک ایک کر کے گرو گئے ۔ یا بیچ ڈالے ۔ اس طرح کی حالت میں جیسا آپ بہتر سمجھ سکتے
ہیں ۔ اس مکار عورت سے نفرت کرتے ہوئے بھی میں بار ہا اس کی باتیں سننے کھڑی
ہو جاتی تھی ۔ لیکن نیکی کی تلقین جو مادر مرحوم اور اس کے بعد خالہ نے کی تھی ۔ اب تک سپر
کا کام دیتی تھی ۔ بڑھیا کے روبرو آنے پر گو میرا پائے استقلال ڈگمگا جاتا تھا ۔ تاہم اس
کے فوراً بعد میں اپنے اس عہد کو مضبوط و استوار کر لیتی ۔ کہ جان دے دوں گی ۔ مگر نیکی
کی راہ نہ چھوڑوں گی ۔ سب کچھ بیچ ڈالنے کے بعد آخر نوبت یہاں تک آ گئی ۔ کہ میرے پاس
ماں کی چھوڑی ہوئی ایک انگوٹھی کے سوا کوئی چیز ایسی نہ رہی جس کو فروخت کر کے
روزمرہ کا خرچ پورا کرتی ۔ میں اس عزیز نشانی کو ہاتھ سے دینا نہ چاہتی تھی ۔ لیکن دادا کی
تکلیفیں بھی سہی نہ جاتی تھیں ۔ مجبور ہو کے میں نے اس انگوٹھی کو گرو رکھنے کا ارادہ کیا ۔ اور
اس مطلب کے لئے ایک صراف کی دوکان پہ گئی ۔ مگر اس لالے نے تب تک اس کو لینے سے
انکار کیا ۔ جب تک کہ میری طرف سے اس بات کا اطمینان کرایا جا سکے ۔ کہ وہ انگوٹھی درحقیقت
میری ہے ۔ اس کے لئے کسی دوسرے آدمی کی شہادت کی ضرورت تھی ۔ اور
مجھے کوئی ایسا دوست نظر نہ آتا تھا ۔ جس کی تصدیق مہیا کرتی ۔ سخت مایوسی کے عالم میں
میں صراف کی دوکان سے نکلی ۔ رستہ میں مسز چکلیڈ ملی ۔ جو شاید میری ہی راہ تک رہی
تھی ۔ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا ۔ کہ مجبوری کی حالتوں میں انسان اپنی روح کو شیطان
کے ہاتھوں بیچ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ۔ شاید اسی طرح کی حالت اس وقت میری
تھی ۔ کیونکہ اس کو دیکھ کر میں چلتے چلتے ٹھہر گئی ۔ اور اپنی داستان مصیبت اس سے
بیان کی ۔ اس نے رحم آمیز نظروں سے دیکھا ۔ پھر مادرانہ شفقت سے کہنے لگی ۔
بیٹی تیری تکلیف دیکھی نہیں جاتی ۔ تجھ ایسی جوان اور خوبصورت لڑکی کے لئے دکھ بھوگنا
ناحق اذیت سہنا ہے ۔ تو اگر چاہے تو بڑی آسانی کے ساتھ اپنے لئے آرام و آرائش مہیا
کر سکتی ہے ۔ اس کی باتیں سن کر میں سناٹے میں آ گئی ۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا

چھانے لگا۔ گھٹنے نیچے کو جھکنے شروع ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ ضعف جانی سے غش کیا چاہتی ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ نیکی کے فرشتہ نے ابھی میرا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ فوراً جی کو سنبھال کر میں نے اس سے کہا۔ مائی خدا کے لئے یہ ترم کی باتیں میرے روبرو نہ کر۔ میں گھر گرہستی۔ نیک باپ کی بیٹی۔ جان دے دوں گی۔ لیکن گناہ کی روزی کمانا منظور نہ کروں گی۔ ابھی تک میرے پاس ماں کی چھوڑی ہوئی ایک نشانی باقی ہے میں اس کو بیچ کر گذر کر لوں گی۔ مگر ان باتوں میں نہ آؤں گی۔ وہ بولی اچھا بھی تیری مرضی ہے۔ تو لا میں تیری خاطر انگوٹھی بیچ کے روپیہ لا دیتی ہوں۔ میں آمادہ ہو گئی۔ اور وہ مجھ سے ایک دو گھنٹہ کے عرصہ میں دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئی۔ لیکن جب دوبارہ ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو وہ بُرا سا منہ بنا کے کہنے لگی۔ بیٹی کیا کروں۔ بڑے ستم کا حادثہ پیش آیا۔ وہ تیری انگوٹھی رستہ میں گر پڑی۔ میں تیری ضرورت اپنے پاس سے پوری کر دیتی۔ لیکن فی الحال میرا ہاتھ بھی تنگ ہے۔ دو تین دن صبر کر میں تیرے نقصان کی تلافی جس طرح ممکن ہوگا۔ کروں گی۔ بڑھیا کی باتیں سن کر مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ گویا زمین پاؤں کے نیچے پھٹ گئی۔ یا آسمان سر پر ٹوٹ پڑا۔ وہ انگوٹھی اس دنیا میں میرا آخری سہارا تھی اسے کھو دینے کے بعد کیا کروں گی؟ کس منہ سے دادا کے پاس جا کے یہ کہہ سکوں گی۔ کہ میں آپ کی ضرورتیں پورا کرنے کے ناقابل ہوں۔ اپنی جان پر میں سبھی طرح کے جبر کر لیتی۔ بھوکا رہنا۔ ننگا پھرنا۔ کڑی سے کڑی مصیبت جھیلنا مجھ کو منظور تھا۔ مگر دادا کی تکلیف دیکھی نہ جاتی تھی۔ بدکردار عورت نے مجھ کو سراسیمہ دیکھ کر جانا کہ موقعہ خوب ہے۔ پھر وہی ذکر بد لے کے بیٹھ گئی۔ میں اپنے آپ میں نہیں تھی۔ شاید میرا دماغ بھی اپنا فعل معطل کر چکا تھا اس بھیڑ کی مانند قسائی جس کو پکڑ کے مذبح میں لے جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ میٹھی باتیں کرتی اپنے مکان پر لے گئی۔ اور اس جگہ . . . . آپ سے ملنا ہوا مجھ کو یاد ہے" ڈلھم نے جلدی سے کہا۔ مگر اس انگوٹھی کے بارہ میں . . . اس کے

بعد کیا ہوا؟

"آپ کو بہتر یاد ہوگا کس طرح میری داستان غم سننے کے بعد آپ نے رحم کھا کے میری مدد کی۔ اور مجھ کو گناہ کے غار میں گرنے سے بچا لیا" ونیفرڈ نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "مگر جب اس ناپاک بڑھیا کو معلوم ہوا۔ کہ آپ میرے دادا کے دشمن جانی کے صاحبزادے ہیں۔ اور آپ نے میری امداد قبول کی ہے۔ تو یہ کہہ کے میرے سر ہو گئی۔ کہ میں نے ہی ایسی اچھی آسامی تجھ کو دلائی ہے۔ لا میرا انعام دے۔ میں نے عذر خواہی کی۔ تو بولی اچھا اس انگوٹھی کا حساب برابر ہوا۔ وہ میں تجھ کو نہ دوں گی۔ اس وقت پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ انگوٹھی کی گمشدگی کا محض بہانہ تھا۔ میں نے بمنت درخواست کی۔ کہ وہ میری نیک ماں کی نشانی ہے۔ انگوٹھی مجھ کو لوٹا دے۔ مگر اس نے نہ ماننا تھا۔ نہ مانی۔ بلکہ جب میں نے دھمکایا۔ تو مقابلہ میں کئی طرح کی دھمکیاں مجھ کو دینے لگی۔ جس کے بعد مجبوراً چپ ہو جانا پڑا۔ اس طرح دو سال گذر گئے۔ آپ کو بہتر معلوم ہے کہ اس عرصہ دراز میں کس طرح آپ نے میری امداد کی۔ اور اس ذریعہ سے بالواسطہ میرے دادا کو مصیبتوں سے بچایا۔ میں اس خیال سے چپ تھی۔ کہ اگر مسز جیکلیڈ نے بلا ارادہ میری امداد کا یہ ایک ذریعہ پیدا کر دیا۔ تو بلا سے وہ انگوٹھی اس کے پاس رہے۔ مگر اس قابل یاد دن کو جب آپ مجھے ویران گلی میں لے گئے اور آپ کے رخصت ہو جانے کے بعد وہ عورت مجھ کو ملی۔ نیز جب اس نے وہ انگوٹھی فاخرانہ مجھ کو دکھائی۔ جو اپنے ہاتھ میں پہن رکھی تھی تب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے اس سے واپسی کی التجا کی۔ اور اس کے انکار پر اسے قیمتاً خریدنے کو آمادہ ہو گئی۔ کیونکہ مجھ سے یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ کہ میری نیک سیرت ماں کی یادگار اس ناپاک عورت کے پاس ہو۔ اتفاق سے اسی دن مجھ کو سڈنی دلا کی مس الولین نے میرے کام کا معقول معاوضہ دیا تھا میرے پاس اتنا روپیہ موجود تھا۔ جو میرے اور دادا کی گذر کے لئے ہفتہ بھر کو کافی ہوتا۔ میں نے سوچا تنگی بسر کریں گے خدا کارساز ہے۔ اور سامان

گذرادقات کا پیدا کر دے گا۔ مگر یہ انگوٹھی میں بہر حال اس کے پاس نہ رہنے دوں گی چنانچہ جتنا روپیہ میرے پاس تھا مسٹر چکلینڈ کو دے کر میں نے وہ انگوٹھی اس سے لے لی۔ بس یہ ساری حقیقت ہے۔ اور یہی وہ حالات ہیں۔ جو میں نے مسٹر وارڈر کو بتلائے تھے اور جن کو پوشیدہ رکھنے کی قسم ان کو دی تھی"!

"خیر انہوں نے وہ قسم پوری کی۔ اور کسی طرح سے حالات نہ کمرہ عدالت میں نہ اس کے باہر کسی پر ظاہر کئے"! مسٹر ڈلھم نے جواب دیا "مگر ونیفرڈ میں پوچھتا ہوں جس صورت میں تم اصل حقیقت ظاہر کرنے اپنی بریت کا سامان اس آسانی سے پیدا کر سکتی تھیں تو کیوں تم نے ان باتوں کو چھپایا بلکہ ایسا کرتے ہوئے سزا پا جانا بہتر تھا"!

"اوہ! آپ دریافت کرتے ہیں۔ کیوں میں نے ان باتوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی" ونیفرڈ نے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا "اس لئے کہ اگر میں ایک بات ظاہر کرتی۔ تو اس کے سلسلہ میں باقی سارے حالات خود بخود ظاہر ہو جاتے اور اس کے بعد آپ ہی کہیئے۔ میں کیا کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہتی؟ نہیں اپنی شرم کی داستان ظاہر کرنے سے مرجانا ہزار درجہ بہتر تھا۔ ہاں سے جیوری کا فتوےٰ میرے برخلاف صادر ہوتا۔ اور جج مجھ کو سزائے موت کا حکم سنا دیتا۔ مجھے بالکل پروا نہ تھی۔ اس کے علاوہ کیا آپ نے بھی اس راز کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی؟ کیا آپ نے مسٹر وارڈر کی خدمات میرے لئے حاصل کرتے وقت محض اتنا کہہ دینا ہی کافی نہ سمجھا تھا۔ کہ گو میری ملاقات ونیفرڈ سے مسٹر چکلینڈ کے ذریعہ سے ہوئی تھی۔ تاہم میں قسم کھا کے کہتا ہوں۔ وہ بالکل پاکدامن ہے۔ اوہ مسٹر ڈلھم صدہا وجوہات تھیں جن سے مجھ کو وہ طریق عمل اختیار کرنا پڑا۔ جو میرے نزدیک بہترین تھا۔ میں ہر ممکن طریقہ پر اس ناپاک عورت سے اپنے عارضی تعلقات کا حال چھپا رکھنا چاہتی تھی۔ بالفرض میں وہ حالات بیان کرتی جن میں اس نے میری انگوٹھی لی اور اپنے پاس رکھی تھی۔ تو آپ ہی فرمایئے کس کو میری بات کا

یقین آتا؟ کون تسلیم کرتا کہ جب مسٹر جیکلیڈ کے ذریعہ سے اس کے مکان پر آپ سے ملی۔ تو آپ نے ایک مرد شریف و عزت دار کی مانند مجھ سے فیاضی برتی اور میری بے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کی۔ . . نہیں مسٹر ڈلھم۔ مجھے سولی پر جان دے دینا قبول تھا۔ مگر یہ انہونی بات تھی۔ کہ میں برسرِ عدالت مسٹر وارڈر کی زبانی کہلواتی کہ میرا مددگار مسٹر ڈلھم نام کا ایک شخص تھا۔ وہ بھی کون؟ میرے دادا کے دشمن جانی کا صاحبزادہ! اگر میں اس راز کو ظاہر کرتی۔ تو کیا آپ کے والد جن کو ہرکٹن نام کے ہر شخص سے سخت نفرت ہے۔ آپ کو وراثت سے محروم اور ہمیشہ کے لئے عاق نہ کر دیتے؟ اور یہ صلہ میں اس فیاض محسن کو دیتی جس نے مدتوں غائبانہ میری مدد کی جس نے مصیبت کی گھڑی میں میرے لئے ایک لائق وکیل کی خدمات حاصل کیں۔ اور اس سے بھی زیادہ جس نے میرے عرصہ حراست میں بڈھے دادا کو مالی امداد دی!"

"ونیفرڈ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ تیری خاموشی کا راز کیا ہے" راڈرک ڈلھم نے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تیری نیک سیرتی کسی تعریف کی محتاج نہیں یوں تو میں عرصہ دراز سے تیری سعادتمندی اور حق واری کا قائل تھا۔ مگر ان واقعات نے میرے دل کو یقین دلایا۔ کہ اس احسان فراموش دنیا میں تو اپنی طرز کی ایک ہی لاثانی عورت ہے۔"

"اس کے علاوہ کچھ وجوہات اور تھیں" ونیفرڈ نے ڈلھم کے تعریفی کلمات سن کر شرم سے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ بات دادا کے کانوں تک پہنچ جاتی۔ کہ پچھلے دو سال کے عرصہ میں آپ کی دی ہوئی امداد سے ان کی پرورش کرتی رہی ہوں۔ تو کیا وہ اس صدمہ کو برداشت کر سکتے؟ کیا اصل حقیقت سے واقف ہو کر تم ہی وہ شدت غم سے مر نہ جاتے؟ پس ساری باتوں کو مدنظر رکھ کے یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ اپنی جان گنوا دوں۔ مگر اپنے قابل عزت محسن اور قابل تعظیم دادا

پہ حرف نہ آنے دوں"۔

"ونیفرڈ۔ ونیفرڈ تو سچ مچ نیکی کا اوتار ہے! ایثار۔ ہمت اور بے نفسی کی زندہ تصویر"۔ ڈلھم نے فاخرانہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ سب اندازے جو میں نے تیری نسبت قائم کئے تھے۔ صحیح نکلے پھر کس طرح ممکن تھا۔ کہ میں تجھ کو بچانے کی انتہائی کوشش نہ کرتا۔ جہاں تک میرا بس چلتا میں تیری بریت حاصل کرنے کو زمین اور آسمان ایک کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اسی مطلب کے لئے میں نے جیوری میں شامل ہونے کی تجویز سوچی۔ اور خدا شاہد ہے کہ اگر مجھ کو اپنی اس کوشش میں کامیابی نہ ہوتی یا انتہائی حالت میں جیوری تیرے برخلاف فتوے صادر کرتی۔ تو میں بھری عدالت میں کھڑا ہو کے حلفیہ سارا حال سچ سچ بیان کر دیتا۔ اگر تو اپنی طرف سے اس بات پہ آمادہ تھی۔ کہ میرے اور والد کے درمیان ناچاقی نہ ہونے دے۔ تو میں بھی اس بات کا مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ تیری نیک نامی پہ حرف یا تیری ہستی پاک پر آنچ نہ آنے پائے۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ وہ بڑھیا کیونکر مری! اس کا قاتل کون تھا؟ اور کیوں اس نے اس کو ہلاک کیا؟ مگر حالات تیرے خلاف تھے۔ اور گو تیرے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ اُن حالات کو اس طرح منتشر کر سکتا تھا جس طرح آفتاب کی کرنیں اندھیرے کو زائل کر دیتی ہیں۔ مگر لایق تعریف لڑکی تو نے اپنی جان کی بھی پروا نہ کی۔ ایک دفعہ" راڈرک ڈلھم نے پر جوش لہجہ میں کہا۔ "تو نے دادا کی خدمت گذاری میں عصمت ایسی چیز بیچ ڈالنے پہ آمادگی کی تھی۔ اور اب تو میری نیک نامی کی خاطر اپنی جان عزیز ضایع کرنے پہ آمادہ ہو گئی! . . . کون اس دنیا میں تیرا ثانی ہو سکتا ہے؟"

تھوڑی دیر گہری خاموشی چھا گئی۔ راڈرک ڈلھم عجب طرح کی نظروں سے ونیفرڈ کی طرف دیکھ رہا تھا مگر وہ گردن جھکائے اس حالت سے بے خبر تھی۔

"ونیفرڈ" آخر کار ڈلھم نے لرزتی ہوئی نرم آواز سے کہا "میں اس وقت تیرے

پاس گذرے ہوئے واقعات کی تشریح سننے نہ آیا تھا۔ درحقیقت میرا مقصد کچھ اور تھا۔ بیشک میری عمر تجھ سے دوگنی کے قریب ہے۔ اور مجھ سے کچھ فعل ایسے بھی سرزد ہوئے ہیں۔ جو لائق تعریف نہیں۔ مگر تو نے میری زندگی میں حائل ہو کر میرے خیالات کو بالکل ہی پلٹ دیا تو ہی وہ سنگ میل ہے جس نے میرے پاؤں کو نیکی کی راہ پر ڈالا۔ پس میں تجھی کو زندگی کا حصہ دار بنا کر اپنے مستقبل کی رہبری کا فرض تیرے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ ڈیمفرڈ میں تیرا پرستار ہوں۔ میری التجا قبول کر۔ ہم خفیہ شادی کر لیں گے۔ جس کی اطلاع نہ فی الحال میرے باپ اور نہ تیرے دادا کو ہوگی۔ ۔ ۔"

"صاحب یہ انھونی سی بات ہے"۔ ونیفرڈ نے جو اس عجیب و غریب تجویز کو سن کر متحیر نظر آنے لگی تھی، لہجہ استقلال سے جواب دیا۔ "میں آپ کی ممنون احسان ہوں۔ کہ آپ نے مجھ ناچیز کو اس عزت کے لائق سمجھا۔ مگر لاتعداد وجوہات مجھ کو حرف انکار منہ سے نکالنے پر مجبور کرتی ہیں۔ آپ میرے محسن اور مددگار ہی نہیں۔ صحیح معنوں میں آپ نے مجھ کو نئی زندگی دی ہے۔ آپ کی شجاعت اور دلیری اس سے ظاہر ہے۔ کہ باپ کی ناراضگی کی پروا نہ کر کے خاندانی کشاکش کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نفرت کا بھی خیال نہ کر کے جو بیرنگٹن نام کے ہر شخص سے آپ کو ہونی چاہیئے۔ لاتعداد احسانات مجھ پر کئے۔ بیشک میرا جسم اور اس جسم میں رکھی ہوئی جان دونوں آپ کی ملک ہیں۔ اور آپ کو پورا اختیار حاصل ہے۔ کہ ان سے جس طرح جی چاہئے کام لیں۔ مگر میں درخواست کرتی ہوں۔ آپ اس اختیار سے ناجائز فائدہ حاصل نہ کریں۔ ۔ ۔"

"میں جبر کروں! ۔ ۔ ۔ تجھ پر! نہیں ونیفرڈ یہ غیر ممکن بات ہے" لارڈ رک ڈلیتھم نے جواب دیا۔ "تو بہتر جانتی ہے۔ کہ میری سب سے بڑی کوشش تیرے

لیے ساماں راحت پیدا کرنے کی رہی ہے۔ اور میں یقیناً اپنے آپ سے نفرت
کرنے لگوں گا۔ اگر کوئی ایسا فعل مجھ سے سرزد ہو۔ جو تیری ناخوشی کا موجب بنے
میں عرصہ دراز سے تیری نیکیوں کا مداح تھا۔ مگر یہ بات، کہ کوئی وقت ایسا آئیگا۔
جب میری تعریف محبت کی صورت اختیار کرنے گی۔ یہ مجھے بالکل معلوم نہ تھا۔ اس
کے باوجود جب میں ان مصیبتوں کی طرف دیکھتا ہوں۔ جو تونے جھیلی ہیں۔ جب
میرا خیال اس عظیم الشان ایثار کی طرف جاتا ہے۔ جس سے ہر موقعہ پر تو نے کام
لیا ہے۔ اور جب میں ان حالات پر نظر ڈالتا ہوں۔ جو نادانستہ ہمیں ایک دوسرے
کے قریب تر لانے کا ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔۔ کس طرح قدرت نے مجھ
کو تیری جان عزیز بچانے کا ذریعہ بنایا۔ کس طرح تونے کڑی سے کڑی آفتوں میں
میرے سود و بہبود کا خیال رکھا۔۔ تو ان ساری باتوں کو دیکھ کر یہ سوچنے
پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ شاید قسام ازل نے ہمیں ایک دوسرے کے لیے ہی بنایا تھا!"

"آپ کا فرمانا بے شک درست ہے۔" ونیفرڈ دبی آواز میں بولی۔ "اور میں
تسلیم کرتی ہوں، کہ عجیب و حیرت انگیز اتفاقات ہمیں ایک دوسرے سے ملانے
کا ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔ پھر آپ نے وہ احسانات عظیم مجھ پر کیے ہیں۔ جن کی
یاد زندگی بھر میرے دل سے محو نہ ہوگی۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے۔ کہ میں آپ کو
فیاض دوست اور محسن کے سوا۔ اور کسی صورت میں نہیں دیکھ سکتی۔۔ یا
ٹھیریئے میرے سینہ میں ایک راز ہے وہ بھی میں آپ پر ظاہر کر دینا چاہتی ہوں"
یہ کہتے ہوئے ونیفرڈ کے رخساروں پر شرم کی سرخی چھاگئی۔ اور آنکھیں انداز حجاب
سے نیچے جھک گئیں۔ "محبت کی چنگاری مدت دراز سے میرے سینہ میں دبی ہوئی
پڑی تھی۔ اب وہ کھل گئی۔ اور میں اس کو بجھانے۔ دبانے۔ اپنے سینہ سے نکال
دینے کی کوشش کروں گی۔ اگرچہ میں نہیں جانتی۔ مجھے اس کوشش میں کہاں

تک کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ عرصہ دراز سے مجھ کو کسی دوسرے سے محبت ہے جو فی الحال
اس جگہ موجود نہیں جس نے میری طرح کڑی مشکلات جھیلی ہیں۔ ۔ ۔ "

"سمجھ گیا! ۔ ۔ ۔ ونیفرڈ تیرا اشارہ گسٹیوس کی طرف ہے"۔ راڈرک ڈھم نے
کہا۔ "اس صورت میں میں اپنی درخواست پر زور نہ دوں گا۔ خدا کرے۔ تم دونوں کی شادی
مبارک ہو۔ اور تم خوشی کی زندگی بسر کرو۔ میرے لئے تمہاری خوشحالی دیکھنا ہی کافی
ہے۔ مگر کیوں تم اس محبت کا ذکر اس طرح کے مایوسانہ پیرایہ میں کرتی ہو؟"

"اس لئے کہ میں جانتی ہوں۔ اس کو پانا جس کے لئے میرا دل مدتوں سے بے تاب
رہا ہے اب ناممکن ہو گیا۔ اب میں کسی حال میں گسٹیوس سے شادی نہ کر سکوں گی
کیونکہ گو میں جانتی ہوں۔ اس کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اور وہ محض اس لئے
دنیا کے دور افتادہ حصوں میں روزی کمانے گیا تھا۔ کہ واپس آنے کے بعد مجھ سے
شادی کر کے آرام و آسایش کے ساتھ رہنے لگے۔ اور اس کے بعد ہمیں ایک دوسرے
سے علیحدہ ہونے کی حاجت نہ ہو۔ ۔ ۔ لیکن یہ ایک خواب راحت تھا۔ جو افسوس
اب پورا نہ ہو گا!"

"مگر کس لئے؟" راڈرک ڈھم نے متعجبانہ پوچھا۔

"کیا آپ بھول گئے"۔ ونیفرڈ نے دردناک نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا
"کہ میں کس ہیبت ناک کڑے امتحان سے گذری ہوں۔ کس طرح آپ کی فیاضی نے
مجھ بدنصیب کو جلاد کی رسی سے بچایا ہے۔ اوہ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ
جیل خانہ نیوگیٹ کی ناپاک چھوت سے متعفن ہونے۔ اس کی ہیبت انگیز
چار دیواری میں کچھ عرصہ بسر کرنے اور اس ہولناک الزام کی جواب دہ بننے کے بعد
جس کا ذکر ہی روح کے ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے۔ ذلت مصیبت اور پستی
کی اس شرمناک آزمایش کے بعد جس سے مجھ کو گذرنا پڑا ہے۔ رفیق خدا میں میری

بدنامی مجھے اس بات کی اجازت دے سکتی ہے۔ کہ میں اس نیک سیرت نوجوان سے شادی کی آرزو کروں . . .

"ڈیفرڈ تو بھولتی ہے"۔ ڈلھم نے جواب دیا۔ "قانون کی نظروں میں تیری بے گناہی اور عدالت عالیہ کے فیصلہ کے مطابق تیری بریت تیری ذات سے ہر طرح کے داغ دھبے دھونے کے لیئے کافی ہے۔ دنیا جو شاید کبھی تجھ سے نفرت کرتی تھی۔ اب تیری ہمدرد ہے۔ زمانہ اس بات کا قائل ہو چکا ہے۔ کہ تجھ پر بہتان لگایا گیا تھا . . ."

"شاید ایسا ہو"۔ ڈیفرڈ نے مری ہوئی آواز سے کہا جس میں شک و بدگمانی کا عنصر غالب تھا "ممکن ہے لوگوں کی رلئے عدالت کے چند لفظوں سے بدل گئی ہو۔ مگر میرے لیئے اپنے احساس کو دبانا اور یہ سمجھنا کہ میں ایک ایسے پاک باطن نیک طینت نوجوان کی دلہن بننے کے لائق ہوں۔ جیسا کہ گسٹیوس ہے۔ کسی طرح ممکن نہیں!"

"میرے اپنے خیال میں تو جس کڑی منزل سے ڈیفرڈ تجھ کو گذرنا پڑا ہے۔ اس کے صدمہ نے تجھے بدرجہ انتہا مغموم و محزون بنا دیا ہے"۔ مسٹر ڈلھم نے کہا "اسی لیئے تیری نگاہ ہر چیز کا تاریک پہلو دیکھتی ہے۔ مگر اطمینان رکھ رفتہ رفتہ عرصہ قلیل میں تیری حالت پھر اصلاح پذیر ہو جائے گی۔ زندگی کی خوشیاں اور آزادی کی مسرتیں از سر نو تیرے دل میں وہی جوش آرزو پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گی جو پیشتر تھا۔ اور تو گسٹیوس سے شادی کر کے راحت و آرام کی زندگی بسر کرے گی"۔

مگر ڈیفرڈ کا اطمینان نہ ہو سکا۔ اور اس نے جواب میں مایوسانہ سر ہلایا۔ راڈولف ڈلھم نے جب دیکھا۔ کہ اس المناک مضمون پر گفتگو جاری رکھنے سے اس کے قلب نازک کو اور بھی زیادہ صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے۔ تو اس نے گفتگو کو دوسرے رخ پر ڈال دیا۔ اور نازک پیرایہ میں مالی امداد پیش کی۔ ڈیفرڈ نے پہلے تو انکار کیا لیکن آخر ڈلھم کے اصرار پر بقدر ضرورت

زرِ نقد لینے پر آمادہ ہو گئی یعنی اس قدر جو اس کی عارضی ضرورتوں کو تب تک پورا کر سکے تھے کہ وہ از سرِ نو روزی کمانے کے قابل ہو۔ اس کے بعد راڈرک ڈلھم اس نیک سیرت لڑکی کے لئے بہترین احساسات دل میں لے کر رخصت ہوا۔ اور وہ حال کے واقعات پر غور کرنے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

باب ۳۳

سسلی کی سحر سازیاں

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کس طرح عیاری و استقلال کی ملکہ سسلی نیل نے ایڈنبرگ کی مہم سے واپس آنے کے بعد مسٹر ٹمبرلے پر دباؤ ڈال کے تیس ہزار پونڈ زرِ نقد ادا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ چونکہ ٹمبرلے اس خط کا راز افشا ہونے سے بہت ڈرتا تھا۔ جو سسلی نیل نے اس کو دکھایا تھا۔ اس لئے وہ خوشی سے تیس ہزار پونڈ کے عوض اس پرزہ کاغذ کی خرید کے مہنگے سودے پر آمادہ ہو گیا۔ وہ ان دنوں بے حد مالدار تھا۔ اور اس کا روپیہ ایسی کفالتوں میں محفوظ تھا۔ کہ اس کے لئے کسی بڑی رقم کی وصولی میں کوئی خاص دقت پیش نہ آسکتی تھی۔ اس لئے یہ روپیہ اس نے فی الفور ادا کر دیا۔ ہکیر ہارڈرس کے بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ سسلی نیل کی عیارانہ چال سے بہت پھر ابہت گھبرایا اور بہت تلملایا تھا۔ لیکن جب بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور جب سسلی نے حسب وعدہ تیس ہزار کا چیک بھی لے کر دکھا دیا۔ تو اس کے دل کو گونہ تسکین ہوئی۔ اور لومڑی کے کھٹے انگوروں کی طرح اس نے سوچا۔ عورت طرحدار ہے۔ بڑی رکاوٹ محض اس کے غریبانہ تعلقات کی تھی۔ سو وہ اس رقم کے دکھا دے سے رفع ہو گئی۔ ان سب باتوں کے علاوہ دنیت میں خدا نے عجب طاقت بخشی ہے۔ وہ دل کے زخموں کو بند کرنے کی معجزانہ

قوت رکھتا ہے۔ اور اس سے زیادہ شفا بخش کوئی مرہم نہیں۔ وہ آنسوں کی کدورتوں
کو صاف کرتا۔ سینہ کے داغ دھبوں کو مٹاتا۔ درد و غم کو بھلاتا۔ اور جلن کو ٹھنڈا
کرتا ہے۔ چنانچہ جوں جوں وقت گذرتا گیا ہیکٹر کے رنج و ملال میں بھی کمی ہوتی گئی۔
حتے کہ جب آخر کار جیمز کے متعلق اپنا دعوے پورا کر کے دکھا دینے کے بعد سلی نیلی
نے اس بات کا مطالبہ کیا۔ کہ اب تم بھی اپنے اقرار کو پورا کرنے کے لئے کلیسائے
انگلستان کے دستور کے مطابق مجھ سے نکاح کر لو۔ تو ہارڈرس کوئی اعتراض پیش نہ کر سکا۔ اس نے سوچا کہ
از روئے قانون تو وہ میری بیاہتا بن چکی۔ اب از روئے مذہب بھی بن گئی۔ تو کیا۔ غرض رسم نکاح
نجی طور پر ادا ہوئی اور مسٹر اور مسز ٹمپرلے نے رجسٹر شادی پر اپنی گواہی ثبت کی۔ اس موقعہ
کے لئے مسٹر ٹمپرلے نے سسلی کے زیر ہدایت ایک ضروری دستاویز پہلے سے تیار کر لی تھی۔ جس کی شرطوں
کے مطابق تیس ہزار کی مالک سسلی قرار پائی۔ ہارڈرس نے تمسک پر مجبوراً دستخط کر
دیئے۔ مگر سسلی نے یہ کہہ کر اس کو تسلی دی۔ کہ جب تک میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہوگے
میں تمہارے عیش کی سب ضرورتیں پوری کرتی رہونگی۔ اور اس روپیہ کی مدد سے
جو میرے پاس ہے ہم اس شان کی زندگی بسر کریں گے جو ہماری مجلسی حیثیت کے عین
مطابق ہوگی۔

روپیہ ہاتھ سے دینے کا غم کس کو نہیں ہوتا۔ اور مسٹر ٹمپرلے کو تو خاص طور
پر اس لئے بھی تھا۔ کہ آن واحد میں اتنی بڑی رقم سے دستکش ہونا پڑا۔ مگر وہ ان
لوگوں میں سے تھا۔ جو برائی میں بھی بہتری اور بھلائی کا پہلو نکال لیتے ہیں اس نے
یہ کہہ کے جی کو سمجھایا۔ کہ روپیہ ہاتھ کی میل ہے۔ پھر کہیں سے آ جائیگا۔ یہ کیا کم غنیمت
ہے۔ کہ ایک ایسی خطرناک تحریر فاش ہونے کے بغیر تلف کر دی گئی۔ اس کے علاوہ جب اس
نے دیکھا۔ کہ سسلی کی شادی امیر گھر میں ہوگئی۔ تو یہی بہتر جانا۔ کہ اپنے فائدہ کے
لئے (وہ فائدہ کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے چل کر آئے گا) اس سے دوستانہ تعلقات رکھے

جائیں۔ رہ گئیں مسز ممبرلے تو وہ اس روپے کی حقیقت سے لاعلم تھی۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اس کے شوہر نے بخوشی اتنا روپیہ سسلی کو دیا ہے۔ اور گو اسے اس کی غیر معمولی فیاضی پر بڑی حیرت ہوئی۔ تاہم وہ اس بات سے خوش تھی۔ کہ اس کی بھتیجی کی شادی ایک اونچے خاندان میں ہو گئی۔

نکاح ہو چکنے کے بعد آنریبل مسٹر اور مسز ہارڈرس بیزواٹر میں ایک اچھی حیثیت کا مکان کرایہ لے کر اس میں رہنے لگے جس کی آرائش میں کفایت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کے نفاست کا مناسب انتظام کیا گیا تھا۔ کیونکہ سسلی دور اندیش تھی۔ اور روپے کے صرف کرنے میں ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتی تھی۔ کہ اوسط کے قیمتی اصول کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ جونہی یہ دونوں نئے مکان میں اٹھ گئے ہیکبیرڈ کے حلقہ احباب سے کچھ مرد ان کی ملاقات کو آنے شروع ہوئے۔ لیکن جہاں تک طبقہ امراء کی بیگمات کا تعلق تھا۔ نہ کوئی آئی نہ کسی نے اس رستہ سے گذرتے ہوئے اپنا ملاقاتی کارڈ ان کے لئے چھوڑنے کو گوارا کیا۔ اس میں شک نہیں ان میں سے کسی کو سسلی کے برخلاف ذاتی کوئی شکایت نہ تھی۔ تاہم لارڈ مینڈل شم کے بیٹے اور وارث کا ایک درجہ اوسط کے وکیل کی بھتیجی سے شادی کرنا۔ کم از کم ان امیر زادیوں کے نقطہ نگاہ سے جو نجیب خون کی محافظ سمجھی گئی ہیں۔ ایک ایسا فعل مذموم تھا جس کی تلافی اسی صورت میں ممکن تھی۔ کہ ہیکبیرڈ کے اپنے رشتہ دار اس شادی پر اظہار پسندیدگی کریں۔ جب تک ایسا نہ ہو۔ کوئی مرد مہذب ان سے اختلاط نہ کر سکتا تھا۔ ادھر لارڈ اور لیڈی مینڈل شم کے غصہ کا یہ عالم تھا۔ کہ برملا کہتے تھے۔ بہو تسلیم کرنے کا تو ذکر کیا۔ ہمارے جیتے جی وہ عورت جو اپنے آپ کو آنریبل مسز ہارڈرس قرار دیتی ہے کبھی محل کی ڈیوڑھی میں قدم نہ رکھنے پائے گی!

کسی نہ کسی طریقہ پر اس دھمکی کی خبر سسلی کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ لیکن نہ وہ گھبرائی

نہ اس نے بے تابی ظاہر کی بھولے پن سے مسکرا کے محض اتنا کہا۔ "اچھا دیکھ لیں گے"

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ لارڈ مینڈل شم ایک حد تک مسٹر ٹمپرلے کے موکل تھے۔ اور ان کا مقرر

کردہ وظیفہ اسی ذریعہ سے مسز ڈی دیر کو ملتا تھا۔ اس سے یہ معلوم کرنا بہت دشوار نہ ہوگا۔ کہ

مسٹر ٹمپرلے لارڈ مینڈل شم کے ایک خاص راز سے واقف تھا۔ اور جب ہز لارڈشپ کو اس

شادی کی اطلاع پہلے پہل پہنچی تو انہوں نے قدرتی طور پر یہی سمجھا۔ کہ ٹمپرلے نے محض اس

دباؤ کو مضبوط کرنے کے لئے جو وہ مجھ پر رکھتا ہے۔ ہیکٹر کو بہکا پھسلا کر اپنی بھتیجی سے شادی

کرنے پر آمادہ کر لیا ہے۔ چنانچہ ایک روز وہ ٹمپرلے کو ملامت کرنے اس کے دفتر میں بھی گئے

مگر ٹمپرلے نے کانوں پہ ہاتھ رکھ کے صاف انکار کیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ "مجھے اس بات کی خبر کہ

میری بھتیجی کی واقفیت صاحبزادے سے ہے۔ اس وقت تک نہ ہوئی تھی۔ کہ دونوں

فرار ہوئے"۔ اپنے اس بیان کی تصدیق میں ٹمپرلے نے ہارڈرس کی لکھی ہوئی وہ چھٹی

بھی پیش کی جو سادہ لوح جوان نے تسلی کے ایما پر ایڈنبرگ سے لکھی تھی۔ اس کا مضمون

پڑھ کر لارڈ مینڈل شم کو لاجواب ہو جانا پڑا۔

"مگر کچھ ہی کیوں نہ ہو" ممدوح نے خط واپس دے کر کہا "میں تمہاری بھتیجی کو کسی حال

میں بہو نہ مانوں گا۔ اور میں صاف صاف کہتا ہوں۔ کہ اگر تم کبھی کسی موقع پر اس کی سفارش

مجھ سے کرو گے۔ تو ہمارے تعلق کا خاتمہ ہمیشہ کو ہو جائے گا تم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ محض

میری تحریک سے کئی فائدہ مند موکل تم کو حاصل ہوئے ہیں۔ اس لئے اس بات کا بہتر فیصلہ

تم آپ کر سکتے ہو۔ کہ ذرا سی بات پر مجھ سے الجھنا تمہارے حق میں زبوں ہوگا۔ پھر اس

جھگڑے میں فائدہ کچھ نہیں کیونکہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ میں اپنی کد نہ چھوڑوں گا۔ حتے کہ

اگر تم میری زندگی کا وہ ایک راز جو تم کو معلوم ہے اس کو بھی ظاہر کرنے کی دھمکی دو گے۔ تو

مجھے ذرا پروا نہ ہوگی"۔

"لیکن حضور والا ناحق بدگمان ہیں" مسٹر ٹمپرلے نے عقیدتمندانہ جواب دیا "آپ

کی کوئی بات میرے منہ سے نکلے۔ محال دغیر ممکن ہے۔ میں ایسا کم ظرف و ناسپاس نہیں ہوں کہ حضور کے احسانات کو یاد نہ رکھ سکوں۔ اس لئے میری طرف سے خاطر عاطر جمع رہے۔ ۔ ۔ ۔"

"اس صورت میں شرط ہوئی۔ کہ زنہار اپنی بھتیجی کا نام میرے روبرو نہ لینا"۔ لارڈ مینیڈل شم نے کہا۔ "ایسا کرو گے تو پھر یاد رکھو ہمارے تعلقات قائم نہ رہیں گے۔ باقی رہا ہیکٹر کا معاملہ تو اس کے لئے میں قلیل سا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔ میرے انتقال کے بعد خطاب اور جائیداد کا مالک بے شک وہی ہوگا۔ کیونکہ ان دو چیزوں سے میں اس کو بہر صورت محروم نہیں کر سکتا۔ مگر جیتے جی میرا عہد ہے کبھی اس کو وارث تسلیم نہ کرونگا"۔

اتنا کہہ کے عالی قدر امیر غصہ اور جوش کی حالت میں ٹمپرلے کے دفتر سے رخصت ہو گیا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ گوسلی کو پھر چچا کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ لارڈ مینیڈل شم اس کے موکل ہیں۔ تاہم اس بارہ میں کوئی شک و شبہ اس کے دل میں نہ تھا کہ دونوں میں کسی طرح کا نازک رشتہ۔ کسی راز کے سلسلہ میں جس کو دنیا کی نظروں سے چھپانا مقصود تھا۔ قائم چلا آتا ہے۔ اگر اس کے متعلق کسی قسم کے حالات اس کو معلوم ہوتے۔ تو وہ ایسی عورت نہ تھی کہ حصول مدعا کے لئے ان سے کام لینے میں دریغ کرتی۔ بیشک ٹمپرلے نے اس کو بتایا تھا۔ کہ لارڈ مینیڈل شم سے میرے نجی تعلقات ہیں۔ اور اس کی اطلاع ہیکٹر کو نہ ہونی چاہیئے۔ تاہم سسلی نے جانا تھا۔ کہ خالو کا اشارہ لین دین کے معاملات کی طرف ہے۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا۔ ٹمپرلے طبقہ امرا میں عموماً روپیہ قرض دیتا ہے۔ مگر یہ بات اس کی رائے میں کچھ ایسا وزن نہ رکھتی تھی۔ کہ وہ اس کو مطلب براری کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتی۔ زیادہ صحیح لفظوں میں اس کا خیال تھا کہ وہ دباؤ جو ایک قرضخواہ کی حیثیت میں ٹمپرلے کو مینیڈل شم پر حاصل ہے اس کی مدد سے لارڈ موصوف کو اس بات پر ہرگز مجبور نہ کیا جا سکے گا

کہ وہ اس کو اپنی بہو تسلیم کرے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ زیادہ قوی ذریعوں کی متلاشی تھی۔

ہیکٹر ہارڈرس کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ لوک کاربٹ نے اس سے بیوفائی کی ہے اور یہ محض اس کی غداری کا نتیجہ تھا کہ سسلی کو یاملا دستی نصیب ہوئی۔ اب جب کہ سسلی کامیاب ہو چکی اور ہارڈرس کو بشاکر تقدیر ہونا پڑا۔ تو وہ اگر چاہتا بڑی آسانی سے لوک کاربٹ کی خطا معاف کر کے واقعات گذشتہ کو نظر انداز کر سکتا تھا۔ لیکن حلقہ فیشن کے ارباب میں ہر شخص کو ایک ایسے خادم کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ جو ہر لحاظ سے لائق اعتماد ہو۔ اور لوک میں یہ وصف باقی نہ رہا تھا۔ بس لندن واپس آتے ہی ہیکٹر نے پہلا کام جو کیا وہ لوک کاربٹ کو ملازمت سے علیحدہ کرنا تھا۔ سسلی اس کے بارہ میں یوں تعارض نہ کر سکی کہ اس نے جانا نئے نئے تعلقات میں نوکر کی حمایت شوہر کو برافروختہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ اور وہ اس کا موقعہ دینا پسند نہ کرتی تھی۔ پس وہ خاموش رہی۔ مگر اس نے ہیکٹر سے اس بات کا وعدہ لے لیا۔ کہ لوک کو ایک ایسی سند ملازمت دے دی جائے۔ جس کی مدد سے وہ کسی اچھے گھرانے میں از سر نو ملازمت حاصل کر سکے۔ پوشیدہ طور پر جو انعام واکرام اس نے دئے۔ وہ اس کے علاوہ تھے۔ وہ اس آدمی کو یوں بھی اپنے اثر میں رکھنا چاہتی تھی۔ کہ ان تجویزوں میں جن کو وہ اپنے شوہر کی لاعلمی میں عنقریب عمل لانا چاہتی تھی۔ اس کا ارادہ لوک کاربٹ سے مدد لینے کا تھا۔

ناظرین کو یہ تو معلوم ہے۔ کہ سسلی ایک بلند آرزو خاتون تھی۔ اور جیسا اس طرح کے لوگوں میں عموماً دیکھا گیا ہے۔ اولالعزمی بھی پڑی تھی۔ یہ اس کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ اپنی پیشانی سے بدنامی کا داغ دھویا۔ ایک اچھے بر سے شادی کی۔ آنریبل کا طرہ امتیاز حاصل کیا۔ اور یہ امید باقی تھی۔ کہ مناسب عرصہ گذر جانے کے بعد ایک امیر ابن امیر کی بی بی لیڈی مینڈل ستم کہلائے گی۔ مگر اس کے نزدیک اتنا ہی کافی نہ تھا۔ اس کے

موجودہ خواہش یہ تھی کہ سسرال والے اُس کا حق تسلیم کریں اور وہ اُن کے ذریعہ سے اعلےٰ طبقہ کی سوسائٹی میں میل جول پیدا کر سکے یہ اُس کے فوری مقاصد تھے اور وہ اُن کو کسی نہ کسی ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتی تھی علاوہ بریں سسلی کی طبیعت میں کینہ کی آمیزش تھی مقابلہ پیش آنے کی صورت میں وہ ایک بے رحم دشمن تھی پس اُس کی رائے میں لارڈ اور لیڈی مینڈل اسٹم کا غرور خاک میں ملا کر ہی اس کے دل کو وہ حلاوت حاصل ہو سکتی تھی جو ان کی سرد مہری کے بعد ذریعہ تسکین ہوتی اسی طریقہ پر طبقہ اعلیٰ کی وہ خاتونیں جو اس کو سرد نظروں سے دیکھتی اور دور دور رہا کرتی تھیں اُس کی صحبت کی آرزو مند ہو سکتی تھیں۔

واقعات مذکورہ کے ایک مہینہ بعد کا ذکر ہے۔ گہری شام ہو گئی تھی اور سسلی بیز واٹر کے مکان میں خوشنما آراستہ کمرہ نشست کے صوفے پر دراز اُن تجویزوں کے سوچنے میں منہمک تھی جو اُس کے مدنظر تھیں۔ ہیکٹر بعض دوستوں کی صحبت میں ضیافت کھانے گیا تھا اور چونکہ سسلی کو اپنے مدعا کے حصول میں تنہائی کی ضرورت تھی نیز اس لیے کہ وہ ہیکٹر کو علیحدگی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر کے آزردہ کرنا نہ چاہتی تھی وہ اس کے مشاغل تفریح میں کبھی مزاحم نہ ہوتی تھی۔ صوفے کی پشت پر جھکی ہوئی وہ بحر تفکرات میں غرق تھی کہ نوکر نے جو سادہ مگر صاف ستھری وردی پہنے ہوئے تھا، داخل ہو کر عرض کی "بانو لوک کاربٹ چند لمحوں کے لیے حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے۔"

"آہ بے شک" مسز ہارڈرس نے لاپروائی سے کہا "وہ اپنی ملازمت کی سند لینے آیا ہوگا اس کو یہیں بھیج دو۔"

نوکر مودبانہ سلام کر کے رخصت ہو گیا اور اس کے فوراً بعد لوک کاربٹ حاضر ہوا دروازہ کو بڑی احتیاط سے بند کرنے کے بعد اُس نے ادب سے سر جھکایا اور دانشمند نوکر کی طرح خود کچھ کہنے سے پیشتر استفسار کا انتظار کرنے لگا۔

"لوک کس طرح آنا ہوا؟" سسلی نے پوچھا "مجھ کو امید ہے کوئی اچھی خبر لائے ہو گے۔"

"بانو میں یہ عرض کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔" لوک نے جواب دیا "کہ سینہ نے اُس معاملے

گا دگر چھیڑا تھا اور وہ خاتون رضامند ہو گئی ہے فی الحقیقت اب اس معاملہ کو بہت عرصہ ملتوی نہ کیا جا سکتا تھا حیرت ہے اتنی مدت بھی اسے کیونکر چھپایا گیا؟"

"کیوں مگر تم کو اُس کی آمادگی کا پورا یقین ہے؟" سلمی نے فکر و تشویش کے لہجہ میں دریافت کیا مگر اس کے چہرہ کی بشاشت میں فرق نہ آنے پایا۔

"بانو وہ نہ صرف آمادہ بلکہ احسانمند ہے" لوک نے جواب دیا "میں نے جو جوبات سلیمہ کو سمجھائی تھی وہ سب اُس نے درجہ وار بیان کر دی جیسا آپ نے فرمایا تھا۔۔۔"

"میں تمہارے کہنے کا مطلب سمجھ گئی" سلمی نے کہا "میرا خیال ہے تمہاری یہ سلیمہ ہر لحاظ سے معتمد اور وفادار ثابت ہو گی۔ علاوہ بریں اُس کا اپنا فایدہ اس میں ہے۔۔۔"

"جی کیوں نہیں" لوک نے جواب دیا "ہماری نسبت ہوئے بہت عرصہ گزر گیا مگر اتنا روپیہ جمع نہ ہو سکا کہ شادی کی آرزو کر سکتے۔ یہ تو آپ ہی کی فیاضی کی بدولت ہے کہ امید بندھنے لگی ہے۔۔۔"

"میں امید کرتی ہوں اب تمہاری آرزوئیں بہت جلد پوری ہو جائیں گی" سلمی نے حوصلہ افزائی کرکے کہا "عنقریب تم سلیمہ سے شادی کر سکو گے اور تمہارے پاس گزارے لائق اثاثہ بھی موجود ہو گا اس کے بعد اگر تمہاری خواہش ہو تو دونو ایک ہی گھر میں جہاں شادی شدہ نوکروں پر کسی طرح کا اعتراض نہ ہوتا ہو ملازمت کر سکتے ہو۔"

"جی بے شک آپ کا فرمانا صحیح ہے" لوک نے تسلیم کیا "میں نے یہ سب باتیں سلیمہ کو سمجھائی تھیں اور وہ آمادہ ہو گئی اب صرف آپ کے حکم کی دیر ہے فرمایئے کب کام شروع کر دیا جائے؟"

"میں کل لندن سے روانہ ہو جاؤں گی" سلمی نے کہا "وہ اُس کے ایک دن بعد پہنچ جائیں گر کیا تم کو یقین ہے کہ ہیسٹنگز والے مکان میں سب تیاریاں مکمل ہو چکیں اور وہ ہر لحاظ سے ٹھیرنے کے لائق ہے؟"

"بانو اطمینان فرمائیے آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کیا گیا ہے" لوک نے مودبانہ عرض کیا "آپ سے پوشیدہ نہیں کہ میں نے آج تک نہ کبھی کسی معاملہ میں غلط گوئی کی۔ نہ آپ کو دھوکا دیا ۔ ۔ ۔"

"ٹھیک ہے تم نے اب تک بڑی وفاداری سے کام کیا ہے تاہم بعض باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میرے دل میں رہ رہ کے شبہات پیدا ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ اس خاتون کے آنے کے متعلق کیا کوئی معقول عذر سوچا جا سکے گا ۔ ۔ ۔ ؟"

"آپ اس بارہ میں خاطر جمع کریں" لوک نے جواب دیا "سلینہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی نوجوان مالکن ڈیڑھ دو ہفتے کے لئے اپنی غیر حاضری کے متعلق کوئی نہ کوئی بہانہ بہ سہولت تلاش کرے گی۔"

"تو بس طے ہو گیا" سسلی نے کہا "میں کل لندن سے رخصت ہو جاؤں گی کیا تم کو یاد ہے اس جگہ میرا نام مسز ہلبیری ہوگا؟"

"جی مجھ کو معلوم ہے" لوک نے معنی خیز تبسم کر کے کہا "اور آپ کی سہیلی کا نام مسز کوں برو گ"

"بالکل ٹھیک" سسلی نے تسلیم کیا "اچھا یہ لو اپنا انعام اور فی الحال جاؤ۔"

لوک کاربٹ نے سر جھکایا کہ وہ سونے کے سکے وصول کئے جو سسلی نے اُس کو دئے مگر جب وہ کمرہ سے رخصت ہو چکا تو نوجوان خاتون کے چہرہ پر فاتحانہ مسرت، رحم اور کینہ کے مشترک آثار نمودار ہوئے۔

"غریب لڑکی!" اُس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "جہاں تک میرے سننے میں آیا ہے وہ بے حد خلیق اور حلیم ہے اس لئے مجھے اُس کو اپنے مصرف میں لاتے ہوئے بیحد افسوس ہوتا ہے۔ مگر کیا کروں مجبوری ہے۔ اس دنیا کا یہی دستور ہے کہ کوئی آدمی دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی خود غرضانہ کوششوں میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اگر مجھے باغ میں کوئی خوشنما پھول نظر آئے اور میں اُسے توڑنا چاہوں تو یقیناً اُسے پھول تک پہنچنے سے پہلے مجھے بہت سے پودوں کو کچلنا

پڑے گا۔ ۔ ۔ خیر یہ کام کرنا ہی لازم ہے۔"

اس کے بعد وہ صبر سے شوہر کی واپسی کا انتظار کرنے لگی وہ کوئی آدھی رات کے عمل پر واپس آیا اور سسلی کو منتظر دیکھ کے بہت متعجب ہوا کیونکہ اس سے پہلے وہ اُس کا انتظار نہ کرکے وقت پر سو جایا کرتی تھی۔

"پیارے ہیکٹر" وہ میٹھی نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی میں امید کرتی ہوں تمہارا وقت بڑی خوشی سے بسر ہوا ہوگا۔"

"ہاں بڑی پرلطف صحبت تھی" ہیکٹر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"پیارے ہیکٹر تمہیں خوش دیکھ کر میرے دل کو بے حد خوشی ہوتی ہے" سسلی نے کہا "ہم نے اس لئے شادی نہ کی تھی کہ ایک دوسرے پر بار ہوں مگر سچ پوچھو تو فایدہ میں تمہیں ہو۔ اس لئے کہ تم حلقہ احباب رکھتے ہو اور مجھ کو تنہا پڑے رہنا پڑتا ہے تاہم میں خوش ہوں کہ تمہارا وقت خوشی اور دل لگی میں بسر ہوتا ہے یاد ہوگا آج صبح تم نے ایک سبزرنگ گھوڑے کی بہت تعریف کی تھی تم اس کی خرید کا شوق ظاہر کر رہے تھے اگر سچ مچ اچھی نسل کی چیز ہے تو میں اس کے لئے چک دیئے دیتی ہوں۔"

"سسلی تیرے جیسی مزاج دار عالی ہمت خاتون ڈھونڈے سے نہ ملے گی" ہیکٹر نے باغ باغ ہو کر کہا "بخدا میرا بس نہیں چلتا ورنہ تیرے لئے بھی تفریح کا کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور پیدا کر دیتا۔ ۔ ۔"

"حسن اتفاق سے ایک موقعہ آج ہی مجھ کو ملا ہے" سسلی نے جواب دیا "میری ایک شادی شدہ سہیلی ہیٹنگز میں رہتی ہے ہم دونو کسی زمانہ میں اکٹھی پڑھا کرتی تھیں تب سے میرا اُس کا بہناپا ہے آج اُس کا خط آیا ہے کہ مجھے آکے مل جاؤ تم اگر اجازت دو تو میں کچھ عرصہ کے لئے اُس کے پاس ہو آؤں۔"

"شوق سے" ہارڈرس نے کہا "کب تمہارا ارادہ اس کے ہاں جانے کا ہے؟"

"اعتراض نہ ہو تو کل صبح چلی جاؤں گی"۔

"مجھے کچھ اعتراض نہیں" ہیکٹر نے جواب دیا "سچ پوچھو تو مجھ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تمہیں سیر و تفریح کا موقعہ مل گیا . . . مگر پیاری اگر اس دوران میں مجھے کوئی خط تمہارے نام بھیجنا ہو تو کس پتہ پر بھیجوں؟"

"مسز ہینبری کی معرفت موبرے ولا ہیسٹنگز - اس نے خط میں لکھا ہے بڑی سہانی جگہ ہے قصبہ سے ڈیڑھ میل دور - آبادی سے علیحدہ پر فضا مقام پر - اور تم کو معلوم ہے دسمبر کے مہینہ میں ہیسٹنگز کی آب و ہوا برائیٹن کی طرح معتدل اور خوشگوار ہوتی ہے"۔

"ٹھیک ہے" ہیکٹر نے تسلیم کیا "میں امید کرتا ہوں اس جگہ تمہارا وقت خوشی سے بسر ہوگا۔ لیکن پیاری کرسمس سر پر آگیا۔ کیا تب تک واپس آجاؤ گی؟"

"ہاں یقینی طور پر" سسلی نے جواب دیا "آج اس مہینہ کی پانچویں تاریخ ہے میں بہت سے بہت ایک ہفتہ وہاں ٹھیروں گی"۔

دوسرے دن صبح کو آنریبل مسز ہارڈرس اپنی رئیسی گاڑی پر سوار ہو کے بیرواٹرے رخصت ہوئی اور لنڈن برج کے ریلوے سٹیشن پر پہنچی خادمہ کو ساتھ نہ لے جانے کا کچھ بہانہ اس نے پہلے سوچ لیا تھا اس لئے اکیلی ہی ریل پر سوار ہوئی اور سہ پہر کو ہیسٹنگز پہنچ گئی اس جگہ ایک گاڑی کرایہ کر کے وہ موبرے ولا گئی جو ویسی ہی پر فضا کوٹھی تھی۔ جیسی لوگ کا ویٹ کے بیان کے مطابق اس نے ہیکٹر کے روبرو ظاہر کی تھی۔ ہر چند دسمبر کا مہینہ تھا تاہم خانہ باغ میں سرسبز پیڑ اگے ہوئے اور فرش پر ہر طرف ہریالی تھی اور چونکہ بالکونی اور برآمدوں کی رنگت ان لہراتی ہوئی بیلوں کی طرح جو ان پر چڑھی ہوئی تھیں سبز تھی اس لئے نظارہ فرحت بخش اور بیحد خوشگوار تھا۔ دو بجے کے قریب سسلی کوٹھی کے پھاٹک پر کرایہ کی گاڑی سے اتری مطلع صاف تھا اور ہوا میں غیر معمولی خنکی نہ پائی جاتی تھی موبرے ولا کی ظاہری صورت دیکھ کر وہ اس پہ موہت ہو گئی۔

گاڑی کے ٹھیرتے ہی باغبان جو پودوں کی نلائی کر رہا تھا پھاٹک کے پاس آیا اور

جب سسلی نے گاڑی سے اُتر کر دروازہ کی گھنٹی بجائی تو ایک ادھیڑ عمر کی عورت جس نے صاف ش
سادہ لباس پہن رکھا تھا آتی دکھائی دی اس کی پشت پر ایک کمسن رودار خادمہ نظر آئی دونوں
کو دیکھ کر سسلی نے جانا کہ وہ اُس کی آمد کا انتظار کر رہی ہیں دونوں نے پاس آکے مؤدبانہ سلام
کیا اور مالی ٹرنک اٹھا کے کوٹھی کے اندر لے گیا۔

"بانو غالباً آپ ہی کا نام مسز ہنیبری ہے"۔ ادھیڑ عورت نے جو اس گھر کی منتظم تھی چھوٹی
خادمہ کے رخصت ہو جانے کے بعد اس وقت کہا جب وہ اور سسلی کمرہ نشست میں تنہا
رہ گئیں۔

"ہاں یہی میرا نام ہے" سسلی نے جواب دیا "میرے خیال میں وہ شرطیں جو میرے نوکر نے
کوٹھی کرایہ لینے کے متعلق طے کی تھیں تمہیں یاد ہوں گی"۔

"جی پوری طرح" عورت نے جواب دیا "آپ دو ماہ کے لئے مکان کرایہ لیتی ہیں اور چار پونڈ
ہفتہ وار کرایہ دیں گی جس میں نوکروں کا خرچ بھی شامل ہے بانو اس گھر کے مالک کپتان اور
مسز کیمبل چونکہ سردیوں میں لندن چلے جاتے ہیں اس لئے ان کو عارضی طور پر مکان کرایہ دینے
میں کوئی عذر نہ تھا"۔

"مگر کیا میرے آدمی نے یہ بھی تم کو بتایا تھا کہ میں کس مطلب کے لئے مکان لینے لگی ہوں؟"
سسلی نے دریافت کیا۔

"بانو کچھ باتیں اشارتاً اُس نے کہی تھیں" عورت نے جواب دیا "بہر حال میں آپ کے منشاء سے
بخوبی واقف ہو گئی ہوں آپ کا آدمی ایک مہینے کا کرایہ پیشگی ادا کر گیا تھا جس کی رسید میں نے اُسے
دے دی تھی لیکن اُس معاملہ کے متعلق میں گزارش کرنا چاہتی ہوں"۔ اُس نے پر اسرار لہجہ میں کہنا شروع
کیا "کہ اگر میرا کہا مانیئے تو مقامی ڈاکٹر مسٹر سانڈرس سے بات چیت کر لیجئے۔ کنبہ دار مسن
اور بہت شریف آدمی ہے اور اس راز کو ہمیشہ چھپائے رکھے گا حتیٰ کہ اگر کسی موقعہ پر دوبارہ اُس کو
اُس بیچاری جوان عورت سے ملنے کا اتفاق ہو . . ."

"مسز کول بروک اُس کا نام ہے" سسلی نے قطع کلام کر کے کہا۔

"اچھا تو میں یہ عرض کرتی تھی کہ اگر کسی موقعہ پر دوبارہ مسٹر سانڈرس کی ملاقات کسی ایسے مقام پر جہاں تیسرا آدمی نہ ہو یا لوگوں سے بھرے ہوئے کمرہ میں اُس خاتون سے ہو تو وہ ہر حال میں اُس سے واقفیت ظاہر نہ کر کے بیگانہ وار پیش آئے گا"۔

"بس تو ٹھیک ہے ایسے ہی آدمی کی خدمات حاصل کی جائیں گی" سسلی نے جواب دیا میں عنقریب اس کو بلا کے ہر ایک بات سمجھا دوں گی۔ میرے خیال میں تم کو جو دوراندیش سیانی عورت ہو۔ یہ بتانے کی حاجت نہیں ہے کہ اُس خاتون کا راز ہر طرح پوشیدہ رہنا چاہیئے کیونکہ اگر اس کے بارہ میں ذرا سی بات بھی ظاہر ہوگئی تو سارے خاندان کی بدنامی ہوگی لیکن یاد آگیا ایک بات اور ہے جس سے میں تم کو آگاہ کر دینا چاہتی ہوں جس نوجوان خاتون کا یہ ذکر ہے وہ صرف نام سے مجھ کو جانتی ہے صورت سے نہیں پہچانتی محض اس کی خادمہ کے ذریعہ سے ہمارے تعلقات قائم ہوئے ہیں بات دراصل یہ ہے . . . مگر ہاں تمہارا نام مجھ کو معلوم نہیں"

"بانو مسز بلکنز مجھے کہتے ہیں" ادھیڑ عورت نے جواب دیا۔

"اچھا تو مسز بلکنز" سسلی نے تقریر جاری رکھ کر کہا میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ نوجوان خاتون یہ سمجھے ہوئے ہے کہ میں اس کوٹھی کی مالک ہوں یا زیادہ صحیح لفظوں میں میری مستقل سکونت اسی میں ہے اسے بالکل معلوم نہیں کہ میں نے یہ عمارت عارضی طور پر کسی ضرورت سے کرایہ لی ہے۔ پھر یہ بھی اُس کا خیال ہے کہ اس کی خادمہ کسی زمانہ میں اسی کوٹھی میں میرے ہاں ملازمت کرتی تھی اور چونکہ میری حالت آسودہ نہیں ہے اس لئے میں نے خادمہ کے کہنے پر اُس عورت کی خدمت گزاری اپنے ذمہ لی ہے تم اس بارہ میں جو جی چاہے سمجھ لو۔ مذاق کہہ کر تو سب ہنر فریب کہا تو۔ اس کا تمہاری ذات پر یا گھر کے مالکوں کی حیثیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا یہ حالات بھی محض اس لئے میں نے تم کو بتائے ہیں کہ ایسا نہ ہو کسی موقعہ پر نوجوان خاتون سے گفتگو کے دوران میں تمہارے یا چھوٹی خادمہ کے مُنہ سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جو اس خیال کی تردید کرنے والا ہو . . ."

"بانو میں آپ کا مطلب پوری طرح سمجھ گئی۔ بڑی نوکرانی نے سسلی کے پیش کردہ دو پونڈ ہاتھ میں لے کر مسکراتے اور ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا" اور میں پورا خیال رکھوں گی کہ اگر یہ معاملہ کسی موقعہ پر گھر میں زیرِ بحث آئے تو اُس کی کسی تفصیل کی تردید نہ کی جائے۔"

"اس کے ساتھ ہی یہ بات مسز سانڈرس کو بھی سمجھا دینا ضروری ہے" سسلی نے تاکید کی۔

"جی میں ضرور ایسا کروں گی" مسز بلکنز نے جواب دیا۔

یہاں پر یہ گفتگو ختم ہو گئی جس کے بعد سسلی نے عمارت کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال شروع کی تاکہ اُس خاتون کی آمد کے بعد جس کا انتظار تھا کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے پایا جائے کہ وہ اس مکان میں نووارد ہے مکان بہت کشادہ اور ویسی ہی خوش اسلوبی سے آراستہ تھا جیسا درجہ اوسط کے کسی شریف گھرانے کی بود و باش کا مقام ہونا چاہیئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کیمپل والے کسی حد تک خسیس تھے جب کبھی وہ اپنے سرمائی قیام کے سلسلہ میں ہسٹنگز سے لندن جاتے تو موبرے ولا کی عمارت کرائے پر دے جاتے تھے تاکہ اس جگہ کی آمدنی لندنی اخراجات کی کسی حد تک کفیل ہو سکے۔

اس سے اگلے روز قریباً دو بجے تھے کہ آنریبل مسز ہارڈرس جس کا نام ۔ ۔ ۔ ہمارے خیال میں یہ بات ہر دفعہ جتلانے کی نہیں ہے ۔ ۔ ۔ اب مسز ہنیبری تھا اُس نوجوان خاتون کا انتظار کرنے لگی جس کے لئے مسز کول بروگ کا فرضی نام پہلے سے تجویز کر لیا گیا تھا لیکن یہ ایک احتیاطی کارروائی تھی ورنہ سسلی کو یقین تھا کہ وہ شام کی گاڑی سے آئے گی کیونکہ دو بجے کی گاڑی پر اس جگہ پہنچنے کے لئے اس کے علی الصبح روانہ ہونے کی ضرورت تھی اور سسلی کو یقین تھا کہ وہ اس کی زحمت گوارا نہ کرے گی۔ اُس کا اندازہ صحیح نکلا اور اُس رات سات بجے کے تھوڑی دیر بعد ایک کرایہ کی گاڑی ہیسٹنگز کے سٹیشن سے چل کر کوٹھی کے دروازہ پر پہنچی۔ سسلی نے معلوم کیا کہ وہ جس کا انتظار تھا آ گئی۔ چنانچہ آگے آگے وہ پیچھے مسز بلکنز اور سب سے آخر میں گھر کی خادمہ اس طرح یہ مختصر جماعت خاتون کی پیشوائی

جسے لئے دروازہ کی طرف گئی تھا ایک نوجوان خاتون جس کے چہرہ پر کالی نقاب اور بدن پر ڈھیلا لبادہ تھا گاڑی سے اُتری بظاہر وہ گہرے اضطراب کی حالت میں تھی کیونکہ نیچے اترتے ہی اُس نے سلمیٰ کا بازو سہارے کے لیئے پکڑ لیا اُس کے پیچھے پیچھے اس کی خادمہ گاڑی سے اُتری اور سلمیٰ نے ظاہرداری کے لیئے اُس سے پوچھا "سلیمہ کیسی ہو؟"

"بانو آپ کی عنایت سے اچھی ہوں"۔ نوکرانی نے جواب دیا "فرمایئے آپ کا مزاج تو بخیر ہے؟"

اس کے بعد سلمیٰ نام نہاد مسز کول بروک کو کوٹھی کے اندر لے گئی۔ کمرہ نشست میں پہنچ کر جہاں خوشگوار آگ جلتی اور لمپوں کی تیز روشنی تھی نووارد خاتون نے سلمیٰ کا ہاتھ گرمجوشی سے دبایا اور رکتے ہوئے کہنے لگی "او مسز ہنبری میں کن لفظوں میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کر سکتی ہوں . . . "

"پیاری مسز کول بروک کسی شکریہ کی حاجت نہیں ہے" سلمیٰ نے تسلی بخش لہجہ میں جواب دیا "غریب خانہ کو اپنا ہی گھر سمجھئے میں نے از روئے احتیاط سب نوکروں کو سمجھا دیا۔ اور ایک ایسے ڈاکٹر کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں جس کی شرافت اور عزت پر پوری طرح بھروسہ کیا جا سکتا ہے"۔

"نیک دل خاتون۔ آپ کی عنائتیں بے حساب ہیں" نووارد حسینہ نے میزبانہ کی بانوں سے متاثر ہو کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اس اثنا میں سلیمہ مسز ملکنر کے ساتھ عمارت کے مختلف حصوں کا گشت کر کے اُن انتظامات سے واقف ہونے کی کوشش کر رہی تھی جو سوچی ہوئی تجویز کے سلسلہ میں کیئے جا چکے تھے سلمیٰ کی طرح اس دیکھ بھال سے اُس کا مقصد بھی یہی تھا کہ اپنی مالکن کے روبرو عمارت کے بارہ میں کسی طرح کی ناواقفیت کا اظہار اُس کی طرف سے نہ ہو اور اس کے طریق عمل سے یہی پایا جائے کہ جیسا فرضی مسز کول بروک کے ذہن نشین کیا جا چکا تھا وہ اس عمارت میں پیشتر رہ چکی تھی یہاں پر چند الفاظ سلیمہ کی شکل و صورت کے متعلق بھی تحریر کر دیئے جائیں تو شاید بیجا

نہ ہوگا وہ قریباً بتیس سال عمر کی شریف صورت عورت تھی۔ صحیح معنوں میں بدنمانہ سہی مگر اس
خوبصورت بھی نہ کہہ سکتے تھے بہرحال وہ شائستہ آداب کی ذکی اور ذہین عورت تھی گو از رو
اخلاق اس کے اصول بہت ڈھیلے تھے۔ ہرچند وہ کسی مجرمانہ فعل کی مرتکب نہ ہو سکتی تھی ت
اس طرح کے موقعہ پر جیسا کہ درپیش تھا وہ کسی سازش میں شریک ہو کے ذاتی نفع حاصل کر
سے ہچکچاتی نہ تھی ان سب باتوں کے علاوہ جیسا لکھا جا چکا ہے لوک کا ربٹ سے اس کی
شادی عنقریب ہونے والی تھی اور سچ پوچھئے تو اس شادی کی تیاری کے سلسلہ میں ہی جم
کی خاطر وہ شریک سازش ہوئی تھی۔

ان چند لمحوں کے عرصہ میں کہ مسز کول بروک کمرہ نشست میں سسلی کے پاس ٹھیری اس
اپنی نقاب چہرہ پر ہی رہنے دی تھی اس لیے مسز ہارڈرس اس کی صورت بخوبی نہ دیکھ سکی مگ
اس نے سنا تھا کہ وہ بےحد خوبصورت ہے اور اب وہ ایک جھلک جو اس کو دکھائی دی
اس نے اس خیال کی پوری تصدیق کر دی اتنے میں سلینہ اپنی نوجوان مالکن کو اس کمرہ میں لے
جانے کے لئے جو اس کی سکونت کے لیے پہلے سے تیار کیا جا چکا تھا اندر آئی قریباً آدھ
گھنٹہ وہ دونوں اس کمرہ میں ٹھیریں۔

اس عرصہ کے بعد جب مسز کول بروک واپس آئی تو اس نے شام کا سادہ لباس
پہن لیا تھا اور نقاب اتار دینے سے سسلی کو اس کے چہرہ کی دید کا اچھا موقعہ مل گیا۔ نوجوان
عورت کے حسن عالم آشوب کا حال کیا کہنا۔ عمر بیس اکیس سال کے درمیان رنگت صبیح اور
بال چمکیلے پٹ سن سے مشابہ تھے عجب طرح کی حلاوت اور شیرینی اس کے خط و خال سے
نمایاں تھی اور خوشنما چہرہ سادگی اور بھولے پن کے آثار لیے تھا اس دلفریب صورت کو
دیکھتے ہوئے جس کی رگ رگ میں معصومیت بھری تھی یہ سوچ کر بڑی حیرت ہوتی تھی کس
سنگدل بے رحم نے اس نیکی کی مورت کو بدراہ کرنے کی جرأت کی ہوگی۔ لیکن امر واقعہ یہی
تھا کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین نے پیشتر اندازہ کیا ہوگا یہ خاتون بی بی بننے سے پہلے ہی ماں

بننے والی تھی ہر چند اس واقعہ عظیم کے پیش آنے میں صرف ڈیڑھ پونے دو مہینے کا عرصہ باقی تھا تاہم اس کی بدنی حالت سے یہ بات بالکل ظاہر نہ ہوتی تھی اور سسلی کو بھی ضرور اپنے باصرہ پر شک ہوتا اگر نوکرانی سلینہ کی زبانی اُس کو پہلے سے سب حال معلوم نہ ہو چکا ہوتا۔ وہ دراز قامت اور بے حد متناسب الاعضا تھی چھاتیاں اُبھری ہوئی لیکن بدن میں ہلکا سا خم پایا جاتا تھا گو یہ کجی اتنی قلیل تھی کہ عیب ثابت ہونے کی بجائے دلکشی کا نیا سامان پیدا کرتی تھی بالکل اس طرح سمجھ لیجئے جیسے پھول شاخ گل پر ذرا سا جھک جاتا ہے آنکھیں موٹی۔ نیلگوں۔ آثار غم لئے ایک عجب طرح کی رقت جن میں پائی جاتی تھی۔ چہرہ بیضوی۔ ہونٹ سُرخ اور مرطوب اور دردنداں بے عیب تھے نفاست اور دہر انگیزی کی جھلک اُس کی ہرادا میں پائی جاتی تھی اور گو سادگی۔ حسن اور اخلاق کی یہ دلفریب مورت اپنے اندر غرور کا شائبہ تک نہ رکھتی تھی تاہم اس کی صورت دیکھ کر یہ معلوم کرنا بالکل دشوار نہ تھا کہ وہ زندگی کے اونچے طبقہ سے تعلق رکھتی اور سوسائٹی میں اُس کا درجہ بہت بلند ہے۔

بڑی دیر تک سسلی حسن و خوبی کی اس دلربا صورت کو ہمدردی اور افسوس کے ساتھ ملی ہوئی تعریف کی نظروں سے دیکھتی رہی اور یہ امر واقعہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے وہ اُس خاتون کی سادگی اور بھولے پن سے اتنی متاثر ہوئی کہ جو ارادہ وہ اپنے دل میں قایم کر چکی تھی ڈگمگانے لگا حتی کہ وہ اپنی سوچی ہوئی تجویزوں سے دست بردار ہونے پر آمادہ ہو گئی کوئی آواز کہتی تھی تو اس کی خوبصورتی اور حُسن اخلاق کو دیکھ۔ کیا باغ قدرت کا یہ خوشنما پھول اس لائق ہے کہ غرض مندی کے پاؤں تلے کچلا جائے؟ . . .

مگر آدمی کا دل بہت کمزور ہے اور جب اس میں خودغرضی کی آگ کا شعلہ ایک بار مشتعل ہو جائے تو کوئی طاقت اس کو بجھا نہیں سکتی اپنے فائدہ کا خیال جلدی ہی سسلی کے نیک ارادوں پر غالب آگیا۔ اس نے کمزوری کو دبایا اور اپنے دل کو پتھر کر لیا۔

تین دن گزر گئے اس عرصہ میں مسز کول بروک نئے گھر کی سکونت کی عادی ہو گئی

اور اتنی قلیل مدت میں ہی اس قدر گہری محبت سسلی سے اُس کو ہوئی کہ وہ اُس کو عزیز از جان فیاض اور مہربان سہیلی سمجھنے لگی جو محض اُس پر احسان کرنے کے لئے اُسی کی نسوانی شرم اور بے عزتی کو چھپانے میں مدد دینے کو آمادہ تھی ایک مرتبہ بھی اس نیک طینت خاتون نے اُس مرد ناہنجار کا نام مُنہ سے نہیں لیا جو اُس کی بدراہی کا موجب بنا تھا گو اصل حقیقت سسلی سے پوشیدہ نہ تھی کیونکہ یہ راز سلینہ کی زبانی لوک کاربٹ کو اور اس کی وساطت سے سسلی کو معلوم ہو چکا تھا اور سسلی اس بات سے پوری طرح واقف تھی کہ وہ آدمی کتنا بے اصول غرضمند، جفا پیشہ ہے۔ اُس نے اپنی دغا شعاری سے اس موہنی عورت کو ہی برباد نہ کیا تھا بلکہ وہ ایک اور پُر اعتماد لڑکی کی سادہ لوحی سے حال ہی میں فایدہ اٹھا چکا تھا۔

تین دن کے عرصہ میں مسٹر سانڈرس کی آمد و رفت گھر میں شروع ہو گئی وہ اپنی طرز کا بیحد خلیق اور ملنسار آدمی تھا مسز بلکنز نے ساری باتیں پہلے اس کو سمجھا دی تھیں چنانچہ کبھی کسی موقعہ پر اُس نے اشارتاً بھی کوئی بات ایسی نہ کہی جو بدقسمت خاتون کے رخساروں پر شرم کی سرخی پیدا کرنے والی یا اُس کی تذلیل کا ذریعہ ثابت ہوتی ہر ایک بات خوش اسلوبی سے ہوتی چلی گئی۔

چوتھے دن کا ذکر ہے دونو سہیلیاں ناشتہ کی میز پر بیٹھی تھیں کہ سسلی کے نام ایک خط آیا جس کو اُس نے وہیں کھول کر پڑھنا شروع کیا مگر جوں جوں وہ اسے پڑھتی تھی چہرہ پر اضطراب کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے مسز کول بروک فکرمند نظروں سے اس کے چہرہ کو تک رہی تھی کیونکہ خاص طرح کے حالات میں وہ عورت جو زندگی کی غلط منزل پر پہنچ چکی ہو ہر واقعہ کی نسبت یہی سمجھنے لگتی ہے کہ وہ اسی کی ذات سے متعلق ہے۔

"عجب مشکل در پیش ہوئی" سسلی نے خط کا مضمون پڑھنے کے بعد کاغذ تہ کرتے ہوئے کہا "اس طرح کے موقعہ پر . . . میں نہیں جانتی کیا کرنا چاہیئے"

"پیاری مسز ہیمبری" نوجوان خاتون نے بےتاب ہو کر پوچھا "کیا میری وجہ سے تو آپ کو پریشانی نہیں ہے؟"

"اوہ بالکل نہیں" سسلی نے فوراً جواب دیا "مصیبت صرف یہ ہے کہ میں آپ کو ایک پل کے لیئے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی مگر اس خط میں بڑا ضروری بلاوا درج ہے میری ایک عزیز سہیلی جو ڈوور رہا کرتی تھی دو سال کے لمبے سفر پر یورپ جانے لگی ہے اور رخصت ہونے سے پیشتر مجھ سے ملنا چاہتی ہے سوچتی ہوں میری عدم موجودگی میں آپ کا جی کیونکر بہلے گا خصوصاً اس حالت میں کہ آپ کبھی کوٹھی سے باہر بھی نہیں جاتیں۔"

"بیشک آپ کے بغیر میرا وقت بڑی مشکل سے کٹے گا" نوجوان خاتون نے رکتی ہوئی آواز سے جواب دیا "کیونکہ اس وقت نازک میں آپ ہی میرا سہارا ہیں مگر اس کے باوجود میں نہیں چاہتی کہ آپ میری وجہ سے اتنی پریشان ہوں آپ کو جو کام کرنا ہے وہ کرنا ہی پڑے گا میں اس دوران میں جس طرح ممکن ہوگا وقت بسر کرنے کی کوشش کروں گی۔"

غرض فیصلہ ہو گیا کہ سسلی اپنی سہیلی سے ملنے ڈوور چلی جائے اس کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگی تو اس کی نوجوان سہیلی بہنوں کی طرح محبت سے بغلگیر ہوئی اور بڑی دیر تک اس طرح ہم آغوش رہی کہ معلوم ہوتا تھا دونوں برسوں کی جان پہچان ہے اور ایسا ہونا باعث حیرت بھی نہ تھا کیونکہ احسان مندی کی سرزمین میں دوستی اور محبت کے پودے بہت جلد اُگتے اور ان کی شاخوں پر ایثار و بے نفسی کے پھول نمایاں ہونے لگتے ہیں پھر ایک بار مسز ہارڈ ورس کے دل پر ناواقف حال خاتون کا گہرا اعتماد دیکھ کر رقت چھا گئی اور وہ اس خیال سے افسوس کرنے لگی کہ مجھ کو ایک ایسی ہستی معصوم اپنی غرض مندی کا شکار بنانی پڑی ہے لیکن یہ ایک عارضی کیفیت تھی کیونکہ جب وہ گاڑی پر سوار ہو کر ہیسٹنگز کے سٹیشن کی طرف جانے لگی تو اس کا دل از سر نو پتھر ہو گیا اور خود غرضانہ جذبات نے باقی ہر طرح کے احساسات پر غلبہ پا لیا۔

"وہ اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ سمجھتی ہے"! سسلی نے دل ہی دل میں کہا "اس کو پورا یقین ہے کہ اس کا راز کسی پر ظاہر نہ ہوگا بھولی فاختہ اس کو کیا معلوم ہے کہ اس کے سر پر

طوفان کی وہ کالی گھٹا چھانے لگی ہے جس کی شہر بار بجلی عنقریب اُس پر گرے گی۔ ۔ ۔ کاش
میں اُس کی تباہی کا ذریعہ ثابت نہ ہوتی لیکن مجبوری ہے۔ آدمی کو سب سے بڑھ کر اپنے فائدہ
کا خیال ہونا چاہیئے اس لیئے میں بھی اس طرح کے احساس کو دل سے نکال دینے کی کوشش
کروں گی۔"

سہ پہر کے چار بجے تھے کہ سسلی لندن پہنچ کر ایک کرایہ کی گاڑی میں ویسٹ اینڈ کی طرف
روانہ ہوئی۔ گاڑی ایک قصر عالی شان کے دروازہ پر پہنچ کر کھڑی ہوگئی اور وہ نیچے اُتر ی۔ دروازہ کھٹکھٹانے
پر وردی پوش دربان باہر نکلا جس سے اُس نے پوچھا کیا ہز لارڈ شپ گھر پر ہیں؟"

"ہاں میڈم۔ یہیں ہیں" دربان نے جواب دیا" مگر آپ کا اسم گرامی؟"

"میرا نام بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے" سسلی نے جواب دیا" کیونکہ وہ مجھ سے ناواقف
ہیں اس کے باوجود میں ضرور اُن سے ملنا چاہتی ہوں ایک اشد ضروری کام ہے"۔

دربان کا انداز ہر چند ادب و تعظیم کا پہلو لیئے تھا تاہم کچھ تو سسلی کے [illegible] سے کچھ اُن
حالات کو یاد کر کے جو اُس کے سننے میں آچکے تھے کچھ شبہ اُس بارہ میں اس کو ہوگیا تھا کہ شاید
یہ وہی خاتون ہو جس کے داخلہ کی ممانعت حضور والا کی طرف سے اس قدر سختی کے ساتھ کی گئی تھی
پس وہ تعجبانہ دیکھتے ہوئے کہنے لگا" بانو آپ کا فرمانا بیشک بجا ہے مگر ہم لوگ حکم کے پابند
اپنی ذمہ داری پر کوئی بات نہیں کرسکتے سرکار کا حکم ہے جو صاحب ملاقات کے لیئے آئیں اپنا
اسم مبارک ان کے کانوں تک پہنچائیں۔ اس کے بعد جیسا ان کا ارشاد ہو"۔

"اس صورت میں کہہ دو ہیسٹنگز سے مسز ہنبری ملنے کے لیئے آئی ہیں"۔ سسلی نے
یہ سوچ کر کہ دربان اپنی جگہ بجا ہے جواب دیا۔

اس نئے نام کو سن کر شک و شبہ کے آثار وفادار خادم کے چہرہ سے فوراً زائل ہوگئے
ایک لحظہ کے لیئے اُس کو سسلی کے طرز عمل سے گمان ہونے لگا تھا کہ وہ مسز ہارڈنگ
ہے جس کے بارہ میں لارڈ ٹنڈلشم کا حکم امتناعی شدید و پُر تاکید تھا مگر جب سسلی نے یہ

نام بتایا اور رہنے کا مقام بھی ظاہر کیا جو لندن سے کافی دور تھا تو نوکر کا اطمینان ہو گیا اُس نے
جسٹ دوسرے خادم کو آواز دی اور اس کے تھوڑی دیر بعد سسلی کو اُس کے ساتھ کر دیا کہ
سرکار والا کے پاس لے جائے سسلی دل ہی دل میں اس خیال سے خوش تھی کہ اب تک میری کوششوں نے
کامیابی حاصل کی ہے کیونکہ گو وہ اس سے پہلے بھی لارڈ مینڈل شم کے ایوان تک نہ آئی تھی تاہم
اسے ڈر تھا کہ شاید نوکروں میں سے بعض صورت شناس ہوں اور مجھ کو پہچان کے اندر جانے سے
روک دیں کیونکہ جیسا ناظرین نے اندازہ سے سمجھ لیا ہوگا وہ قصر عالیشان جس کے دروازہ پر
وہ آئی تھی لارڈ مینڈل شم کا ہی مقام سکونت تھا۔ نوکر اُس کو ساتھ لیے مثلاً سہاروں کے ایک
فراخ اور خوشنما زینہ پر چڑھنے لگا اور مسز ہارڈرس پیچھے پیچھے ہو لی۔ زینہ سے گزر کر وہ ایک
ایسے مقام پر پہنچی جس کی دیواروں پر شاندار تصویریں آویزاں تھیں اور چینی کے آرائشی برتن جابجا
سجے ہوئے رکھے تھے یہاں سے دو لمبی غلام گردشیں جداگانہ اطراف کو جاتی تھیں نوکر اُس کو
ساتھ لیے ایک کی طرف چلا اور آخرکار ایک دروازہ کے باہر کھڑا ہو کر مودبانہ کہنے لگا "سرکار
مسز ہینبری شرف ملاقات کے لیے آئی ہیں"۔

لارڈ مینڈل شم کمرہ میں تنہا تھا سسلی کو اندر آتا دیکھ کر اُٹھ کے کھڑا ہو گیا پھر انداز تکلف سے
سر کو ذرا سا خم کیا۔ مسز ہینبری کا نام پیشتر کبھی اُس کے سننے میں نہ آیا تھا اور نہ ہی اس کو معلوم
تھا کہ یہ عورت کون ہے اور کس مطلب کے لیے آئی ہے لیکن جب نگاہ ثانی میں اُس نے ایک خوبصورت
نوجوان خوش پوش اور شریف شکل و صورت کی خاتون کو کھڑے دیکھا تو اُس کی شان امارت ذرا نرم
ہو گئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے اُس نے کہا "آپ کو غلط فہمی تو نہیں ہوئی۔ جہاں تک مجھ کو یاد
ہے اس سے پہلے کبھی ہماری ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا"۔

پہلا موقعہ تھا کہ سسلی نے اپنے خسر کو دیکھا قریباً چھیالیس سال عمر کا دراز قد اور قدآور
آدمی تھا۔ قد تیر کی طرح سیدھا۔ آنکھیں ملگجی سیاہ۔ ناک ستواں عقابی اور بھورے
بالوں میں جابجا سپیدی ظاہر ہونے لگی تھی دونوں کنپٹیوں کے پاس اور فرق کے حصہ پیشانی میں قدرے

اڑے ہوئے۔ چہرہ ذہانت کے آثار لئے تھا مگر اس کے انداز شروع سے آخر تک اس تکبر کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے جو انگلستان کے قدیم ٹوری طبقہ سے مخصوص ہے۔

"مائی لارڈ میں آپ کے قیمتی وقت کے صرف چند ہی منٹ لوں گی" مسلی نے جو لارڈ مینڈل شم کی متکبرانہ صورت اور پُر غرور انداز سے بالکل مرعوب نہ ہوئی تھی نرم لہجہ میں کہا "میں ہیسٹنگز سے اس کی پیغام بر بن کے آئی ہوں جس کا یور لارڈشپ سے رشتہ ہے! اور جس کے سود و بہبود کا سب سے زیادہ خیال آپ ہی کو ہونا چاہیئے۔"

"بس معلوم ہوگیا میرا پہلا اندازہ صحیح تھا" عالی قدر رئیس نے سرد مہری سے کہا "میڈم آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ میرا ہیسٹنگز میں کوئی رشتہ دار نہیں۔ میری اکلوتی بیٹی آنریبل مس ہارڈرس اپنی ایک سہیلی کے پاس برائیٹن میں مقیم ہے اور میرا فرزند ... یعنی وہ ناخلف جو کبھی تھا۔ اس کی ذات سے میرا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔"

"اچھا تو جان لیجئے میں یور لارڈشپ کی دختر نیک اختر ہی کا ذکر لے کر آئی ہوں" مسلی نے جواب دیا۔

"میری بیٹی کا! ... کیا وہ ہیسٹنگز میں ہے ... ؟ مگر آہ۔ وہ کسی سے ملنے وہاں گئی ہو گی برائیٹن اور ہیسٹنگز کا فاصلہ کچھ بہت زیادہ نہیں ہے لیکن مسز ہمفری" اس نے اب نرم ہو کر کہا اور اس کے لہجہ میں فکر و تشویش کی آمیزش ہوگئی "میں امید کرتا ہوں آپ میری بیٹی کے متعلق کوئی ایسی خبر نہیں لائی ہیں جو باعث رنج ہو"

"مائی لارڈ سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آنریبل مس ہارڈرس نہ صرف اب برائیٹن میں نہیں ہے بلکہ کبھی بھی اس جگہ نہ تھی" مسلی نے پُر اہمیت لہجہ میں بیان کیا۔ "دراصل ہیسٹنگز میں اس کا قیام ہے ... "

"بانو یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں" رئیس نے انداز حیرت سے پوچھا "اس کا ہیسٹنگز میں کیا کام؟ ابھی کل صبح کی بات ہے جوزفائن نے ایک خط برائیٹن سے میرے نام بھیجا تھا ..."

"مائی لارڈ مجھ کو معلوم ہے در اصل میں نے ہی وہ خط برائیٹن سے آپ کے نام بھجوایا تھا"۔

"کیا . . . تم نے!" گرامی قدر رئیس نے بے تابی ظاہر کر کے کہا "تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھ سے کوئی چال کھیلی گئی ہے؛ لیکن نہیں جوزفائن ایسی لڑکی نہیں ہے . . ."

"در اصل آپ کا خیال ہے کہ جوزفائن اپنی ایک بیوہ سہیلی مسز ایڈورڈس کے پاس چند ہفتے بسر کرنے گئی ہے مگر میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اُس خاتون کا برائیٹن میں قیام نہیں ہے اور وہ عرصہ ہوا کہ براعظم یورپ کو جا چکی"۔

"رحم خدا۔ یہ میں کیا سنتا ہوں اور تم کیا سنانا چاہتی ہو؟" لارڈ مینڈل شم نے جو دوبارہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا حالت اضطراب میں کھڑے ہو کر کہا "مگر تم کون ہو . . . اور کس لئے میری بیٹی ہیسٹنگز گئی ہے؟"

"وہ فی الحال ہیسٹنگز سے قریباً ڈیڑھ میل فاصلہ پر ایک علیحدہ مکان میں میری مہمان ہے" سسلی نے پُرسکون لہجہ میں جواب دیا۔ "اور میں یقین کرتی ہوں"۔ اس نے اپنے الفاظ کو پُر اسرار بنا کر کہا "جب آپ کو اصل کیفیت معلوم ہو گی۔ اور جانیں گے وہ کس لئے میرے پاس گئی۔ اور میں نے کہاں تک اس کی مدد کی ہے۔ تو آپ میرے ممنون احسان ہوں گے کیونکہ یقین فرمائیے اتنی مصیبت کبھی کسی خاتون پر نازل نہ ہوئی ہو گی جتنی فی الحال غریب جوزفائن پر ہے وہ بیچاری کسی کی غداری اور سیاہ کاری کا شکار ہو کے اس جائے پناہ میں پہنچی ہے . . ."

لارڈ مینڈل شم کے چہرہ کی رنگت آن واحد میں پیلی پڑ گئی۔ خدا نے آدمی کی زبان میں وہ طاقت پیدا کی ہے۔ جو اس کے اعضائے جسمانی میں نہیں۔ اور جو اس کے تیار کردہ اسلحہ میں بھی نہیں سسلی کے منہ سے نکلے ہوئے چند لفظوں نے عالی قدر رئیس پر وہ اثر پیدا کیا۔ جو کسی دیو ہیکل شخص کی لگائی ہوئی ضرب کا خورد سال بچے پر ہو سکتا ہے ضعف جانی سے وہیں کرسی پر گر پڑا۔ اور حیرت پریشانی اور سراسیمگی کی نظروں سے سسلی کے منہ کو تکنے لگا۔ گزرے ہوئے واقعات کی یاد برق لامع کی تیزی سے

دماغ میں سے گزری گذشتہ ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں اس نے بارہا محسوس کیا تھا۔ کہ جوزفائین کی صحت اچھی نہیں ہے۔ کئی مرتبہ اس نے خاندانی ڈاکٹر کو بلانے کا ارادہ ظاہر کیا مگر جوزفائین ہر مرتبہ انکار کرتی رہی یہی کہتی تھی مجھے کوئی مرض لاحق نہیں۔ ایک عارضی کیفیت ہے۔ جو تبدیلی آب وہوا سے جلد رفع ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے ماں باپ نے اس کو عارضی طور پر خاندان کی ایک سہیلی کے پاس برائیٹن جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اس وقت تک لارڈ سینڈل ہتم کے ذہن میں ہولناک حقیقت کا شبہ خفیف سا بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ لیکن اب سارا واقعہ آن واحد میں منکشف ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رنج وغم اور آفت اور مصیبت کا پہاڑ بدنصیب امیر کو اپنے سر پر گرتا معلوم ہوا۔

"میرے خدا! میرے خدا! اس نے ہاتھ مل کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیا یہ ممکن ہے بگ کیا میری اولاد ایسی ہی ناخلف ثابت ہوتی تھی۔ خدا نے دو بچے مجھ کو دیئے اور ان دونوں نے میرا نام اور میرا خاندان کلنکت کر دیا۔ یہی رنج میرے لئے کیا کم تھا۔ کہ ہیکیٹر نے گمراہ ہو کے ایسی سفیہانہ حرکت کی کہ اس نئے صدمہ نے سچ مچ میری کمر توڑ دی۔"

"مائی لارڈ نہ گھبرائیے۔" سلی نے تسکین دی۔ "آپ کی دختر عزیزہ کا راز میرے قفس سینہ میں محفوظ ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ بشرطیکہ . . . ہاں بشرطیکہ آپ اور لیڈی سینڈل ہتم اپنے کسی فعل سے اس کے اظہار کا موقعہ پیش نہ آنے دیں۔"

"آہ اگر مجھ کو اس بات کا پورا یقین نہ ہوتا۔ کہ یہ ہیبت ناک راز ہر طرح محفوظ ہے۔" عالی رتبہ امیر نے ہیبت ناک بھرائی آواز سے کہا۔ "اگر اس کے افشا ہونے کا ذرا سا گمان بھی مجھ کو ہوتا۔ تو خدا شاہد ہے میں سب سے پہلا شخص ہوتا جو اپنا بھیجا اڑا کے جان دے دیتا۔ کیونکہ عورت ہی خاندان کی عزت اور ناموس کی رکھوالی سمجھی گئی ہے۔ اگر اس نے اپنے فعل سے آبائی حرمت کو کھو دیا۔ تو مرد کا جینا مرجانا برابر ہے۔

"مائی لارڈ میں دوبارہ عرض کرتی ہوں۔ کہ جوزفائین کا راز کبھی ظاہر نہ ہوگا"
سسلی نے پھر ایک بار کہا۔ "میرے سوا اصل حقیقت صرف جوزفائین کی خادمہ سلینہ کو معلوم ہے۔ جو ہر طرح لائق اعتماد ہے۔ میرے اپنے بارہ میں آپ میرے طرز عمل سے بہتر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا میں اسے ظاہر کردوں گی۔ شاید آپ کو معلوم ہو میں امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں آپ سے بھی زیادہ آپ کے خاندان کی شرافت اور نجابت کی حفاظت کرنا چاہتی ہوں"۔

لیکن بدنصیب امیر نے شاید اس کے آخری الفاظ نہ سنے تھے۔ یا اگر سنے تو ان پر خاص توجہ نہ دی تھی۔ کیونکہ وہ بے تابانہ اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور گہرے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر چلتے ہوئے محزونانہ کہنے لگا۔ "خداوندا! کیا شرم کیا ذلت کیا بدنامی میرے خاندان کی تقدیر میں لکھی تھی! جوزفائین عصمت باختہ! . . . وہ جو نیکی اور پاکیزگی کی تصویر تھی! . . . ہائے یہ بات قرین قیاس نظر نہیں آتی۔ لیکن معلوم ہو گیا۔ ساری شرارت اس ناہنجار کلفورڈ کی ہے جس کے ساتھ اس نادان سادہ لوح لڑکی کو اتنی محبت تھی۔ افسوس میں کتنا بے وقوف تھا۔ کہ دونو کی شادی کی اجازت نہ دے دی۔ اب اس ضد کا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ بس سارا حال واضح ہو گیا جس وقت میں نے بدکردار نوجوان کو گھر سے نکالا۔ تو کس طرح دردناک نظروں اور سہمی ہوئی چیتوں سے لڑکی نے میری دیکھا تھا۔ آج اسی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ اس ہولناک صورت میں درپیش ہے لیکن میرے خدا کس منہ سے میں یہ ملعون ناک اطلاع اپنی بی بی تک لے جاؤں؟ وہ اس صدمہ کو ہرگز ہرگز برداشت نہ کر سکے گی۔ وہ اس خبر کو پاتے ہی مر جائے گی" کمرہ کے طول میں بے تابانہ چلتے ہوئے ستم رسیدہ امیر اس طرح کے الفاظ مجذوبانہ کہتا پھر رہا تھا معلوم ہوتا تھا۔ بڑھے ہوئے جوش کی وجہ سے اس کو سسلی کی موجودگی

کا بھی خیال نہیں رہا۔ لیکن دفعتاً اس نے چلتے چلتے ٹھہر کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور گرمجوشی سے دبا کر لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا "بیشک تم میرے خاندان کی محسن اور میری عزت کی محافظ ہو۔ تم نے ہماری شرم پر پردہ ڈالی ہے۔ اس کا اجر وہ عادل حقیقی تمہیں دیگا۔ لیکن فرشتہ سیرت خاتون یہ بتا۔ کیا بدنصیب جوزفائین اب تیرے ہی مکان پر ٹھیری ہوئی ہے؟"

"جی ہیسٹنگز میں میرے مکان پر" اسسلی نے جواب دیا "مگر اطمینان فرمایئے۔ اس کے راز کو پوری طرح محفوظ رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائیگا۔ بہر حال جیسا میں نے کہا تھا۔ اس بارہ میں میری کوششوں کی کامیابی کا سارا دارومدار آپ کے اپنے طرز عمل پر ہے . . . "

"اوہ مگر میری طرف سے کیا کوتاہی ممکن ہے؟" مینڈل شم نے پوچھا "کیا میں اپنی عزیز بیٹی کا دشمن ہوں؟ کیا میں سب سے زیادہ اس کے ناموس کی حفاظت کرنا نہیں چاہتا؟ . . . لیکن ہاں تمہیں اس کا راز کیونکر معلوم ہوا؟"

"مائی لارڈ داستان بہت لمبی ہے" اسسلی نے کہا "مختصر یہ ہے کہ میں معاملہ کی حقیقت سے واقف ہوں۔ اور اس راز کو چھپانے کا پختہ وعدہ بھی کرتی ہوں۔ لیکن . . . ایک شرط پر۔ اس خدمت کے عوض ایک چھوٹی سی درخواست مجھ کو بھی پیش کرنی ہے!"

"کوئی چیز . . . دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت جو تم مجھ سے مانگو گی دینے کو تیار ہوں"۔ لارڈ دسمینڈل شم نے کہا "بانو اگر آپ میری جان بچاتیں یا میری بیٹی کی زندگی محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنتیں۔ تو میں اس صورت میں بھی تا زیست آپ کا احسانمند رہتا۔ مگر حالت موجودہ میں آپ نے اس سے بہت زیادہ قیمتی چیز یعنی میرے خاندان کی عزت کو بچایا ہے!"

"مائی لارڈ اس قادر مطلق کے کارخانے عجیب ہیں" سسلی نے گہری سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ آدمی کچھ سوچتا ہے۔ وہ کچھ اور کرتا ہے۔ تاہم ایک بات ضرور ہے۔ یعنی انسان کو اس کے اپنے اعمال کی سزا جلدی یا دیر میں ضرور مل کے رہتی ہے جس نے دنیا میں برائی کی اس برائی کا پھل پالیا۔ . . دیکھئے میری باتوں سے گھبرا نہ جائیے۔ نہ غصہ کی نظروں سے میری طرف دیکھئے۔ میں ایک عالمگیر حقیقت عرض کرتی ہوں۔ اپنی مثال لیجئے۔ آپ کے مزاج میں حد سے زیادہ تکبر تھا کیا یہ اس غرور ہی کا خمیازہ نہیں ہے۔ جو آج آپ کو ملا؟ محض اس لئے کہ آپ کے اور لارڈ ونڈ میر کے خاندان میں عرصہ دراز سے عناد چلا آتا تھا۔ آپ نے اس گہری محبت کی پروا نہ کرکے جو آپ کی بیٹی جوزفائین کو تھیوڈور کلفورڈ سے تھی۔ اپنے گھر میں اس نوجوان کی آمدورفت روک دی۔ اور جب وہ اس کے بعد خفیہ طور پر جوزفائین سے ملا تو زیادہ عتاب کیا۔ اسی طرح اپنے بیٹے ہیکٹر کی حالت میں آپ نے . . ."

"بس بس۔ اس بدگہر کا نام میرے روبرو نہ لو" امیر نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "اس کا اس داستان مصیبت سے کیا واسطہ؟"

"آپ کی نظروں میں شاید نہ ہو" سسلی نے استقلال سے جواب دیا "لیکن مجھ سے پوچھئے تو دونوں باتیں یکساں طور اہمیت ہیں"

لارڈ مینڈل ہتھم کی پیشانی پر غصہ کے شکن پڑ گئے۔ بمشکل سے ضبط کرکے بولا "میڈم آدمی کو لازم ہے کسی کو زیر دیکھ کے اس پہ سختی نہ کرے۔ تم میرے خاندان کے راز سے آگاہ ہو۔ میں تم نے اس کو چھپانے کا اقرار کیا۔ میں احسانمند ہوں۔ مگر تم کو چاہیئے۔ اس بربری سے نامناسب فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس کے علاوہ یہ خاندانی باتیں ہیں۔ جن کا ایک فرد ثالث سے کوئی واسطہ نہیں"

"مگر میری حالت میں ہے" سسلی نے لفظوں پہ زور دے کر کہا "مائی لارڈ کیا آپ

اتنا جلد اس وعدہ سے پیچھے ہٹنے لگے ہیں۔ جو تھوڑی دیر پہلے آپ نے منہ مانگی مراد پورا کرنے کا کیا تھا؟

"ہرگز نہیں میں اپنے قول کا پابند ہوں" رئیس نے فاخرانہ گردن اٹھا کے جواب دیا۔ "اور گو سب سے زیادہ قیمتی احسان وہ ہے۔ جو بے غرضانہ کیا جائے۔ تاہم میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے۔ میں تمہاری خدمت کا بصورت نقد صلہ دینے کو تیار ہوں۔ جو چاہتی ہو۔ مانگ لو جتنے کہ اگر چاہو۔ تو میں خالی چک پر دستخط کر کے دینے کو تیار ہوں"۔

"معاف کیجئے مائی لارڈ۔ دنیا میں سونا ہی سب کچھ نہیں ہے" نوجوان خاتون نے غیور نظروں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "میں نے پیشتر آپ سے کہا تھا۔ کہ آپ سے بہت زیادہ مجھ کو آپ کے خاندان کی عزت کا پاس ہے اور لازمی طور پر ہونا چاہئیے کیونکہ ۔ ۔ ۔ جیرفاین میری نند ہے!"

لارڈ سینبڈل ستھم اس طرح چونک کر پیچھے ہٹا۔ گویا کسی نے خنجر کی نوک اس کے سینہ میں گھونپ دی۔ لیکن یہ ہراسانی صرف ایک ثانیہ رہی فوراً اس کے بعد چہرہ پر سختی اور تندی کے آثار پیدا ہو گئے۔ "کیا" اس نے گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "تم در حقیقت مسنر مینبر ہی نہیں ہو؟"

"میں آپ کی بہو مسنر ہارڈرس ہوں!" اسلی نے جواب دیا۔

غیظ و غضب کے اس جوش میں جو لارڈ سینبڈل ستھم پر سوار تھا۔ اس کا دایاں بازو بے اختیار اٹھا تھا۔ اور اس نے دروازہ کی طرف اشارہ کیا۔ اسلی کو نکل جانے کا حکم قریب تھا زبان پر آچکا تھا کہ فوراً عقل نے دستگیری کی۔ دوراندیشی نے جوش کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ خیال، غصہ اور جوش کو دبا گیا۔ اس کے ذہن میں پیدا ہوا۔ کہ بیٹی کی حرمت اور آبرو کی حفاظت اس عورت کے بس میں ہے۔ خیال آنے کی دیر تھی۔ اٹھا ہوا بازو اس طرح نیچے جھک گیا۔ جیسے رعشہ پڑا ہو۔ اس نے مجروح پرندہ کی طرح دردناک نظروں سے

کی طرف دیکھا طیش کے آثار زائل ہو گئے۔ آنکھوں نے مغلوب ہونا تسلیم کیا دبی آواز سے
بولا۔ کیا تم ہیکیٹر کی بی بی ہو؟

"جی سرکار میں وہی ہوں۔" سسلی نے گردن جھکا کے جواب دیا۔ "اور آپ کی دختر"
ایک لمحہ کے عرصہ تک گہری خاموشی چھا گئی۔ اس وقفہ قلیل میں لاتعداد خیالات
لارڈ مینڈل تھم کے دماغ میں پیدا ہوئے۔ اب اس کے چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ ہونٹ
زور زور سے تھرتھراتے تھے۔ اس ظاہرا لمبے عرصہ کے بعد گلوگرفتہ آواز میں اتنا اس نے
کہا۔ "اگر مجھ کو انکار ہو؟"

جھکی ہوئی گردن تن گئی۔ "پھر میں جو چاہوں گی کروں گی" سسلی نے جواب دیا۔ "مگر
اتنا یاد رکھیئے۔ اس صورت میں میرا انتقام اتنا ہیبت ناک ہوگا۔ کہ آپ اس صدمہ کو جھیل
جائیں گے۔ مجھ سے انصاف کیجیے۔ اور میں آپ سے رحم اور مروت کرنے کو تیار ہوں۔
میں آپ کی بیٹی جوڈ فائین کی سچی مددگار بننے کو تیار ہوں۔ جس کو فی الحال سب سے زیادہ
کسی ہمدرد دوست کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر آپ مجھ کو دشمن بنانا چاہتے ہیں تو پھر اتنا
سوچ لیجیے۔ کہ مجھ ایسا بے رحم، جفا پیشہ۔ اور ناخدا ترس دشمن کبھی آپ کے دیکھنے سننے
میں نہ آیا ہوگا۔"

"اچھا بتاؤ۔ تم کیا چاہتی ہو۔" لارڈ مینڈل تھم نے لرزتی ہوئی آواز سے پوچھا۔
"سب سے پہلے میں چاہتی ہوں۔ کہ مجھ سے آپ کا اور لیڈی مینڈل تھم کا سلوک
وہی ہو جو اس صورت میں ہوتا۔ کہ آپ اپنی خوشی اور رضامندی سے ہیکٹر کی شادی مجھ
سے کرتے۔ اس سے دوسرے درجہ پر میں چاہتی ہوں۔ کہ آپ بلاتاخیر ہیکٹر سے مل کے
اس کی خطا معاف کریں۔ اور یہ بات اس کے ذہن نشین کر دیں۔ کہ آپ کو اس سے
کوئی ناراضگی نہیں ہے اس کے بعد میں چاہتی ہوں۔ کہ آپ اور لیڈی مینڈل تھم گاہ بگاہ
ہمارے مکان واقع بیز واٹر میں آئیں اور اپنے حلقہ احباب میں ہر شخص پر یہ بات

واضح کر دیں۔ کہ نہ صرف میکیر سے آپ کی مصالحت ہو گئی۔ بلکہ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ مسز ہارڈورس ہر لحاظ سے اس لائق تھی۔ کہ اس کو خاندان میں جگہ دی جائے۔ آپ نے اس کو بھی اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دی۔ رہ گیا مالی امداد کا سوال تو مجھے اس کی پروا نہیں۔ میرے پاس شادی کے جہیز کے تیس ہزار پونڈ موجود ہیں اور پھوپھا کے انتقال پر میں اس کی دولت کی وارث بنوں گی۔ اس لئے مجھ کو روپے کی خواہش نہیں ہے۔ میرے مطالبات وہی ہیں جو میں نے بیان کئے۔ آپ کو اختیار ہے۔ ان کو پورا کرنا قبول کریں۔ یا انکار کر دیں۔"

اس لمبی تقریر کے دوران میں، لارڈ مینڈل تھم کو یہ سوچنے کا موقعہ مل گیا تھا۔ کہ اس کا جواب کیا ہونا چاہیئے چنانچہ مسز ہارڈورس کی بات ختم ہوتے ہی اس نے فوراً جواب دیا۔ "سسلی جس طرح تم چاہتی ہو اسی طرح ہو گا۔ آج سے تم میری بیٹی اور میں تمہارا باپ آئندہ تم اس گھر میں اسی طرح آ جا سکو گی جس طرح کنبہ کے آدمی!"

یہ کہتے ہوئے اس نے مصالحت کے نشان میں اپنا ہاتھ پیش کیا جس کو سسلی نے رسمی طور پر ہونٹوں سے لگا لیا کیونکہ وہ خوب جانتی تھی۔ یہ صلح خوشی کی نہیں۔ جبر و تعدی کی ہے۔ لیکن پھر بھی آخر صلح تھی۔ اور اس کے لئے اسی قدر کافی تھا۔

"اب میں کل تم کو تمہاری ساس کے پیش کر دوں گا۔" مغرور امیر نے جو اب بالکل نرم ہو چکا تھا کہا۔ "کیونکہ فی الحال مجھے ایک بڑا رنج وہ فرض ادا کرنا ہے۔ وہ ہیبت ناک اطلاع جو تم لائی ہو۔ کسی طرح اس کے کانوں تک پہنچانی ضروری ہے۔ مگر میں انجام سے ڈرتا ہوں۔ نہیں معلوم رنج والم سے اس کا کیا حال ہو گا! . . . یہ بتاؤ کیا ہیکٹر کو اس واقعہ کا علم ہے؟"

"بالکل نہیں" سسلی نے جواب دیا۔ "اور اگر یہی آپ کی خوشی ہے۔ تو اس کو اصل حقیقت سے واقف ہونے کا میری طرف سے کوئی موقعہ نہ دیا جائیگا۔"

"خدا کے لئے یہ ذکر اس کے روبرو نہ کرنا۔" امیر نے نرم لہجہ میں درخواست کی "میں اس کے مزاج کی گرمی سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اگر اس کو علم ہوگیا تو ناہنجار کلفورڈ کو قرار واقعی سزا دئے بغیر نہ چھوڑے گا۔"

"مائی لارڈ خاطر جمع کیجئے۔" سسلی نے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ ہیکٹر اس بارہ میں بالکل لاعلم رہے گا۔ مگر آپ بھی اس بات کا خیال رکھیئے۔ کہ کل اس کو آپ سے ملنے کے لئے آنا ہے ایسا نہ ہو آپ کے یا لیڈی مینڈل شم کے منہ سے ناواقفی کوئی لفظ ایسا نکل جائے۔ جو اس کے دل میں شبہات پیدا کرنے کا ذریعہ ہو۔"

"نہیں ہم ظاہرداری کریں گے۔" عالی قدر ممیں نے دردناک لہجہ میں کہا۔ "نہ صرف اس کے بلکہ ساری دنیا کے روبرو۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد سسلی رخصت ہوئی اور دوبارہ گاڑی میں بیٹھ کے اپنے مکان پر پہنچی اس لمبی ملاقات میں بہت سا وقت صرف ہو گیا تھا۔ اس لئے جب وہ گھر پہنچی۔ تو سات بج گئے تھے۔ ہیکٹر کھانا کھانے گیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگی۔ وہ اپنی سہل کامیابی پر خوش تھی۔ اس کی بڑی سے بڑی آرزوئیں پوری ہو گئیں۔ لارڈ مینڈل شم نے اس کو بہو تسلیم کر لیا۔ کل اس کی اور لیڈی مینڈل شم کی گاڑی اس کے دروازہ پر کھڑی ہوگی۔ اور چند یوم کے عرصہ میں یہ بات طبقہ امرا میں عام طور پر مشتہر ہو جائے گی۔ کہ باپ بیٹے خسر داماد میں پوری مصالحت ہو گئی تب اس کنبہ کے سارے آدمی اور ان کے دوست اور دوستوں کے دوست ملنے آیا کریں گے۔ سسلی کی یہ کامیابی اس کی امیدوں سے بہت بڑھ چڑھ کر تھی جس وقت اس نے ان حالات پر نظر بازگشت ڈالی۔ جو تدریج اس کو اس اونچی منزل پر لا کر کھڑا کرنے کا ذریعہ بنے تھے۔ تو وہ اپنی سوچی ہوئی تجویزوں کی پختگی اور ان کی خوبی تکمیل پر بہت مسرور ہوئی۔ اس کے خوشنما رخساروں پر خوشی کی سرخی پیدا ہو گئی

اور وہ اپنے دل یہ سوچ کر پھولی نہ سماتی تھی۔ کہ ہرچند میں ایک کمزور عورت ہوں۔ تاہم اس ہمت مردانہ سے کام لے کر جو خدا نے مجھے دی تھی میں نے وہ وہ کام کئے جن کا خواب میں بھی کسی کو خیال نہ آسکتا تھا۔

ہیکٹر سیلانی آدمی کہیں کہیں پھرتا پھراتا۔ رات کے گیارہ بجے مکان پر واپس آیا۔ سیلی کو دیکھ کر اسے حیرت آمیز خوشی ہوئی۔ لیکن یہ خوشی اس وقت وہ چند زیادہ ہوگئی جب اس نے اس کی زبانی صلح کی خوشخبری سنی۔ اس کا چہرہ مسرت سے تمتما گیا۔ اور اس نے فاخرانہ نظروں سے اس عورت کو دیکھا۔ جو اس کی زندگی کی حصہ دار ہی نہیں۔ بلکہ صحیح معنوں میں اس کا سہارا تھی۔ جو نمائش کے بارہ میں سیلی اس قرارداد کے مطابق جو لارڈ ممینڈل شم سے ہوئی تھی۔ قصداً خاموش رہی۔ اور اس بات کا فیصلہ وہ پہلے سے اپنے دل میں کر چکی تھی۔ کہ حالات کے اس فوری انقلاب کے کیسے اسباب ہیکٹر کے روبرو بیان کرنے چاہئیں۔ لیکن وہ ایسا نہ کرتی۔ تو بھی کام چل جاتا کیونکہ ہیکٹر خوشی سے سرشار جذبات کی موشگافی کا خواہشمند نہ تھا۔ اس کے نزدیک اسی قدر کافی تھا۔ کہ ماں باپ سے صلح ہوگئی۔ اور انہوں نے سیلی کو بھی شامل خاندان کر لیا۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ ہر ایک بات اسی فیصلہ کے مطابق عمل میں آئی جو مسز ہارڈرس اور لارڈ ممینڈل شم میں ہوا تھا۔ آخرالذکر بیگم کے ساتھ دوسرے دن اپنی رئیسی گاڑی پر سوار ہو کے ہیکٹر ہارڈرس کے مکان پر گیا۔ اور چند دن کے عرصہ قلیل ہی میں یہ بات ہر خاص و عام میں مشہور ہوگئی۔ کہ خاندانی مناقشہ جو کچھ بھی تھا ہمیشہ کے لئے رفع ہوگیا۔ اب آئے دن ہیز وارڈ والے مکان کے دروازہ پر امراء و شرفاء کی گاڑیاں کھڑی رہتی تھیں۔ کمرہ نشست کی میز پر رکھی ہوئی طشتری لندن کے اکابر و عمائد کے ملاقاتی کارڈوں سے ہر وقت بھری ہوئی نظر آتی تھی۔

باب ۳۴

ملاپ

انگنیس الولین کو جس وقت اپنی عزیزہ بہن فلاریل کی نام نہاد شادی کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔
جب اس نے سنا کہ تھیوڈور کلفورڈ نے اس سے بھاری فریب کھیلا۔ اور شادی کا لالچ دے
کر اس کی زندگی تباہ و برباد کر دی ہے۔ تو جو کچھ اس پر بیتی اس کا حال ہمارے خیال میں
اندازہ سے بہتر جانا سکتا ہے مگر اس کی طبعی رحم دلی اور دردمندی کا یہ ایک ادنے ثبوت
ہے۔ کہ اس پریشانی اور مصیبت میں بھی جب اسے دنیا اور کار دنیا سے نفرت اور
بیزاری تھی۔ وہ ستم رسیدہ ونیفرڈ کو نہ بھولی۔ شروع سے اس کو اس غریب کی بےگناہی
کا یقین تھا مگر اس کے ساتھ ہی یہ جاننے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ کہ مسز جیکلینڈ کا
اصل قاتل کون ہے۔ انگنیس چونکہ مذہب کی پابند اور خدا کی ذات پر بھروسہ
رکھنے والی خاتون تھی۔ اس نے یہی جانا۔ کہ اتنی زبردست اور فیصلہ کن شہادت کی
موجودگی میں ونیفرڈ کی رہائی محض اس قادر مطلق کی غیبی امداد کا نتیجہ ہے۔ جو اپنے بےگناہ
بندوں کو ان کی مصیبت کی گھڑی میں کبھی فراموش نہیں کرتا۔ چنانچہ جیسے ہی ونیفرڈ جیل
سے رہا ہوئی۔ انگنیس نے اس کو سڈنی بلا آنے کا پیغام بھیجا اور محض اس کے لئے آمدنی
کا ذریعہ پیدا کرنے کی غرض سے بہت سے پارچات جن کی فی الحال اس کو کوئی ضرورت نہ تھی
اس کو دینے کے لئے جمع کر کے رکھ چھوڑے۔

اس طرح انگنیس کی غمخواری و غمگساری کی بدولت ونیفرڈ کو جستجوئے معاش میں سرگردان
نہ ہونا پڑا۔ وہ انگنیس کا دیا ہوا کام لے کر اسے پورا کرنے میں مشغول ہو گئی۔ اور اس [illegible] سمجھ
جس طرح سانحہ حراست سے پہلے صرف ہوتا تھا پھر ایک بار ہونے لگا [illegible] تھی کہ وہ اس ذریعہ سے
کے لحاظ امداد کی خدمت گذاری کے اعتبار سے اس کی زندگی کی طرف سے ہوئی تھی۔

لگی تھی. جیسے پیشتر ہوا کرتی تھی۔ تاہم باقی ہر ایک بات میں اس کی حالت میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا تھا۔ مصیبت کی تلوار نے اس کی روح میں دخل ہو کے وہ گہرا گھاؤ پیدا کر دیا تھا جس کو مرہم ایام ہی مندمل کر سکتی تھی۔ اور وہ بھی اس حالت میں۔ کہ اس کی بقیہ زندگی حالات خوشگوار میں بسر ہو۔ ورنہ وہ ایسا زخم تھا جس کو ہر نئی آفت اور مصیبت آلا کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ اب اس کی آنکھوں میں نو کل دو ضارو تنی تھی۔ اور چہرہ پہ فقر و غنا کا رنگ ایا جاتا تھا۔ وہ اپنے لیے غریبی کی وہ بے زوال سلطنت پسند کر چکی تھی جس میں انسان کو بہت کم پریشانیاں ہراساں کرتی ہیں۔ عارض زرفام پہ سابق کی نسبت زیادہ پیلاہٹ نمودار تھی۔ اور اس کی رقیق نیلی آنکھوں سے گاہ بگاہ آنسوؤں کے قطرے بغیر کسی ظاہری سبب کے ٹپکنے لگ جاتے تھے اس کی نکر مندستی ہوئی صورت اس مریض سے مشابہ تھی جو کسی لمبی بیماری سے حال میں صحت یاب ہوا ہو۔ اب اس کی گفتگو مسٹر سلیٹر یا اپنے والدیا ان اشخاص سے جن سے زندگی میں اس کو واسطہ پڑتا تھا۔ بہت ہی کم ہوتی تھی۔ اور ان موقعوں پر اس کی آواز اس طرح دبی اور رکی ہوئی ہوتی تھی گویا وہ آہ سرد کو ضبط کرنے کی عادت اختیار کر چکی ہو۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ ونیفرڈ کی عمر والی سی عورت کا اس طرح کی مصیبتیں بسر کرنے کے بعد جو بھی اس کو پیش آئی تھیں۔ اس سے بہتر حالت میں ہونا غیر ممکن تھا عسرت و مصیبت وہ ایسی چیزیں ہیں جن کا اثر آدمی کے چہرہ سے گو زائل ہو جائے۔ دل سے بہت ہی کم مٹتا ہے۔

ونیفرڈ کے مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد قریباً تین ہفتے گذر چکے تھے۔ اور اب مہینہ کا اختتام تھا۔ جاڑے کی شدت۔ بھادوں کے دن۔ دھوپ کا پتہ نہیں وہ زیادہ تر گھر ہی کا کام کیا کرتی تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے صبح کی ڈاک میں ایک خط اس کو موصول ہوا۔ کھڑی رہتی تھیں خط ہی ونیفرڈ کے چہرہ پہ رونق آگئی۔ کیونکہ تحریر گسٹیوس کی تھی جس نے لمبے ملاقاتی کارڈوں سے اپنی ہتش سے لاعلم تھی۔ جو گسٹیوس کو جمیکا کے دور افتادہ جزیرہ

میں روکنے کا ذریعہ ثابت ہوئی تھی اُس کا خیال تھا وہ کسی جہاز پر ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کے بعد جیسے ہی موقعہ ملا انگلستان چلا آئے گا۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُس نے لفافہ چاک کیا کیونکہ ایسا کرتے ہوئے عجب طرح کی امنگیں اس کے سینہ میں تلاطم پیدا کرتی تھیں اُس نے خط کا مضمون پڑھنا شروع کیا شروع میں تحریر تھا کہ اتفاقاً بہت سا سونا جس کی مالیت چودہ پندرہ ہزار پونڈ کے قریب ہوگی مجھے ملا ہے اور یہ میں تمہارے اور دادا کے استعمال کے لیئے انگلستان بھیج رہا ہوں میں نے اُس کا صندوق قصداً تمہارے نام بھیجا ہے کیونکہ مجھ کو یقین ہے تم اس کے ذریعہ سے دادا کی طبیعت و تکلیف کم کرنے یا اگر ممکن ہو اُس کو مٹانے کی کوئی نہ کوئی سبیل پیدا کر لو گی ان چند سطروں کو پڑھ کر ونیفرڈ کی حالت مارے خوشی کے غیر ہوگئی دماغ میں چکر آنے لگے باور پر یقین کرنا مشکل ہو گیا اور وہ یقیناً غش کر جاتی اگر اس کو سعی عظیم سے اپنے جوش کو دبانے میں کامیابی نہ ہوتی۔

ایک ثانیہ کے لئے اُس نے خط ہاتھ سے رکھ کر اُس مالک دوجہاں کا شکر ادا کیا جس کو غائبانہ امداد نے اُس کے خاندان کا ستارہ بھی نحوست وادبار کے برج تیرہ سے عنقریب نکلا چاہتا تھا بعد ازاں خط کا باقی مضمون پڑھنا شروع کیا۔ آگے چل کر لکھا تھا کہ میں اس جزیرہ میں مسٹر پینک کے پاس ٹھیرا ہوں جو بدرجہ غائت مہربان ہیں اور جنہوں نے مجھ کو اپنے کاروبار میں اچھی آسامی دینے اور بشرط قیام رفتہ رفتہ اپنی تجارت کا حصہ دار بنانے کا وعدہ کیا ہے اس لئے میں نے مستقل طور پر کنگسٹن ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس موقعہ پر گسٹیوس نے پھر اپنے خط میں اس بات پر زور دیا تھا کہ میں سارے کا سارا سونا تمہارے پاس بھیج رہا ہوں کہ تم اپنی اور دادا کی تکلیف کم کرنے میں اُس سے مدد لو مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں اس بات کو دہرانے کی ضرورت محض اس لئے لاحق ہوئی تھی کہ وہ اس ذریعہ سے ضمیر کی ملامت کو دبانے اور ونی فرڈ سے جو بے وفائی اس کی طرف سے ہوئی تھی۔

اس کے متعلق اپنے دل کو اطمینان دینے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ مگر خط کا مضمون پڑھ کر
کسی طرح کا شبہ ونی کے دل میں گیسٹوس کی بے وفائی یا کج ادائی کے بارہ میں پیدا نہ ہوا بلکہ
اس فقرہ کو پڑھ کر کہ اُس نے سارے کا سارا سونا اُس کے پاس بھیج دیا ہے اس کے دل کو
گیسٹوس کی محبت کی استواری اور وفا کے استقلال کا پورا یقین ہو گیا اس کے ساتھ ہی اس
کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اب اس کو خدا کی عنایت سے ترقی کا ایسا اچھا موقع مل گیا ہے
مگر اس خیال سے جی کو رنج بھی ضرور ہوا کہ اب نہ معلوم وہ کتنے عرصہ کے بعد یہاں آئیگا
اور پھر کب ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق ہوگا بہر حال وہ اپنے آپ سے کہنے لگی۔
"ممکن ہے یہ سب کچھ بہتری کے لیے ہو شاید اس کے دل میں میرا خیال باقی نہیں رہا ممکن
ہے وہ اُس جزیرہ کے کسی متمول زمیندار کی بیٹی سے شادی کر لے جس کو اپنی بی بی کہتے اُس کو
شرم معلوم نہ ہوگی اور جس پر مجھ بد نصیب کی طرح شبہ کا داغ موجود نہ ہوگا"۔
سطور بالا سے ناظرین بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ بھولی بھالی ونیفرڈ کو اس بات کا
قطعاً علم نہ تھا کہ گیسٹوس کی شادی کا معاملہ ہر طرح پختہ ہو چکا ہے یا اُس نے کسی اور سے
محبت کرنی شروع کر دی ہے تو بھی اس خط کو پڑھنے سے ایک عجب طرح کی اضطرابی
کیفیت اس کے دل پر طاری ہو گئی جس کو اُس نے بڑی مشکل سے دبایا آخرکار اُٹھی اور خط
لے کر اپنی نیکدل محسنہ مسز سیلسٹر کے پاس گئی ونیفرڈ کی اس وقت کی ذہنی حالت بصورت
الفاظ ظاہر کرنا دشوار ہے جو آدمی ہر طرح کی امیدوں سے محروم اپنی روزی کے لئے
اوروں کا دست نگر ہو جس کی روزانہ آمدنی اتنی قلیل ہو کہ وہ اُس سے اپنا اور متعلقین کا
بمشکل گزارہ چلا سکے اُس کو بیشمار دولت پا کر جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ اُس کے حواس پر
اثر ڈالے بغیر نہیں رہتی۔ چونکہ یہ خط اُسی جہاز کی ڈاک سے آیا تھا جس پر سونے کا صندوق
روانہ ہوا تھا اس لئے اندازہ سے معلوم ہوا کہ وہ صندوق بھی انگلستان پہنچ چکا ہوگا۔
ونیفرڈ نے ساری کیفیت مسز سیلسٹر سے بیان کی۔ اُس نیکدل عورت کو بھی سارا حال سن کر

اتنی خوشی ہوئی جو بیان سے باہر ہے کہنے لگی عزیز لڑکی تم کو چاہیئے یہ خوشخبری سب سے پہلے قید خانہ میں اپنے دادا کو سناؤ" گِروِنی اس مشورہ پر عمل کرنے کو آمادہ نہ ہوئی اس نے سوچا گسیٹوس نے مصلحت جان کر ہی یہ صندوق میرے نام بھیجا ہے وہ مصلحت کیا ہے اُس کو سمجھنا ونیفرڈ ایسی ذکی و ذہین لڑکی کے لیئے بہت دشوار نہ تھا۔

"نہیں" اُس نے مسز سلیٹر کو جواب دیا "میں یہ خط فوراً ہی دادا کو دکھانا نہیں چاہتی لمبی مصیبتوں نے اُن کے اعصاب پر جو اثر ڈالا ہے اس کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں رہے کہ اس طرح کی خوشخبری سُن کر ضبط کر سکیں اوّل تو اُن کے شادی مرگ ہو جانے کا ڈر ہے لیکن یہ بھی نہ ہو تو یہ اندیشہ دامنگیر ہے کہ وہ اس روپیے کو قرضہ کا بار اُتارنے کے بدلے مقدمہ پر صرف کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ اب یہی دُھن اُن کو سمائی ہے کہ جس طرح ممکن ہو مقدمہ میں کامیابی حاصل کی جائے پس میں روپیہ کے متعلق سب سے پہلے مسٹر وارڈور سے مشورہ لینا چاہتی ہوں"۔

مسز سلیٹر نے جب یہ مدلل تقریر سُنی تو ونیفرڈ کی دوراندیشی کی قائل ہو گئی اپنی طرف سے اُس نے فی الحال اس معاملہ کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کیا اس کے تھوڑی دیر بعد ونی فرڈ مسٹر وارڈور کے دفتر میں گئی وہ اتفاق سے وہیں تھا اور ایک بڑی سی میز کے پاس جس پر موٹی قانونی کتابیں بکھری ہوئی پڑی تھیں بیٹھا کسی مسل کا مطالعہ کر رہا تھا اُس نے ونی فرڈ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا مگر دیکھا کہ اس کے چہرہ پر خلاف معمول خوشی کی چمک پیدا تھی بڑی دیر تک وہ ہجوم جذبات کے اثر سے کوئی لفظ نہ کہہ سکی۔ ضعف جانی سے ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے وہ خط جوں کا توں وکیل کے ہاتھ میں دے دیا۔

خط پڑھ کر مسٹر وارڈور کے اپنے چہرہ پر مسرت و اطمینان کی جھلک پیدا ہوئی اُس نے ونی فرڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دبایا اس کے بعد کہنے لگا "مس بِرکنگھم سب سے پہلے میں آپ کو اس خوش نصیبی پر مبارکباد دیتا ہوں میرے دل کو

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اس معاملہ میں میرا مشورہ لینا ضروری سمجھا ہم کو چاہیئے اس سوال پر صبر و سکون کے ساتھ غور کریں"۔

جیسا ناظرین کو معلوم ہے ونی فرڈ کو اپنے دادا کے معاملات کی اندرونی کیفیت بہت کم معلوم تھی۔ اس لیئے مسٹر وارڈر کے سوالوں کا تسلی بخش جواب نہ دے سکی اس کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کس نے اس کو قید خانہ میں ڈلوایا ہے ہاں اتنا بیشک سمجھتی تھی کہ یہ کارروائی کم از کم سر جان ڈلہم کی تحریک پر نہیں ہوئی اس کا خیال تھا زیادہ تر پیشتر اس کی حراست کا موجب کوئی اور ہی شخص ہوا تھا جس کا موجودہ مقدمہ سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

"عزیز لڑکی اطمینان رکھو میں اس معاملہ کی نسبت خود تحقیقات شروع کر دوں گا" مسٹر وارڈر نے آخرکار کہا "اور مجھ کو یقین ہے کہ چند روز کے عرصہ میں میرے لیئے یہ معلوم کر لینا دشوار نہ ہوگا کہ تمہارے دادا پر قرضہ کی کتنی زیر باری ہے اور اس کی موجودہ حراست کے کونسے اسباب ہیں اس اثنا میں یہ راز ہمیں تک محفوظ رہنا چاہیئے جس وقت وہ صندوق لورپول سے تمہارے پاس آجائے تو مجھے فوراً اطلاع بھیجنا میں کسی اچھے صراف سے تمہارا معاملہ کرا دوں گا جس سے اس سونے کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کی جا سکے گی تب ہم اس روپے کو تمہارے نام سے بنک آف انگلینڈ میں جمع کرا دیں گے اور جب تک اس کو صرف میں لانے کی ضرورت ہو وہ اس جگہ محفوظ رکھا رہے گا"۔

ونی فرڈ نے مسٹر وارڈر کا اس عنایت آمیز مشورہ کے لیئے شکریہ ادا کیا لیکن عین اس وقت جب وہ اٹھ کر رخصت ہونے لگی تھی بیگدلی وکیل نے اس سے کہا۔ "ونی فرڈ اب تمہیں سوزن کاری کی مشقت چھوڑ دینی چاہیئے کیونکہ اب اس کی حاجت باقی نہیں رہی اپنی عارضی ضرورتوں کے لیئے جس قدر روپیہ تم کو درکار ہو بیدست گردان اپنے پاس سے لینے

کے لئے تیار ہوں۔"

"صاحب میں پھر ایک بار آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں" ذیفروڈ نے احسان مند نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "مگر جو طریق زندگی میں نے اب تک اختیار کیا تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ کروں گی۔ اول تو میرے اخراجات بہت زیادہ نہیں ہیں۔ کہ مجھ کو امداد کی ضرورت ہو۔ دوسرے وہ روپیہ جو سونے کی فروخت سے حاصل ہونا ہے نہ معلوم کہاں تک دادا کی رہائی کا کفیل ہو سکے۔ اس لئے میں اس کو یا اس کے حساب میں کسی روپے کو اپنے استعمال میں لانا نہیں چاہتی۔"

"اچھا نہ سہی" مسٹر وارڈ نے کہا۔ "مگر اس کے باوجود میں پھر کہتا ہوں کسی حال میں روپے سے تنگ نہ رہنا" یہ کہتے ہوئے اس نے پدرانہ شفقت سے نیک دل لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہلایا۔

مسٹر وارڈ سے رخصت ہونے کے بعد ذیفروڈ مسز سلیسٹر کے مکان پر گئی۔ اور اپنے کمرہ میں بیٹھ کر سوزن کاری میں مشغول ہوئی۔ مگر اب اس کا سینہ خوشی سے معمور تھا۔ اس کا دل یہ سوچ کر بزور دھک دھک کرتا تھا کہ اس کارساز حقیقی نے آخرکار دادا کی رہائی کے سامان پیدا کر دئے۔ ان خوشیوں کے باعث وہ اپنے کام کو اس تیزی رفتار کے ساتھ نہ کر سکی جس طرح بیشتر کیا کرتی تھی۔ ادھر ذیفروڈ کے رخصت ہونے کے بعد بلکہ عین اس وقت جب وہ دروازہ سے باہر نکل رہی تھی مسٹر وارڈ نے اس کی رخصت ہوتی ہوئی صورت کو تعریفی نظروں سے دیکھا۔ اور بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"نیک سیرت لڑکی تو ہزاروں میں ایک ہے۔ نو سو ننانوے لڑکیاں اس طرح کی حالت میں مجھ سے اتنا روپیہ قرض لینے پر آمادہ ہو جائیں۔ جتنا میں پیش کرتا۔ مگر جا کے چھٹی منائیں اور اس روپیہ کی مدد سے اچھے اور نفیس کپڑے خریدنا شروع کرتیں۔ مگر یہ پھر بھی سوزن کاری لے کر بیٹھنے کو تیار ہے۔ وہ اس روپے میں سے ایک شلنگ بھی اپنی

ضرورتوں پر صرف کرنا نہیں چاہتی تھی"
اسی طرح تین چار دن کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس اثنا میں ونیفرڈ کے عارض زرد فام پر پھر ایک بار تازگی آنی شروع ہوئی۔ وہ فکر و غم کی جھلک جو حال کی مصیبت اور دن رات کی تشویش سے اس کے چہرہ پر پیدا ہوئی تھی۔ رفع ہونے لگی۔ چال چکیلی ہو گئی۔ آواز میں بھی خوشی کا عنصر شامل ہونے لگا۔ گسٹیوس کے بارہ میں البتہ گاہ بگاہ اس کے سینہ میں کرک سی ہوتی تھی۔ مگر توکل اور رضا کی خوگر لڑکی رفتہ رفتہ یہ کہہ کے اپنے جی کو سمجھانے لگی۔ کہ شاید اسی میں خدا نے کوئی بہتری سوچی ہو۔ کہ وہ مجھ سے دور رہے۔ اس کے علاوہ وہ اس خیال سے بھی خوش تھی۔ کہ خط کی تحریر کے مطابق گسٹیوس کو اس جزیرہ میں اچھی آسامی ملنے کی امید ہے۔ کیا عجب وہ رفتہ رفتہ اپنے خاندان کو آفت اور مصیبت کی دلدل سے نکال کے پھر ایک بار ثروت اور نیک نامی کی چوٹی پر پہنچانے کا ذریعہ بن سکے۔ پھر اس کا بھیجا ہوا سونا بھی عنقریب آنے والا تھا۔ اور اس کو یقین تھا۔ کہ اس کی مدد سے نہ صرف دادا کو قید خانہ سے رہا کرا لینا ممکن ہوگا۔ بلکہ اس کی بقیہ زندگی اس آرام و آسایش سے بسر ہو سکے گی جس کی اس کہن سالی میں اس کو اشد ضرورت تھی۔

مسٹر وارڈ سے ونیفرڈ کی ملاقات کو چند یوم کا عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ ایک روز وہ قبل دوپہر اپنے صاف ستھرے کمرہ میں بیٹھی انگیس کے دیئے ہوئے کام میں مشغول تھی۔ ہاتھ کام کر رہے تھے۔ لیکن خیالات کی رو دادا اور گسٹیوس کی طرف لگی ہوئی تھی۔ سوچتی تھی۔ نہ معلوم کتنے عرصہ تک مسٹر وارڈ تحقیقات ختم کر کے یہ بتانے کے قابل ہو سکیں گے۔ کہ دادا کی ضروریات کس قدر روپے کی محتاج ہیں۔ کبھی ذہن کے خیالات کی رو اس سوال کی طرف جاتی۔ کیا گسٹیوس کبھی واپس آئے گا؟ اور اگر آئیگا تو کب! انہی گہری فکروں میں بیٹھی تھی۔ کہ صدر دروازہ پر کسی کی پر زور دستک سنائی

دی۔ وہ اس طرح کی آواز تھی جیسی کوئی شخص بے صبری کی حالت میں یا کمال جوش سے پیدا کیا کرتا ہے۔ وہ اسے سن کر بڑے زور سے چونکی۔ اس کے بعد اس کو باہر کا دروازہ کھلتا اور بند ہوتا سنائی دیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا۔ کہ کوئی آدمی جلد جلد سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہے۔ حیران تھی۔ وہ کون ہے!۔ ۔ ۔ مسٹر ڈلھم!۔ ۔ ۔ لیکن نہیں۔ اس کی حرکات میں اس قدر تیزی اور پھرتی نہ پائی جاتی تھی۔ وہ ہر کام آہستگی کے ساتھ کرنے کا عادی تھا۔ حالانکہ یہ آدمی بے تحاشہ دوڑتا چلا آتا تھا لیکن جب اس کے بعد قدموں کی آواز نچلی سیڑھیوں سے گزر کر دوسری منزل کی سیڑھیوں پر سنائی دینے لگی۔ تو ڈنیفرڈ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی۔ کہ وہ اسی کے کمرہ کی طرف آتا ہے۔ فکر و اضطراب کی حالت میں وہ کپڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ بے اختیار چھٹ کر میز پر گر پڑا۔ ایک بار اس نے سوچا۔ آواز تو گسٹیوس کے پیروں کی ہے لیکن ۔ ۔ ۔ کہاں وہ۔ کہاں میں! وہ سات سمندر پار بیٹھا نہ معلوم کیا کر رہا ہوگا۔ ۔ ۔ یکایک دروازہ کھلا۔ اور ایک نوجوان تیزی سے اندر آیا۔ ڈنیفرڈ نے بے تابانہ اس کی طرف دیکھا۔ ۔ ۔ یا خدا یہ تو گسٹیوس ہی تھا!

"ڈنیفرڈ۔ ۔ ۔ پیاری ڈنیفرڈ!"

"گسٹیوس۔ ۔ ۔ پیارے گسٹیوس!"

وحشت انگیز خوشی کی حالت میں یہ الفاظ قریباً ایک ساتھ دونوں کے منہ سے نکلے ایک ثانیہ بعد وہ گہری محبت سے ہم آغوش تھے۔ دونوں کی آنکھوں سے سیل اشک بہتا تھا۔ دونوں کی خوشی غم جانکاہ کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ کیونکہ وہ سسکیاں لے لے کر روتے تھے اور صرف مختصر بے جوڑ جملے ان کے منہ سے نکلتے تھے۔ گسٹیوس بار بار۔ ۔ ۔ اور ہر مرتبہ زیادہ زور سے ڈنیفرڈ کو سینہ سے لپٹاتا تھا۔ دونوں کے دل آپس میں مل کر بڑے زور سے دھک دھک کرتے تھے۔ اتنی ہمہ گیر خوشی۔ ایسی ناقابل بیان مسرت

ان کو تھی۔ کہ تھوڑی دیر کے لیئے وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر آرزو اور خیال کے عالم بالا میں پہنچ گئے۔ امیلی بنک کی تصویر اس طرح گسٹیوس کے دل سے مٹ گئی۔ گویا روئے زمین پر اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور ونیفرڈ نے گسٹیوس کی محبت کو دل سے نکال دینے کا عہد اس طرح بھلا دیا۔ گویا اس کا خیال ہی کبھی نہ آیا تھا۔

آخر کار جب فرط مسرت کا پیدا کردہ جوش رفتہ رفتہ کم ہوا۔ تو ونیفرڈ باہستگی گسٹیوس سے جدا ہوئی۔ مگر ایسا کرتے ہوتے اس نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اس طرح دبائے رکھا۔ اور ایسی پرشوق نظروں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ گویا اس ذریعہ سے اپنے حواس معطل کو اس بات کا یقین دلانا چاہتی تھی۔ کہ وہ درحقیقت وہی ہے۔ جو دو سال پیشتر اس سے جدا ہو کر تلاش روزگار میں سمندر پار گیا تھا۔ یا شاید اس ذریعہ سے اس بات کا اطمینان کرنا چاہتی تھی۔ کہ جس طرح وہ عنفوان شباب میں اس سے جدا ہوتے کے وقت خوشنمائی اور خوب روئی کا مجسمہ تھا۔ اب بھی اسی یا اس سے بہتر حالت میں ہے۔ اور کیا حال کے لمبے سفر نے اس پر کوئی ناخوشگوار اثر تو پیدا نہیں کیا؟ خود گسٹیوس بھی گہرے انہماک سے ونیفرڈ کے منہ کو تکے جاتا تھا۔ نہیں معلوم یہ کیفیت کتنا عرصہ رہی بہرحال اس تجسس کا نتیجہ فریقین کے لئے باعث اطمینان ثابت ہوا کیونکہ علیحدگی کے زمانہ سے لے کر اب تک دونوں کے حسن و جمال نے ترقی اور بالیدگی حاصل کی تھی۔ نوجوان کے چہرہ پر صولت مردانہ کے آثار تھے۔ اور لڑکی اس منزل میں قدم رکھ چکی تھی جس کے آگے حد بلوغ شروع ہوتی ہے دونوں کے چہرے پر مسرت تھے۔ اثر کیف نے ان کی خوشنمائی کو نمایاں کر دیا تھا۔

ایک مرتبہ پھر ہم آغوش ہولے گے جو دونو اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مگر ہاتھ اس طرح ملے ہوئے تھے۔ گویا دلوں کو ڈر تھا۔ کہ اس گرفت کے مستحکم نہ ہونے سے یہ خواب راحت عنقریب زائل ہو جائے گا اب تک اُن کے دلوں میں کیفیات کا اتنا ہجوم

تھا کہ چند شکستہ لفظوں یا بے ربط جملوں کے سوا کسی کے منہ سے کوئی بات نہ نکلتی تھی
سینوں میں خیالات کا ہیجان تھا مگر زبان اُن کے اظہار سے عاجز تھی جو باتیں قفس
سینہ کے اندر بند تھیں۔ ان کو کلید زبان کی مدد سے ذہن تک لانے کی جرأت نہ
ہوتی تھی۔

آخر بڑی دیر کے بعد جب وہ اپنے اضطراب پر غالب آکر اس قابل ہوئے کہ مسلسل
اور مربوط گفتگو کر سکیں۔ تو سب سے پہلے گسٹیوس نے دادا کا حال پوچھا۔ پھر اس خط کے
بارہ میں استفسار کیا جس میں سونے کی روانگی کی اطلاع درج تھی۔ ونیفرڈ نے اس کے
جواب میں بیان کیا۔ کہ آج ہی صبح اس خط کے سلسلہ میں لورپول سے یہ اطلاع موصول
ہوئی ہے۔ کہ مالکان جہاز اس صندوق کو عنقریب بذریعہ ریل لندن روانہ کر دیں گے
اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ گسٹیوس اس خیال سے چپ تھا۔ کہ اپنی فوری آمد کے
بارہ میں کیا عذرات پیش کرے۔ اور ونیفرڈ یہ سوچ کے ہراساں تھی۔ کہ اس آفت ناگہانی
کا حال جو اس پر نازل ہوئی تھی۔ کیونکر بیان کرنا شروع کرے۔ اپنی جگہ دونوں کو بےتابی
تھی۔ مگر یہ عالم خوشی کی پیدا کی ہوئی محویت کا تھا۔ کہ نہ یہ اس کا حال دل جاننے کے
قابل تھا۔ نہ وہ اس کا۔ دونوں نے یہی سمجھا۔ کہ وہ خوشی جو ان کے دلوں پر مسلط تھی
کچھ کہنے نہیں دیتی۔

آخر کار گسٹیوس نے ہی دوسری بار یہ کہہ کر مہر سکوت توڑی۔ "پیاری ونیفرڈ
کتنا کڑا امتحان تم کو درپیش تھا۔ ڈسمبر کی ۱۰ تاریخ کو میں نے انگریزی اخباروں میں
تمہارے گرفتار کئے جانے کی خبر پڑھی تھی۔ اسی وقت دوست احباب کو چھوڑا اور ہر طرح
کی راحت سے منہ موڑ کر حتےٰ کہ ان چیزوں کو بھی ترک کر کے جن کو میں سرمایہ راحت
سمجھے ہوئے تھا۔ سیدھا اس طرف کو چل دیا۔"

"گسٹیوس پیارے تم نے بڑا احسان کیا۔ کہ مجھ ناچیز کو یاد رکھا۔" ونیفرڈ نے

جوش سے تھرائی ہوئی آواز میں کہا "اتنا بھاری ایثار تمہارے بنا اور کون کر سکتا تھا؟"

"ونی تو میرے ایثار کا ذکر کرتی ہے"۔ نوجوان نے نرم لہجہ میں کہا بخدا اگر مجھے اپنی جان پر کھیل کر بھی تجھ کو بچانا پڑتا تو کیا ممکن ہے میں کبھی دریغ کرتا؟ ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ جو بڑی سے بڑی قربانی ممکن ہو سکتی تھی وہ میں نے تیرے لئے قبول کی مگر مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ ایسا کرنا میرا فرض تھا اور ناممکن ہے کہ میں اس فرض کو پورا کرنے سے کسی حال میں تامل کرتا جان سے پیاری ونی" اس نے بڑھتے ہوئے جوش سے تقریر جاری رکھ کر کہا اور ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا اشارہ کس معاملہ کی طرف تھا گو ونی بیچاری اپنی لاعلمی کی وجہ سے اصل حقیقت سمجھنے سے قاصر تھی" دنیا ادھر کی ادھر ہو جاتی مگر میں اس فرض مقدس کی ادائیگی سے پہلو تہی نہ کرتا۔ جب تک تیری ذات خطرہ میں تھی دنیا بھر کے عیش و آرام مجھ پر حرام تھے۔" یہ کہتے ہوئے پھر ایک بار اس نے ونیفرڈ کو چھاتی سے لگایا۔

"اوہ گیسٹوس ضرور تم نے مجھ کو شروع سے ہی بے گناہ سمجھا ہوگا" وہ بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی "مگر یہ تو تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں کسی حال میں اس فعل کی مرتکب نہ ہو سکتی تھی"۔

"ونی فرڈ یہ کیا پوچھنے کا سوال ہے؟" گیسٹوس نے زور دے کر کہا "اگر جنت کے فرشتوں پر کسی فعل شنیع کا شک کرنا ممکن ہے۔ تو شاید کوئی تیری ذات پاک پر بھی شبہ کا مجرم ہوتا۔ مگر میرے لئے اس صورت میں بھی یہ غیر ممکن بات تھی۔ تاہم جو ذہنی تکلیف۔ جو قلق و اضطراب جہاز کے لمبے سفر میں انگلستان آتے ہوئے میرے دل کو ہوا وہ میرے خیال میں اس تکلیف سے بھی سخت تھا جو تجھ کو اپنے زمانہ حراست میں برداشت کرنی پڑی۔ لیکن خدا کا شکر ہے انگلستان سے تھوڑی ہی دور ایک جہاز ہمیں سامنے سے آتا ملا تھا اس نے تازہ اخبار ہم لوگوں کو مہیا کئے ان میں تیری بریت کی خبر پڑھ کر

جو خوشی میرے دل کو ہوئی وہ سارے غموں اور کلفتوں کی تلافی کر گئی ہاں ایک بات ضرور ہوئی یعنی دل کو جو پریشانی لاحق تھی وہ تو رفع ہو گئی مگر اُس کی جگہ ایک نئی طرح کی بے صبری تجھے دیکھنے۔ تجھ سے ملنے اور یہ کہنے کی سینہ میں پیدا ہوئی کہ اب میں ہمیشہ تیرے ہی پاس رہوں گا۔ آئندہ میں تیرا محافظ اور مددگار رہوں گا اور کبھی تجھ کو چھوڑ کر کسی مقام پہ جانے کا خیال بھول کر بھی دل میں نہ لاؤں گا۔"

اس پُرجوش میٹھی تقریر کو سُن کر ونیفرڈ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کچھ عرصہ بے آواز روتے رہنے کے بعد وہ زور سے سسکی لے کر بولی "پیارے گسیٹوس ایسا تو نہیں ہے کہ اس جگہ آنے میں تم کو اپنی ترقی روزگار کے موقعہ سے بھی دست بردار ہونا پڑا ہو؟"

"دنیا میں ہر چیز سے دست بردار ہو چکا" نوجوان نے کہا "ہاں ہر ایک چیز سے جس میں اس دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت اور راحت بھی شامل تھی۔ اب میں جمیکا واپس نہ جاؤں گا۔ ماضی ایک گزرا ہوا افسانہ ہے آئندہ میں تیرے ہی پہلو میں رہ کے صرف حال اور مستقبل کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

بھائی کی اس گہری ہمدردی نے ونیفرڈ کے دل پر بڑا اثر کیا دو سال پیشتر اُس سے جدا ہونے کے بعد جن حالات میں اُس کی زندگی بسر ہوئی تھی وہ بڑی حد تک بیان طلب تھے خصوصاً اُس قحبہ مسز چکلیبڈ سے اپنے تعلقات کے بارہ میں مگر گسیٹوس نے کوئی بات پوچھے یا کسی طرح کے حالات دریافت کئے بغیر سمجھ لیا کہ وہ اب بھی اتنی ہی نیک و پاک ہے جتنی اس زمانہ میں تھی جب وہ اُس کو چھوڑ کر رخصت ہوا تھا اُسے اُس کی ذات پر کامل اعتماد تھا اور ونی فرڈ بھی اس احساس کی قوت سے کہ ہر طرح کی آزمائشوں کے باوجود جو اُس کو پیش آئیں وہ ہمیشہ نیک و پاک رہی حتیٰ کہ اُس کڑے وقت میں بھی جب ہر طرف سے مایوس و مجبور ہو کے وہ بڑھیا چکلیبڈ کی تحریک پر جوہر عصمت فروخت کرنے اُس کے مکان پر گئی تھی اور نیکی کے فرشتہ نے راڈرک ڈلہم کی فیاضی کی صورت

اختیار کرکے اُس امتحان عظیم میں محفوظ و مصئون رکھا تھا۔ ۔ ۔ ہاں ان سب باتوں
کی وجہ سے وہ بھائی سے چار آنکھیں کرنے کے لائق تھی گہری ممنونیت کے لہجہ میں اس نے
اُس ایثار عظیم کا شکریہ ادا کیا جو گسٹوس نے اُس کے لئے کیا تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ
تفصیل بیان کی لیکن اگر ایسا کرتے ہوئے اس نے مصلحت کے خیال سے بعض باتوں کو بھائی
سے چھپایا تو ہم کو یقین ہے کہ ناظرین اُس نیک لڑکی کو اس کے لئے ملعون نہ کریں گے
مثال کے طور پر وہ انگوٹھی کے متعلق سارے حالات بے کم و کاست بیان نہ کرسکی اور اس نے
گسٹوس کے روبرو یہی ظاہر کیا کہ تنگ دستی سے مجبور ہو کے میں نے وہ انگوٹھی مسٹر
چکلیڈ کے ہاتھ فروخت کردی تھی جو مجھے اتفاقاً قید خانہ دیوانی کی چار دیواری میں ملی تھی اس
رازداری کی وجہ سے وہ اُن حالات کو بھی ظاہر نہ کرسکی جن میں راڈرک ڈلہم سے پہلی مرتبہ
اُس کی ملاقات ہوئی تھی چنانچہ اُس نے غلط گوئی کرکے یہی ظاہر کیا کہ وہ اتفاقاً کسی موقع پر
اُس سے ملا تھا اور اتنا رحم اسے اس کی حالت زار دیکھ کر آیا کہ نہ صرف اُس نے اس کی
ہر طرح امداد کی بلکہ اس کی قید کے زمانہ میں دادا کو بھی غائبانہ زر نقد بھیجتا رہا ان تفصیلات
کو سن کر گسٹوس کے لیے یہ معلوم کرنا مشکل نہ ہوا کہ کس لیے ونیفرڈ نے ملاقات کی ساعت
کے دوران میں اس قدر خاموشی برتی تھی کیونکہ راڈرک ڈلہم کا نام منہ سے نکالنے یا
اُس کا ذکر کرنے سے لاتعداد الجھنیں پیدا ہونے کا احتمال تھا مختصر یہ کہ بہن کی زبانی
جس قدر حالات گسٹوس کے سننے میں آئے وہ اتنے مسلسل و مربوط تھے کہ اسے اُن
کی سچائی کا پورا یقین ہو گیا اور یہ شبہ ایک لحظہ کے لئے بھی اُس کے دل میں پیدا نہ ہوا
کہ اُس نے کوئی بات چھپائی ہے بلکہ اُس نے یہ سوچ کر دل ہی دل میں آہ سرد کھینچی کہ میں
اُس کے روبرو ایسی ہی راست بیانی کرنے کے قابل نہیں ہوں۔

یہ باتیں ہو چکیں تو گسٹوس نے کہا "پیاری ونی اب میں سب سے پہلے اپنے بڈھے
دادا سے ملنا چاہتا ہوں لیکن ہماری ملاقات اچانک نہ ہونی چاہیئے کیونکہ مجھے ڈر ہے

اس کا اُس کے نازک دل پر مضر اثر نہ ہو . . . لیکن یاد آگیا میرے پاس اُس کے نام کی ایک چٹھی ہے جو ایک مخبوط الحواس شخص مسٹر ہارگریو نے مجھے روانہ ہوتے وقت دی تھی۔ آدمی بہت نیک اور شریف ہے مگر اُس کے خیالات عجیب ہیں تمہیں یاد ہو گا میں نے اس کا ذکر اپنے خط میں کیا اور لکھا تھا کہ اُسی کی جد و جہد سے وہ سونا جو میں نے صندوق میں بند کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے مجھ کو ملا تھا۔"

"مسٹر ہارگریو!" ونیفرڈ نے سوچتے ہوئے کہا "جہاں تک یاد ہے میں نے والد کو کبھی اس نام کے کسی آدمی کا ذکر کرتے نہیں سُنا۔ خدا معلوم وہ کون ہے اور اُس نے خط میں کیا لکھا ہے۔"

"یوں تو میں بھی اس کے مضمون سے ناواقف ہوں" گیشوس نے جواب دیا "مگر اتنا معلوم ہے کہ اُس نے ضرور کوئی کام کی بات لکھی ہو گی کیونکہ بہت کم گو اور کمتر نویس آدمی ہے اس کے علاوہ میری جو باتیں مختلف اوقات میں اُس سے ہوئی ہیں ان سے یہی پایا گیا ہے کہ وہ دادا کا جان پہچان تھا۔ خیر عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اس خط کا مضمون کیا ہے۔"

اپنی طرف سے ونیفرڈ نے اُس ملاقات کا حال بیان کیا جو اُس نے گیشوس کا خط پانے کے بعد مسٹر وارڈر سے کی تھی اور گیشوس نے اس طریق عمل کو تہ دل سے پسند کیا مگر سچ پوچھو تو جب آدمی کا دل مسرور ہو تو وہ ہر ایک بات پر اظہار پسندیدگی ہی کرتا ہے اُسے دنیا کی ہر چیز میں بہتری اور بھلائی ہی نظر آنے لگتی ہے یہی حالت گیشوس کی اس وقت تھی اتنے میں نیکدل مسز سیلشر کو گیشوس کی واپسی کی اطلاع دی گئی وہ پاک سیرت خاتون اُس نوجوان سے مل کر بے حد مسرور ہوئی اور گیشوس نے بھی اُس امداد اور ہمدردی کے لیے جو اُس نے زمانہ ابتلا میں ونیفرڈ سے کی تھی اُس کا بہت شکریہ ادا کیا۔

آخر کار یہ دونوں وائیٹ کراس سٹریٹ کے جیل خانہ کی طرف چلے۔ اُس جگہ پہنچ کر ونیفرڈ نے گسیٹوس کو تو ڈیوڑھی میں کھڑا کیا اور خود دادا کو اس کی آمد کی خبر دینے اندر گئی۔ ہمارے خیال میں داستان کے اس حصہ کو مفصل بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے مختصر یہ کہ ونیفرڈ نے اس ذکر کو بڑے نازک پیرایہ میں چھیڑا اور موضیف کو رفتہ رفتہ اُس ملاقات کے لئے تیار کیا جو عنقریب اُس کی نوجوان گسیٹوس سے ہونی تھی بعد ازاں وہ اُس کو اپنے ساتھ ڈیوڑھی میں لے گئی جہاں دادا اور پوتا جوشِ محبت سے بغلگیر ہوئے۔ گسیٹوس سے مل کر مسٹر ہیرنگٹن کو ویسی ہی طفلانہ مسرت ہوئی جیسی ونیفرڈ سے اس کی رہائی کے بعد مل کر ہوئی تھی کبھی وہ بچوں کی طرح بسورنے اور کبھی سِسکیاں لے لے کر رونے لگتا۔ کبھی گسیٹوس سے طرح طرح کے سوالات پوچھتا اور کبھی اپنے مقدمہ کا حال لے بیٹھتا تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ بڑی متانت کے ساتھ کہتا کہ اب وہ وقت دور نہیں جب ہمارے مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو جائے گا اور اُس کے بعد ہم تینوں شاندار دواسپہ گاڑی پر سوار ہو کے جیل خانہ سے گھر جائیں گے مناسب وقفہ کے بعد گسیٹوس نے وہ خط نکال کر پیش کیا جو مسٹر ہارگریو نے اُس کو دیا تھا اور مختصر لفظوں میں اُس مردِ پُراسرار کا حال بھی بیان کیا۔

"تم آپ ہی اس کا مضمون پڑھ کر سنادو" موکِل سال نے بے تابانہ کہا "میں گو اس نام سے واقف نہیں ہوں تاہم ضرور وہ کوئی غائبانہ دوست ہے جس نے میرے مقدمہ کے بارہ میں اس طرح کی معلومات بھیجی ہیں جن کو حلفیہ بیان میں داخل کرنا فائدہ مند ثابت ہوگا اور اگر ایسا ہو تو ہمیں بہت جلد مسٹر ٹمبرلے کو بلا کر یہ خط اُس کو بھی دکھانا چاہیے"۔

"ٹھیریئے اتنی جلدی نہ کیجئے" گسیٹوس نے مسٹر ہیرنگٹن کو سمجھایا "پہلے دیکھنا چاہیے کہ مسٹر ہارگریو نے اس خط میں کیا لکھا ہے"؟

"اچھا تو پڑھنا شروع کرو میں سنتا ہوں" بڈھے نے مضطربانہ کہا۔
گسیٹوس نے خط کھولا اور اُس کا مضمون پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا :-
سب سے پہلے میں اس بات کی معافی مانگتا ہوں کہ اجنبی ہو کر ایک ایسے معاملہ پر آپ کو مشورہ دینے کی جرأت کرنے لگا ہوں جس کا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں مگر چونکہ آپ کے فائدہ کا سوال ہے اس لئے میں اپنے خیالات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس کے علاوہ مجھے آپ کے پوتے نیک سیرت گسیٹوس سے اتنی گہری محبت ہے اور میں نے اس کی ذات میں حسن اخلاق اور دریا دلی کا ایسا مجموعہ دیکھا ہے جس کی مثال اس دنیا میں کمتر دکھائی دیتی ہے اس لئے محض اُس کی خاطر میں ہر ممکن طریقہ پر آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں میں نے سُنا ہے آپ نے ایک شخص مسٹر ٹمپرلے کو اپنا وکیل بنایا ہے اگر یہ ٹمپرلے وہی آدمی ہے جو کئی سال پیشتر لنکنز اِن فیلڈس کے وکیل مسٹر جوشوا والڈرن کا محرر تھا تو میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ کوئی دغابازی کوئی بے وفائی اور ستم شعاری اُس سے بعید نہیں میں کسی کی بدگوئی گناہ سمجھتا ہوں لیکن اس آدمی کے بارہ میں جو کچھ میں نے لکھا ہے اُس کا ایک حرف بھی غلط نہیں پس آپ کو اُس مردفتنہ پرداز سے ہروقت خبردار رہنا چاہئیے۔
خاتمہ پر میری درخواست ہے کہ اس خط کو پڑھنے کے بعد آپ اسے فوراً جلادیں مسٹر ٹمپرلے کے بارہ میں میرے مشورہ پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار کامل آپ کو حاصل ہے مگر میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں کہ کسی موقعہ پر اُس کی کچھ و پیچ کی باتوں میں آکر یہ ظاہر نہ کیجئے گا کہ اس طرح کا خط کسی نے کسی موقعہ پر آپ کو لکھا تھا میں نے ایک دوستانہ مشورہ جس میں کسی طرح کی غرض مندی شامل نہیں آپ کو دیا ہے اور آپ کو اختیار ہے اُس پر عمل کریں یا نہ کریں مگر میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری درخواست کے آخری حصہ کو ہر حال نامنظور نہ کریں گے اور جن جن معاملات کی نسبت میں نے خاموشی کی استدعا کی ہے ان کو کبھی ظاہر

نہ ہونے دیں گے۔

خط کا مضمون پڑھا جا چکا تو تینوں حیرت سے ایک دوسرے کے منہ کو تکنے لگے ونیفرڈ اور گسٹیوس کے چہروں پر سراسیمگی کے آثار پیدا تھے مگر بڈھے پر عجب طرح کا جوش طاری ہو گیا ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگا

"میرے خدا ٹمپرلے ایسا بدمعاش!... اور میں ہر طرح اس کے قابو میں...
لیکن نہیں! یقین نہیں آتا کہ ایسا ہو..."

"میرے اپنے خیال میں مسٹر ہارگریو نے جو کچھ لکھا ہے ضرور صحیح ہوگا" گسٹیوس نے آخرکار کہا "اس کے علاوہ مجھ کو یاد ہے ایک دو مرتبہ اس نے سب وکیلوں کا ذکر بڑے رنج کے ساتھ کیا تھا..."

"اچھے دادا آپ کسی طرح کا غم نہ کیجئے" ونیفرڈ نے مرد کہن سال کو پریشان اور مایوس دیکھ کر اپنے بازو اس کی گردن میں ڈالتے ہوئے کہا "میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ایک مہربان دوست... مسٹر ہوارڈ اس معاملہ میں میری امداد کا وعدہ کر چکا ہے وہ ایک نہایت شریف اور نیکوکار آدمی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اس کے ہاتھوں آپ کے مقدمہ کی پیروی بڑی خوبی کے ساتھ ہوگی اب آپ کو چاہیئے جس قدر جلد ممکن ہو مسٹر ٹمپرلے کو جواب دیں اور مسٹر ہوارڈ سے مل کر جو مشورہ وہ آپ کو دے اس پر عمل کریں"

جس وقت ونیفرڈ اپنے گداز بازو بڈھے کی گردن میں حمائل کئے اپنے خوشنما رخسار کو اس کے جھری دار استخوانی چہرہ سے لگائے یہ الفاظ کہہ رہی تھی لاتعداد خیالات آندھی کے طوفان کی مانند بدنصیب آدمی کے دماغ سے گزرنے لگے۔

"آہ اب سمجھ میں آیا!" اس نے بڑھاپے کی تلخ آواز میں کہا "بے شک اسی طرح ہوگا واقعی ٹمپرلے بدمعاش ہے ورنہ کیا وجہ تھی کہ یہ مقدمہ سالہا سال تک اس طرح لٹکا چلا جاتا اٹھارہ برس اس کو پیروی کرتے ہو گئے میں نے بارہا اس سے کہا کہ حلفیہ

بیانات کمزور ہیں اور سماعت میں بیجا تاخیر ہو رہی ہے گر وہ ہر مرتبہ حیلہ سازی کرتا رہا کبھی اُس نے کہا میں وقت پر حاضر نہ ہو سکا کبھی مقدمہ کی تاریخ پڑ گئی کبھی کچھ اور بہانہ کر دیا۔

سچ ہے جو کچھ اب تک ہوا اُسی کی شرارت کا نتیجہ ہے نہیں معلوم کس بُری نیت سے وہ روباہ سازیاں کرتا رہا ہے بہر حال اس عرصہ دراز میں میں کسی عادی مجرم کی طرح جس کو عمر قید کی سزا دی گئی ہو اس قید خانہ میں سڑا کیا۔ اوہ کتنی مکاری! ... میرے خدا کتنی سیاہ کاری!...

یہ کہہ کر مرد ضعیف بے تابانہ کمرہ کے اندر ٹہلنے لگا اُس کی حالت عجیب تھی بے بسی کے جوش میں کبھی رونے کبھی آہیں بھرنے اور کبھی چھاتی کوٹنے لگتا تھا کبھی مایوسانہ ہاتھ ملتے ہوئے بے جوڑ لفظوں میں ٹمپرے اور طریق انصاف دونو کو کوسے دیتا تھا گیسٹوس اور ونیفرڈ کو بڈھے دادا کی جمع خاطر کرنے میں بڑی دقت ہوئی انہوں نے بے شمار تسلیاں دیں آخر کچھ تو ضعف جانی سے اور کچھ اُن کے اس اقرار پر کہ ہم ابھی مسٹر وارڈر کے پاس جاکر معاملہ اُس کے سپرد کر دیں گے اور ٹمپرے کی علیحدگی فوراً عمل میں لائی جائے گی وہ مسٹر ہیرنگٹن کو ضبط پر آمادہ کر سکے اس کے تھوڑی دیر بعد دونو جیلخانہ سے رخصت ہوئے گھر جانے سے بیشتر گیسٹوس نے مسٹر ہارگریو کی دی ہوئی چٹھی اس کی ہدایت کے مطابق آتشدان میں ڈال دی۔

مسٹر وارڈر نے گیسٹوس اور ونیفرڈ کو بڑے تپاک سے اپنے پاس بٹھایا اور اُن کو مشورہ دیتے ہوئے چانسلری کے چند نامی وکیلوں کا پتہ دیا جو مسل کے کاغذات مسٹر ٹمپرے سے واپس لینے کے متعلق ضروری کارروائی عمل میں لا سکتے تھے بہن بھائی جب اُن وکیلوں سے ملے تو انہوں نے اس کام کو فوراً ہاتھ میں لینے کی آمادگی ظاہر کی بلکہ مسٹر وارڈر کی سفارش پر یہاں تک آمادہ ہو گئے کہ اگر مسٹر ٹمپرے نے اپنے اخراجات کا بل پیش کرنا ضروری سمجھا تو ہم اس کا چکوتہ بھی اپنی طرف سے کر دیں گے ناظرین کو یاد ہو گا کہ مسٹر ٹمپرے نے اس مقدمہ کی پیروی اب تک اس شرط پر کی تھی کہ فیصلہ ہونے پر اپنا حق الخدمت لوں گا۔

حالانکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے یہ محض دکھانا تھا ورنہ حقیقت میں وہ اُس سے بہت زیادہ معاوضہ مقدمہ کو لمبا کرنے کے سلسلہ میں سر جان ڈاہم سے وصول کر رہا تھا۔

ادھر سے فارغ ہوکے دونو بھائی بہن پھر ایک مرتبہ مرد ضعیف کے پاس گئے اور اس کو سارے انتظامات سے واقف کیا بعد ازاں انہوں نے وہ دن اسی کے پاس جیل خانہ میں رہ کر گزارا گیشوس کی واپسی کی خوشی میں ونی فرڈ نے بڈھے بیرنگٹن کے لئے نہایت اچھے کھانے کا اہتمام کیا تھا جسے تینوں نے مل کر نوش کیا آخر پانچ بجے شام کے قریب وہ مسز سلیٹر والے مکان پر واپس گئے گو جب پوچھا کہ ونیفرڈ کے نام کا صندوق آگیا یا نہیں تو مسز سلیٹر نے بصورت انکار جواب دیا گیشوس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہ اتنی جلدی آ بھی نہ سکتا تھا کیونکہ کچھ عرصہ لورپول کے گھاٹ پر صرف ہوتا تھا کچھ رستہ میں کچھ لندن کے سٹیشن پر پہنچ اس کے بعد صندوق کو چھکڑے پر لاد کر آلڈرس گیٹ سٹریٹ تک لانے میں۔ غرض اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ صندوق جلد از جلد کل سے پہلے نہیں آسکتا۔

اب گیشوس نے اپنے لئے جائے سکونت تلاش کرنی شروع کی۔ کیونکہ رشتہ کی نزاکت کے خیال سے وہ ونیفرڈ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہنا پسند نہ کرتا تھا اور مسز سلیٹر کے مکان میں کوئی دوسرا کمرہ خالی نہ تھا مگر اُس نیک سیرت عورت نے جلدی ہی اُس محلہ میں ایک اور کمرہ گیشوس کو کرایہ لے دیا جس کے بعد وہ اپنا سامان اُس جگہ رکھوا کے پھر ونیفرڈ کے پاس آیا اور مختلف اذکار کے بعد اُس مضمون کو شروع کیا جس کے بارہ میں وہ اظہار خیال کرنا چاہتا تھا۔

"پیاری ونی فرڈ" اُس نے محبت سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے میٹھی نگاہ سے اس کے منہ کو تکتے ہوئے کہا "اب میں ہمیشہ کے لئے تیرے پاس آگیا اور آئندہ تیرے پاس تیرا محافظ بن کے رہوں گا۔ میرے ہوتے ہوئے تجھ کو دنیاوی

مصیبتوں کا مقابلہ تنہا نہ کرنا پڑے گا خوشی ہو یا غم اسے ساتھ مل کر بھوگیں گے۔"

"نہیں پیارے گیشوس" ونی فرڈ نے جس کے چہرہ پر اس تقریر کا صحیح مطلب سمجھ کر اضطراب کی جھلک پیدا ہوگئی تھی آنکھیں جھکا کے آہستہ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے جواب دیا "یہ غیر ممکن بات ہے میں ہمیشہ تم کو بھائی سمجھتی رہوں گی اور تم کو بھی چاہیے مجھے بہن سمجھتے رہو۔"

"ونی فرڈ!" نوجوان نے خلاف توقع یہ جواب سن کر حیرت و غم کی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "کیوں غیر ممکن کس لئے؟ کونسی رکاوٹ اس میں درپیش ہے؟"

"گیشوس" نیک سیرت لڑکی نے زار زار روتے ہوئے اس طرح کے سرد لہجہ میں جو دسمبر کی ہوا کے سرد جھونکے سے مشابہ تھا جواب دیا "میں کچھ عرصہ جیل خانہ میں رہ کے بدنام ہو چکی ہوں اور گو عدالت نے آخرکار مجھ کو بے گناہ قرار دے کے بری کر دیا۔ تاہم ممکن ہے . . . کچھ لوگ . . . اب بھی مجھ کو مجرم خیال کرتے ہوں۔"

یہ آخری الفاظ اُس نے سبکیاں لے لے کر کہے تھے اور گو اس کے جواب میں گیشوس پُرجوش لہجہ میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر ونیفرڈ نے اشارہ سے اس کو چپ کراتے ہوئے کہا "گیشوس میں جو بات کہنا چاہتی ہوں سن لو۔ ہمارا ایک دوسرے سے شادی کرنا اب سراسر غیر ممکن ہے کیونکہ جو بدنصیب ایک مرتبہ جیل خانہ کی چاردیواری میں بند رہنے پر مجبور رہا وہ خواہ بعد ازاں بے قصور ہی قرار پا جائے تاہم اس کے نام پر ذلت اور بدنامی کا ایک ایسا داغ لگ جاتا ہے جسے جیوری کا کوئی فتوے یا عدالت کا کوئی فیصلہ دھو نہیں سکتا۔"

"ونی فرڈ تیری باتیں میرے دماغ میں دیوانگی کا اثر پیدا کرتی ہیں" گیشوس نے جوش میں بھر کر کہا "تاہم ٹھیر میں ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں" اب اُس نے اپنا لہجہ غیر معمولی نرم کر لیا تھا "میں دریافت کرتا ہوں کیا تجھ کو میرے ساتھ سچی محبت ہے یا نہیں؟"

"گیشوس خدا کو بہتر معلوم ہے کس طرح میں نے ہمیشہ تمہاری تصویر کو خانہ دل میں جگہ دی۔ میں نے سوتے جاگتے تمہارے تصور کو عزیز رکھا لیکن ... اس مجبوری کا کس کو علم تھا؟" یہ کہتے ہوئے اُس نے دونوں ہاتھ ذہنی اذیت سے ملائے اور یہ سوچ کر زار زار رونے لگی کہ وہ راحت جو اتنی سہل الحصول تھی ہمیشہ کو اُس کے ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔

"خدا کا شکر تم کو مجھ سے محبت ہے!" نوجوان نے کہا مگر سچ پوچھیے تو مجھے اس کے متعلق کسی زمانہ میں بھی شبہ پیدا نہ ہوا تھا۔ آہ ونیفرڈ اگر ہم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ شادی کر کے خوشی کی زندگی بسر نہ کریں۔ تمہارا اعتراض غلط ہے۔ کیونکہ میری نظروں میں تم اب بھی اتنی ہی نیک و پاک ہو جتنی ہمیشہ تھیں اور مجھ کو یقین ہے تم بھی اُس کی درخواست نامنظور نہ کرو گی جس نے دنیا کی ہر ممکن قربانی تمہارے لیئے منظور کی" یہ کہتے ہوئے اُس کے چہرہ کا رنگ پیلا پڑ گیا مگر ونیفرڈ جس کی آنکھیں زمین کی طرف جھکی ہوئی تھیں اور ایک زوردار جدوجہد جس کے سینہ میں ہو رہی تھی اس تبدیلی سے واقف نہ ہوگی۔

"گیشوس" بڑی دیر کے بعد اُس نے دلی آواز سے کہا "میرا اپنا فیصلہ تو یہی تھا کہ ہم بہن بھائی رہ کے زندگی گزاریں گے لیکن جب میں تمہارے عالی شان ایثار کو دیکھتی ہوں۔ جب میرا خیال اس محبت کی طرف جاتا ہے جس کی کشش تم کو اتنی دور لائی تو مجبوراً سوچنا پڑتا ہے کہ مجھ کو تمہارا تابع فرمان بننا چاہیے بس یہی ایک خیال ہے جو مجھ کو انکار نہیں کرنے دیتا"

خوشی کی تیز چیخ اس جواب کو سن کر نوجوان کے منہ سے نکلی اور ابکلی نیگ کی دایا تصویر جو ایک ثانیہ کے لیئے آنکھوں کے روبرو آئی تھی فاصلہ کی دھند میں چھپ گئی اس نے ونیفرڈ کو بڑے زور سے اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کے بعد جب وہ اپنا سر اس کے

شانہ پر رکھے ہوئے تھی تو کہنے لگی "گسیٹوس اب بھی اچھی طرح سوچ لو کہ مستقبل میں کبھی تم کو اپنے فیصلہ پر متاسف نہ ہونا پڑے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر دادا کو اُن کی ساری دولت مل گئی اور تم اُن کے وارث قرار پائے تو کیا اُس زمانہ میں جب تم سوسائٹی کے اونچے درجہ میں قدم رکھنے لگو گے جب عالی قدر رئیسوں سے تمہارا میل جول ہوگا تو اس خیال سے تمہارے دل کو افسوس تو نہ ہوگا کہ جوش کی بے خبری میں اُس سے شادی کی جس کو دنیا بدمہری سے دیکھتی ہے"

"ونی فریڈ محال و غیر ممکن ہے کہ تیری نسبت میرے خیالات میں کبھی کسی زمانہ میں انقلاب واقع ہو" گسیٹوس نے جواب دیا "تیرا بے گناہ ہونا ہی میرے لئے کافی ہے اگر دنیا اتنی بیرحم ہے کہ سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتی۔ اگر وہ ایک ناکردہ گناہ شخص کو مجرم سمجھ سکتی ہے۔ تو بلا سے میرے لئے اُس دنیا کو ترک کرکے کسی ویرانہ میں عزلت گزیں ہونا لاکھ درجہ بہتر ہوگا میرے لئے یہ خوشی کیا کم ہے کہ تو میری ہوگئی تیرا جواب پا لینے کے بعد اب میں بہت جلد وہ تدبیر اختیار کروں گا کہ ہم از روئے قانون ایک ہو جائیں تاکہ اس کے بعد کوئی طاقت ہم کو علیحدہ نہ کر سکے"۔

ان حالات میں ونی فریڈ کے لئے حرف انکار منہ سے نکالنا غیر ممکن ہوگیا۔ فی الحقیقت ایسا کرنا طبع انسانی کے خلاف ہوتا اور وہ تو ایک کمزور عورت تھی۔

دوسرے دن ایک بجے بعد دوپہر کو وہ دونوں وائیٹ کراس سٹریٹ کے جیوش خانہ میں گئے۔ اور اسی جگہ گسیٹوس نے دادا سے درخواست کی کہ آپ مجھے ونی فریڈ سے شادی کی اجازت دیں۔ اس موقعہ پر پہلی مرتبہ اشارۃً یہ بات مسٹر ہیرنگٹن کے روبرو دوران گفتگو میں کی گئی۔ کہ گسیٹوس نے ہیبا کے قیام میں گذارہ لائق روپیہ جمع کر لیا تھا جو شادی کے بعد کام آئے گا۔ مسٹر ہیرنگٹن نے خوشی منظوری دے دی۔ اور ان کو دعائے خیر دی پیچ اپنے تو ان کی طرف سے انکار کا احتمال ہی نہ تھا۔ کیونکہ ان کا مزاج بدلا ہوا تھا

کی طرح ہو گیا تھا۔ اور وہ کسی شخص کے کسی معاملہ میں تب تک مزاحم نہ ہوتا تھا۔ جتنے کہ اس کا اثر اس کی ذات یا اس مقدمہ پر نہ پڑتا ہو جس سے دنیا کی باقی سب باتوں سے بڑھ کر اس کو دلچسپی تھی۔

شام کے پانچ بجے تک گسٹیوس اور ونیفرڈ جیل خانہ میں ۔۔۔ کے پاس رہے۔ اس کے بعد رخصت ہوئے۔ مگر جونہی پھاٹک کے باہر نکلے۔ پہرہ دار نے جو ونیفرڈ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ پاس جا کر کہا "مس ایک نوجوان خاتون آپ کو تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ میرا خیال ہے۔ وہ اس وقت آپ کے مکان پر بیٹھی انتظار کر رہی ہوگی"۔

"وہ کون تھی؟" ونیفرڈ نے حیرت سے دریافت کیا" اور کیونکر معلوم ہوا۔ کہ وہ میرے مکان پر گئی ہے؟"

"دیکھئے میں سب حال عرض کرتا ہوں" پہرہ دار نے جواب دیا۔ "غالباً ایک بجے کے قریب آپ مسٹر گسٹیوس کے ساتھ اس جگہ آئی تھیں۔ اس کے آدھ گھنٹہ بعد وہ نوجوان خاتون یہاں آئی۔ ۔ ۔"

"تمہیں اس کا نقشہ یاد ہے؟" ونیفرڈ نے قطع کلام کر کے پوچھا۔ اور یہ مبہم سا شبہ اس کے دل میں پیدا ہوا۔ کہ اینجلس ایولین نہ ہو۔ کیونکہ اس کے ملاقاتیوں میں اور کوئی نوجوان خاتون ایسی نہ تھی۔ جو اس کو تلاش کرتے آتی۔ اینجلس کا خیال بھی محض اس لئے پیدا ہوا۔ کہ شاید کوئی ضروری کام اس کو کرانا ہو۔ اور وہ اس کے سلسلہ میں میرے پاس آئی ہو۔

"میں نے اس کی صورت تو نہیں دیکھی" پہرہ دار نے بیان کیا۔ "کیونکہ اس کے چہرہ پر موٹی سیاہ نقاب تھی۔ البتہ قد و قامت اور اس کی میٹھی آواز سے معلوم ہوا۔ کہ خوبصورت اور جوان ہے۔ اس نے کچھ باتیں مسٹر ہرگٹس کے بارہ میں دریافت کیں۔ اس کی باتوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ ان کی لمبی حراست سے اچھی طرح واقف

ہے۔ میں نے اس کو بتایا۔ کہ مسٹر گسٹیوس حال ہی میں لمبی سیاحت سے واپس آئے ہیں۔ بلکہ یہ بھی بیان کیا۔ کہ وہ اور مس ونیفرڈ اس وقت اپنے دادا کے پاس موجود ہیں اور غالباً پانچ بجے تک اسی جگہ ٹھیریں گے۔ ۔ ۔"

"پھر اس کے بعد اس نے کیا کہا؟" ونیفرڈ نے پوچھا۔

"وہ بولی میں مس ونیفرڈ سے ملنا چاہتی ہوں۔" پہرہ دار نے جواب دیا۔ "مگر اس اس وقت نہیں وہ اگر دادا کے پاس ہیں تو رہنے دو۔ پھر اس نے آپ کی جائے سکونت دریافت کی۔ اور جب میں نے مسز سلیٹر کے مکان کا پتہ دیا۔ تو کہنے لگی۔ میں وہیں جا کے انتظار کروں گی۔ چونکہ اس نے بڑی تاکید کی تھی۔ کہ آپ کو فوراً ہی اس کی آمد کی اطلاع نہ دی جائے۔ اس لئے میں اب تک خاموش رہا۔ لیکن میرا خیال ہے وہ آپ کے مکان پر بیٹھی انتظار کرتی ہوگی۔"

"مگر تم کہتے ہو۔ تم نے اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ پھر کیسے جانا کہ وہ جوان اور خوبصورت تھی؟" ونیفرڈ نے پوچھا۔

"مس یہ کیا مشکل بات ہے۔" پہرہ دار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کی خوشگوار آواز اور موزوں قد و قامت سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ جوان ہے۔ میں جب آپ کے مکان کا پتہ دے چکا۔ تو اس نے بڑے اخلاق سے شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو گئی۔"

"ضرور مس ایولین ہوگی۔" ونیفرڈ نے مکان کی طرف جاتے ہوئے رستہ میں گسٹیوس سے کہا۔ "مگر مجھ کو یہ سوچ کر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ کہ اس کو میرے مکان کا پتہ دریافت کرنے کی کیا حاجت تھی؟ اس کی خادمہ رسیل کئی بار کام لے کر وہاں آئی ہے۔ ۔ ۔"

"ممکن ہے رسیل کہیں گئی ہو اور مس ایولین کو صحیح پتہ یاد نہ رہا ہو۔" گسٹیوس نے

کہا۔ "اس لئے وہ تم کو ڈھونڈتی اسجگہ آئی ہو۔ ۔ ۔"

"بے شک یہی بات ہوگی"۔ ونیفرڈ نے کہا "مگر اس بے چاری کو لگاتار چار گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ اس کا میرے جی بہت افسوس ہے۔ اب مجھے جلد از جلد اس کے پاس چلنا چاہیئے"۔

گسٹیوس ونیفرڈ کو مسز سلیبٹر کے مکان کے دروازہ پہ چھوڑ کر رخصت ہوگیا۔ اس نے سوچا اس الوین سے ونیفرڈ کی ملاقات میں میری موجودگی غیر مناسب ہوگی ونیفرڈ نے مکان کے اندر جاکر مسز سلیبٹر کی نوکرانی سے پوچھا "میری۔ کیا کوئی خاتون میری واپسی کے انتظار میں میرے کمرہ میں بیٹھی ہے"؟

"ہاں ایک لیڈی آپ سے ملنے بے شک آئی تھی۔ مگر وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس چلی گئی"۔ نوکرانی نے جواب دیا۔

"کون تھی اور کیا کہنا چاہتی تھی"؟ ونیفرڈ نے جلد جلد پوچھا

"مس مجھے اس کا نام تو معلوم نہیں۔ نہ اس نے بتایا تھا۔ مگر اس کی باتوں سے پایا گیا۔ کہ وہ آپ سے اور آپ کے دادا اور مسٹر گسٹیوس سے اچھی طرح واقف ہے اس کی آواز بہت میٹھی تھی۔ ۔ ۔"

"تم نے اس کی صورت تو دیکھی ہوگی"؟

"نہیں مس"۔ میری نے جواب دیا "اس کے چہرہ پہ نقاب تھی"۔

"کیا کوئی پیغام میرے لئے چھوڑ گئی"؟

"دیکھیے عرض کرتی ہوں۔ جب میں نے اس کو بتایا۔ کہ آپ گھر میں نہیں ہیں۔ تو وہ سوچ کر کہنے لگی۔ میرے خیال میں وہ اپنے دادا سے ملنے گئی ہوں گی۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ اچھا میں ان کے کمرہ میں بیٹھ کر واپسی کا انتظار کرتی ہوں۔ میں نے اس کو بتایا کہ آپ پانچ بجے سے پہلے واپس نہ آئیں گی۔ اگر جلدی کا کام ہو۔ تو میں جاکر بلا لاتی ہوں

ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ اس کی حاجت نہیں ہے۔ میں تب تک بیٹھ کر انتظار کروں گی
ناچار میں نے اس کو آپ کے کمرہ میں بٹھا دیا۔ مگر کوئی دس ہی منٹ بعد مجھے اس کے نیچے
اترنے کی آواز سنائی دی۔ اور جب میں نے پوچھا۔ تو کہنے لگی۔ مجھے ایک ضروری کام یاد
آگیا۔ فی الحال جاتی ہوں۔ کل ایک بجے ملنے کے لئے آؤں گی"۔

ونیفرڈ گہری سوچ میں پڑ گئی۔ آخر یہ پراسرار خاتون کون تھی! اس نے اس سوال
پر بہت دماغ لڑایا۔ مگر کوئی جواب بن نہ آسکا۔ پھر پھرا کے وہ اس نتیجہ پر پہنچنے کو مجبور
ہوئی۔ کہ یا تو اگنیس خود ہو گی۔ یا کوئی دوسری خاتون جس سے اس نے کام کے بارہ میں
میری سفارش کی ہے۔ خیر اس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ کل ایک بجے ضرور گھر پر رہ کر اس کا
انتظار کروں گی۔ شام کو چھ بجے کے قریب گسٹیوس چاپ بیٹے اس کے پاس آیا۔ اور چونکہ
سونے کا صندوق ابھی تک وصول نہ ہوا تھا۔ اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ کل دن
کو ریل کے سٹیشن پر جا کے اس کے بارہ میں دریافت حال کریں گے

دوسرے دن نو بجے گسٹیوس ناشتہ کرتے ونیفرڈ کے مکان پر پہنچا۔ اس کے
بعد جب وہ بوسٹن کے سٹیشن کی طرف چلنے کو تیار ہوئے۔ تو گسٹیوس کہنے لگا "ونی
میرے خیال میں وہ خط اپنے ساتھ لے چلو۔ جو لورپول سے جہازی کمپنی نے اس صندوق
کے بارہ میں تمہارے نام بھیجا تھا۔ اس کے بعد کسی شناخت کی حاجت باقی
نہ رہے گی"!

ونیفرڈ نے وہ خط کام کرنے کے باسکٹ میں رکھا تھا۔ اب جو وہاں دیکھا
تو خط غائب تھا! وہ سہمگیں ہو کر ادھر ادھر تلاش کرنے لگی۔ لیکن خط کہیں نہ
ملا۔ اس کو پریشان دیکھ کر گسٹیوس نے یہ کہتے ہوئے جمع خاطر کی۔ کہ اگر وہ کاغذ
ادھر ادھر ہو گیا۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اول تو وہ لوگ شناخت پر اصرار ہی نہ کریں گے
لیکن بالفرض اس کی ضرورت ہوئی۔ تو میں بڑی آسانی سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے

ہی وہ صندوق۔ ٹرنک کی معرفت تمہارے نام بھیجا تھا"۔

غرض دونوں گاڑی کرایہ کرکے یوسٹن سکوئر کی طرف چلے۔ ریلوے سٹیشن کے ایک کاردار سے پوچھا۔ تو اس نے ایک محرر کا پتہ بتایا۔ جو علیحدہ کمرہ میں بیٹھتا تھا۔ گسٹیوس نے ونیفرڈ کو وہیں پلیٹ فارم پر کھڑا کیا اور خود اس کلرک کو تلاش کرنے گیا۔ اس سے مل کر اس نے پوچھا۔ کیا وہ صندوق جو کل بارہ بجے لورپول سے آلڈرس گیٹ سٹریٹ کی مس ہیرنگٹن کے نام آنے والا تھا۔ وصول ہو گیا؟

"ہاں مجھ کو یاد ہے" محرر نے ایک بڑے سے رجسٹر کی ورق گردانی کرتے ہوئے کہا۔ "مس ہیرنگٹن اس کا نام تھا۔ . . . کیا ونیفرڈ ہیرنگٹن؟"

"ہاں یہی" گسٹیوس نے جواب دیا۔

"وہ صندوق تو اس خاتون کے حوالہ کر دیا جا چکا" محرر نے رجسٹر پر کئے ہوئے دستخط کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کل سہ پہر وہ اس صندوق کو خود آ کے لے گئی"۔

"کیا کہتے ہو لے گئی"! گسٹیوس نے جس کے چہرہ پر دہشت و اضطراب کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ پوچھا۔ "میرے خیال میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ . . ."

"جی نہیں۔ جہاں تک اس دفتر کا تعلق ہے۔ سب کام باضابطہ ہوا ہے"۔ محرر نے لہجہ اطمینان میں جواب دیا۔ "مجھ کو اچھی طرح یاد ہے وہ خاتون اس خط کو ساتھ لے کر آئی تھی۔ جو صندوق کے بارہ میں لورپول سے اس کے نام بھیجا گیا تھا"۔

"یا رحم خدا!" گسٹیوس نے بے تابانہ کہا۔ "کیا وہ خط آپ کے پاس آ چکا ہے؟"

"جی ہاں وہ ہمارے دفتر میں موجود ہے۔ . . . مگر میں امید کرتا ہوں اس صندوق کے بارہ میں آپ کو کسی طرح کا اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ گو اس کو جہاز کا مال روانہ کرنے کے وقت یہ بات ظاہر کی گئی تھی۔ کہ اس میں مربہ اور اچار کے برتن رکھے ہیں۔ تاہم جب لورپول کے صیغہ محصول بحری نے اسے کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا۔

کہ اس میں سونا بھرا تھا۔ اس لئے اور بھی زیادہ حفاظت کے ساتھ اس کو یورپیل سے اس جگہ روانہ کیا گیا۔ . . . مگر کیا ہوا؟ شاید آپ بتا رہے ہیں۔ . . "

"کچھ نہیں! کچھ نہیں!" گسٹیوس نے جس کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہونے لگی تھی دلبری سے کہا۔

"اگر اس صندوق کے بارہ میں کسی طرح کی شکایت آپ کرتے۔ تو بے شک ظاہر کیجیے۔" محرر نے جو گسٹیوس کی حالت دیکھکر سہم گیا تھا۔ کہا۔ "ہمارے پاس اس خاتون کے دستخط موجود ہیں۔ وہ ایک گندم رنگ، نوجوان لیڈی تھی . . . انتہا درجے خوبصورت . . . "

"میں سمجھ گیا۔" گسٹیوس کے منہ بے اختیاری میں نکلا۔ کیونکہ حلیہ سننے کے ساتھ ہی اس کی نگاہ رجسٹر میں کئے ہوئے دستخط کی طرف گئی اور اس نے دیکھا کہ گو ونیفرڈ ہیرنگٹن کا نام درج تھا۔ تاہم ان حرفوں کی تحریر ونیفرڈ کی نہ تھی۔ اور وہ جان گیا۔ کہ کس کی ہے۔

"صاحب اس صندوق کے متعلق اگر کوئی بے جا کارروائی ہوئی ہے تو بے شک ظاہر کیجیے۔" محرر نے پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں بالکل معمولی بات ہے" گسٹیوس نے ضبط کرکے کہا۔ "آپ نے صندوق دے دیا بہت اچھا کیا۔ مگر کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ وہ خاتون کس جگہ رہتی ہے؟"

"کیوں نہیں پتہ اس رجسٹر میں موجود ہے۔"

"آہ بے شک یاد آگیا۔ وہ آلڈرس گیٹ سٹریٹ میں رہتی ہے۔ اچھا۔ تصدیعہ معاف کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"شکریہ آپ کا اطمینان ہو گیا۔ میں تو ڈر گیا تھا۔ شاید ہم سے کوئی بھول

ہو گئی؟"

"بالکل نہیں، آپ نے جو کچھ کیا واجب اور درست تھا" گسٹیوس نے جواب دیا۔ مگر یہ حالت اس کی ہو گئی، کہ قدم سیدھا نہ اٹھتا تھا۔

پلیٹ فارم پر ونیفرڈ اس کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی، جب وہ لڑکھڑاتا ہوا پاس آیا۔ تو وہ اس کے چہرہ کی زرد رنگت اور دہشت کے آثار دیکھ کر ڈر گئی۔ قدرتی طور پر سب سے پہلا خیال جو اس کے دل میں پیدا ہوا۔ یہ تھا، کہ صندوق ہی کے بارہ میں کوئی افتاد پیش آئی ہے گسٹیوس کی سہمی ہوئی صورت دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہوئی۔ مگر اس کو تسلی دے کر کہنے لگی۔ "پیارے گسٹیوس اگر وہ صندوق کھو گیا یا کوئی حادثہ اس کے بارہ میں پیش آیا ہے۔ تو گھبرانے کی بات نہیں۔ ۔ ۔ ۔"

گسٹیوس نے جواب میں کچھ کہنے کی کوشش کی، مگر اس کے منہ سے صرف چند بے جوڑ اور ناقابل فہم لفظ نکلے اس کا دل بیٹھا جاتا۔ اور دماغ آتش سوزاں سے مشتعل تھا ونیفرڈ کے بازو کا سہارا دے کر وہ اسے باہر لے گیا۔ اور وہ دونوں گاڑی پر سوار ہوتے جس میں اس جگہ تک آئے تھے۔

"فرمائیے کہ حضرت چلوں؟" گاڑیبان نے گسٹیوس سے دریافت کیا۔

مگر اس کو ضعف جانی سے یہ عالم تھا۔ کہ گاڑی میں بیٹھتے ہی کسی مدت کے بیمار کی طرح پشت کے گدے پر جھک گیا۔ اور ایک لفظ تک جواب میں نہ کہہ سکا۔ ونیفرڈ نے ہی گاڑی بان سے کہا۔ "واپس الڈرس گیٹ اسٹریٹ لے چلو۔"

گاڑی چلنے لگی۔ تو ونیفرڈ نے کھڑکی بند کر دی۔ کیونکہ گسٹیوس اب سسکیاں لے لے کر رونے لگا تھا۔ اس کی حالت زار دیکھ کر ونیفرڈ کے لئے یہ معلوم کرنا بہت مشکل نہ ہوا۔ کہ سونے والا صندوق گم ہو گیا۔ اس خیال کو دل ہی میں دبا کر وہ جہاں تک ممکن تھا گسٹیوس کو تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی۔

"پیارے گسٹیوس اتنا غم نہ کرو" اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "افسوس صرف اس
بات کا ہے۔ کہ ہم دادا کی مدد نہ کر سکے۔ ورنہ اپنے لئے تو مجھ کو اس دولت کی چاہ پیشتر تھی
نہ اب ہے۔ خدا نے میرے بازو میں کام کرنے کی طاقت دی ہے اور میں اپنی محنت
سے روزی کما سکتی ہوں۔ تم بھی بفضل خدا جوان ہو۔ ملازمت کے صدہا موقعے حاصل
ہیں۔ ۔ ۔ "

"اوہ پیاری ونیفرڈ" نوجوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "یہ الفاظ میں طاقت نہیں
کہ میرے دل کی حالت ظاہر کر سکیں۔ ۔ ۔ " اور اتنا کہہ کر اس نے کف افسوس
ملنے شروع کئے۔

"گسٹیوس گھبرانے سے کیا بنتا ہے" ونیفرڈ نے سمجھایا۔ "اگر وہ صندوق کھو یا گیا
ہے۔ تو بھی مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ہم پولیس کو خبر کر دیں گے۔ جس کے بعد امید ہے۔
کہ ۔ ۔ ۔ "

"نہیں ایسا کرنا بیکار ہوگا" نوجوان نے کہا "اتنی سخت دھوکا بازی ہوئی ہے۔۔۔"

"کاش وہ خط گم نہ ہوتا" ونی نے سارا قصور اپنے اوپر لینے کی کوشش کر کے
کہا۔ "میرے خیال میں اسی کی وجہ سے ۔ ۔ ۔ "

"نہیں بات دراصل کچھ اور ہے" گسٹیوس نے جواب دیا۔ لیکن فوراً یہ سوچ کر
کہ میرے منہ سے نکلے ہوئے کسی لفظ سے اصل حقیقت کا شبہ اس کے دل میں پیدا نہ
ہو جائے۔ وہ بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ "یہ ایک بہت ہی گہرا راز ہے فی الحال
جس کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ میرے خیال میں تو اس واقعہ کی اطلاع
مسٹر بینیڈ یا مسٹر وارڈ کو بھی نہ دینی چاہیئے۔ اچھا ہوا۔ کہ ہم نے اس صندوق کا ذکر دادا
سے نہ کیا تھا۔ ورنہ آج ان کے دل کو کتنا بھاری صدمہ ہوتا۔ گر امید ہے ریل والے تفتیش
کریں گے۔ ۔ ۔ "

"تو پھر مایوس نہ ہو" ونیفرڈ نے کہا۔ "مگر ایسا تو نہیں ہے کہ وہ خط اسی نامعلوم لیڈی نے اٹھا لیا ہو۔ جو کل میرے کمرہ میں بیٹھی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ تھوڑی دیر رہ کے واپس چلی گئی۔ دراصل میں نے بڑی غلطی کی۔ کہ اس خط کو احتیاط سے بند کر کے نہ رکھا"

"میرے خیال میں وہی اس کو لے گئی" گسٹیوس نے ونیفرڈ کے لفظوں سے شبہ پاکر ایک نئی ترکیب سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ شہر لندن ہے جس میں صدہا بدقماش لوگ رہتے ہیں"

"پیارے گسٹیوس خطا سراسر میری ہے" ونیفرڈ نے افسوسناک لہجے میں کہا "نہ میں اس خط کی بے احتیاطی کرتی۔ نہ یہ نوبت پیش آتی"

"ونیفرڈ اپنے آپ کو برا نہ کہو" گسٹیوس نے جلدی سے روکا۔ "میں نے ایک نئی ترکیب سوچی ہے۔ اگر تم مجھ کو ہر ایک بات اپنی مرضی کے مطابق کرنے دو اور کوئی سوال نہ پوچھو۔ تو مجھ کو امید ہے . . . "

"پیارے گسٹیوس غیر ممکن ہے کہ میں تمہارے کسی فیصلہ پہ اعتراض کروں" ونیفرڈ نے کہا۔

"میرے سننے میں آیا ہے" گسٹیوس سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "کہ لندن میں کچھ ایسے جرائم پیشہ لوگ رہتے ہیں۔ جو پہلے قیمتی مال چرا کر لے جاتے ہیں اور بعد ازاں مالک سے تاوان لے کر واپس کر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ اسی جماعت کے کسی آدمی کا کام ہے اور چونکہ مجھ کو پختہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ اس صندوق کی چوری میں اسی خاتون کا ہاتھ ہے۔ جو کل تمہاری غیر حاضری میں مکان پر آئی تھی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ آج ایک بجے کے عمل پہ تمہارے کمرہ میں بیٹھ کر اس کی واپسی کا انتظار کروں۔ ممکن ہے۔ وہ کچھ معاوضہ لے کر صندوق واپس کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اگر وہ خاتون درحقیقت مس ایولن یا اس کی کوئی سہیلی ہو اور وہ سلائی کے متعلق تم سے

بات چیت کرنا چاہتی ہو۔ تو میں عذر خواہی کر دونگا۔ اور اس کو سمجھا کے تم کو بلاؤنگا۔ لیکن میرا
اپنا جی یہ کہتا ہے۔ کہ وہ کوئی دوسری ہی عورت ہے۔ اس لئے تم مجھے تنہا اس کا انتظار
کرنے دو"

ونیفرڈ کے دل کو گسٹیوس کی پریشانی کا اتنا قلق تھا۔ کہ محض اس کے جی کو سکون دینے
کی خاطر وہ سبھی کچھ کرنے کو تیار ہوگئی۔ نہ اس نے سوچا۔ کہ گسٹیوس کی درخواست عجیب ہے
اور نہ اس کو از روئے استدلال کمزور سمجھا چنانچہ جس وقت کرایہ کی گاڑی آلڈرس گیٹ نمبر
پہنچی اور گسٹیوس نے گاڑیبان کو کرایہ دے کر رخصت کیا۔ تو ونیفرڈ کسی طرح کا حرف انکار یا
کلمہ استفسار منہ پر لائے بغیر گسٹیوس کے ساتھ ساتھ وائیٹ کراس سٹریٹ کے جیل خانہ
کی طرف ہولی۔ جہاں وہ اس کو تب تک دادا کے پاس چھوڑنا چاہتا تھا۔ جب تک کہ وہ
خود اسے مکان پر آنے کا پیغام بھیجے یا بذات خود اس کو لینے وہاں جائے۔ یہ ترکیب
گسٹیوس نے محض اس لئے سوچی تھی۔ کہ آنے والی ملاقات کے دوران میں ونیفرڈ موجود
نہ ہو۔ نہ اس کے خلاف توقع دفعتاً آنے کا احتمال باقی رہے۔ چنانچہ بے خبر ونیفرڈ کو
جیل خانہ کے دروازہ پر چھوڑ کر وہ مسز سلیٹر کے مکان کی طرف مڑا۔ کیونکہ ایک بجنے کے
قریب تھا۔ اور یہی وقت نقاب پوش لیڈی نے ونیفرڈ سے ملنے کے لئے مقرر کیا تھا

مسز سلیٹر کے مکان پر پہنچ کر گسٹیوس نے نوکرانی کو ہدایت کی کہ "اگر کل والی
خاتون آئے اور ونیفرڈ سے ملنے کی خواہش کرے تو اسے بلا تامل اوپر بھیج دینا۔ نہ اس
سے یہ کہنا۔ کہ مس ہیرنگٹن گھر پر نہیں ہیں۔ نہ میرا نام اس کے روبرو لینا۔ یہ ایک اشد
ضروری معاملہ ہے اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم ان ہدایات کو مدنظر رکھو گی۔"

میری نے تعمیل کا وعدہ کیا۔ اور گسٹیوس سیڑھیوں پر چڑھکر ونیفرڈ کے کمرہ میں
پہنچ گیا۔ بدنصیب نوجوان کے دل کی جو حالت اس وقت تھی۔ اس کا صحیح نقشہ بصورت
الفاظ پیش کرنا دشوار ہے۔ اس کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ایملی نینگ لندن آگئی۔ اور اس نے

آتے ہی اپنے ارادہ کی تکمیل میں کام شروع کر دیا ہے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا کہ وہ ونیفرڈ سے مل کر سارا حال بیان کر دینا چاہتی ہے۔ لاتعداد خیالات اس کے سینہ میں تلاطم کرتے تھے۔ کیفیات کی آندھی خانہ دماغ میں چل رہی تھی۔ کبھی وہ اس شیر کی مانند جسے پنجرہ میں قید کر دیا گیا ہو۔ بے تابانہ کمرہ کے اندر پھرنے لگتا۔ کبھی اس کی حالت اس بدنصیب سے مشابہ ہو جاتی۔ جس کا وقت آخر قریب ہو۔ اور سپاہی اس کو مقتل کی طرف لے جانے کے لئے آنے والے ہوں۔ کبھی اس کے چہرہ کی رنگت شعلہ آتش کی مانند سرخ ہو جاتی۔ اور کبھی اس پر لاش کی سی زردی نظر آتی۔ اس طرح قریباً آدھ گھنٹہ گذرا آخر عین اس وقت جب تھوڑے فاصلہ پر گرجا کے گھڑیال نے ایک بجایا۔ وہ ہری آہستہ دستک کی آواز مکان کے دروازہ پر سنائی دی۔ گسٹیوس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز کانوں میں آئی۔ پھر ایسا معلوم ہوا۔ کوئی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا ہے۔ کپڑوں کی سرسراہٹ آخر کار کمرہ کے بند دروازہ کے باہر آ کر رک گئی پھر دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش عورت جس کو وہ ہر رنگ کے جامہ میں انداز قد سے پہچان سکتا تھا۔ داخل ہوئی۔

"آہ تم ہو!" ایملی نبک نے دروازہ پھیر کر دبے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے بعد یہ معلوم کر کے کہ خادمہ رخصت ہو گئی ہے اپنے خوشنما سلونے چہرہ سے نقاب اتار دی۔

باب ۳۵

ایملی اور گسٹیوس

مگر سلسلہ داستان جاری رکھنے سے پہلے ان حالات کی تفصیل ضروری ہے۔ جن میں ایملی نبک لندن پہنچی تھی۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ گسٹیوس رخصت ہو گیا۔ اس نے

جھٹ اُس کے تعاقب میں لندن آنے کی تیاری شروع کر دی دوسرے دن جمیکا سے ایک اور جہاز روانہ ہونا تھا اُس نے فوراً نشست حاصل کی اور چونکہ یہ جہاز پہلے کی نسبت زیادہ تیز رفتار تھا اس لئے گیٹوس کے لورپول پہنچنے کے چند ہی گھنٹہ بعد وہ بھی اس مشہور بندرگاہ کے گھاٹ پر اپنے جہاز سے اُتری اس جگہ پہلی خبر جو اُس کو ملی یہ تھی کہ وہ جہاز جو ایک روز پیشتر جمیکا سے چلا تھا صرف چند ہی گھنٹے پہلے لنگر انداز ہوا ہے چونکہ بہت سے جہازوں کا مال اتارا جا رہا تھا اور مسافروں کا انبوہ کثیر تھا اس لئے پہلی کوشش جو اس نے شروع کی یہ تھی کہ گیٹوس اگر اب تک یہیں ہو تو اُس کو لندن جانے سے پہلے رستہ ہی میں روکا جائے۔ اُس کو تلاش کرتی پھر رہی تھی کہ اُس کی نگاہ ایک صندوق پر جا پڑی جس کو اُس نے فوراً پہچان لیا کیونکہ یہ وہی بڑا صندوق تھا جس میں اُس کے مشورہ کے مطابق گیٹوس نے اچار اور مربہ کے مرتبانوں کی بجائے سونے کا صندوق بند کیا تھا چونکہ فی الحال وہ صندوق اوندھا پڑا تھا اس لئے ایلی یہ معلوم نہ کر سکی کہ اس پر کہاں کا پتہ درج ہے نہ گیٹوس کا بیان کردہ پتہ ہی اس کو یاد تھا مگر ہاں اتنا معلوم تھا کہ اُس کا دادا مسٹر ہیرنگٹن جیل خانہ وائیٹ کراس سٹریٹ میں زیر حراست ہے اس نے سوچا لندن پہنچ کر اس ذریعہ سے گیٹوس کا پتہ پانا دشوار نہ ہو گا۔ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے کہ وہ غدار بھگوڑے عاشق پر قابو پانے کے لئے زمین و آسمان ایک کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔ اس صندوق کو دیکھ کر کسی طرح کا خیال اس کے دل میں پیدا نہیں ہوا اگر وہ اس کو دیکھنے کے لئے ٹھیری تو محض اس لئے کہ بعض واقعات کے سلسلہ میں اس صندوق کی دید نے عہد گزشتہ کی یاد تازہ کر دی تھی۔

جب گیٹوس اس کو نہ ملا تو جی کو اس خیال سے بڑا قلق ہوا کہ اپنے قیمتی وقت کے چند گھنٹے ناحق اس سعی لاحاصل میں ضائع گئے۔ غیر ممکن تھا کہ وہ جو بے تحاشہ

جمیکا سے بھاگا تھا لورپول آکے پڑ رہتا۔

"نہیں! نہیں!" وہ تلخ لہجہ میں اپنے آپ سے کہنے لگی "وہ سیدھا اپنی ونیفرڈ کے پاس گیا ہے جس کی بریت کی خبر اس کو رستہ میں مل گئی ہوگی اور جس کی دلداری وہ اپنا فرض مقدم سمجھتا ہوگا" مخفی نہ رہے کہ جس طرح ونیفرڈ کی رہائی کی خبر رستہ میں اخبارات کے ذریعہ سے گسٹوس کو ہوئی تھی اسی طرح ایلی ہینگ کو بھی ہو گئی تھی۔

اب اس نے بلا تاخیر سفر لندن کا عزم کر لیا اور سیدھی ریل کے سٹیشن کی طرف چلی یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ انگلستان میں وارد ہوئی اس لیئے یہاں کی ہر چیز اس کے لئے نئی تھی تاہم وہ بے سمجھ نادان لڑکی نہ تھی کہ پردیس میں گھبرا جاتی نہ اس نے اپنے چہرہ کے انداز سے یہ بات ظاہر ہونے دی کہ اس ملک کے حالات سے ناواقف ہے نہ کسی طرح کے خوف وہراس کو پاس آنے دیا کچھ لوگوں نے اس کے حسن رنگین کو دیکھا اور متاثر ہو کے آمادہ امداد ہوئے مگر اس نے ہر شخص سے سرد مہری ہی کی کسی سے مائل اختلاط نہ ہوئی۔

گاڑی چھوٹنے میں آدھے گھنٹہ کی دیر تھی مگر ایلی کے لیئے ایک ایک لمحہ وہ بھر تھا سخت بے تابی کی حالت میں وہ پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگی اتنے میں ایک بڑا سا چھکڑا مال و اسباب سے لدا ہوا پلیٹ فارم پر آیا اور ریل کے قلیوں نے اس کا سامان ہاتھوں ہاتھ اتارنا شروع کیا ایلی نے دیکھا کہ سونے کا صندوق بھی انہی چیزوں میں شامل تھا اس موقعہ پر سٹیشن کے ایک کاردار نے گارڈ کو مخاطب کر کے کہا "اس صندوق کا خاص خیال رکھئیے گا ہم نے اس کے بارہ میں ایک اطلاعی خط مکتوب الیہ کے نام لندن روانہ کر دیا ہے تاکہ وہ اس کو فوراً وصول کر سکے۔ مگر جب آپ یوسٹن پہنچیں تو سٹیشن ماسٹر سے کہہ دیں کہ اس صندوق کا سامان چونکہ بہت بیش قیمت ہے اس لیئے اس کو مکتوب الیہ کے حوالہ کرنے سے پیشتر وہ خط دیکھ لیا جائے جو بغرض اطلاع اس کے نام بھیجا جا چکا ہے...

آپ میرا مطلب سمجھ گئے ؟"

"اچھی طرح" گارڈ نے جواب دیا "کیا اس صندوق میں ۰۰۰ ؟"

"آہستہ !" اہلکار نے چپ کا اشارہ کر کے کہا اور اس کے بعد چند الفاظ گارڈ کے کان کے پاس منہ لے جا کر دبی آواز سے اس میں کہہ دیئے۔

اتنے میں گاڑی کی روانگی کا وقت ہو گیا تھا درجہ اول کا ٹکٹ ایلی کے پاس تھا وہ جھٹ ایک ڈبہ میں بیٹھ گئی کچھ اور خاتونیں پہلے سے اس میں بیٹھی تھیں مگر ایلی قریباً سارا رستہ چپ رہی اور اُس نے کسی سے التفات نہ کی اُس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ انگلستان میں کئی رنگ کے عیار بستے ہیں جو ظاہرا شریف اور ملنسار ہوتے ہوئے کسی ادنٰے سے ادنے فعل سے دریغ نہیں کرتے اور ناواقف حال شخصوں پر اس ہوشیاری سے وار کرتے ہیں کہ بیچارہ بے بس ہو کے رہ جاتا ہے پس اُس نے ہر اک پہلو سے چوکنا رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

دو بجے بعد دوپہر کے قریب ایلی پینگ صدر مقام کے ریلوے سٹیشن پر اتری جس ہوٹل میں اُس نے پول میں عارضی قیام کیا تھا وہاں سے اُس کو لندن کے ایک اچھے شریف ہوٹل کا پتہ مل گیا تھا چنانچہ گاڑی کرایہ کر کے وہ اُس ہوٹل کی طرف چلی اور قریباً بیس منٹ کے عرصہ میں اُس ہوٹل کے دروازے کے سامنے جا اُتری۔ آوارہ شکل و صورت کے دو گرہ کٹ لڑکے کسی اچھے شکار کی تلاش میں ادھر اُدھر منڈلاتے پھر رہے تھے۔ انہوں نے جب ایلی کی گندمی رنگت دیکھی تو یہ سمجھ کر کوئی غیر ملکی عورت ہے سہل شکار سمجھا اور امداد کے بہانے اس کی طرف دوڑے دوڑے گئے ایک نے ٹرنک اٹھا لیا اور اس نیت سے ہوٹل کی طرف چلا کہ عورت کی توجہ بٹ جانے کی صورت میں دوسرے ساتھی کو قینچی آزمانے کا اچھا موقعہ ملے گا حسن اتفاق سے ہوٹل کے دو آدمی گاڑی کو رکتا دیکھ کر اسباب اٹھانے باہر نکل آئے تھے انہوں نے لڑکے سے ٹرنک لے لیا

مگر اُس کا ساتھی اتنے ہی میں ایلی کا بٹوہ نکال کے ایک طرف کو کھسکنے لگا تھا۔ وہ تو کہیے اُس کی خوش نصیبی تھی کہ ایک مرد شریف نے اس مجرمانہ کارروائی کو دیکھ لیا اور لپک کر اُس لڑکے کو پکڑا جس نے بٹوہ نکالا تھا پھر اُس نے بٹوہ چھین کر ملازم کو پولیس کے ایک سپاہی کے حوالہ کر دیا۔ یہ سارا عمل اس قدر تیزی کے ساتھ ہوا کہ ایلی کو بٹوہ کے گم ہونے یا چور کے پکڑے جانے کا علم اسی وقت ہو سکا جب لڑکے کو سپاہی کی حراست میں دے دیا جا چکا۔ اب اصل حقیقت عیاں کر وہ اُس مرد شریف کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مڑی جو اکہرے بدن کا آسودہ حال آدمی تھا اور جس نے معززانہ لباس پہن رکھا تھا اُس نے ایلی کے روبرو اندازِ اخلاق سے سر کو خم کیا پھر گاڑی بان کو دھمکایا کہ "کیوں تم سواریوں کی حفاظت کا پورا خیال نہیں رکھتے کیا تم کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ لڑکے جرائم پیشہ ہیں"۔ گاڑی بان نے بڑبڑاتے ہوئے کچھ عذر خواہی کی اس کے بعد وہ تو کرایہ لے کے رخصت ہو گیا اور ایلی ہوٹل کے دروازہ کی طرف بڑھی جس مرد شریف کی بروقت امداد نے اُس کی نقدی بچی تھی وہ اس کے چہرہ کی خوشنمائی اور قدو قامت کی رعنائی سے متاثر ہو کر ایک لحظہ کے لیئے وہیں کا وہیں کھڑا ہو گیا پہلے جی میں آئی کہ گفتگو کے بہانے دوستانہ پیدا کرے لیکن پھر سوچ کر اُس نے ایلی کو سلام کیا اور ایک طرف کو رخصت ہو گیا۔ ایلی ہوٹل کے اندر چلی گئی۔

ہوٹل کے کارداروں نے ایک علیحدہ کمرہ اُس کے رہنے کے لیئے دیا اور چونکہ دسمبر کا مہینہ تھا جب دن بہت چھوٹے ہو جاتے ہیں اس لئے شام کا اندھیرا پھیلتا دیکھ کر ایلی نے سوچا کہ جن ارادوں کو لے کر آئی ہوں اُن کو عمل میں لانے کے لیئے یہ وقت اچھا نہیں ہے اس کام کو کل پر ملتوی کرنا چاہیئے خصوصاً اس لئے کہ جو واردات ہوٹل کے دروازہ پر ہوئی تھی اُس نے اُس کو صدر مقام کے خطرات سے اور بھی زیادہ چوکنا کر دیا تھا اور وہ آیندہ کے لیئے پھونک پھونک کے قدم اٹھانا چاہتی تھی بجز

اوقیانوس کے لمبے سفر نے بدن میں تھکن اور طبیعت میں اضمحلال پیدا کر دیا تھا ایلی کے
سر میں کسی مدہوش شرابی کی طرح چکر آتے تھے ہر چیز اونچی اٹھتی اور نیچے جھکتی دکھائی دیتی تھی
چونکہ اُس نے جہاز سے اترتے ہی ریل کا سفر شروع کر دیا تھا اس لئے لہروں میں بھی آرام
نصیب نہ ہو سکا چنانچہ اب جس وقت وہ ہوٹل کے کمرہ میں دہکتی آگ کے پاس بیٹھی تھی تو
اُس کو اپنی کرسی۔ میز۔ دیوار کے ساتھ لگا ہوا بستر حتیٰ کہ کمرہ کی چار دیواری بھی بحر مواج کی
لہروں کی مانند ہلتی دکھائی دیتی تھی اُس کی طبیعت بے حد خراب تھی اس لئے پہلی رات ہی
آرام کرنے کو لیٹ گئی۔ مگر نیند کسے آتی؟ نہ صرف اُن لاتعداد خیالات کی وجہ سے جن کا
اس کے سینہ میں ہجوم تھا بلکہ ناخوشگوار احساس "تلاطم" کے باعث بھی جو ہر ایک چیز کو متحرک
ظاہر کرتا تھا دیر تک آنکھ نہ لگ سکی۔ جی سے کہتی تھی "آخر کار میں اُس شہر میں وارد ہو گئی
جس میں بے وفا عاشق روپوش ہے" کیونکہ اُس کو یقین تھا وہ اسی شہر کے اندر ہوگا
"اور اب وہ وقت دور نہیں جب میں رُو در رُو اُس سے ملوں گی اس کے بعد دیکھا
چاہیئے تقدیر کیا رنگ لاتی ہے کیا میں پھر اس کو اپنی طرف مائل کر سکوں گی یا آخر کار
مجھ کو وہ ہیبت ناک انتقام لینا پڑے گا جو ٹھکرائی ہوئی محبت کا آخری نتیجہ ہے"۔

وہ رات اُس نے بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر کاٹی آخر پچھلے پہر میں جو اس کی
آنکھ لگی تو ذہنی اور جسمانی تھکن کے باعث دن چڑھے تک سوتی رہی گیارہ بج چکے
تھے جب اُس کی جاگ ہوئی مطلع صاف تھا اور سرمائی آفتاب کی ہلکی گرم شعاعیں بند
کھڑکی کے شیشوں سے کمرہ میں داخل ہو کر اس کے خون میں حیات آفرین تموج پیدا کرتی
تھیں وہ جلدی سے اٹھی اور اس کے تھوڑی دیر بعد نہا دھو کر تیار ہو گئی شب گزشتہ کو جو
چکر سر میں آتے تھے اب مٹ گئے بکلی اضمحلال بھی باقی نہ رہا پس وہ اس کام کے
جو اس کو درپیش تھا مستعد و تیار ہو گئی۔ اُس نے رسمی طور پر ناشتہ طلب کیا مگر اس
غیر یقینی حالت میں جو درپیش تھی بھوک کہاں رہ جاتی۔ صرف دو ایک نوالے بجبر حلق

سے اُتارے اس کے بعد ہوٹل کے نوکر سے کہہ کر لندن کی ایک مختصر گائیڈ خریدی اور بہانہ یہ کیا کہ میں اس شہر کے اچھے اچھے مقامات اور نظارے دیکھنا چاہتی ہوں کتاب ہر چند چھوٹی تھی تاہم ایلی کی ضرورت کے لائق ہر طرح کی معلومات اُس میں مل گئیں اُس نے فوراً معلوم کر لیا کہ وہ جیل خانہ کہاں ہے جس میں گسٹیوس کا دادا قید تھا غرض ہر طرح تیار ہو کے وہ مہم سر کرنے کے ارادہ سے ہوٹل سے باہر نکلی۔ آن واحد کے لئے بہت ناک اندیشے اُس کی دل گرفتگی کا باعث ہوئے تھے مگر اُس نے فوراً جی کو سنبھالا اور اس حالت تشویش میں نورانی چہرہ والی۔ یقین کی اکلوتی بیٹی امید۔ اُس کا سہارا بنی۔ اُس نے گاڑی کرایہ کر کے وائٹ کراس سٹریٹ کے جیل خانہ کا رستہ لیا پھر اُس جگہ پہنچ کے گاڑی بان کو رخصت کر دیا اور خود چہرہ پر نقاب ڈال کر پھاٹک کی طرف گئی کیونکہ وہ اس جگہ کے پہرہ دار سے اس طرح کی ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی جو اُس کو اپنے کام میں مدد دے سکیں جیسا ناظرین کو معلوم ہے صدر پھاٹک کے پہرہ دار نے ایلی کو بتایا کہ گسٹیوس اور وینفرڈ جیل خانہ کے اندر داروغہ کے پاس موجود ہیں۔ اور قریباً پانچ بجے تک ٹھہریں گے ایلی دور اندیش تھی۔ اس نے سوچا یہ جگہ ایسی نہیں جہاں گسٹیوس سے ہنگامہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ خیال تھا کہ گسٹیوس کو جھگڑے کی صورت میں ممکن ہے وینفرڈ بھی اس کے ساتھ ساتھ باہر آ جائے جس صورت میں ان کا جھگڑا زیادہ ناخوشگوار ہو جاتا۔ جو کسی طرح مفید مطلب ثابت نہ ہوتا پس اُس نے وینفرڈ کی جائے سکونت معلوم کرنے پر ہی کفایت کی اور پہرہ دار کو انعام دے کر آلڈرس گیٹ سٹریٹ کی طرف روانہ ہوئی۔

مسز سلیٹر کے مکان پر پہنچ کر جیسا ناظرین کو یاد ہو گا اس نے وینفرڈ کی واپسی کے انتظار کا ارادہ کیا اور اس مطلب کے لئے اس کے کمرہ میں چلی گئی اس عرصہ اس نے نقاب اپنے چہرہ پر ہی رہنے دی تھی کیونکہ وہ بہر حال نہ چاہتی تھی کہ گسٹیوس کو لندن میں اس کی موجودگی کا حال معلوم ہو جائے۔ ڈرتی تھی کہ اگر ایسا ہو تو ممکن ہے وہ اسی طرح لندن سے بھاگ کھڑا ہو جس طرح جمیکا سے فرار ہوا تھا۔ وہ دفعتاً اور اچانک اس کے روبرو آنا چاہتی تھی تاکہ اس کے دل کو متاثر کر کے آپس کے معاملے کا فوری فیصلہ کر سکے۔

نیفرڈ کے کمرہ میں جاکر ایملی ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ یہ وہ مکان تھا جس میں اس کی محبت کی حصہ دار رہا کرتی تھی! . . یعنی وہ جو اس کی رقیب تھی لا خیال کے آتے ہی اس کے بدن میں سنسنی پیدا ہوئی۔ آنکھیں تلملا گئیں اور سینہ میں جذبات کا تلاطم ہونے لگا دبی آواز میں اپنے آپ سے کہنے لگی:" اچھا کوئی بات نہیں۔ آج اس کی اور میری قسمت کا آخری فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر جیسا مجھ کو امید ہے۔ وہ علیحدہ مل گئی تو میں سب حال اس سے بیان کر دوں گی جس کے بعد یہ معلوم کر کے کہ وہ جسے عاشق صادق خیال کرتی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر اس سے بھی اتنی ہی بے وفائی کر چکا ہے۔ جتنی بعد ازاں مجھ سے۔ یقیناً اس سے نفرت کرنے لگے گی۔ اور جب ایک دفعہ گسٹیوس اور ونیفرڈ میں بدگمانی ہو گئی تو پھر وہ میرے سوا جا کہاں سکتا ہے؟ تب اس کے پاس اقرار پورا نہ کرنے کا کوئی بہانہ باقی نہ رہے گا۔ اگر اس کے برعکس وہ دونوں ایک ساتھ آئے اور مجھ کو ایک ہی وقت میں دونوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو پھر میں پوری بے رحمی سے گسٹیوس کو ونیفرڈ کے روبرو بے نقاب کر دوں گی اور اصل حقیقت کھل جانے کے بعد اس کی محبت لازمی طور پر نفرت میں بدل جائیگی!"

یہ خیالات تھے۔ جو اس دس منٹ کے عرصہ میں کہ ایملی نیک نے اس کمرہ میں گزارا اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ اپنی فکروں میں بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ ایک نیا خیال اور پیدا ہوا یعنی اگر کسی ذریعہ سے یہ جانا جا سکے۔ کہ گسٹیوس کے خیالات ونیفرڈ کے بارہ میں کیا ہیں۔ تو مجھے اپنے مقصد کے حصول میں زیادہ سہولت ہو جائے گی۔ اس مطلب کے لئے کسی طریقہ پر یہ بات تحقیق ہونی ضروری تھی۔ کہ کیا وہ محض اس لئے بھاگا تھا۔ کہ بہن کی گرفتاری کی خبر سن کر برداشت نہ کر سکا۔ یا کیا وہ آخر میں شادی کی تیاریاں دیکھ کر اس محبت کا بجھا ہوا شعلہ جو کسی زمانہ میں ونیفرڈ سے اس کو تھی۔ دفعتاً بھڑک اٹھا تھا؟ کاش کوئی ایسا خط مل سکے۔ جو گسٹیوس نے کنگسٹن سے ونیفرڈ کے نام لکھا ہو پھر اصل حقیقت معلوم کرنا کتنا سہل ہو جائے۔ خیال آیا میں اس وقت اکیلی ہوں۔ کوئی دیکھنے والا پاس نہیں اگر اس کے سامان کی تلاشی لوں تو کیا ہرج ہے؟ خیال کا آنا تھا۔ کہ آمادہ عمل ہو گئی۔ میز پر ونیفرڈ کے کام کرنے کی ٹوکری دھری تھی۔ سب سے پہلے وہ اس کی دیکھ بھال

کرنے لگی۔ ایک تہ کیا ہوا کاغذ اس میں پڑا تھا۔ اس نے فوراً اس کو اٹھایا۔ بے شک وہ خط تھا
لیکن گسٹیوس کا لکھا ہوا نہیں۔ ۔ کنگسٹن سے بھیجا ہوا نہیں۔ ۔ ۔ یہ کیا لورپول سے آیا ہوا خط!
۔ ۔ اوہ یہ تو وہی چٹھی تھی جس کا ذکر ریل کے محرر نے گارڈ سے صندوق کے سلسلہ
میں کیا تھا۔ آن واحد میں ایک نئی تجویز ایملی کے ذہن میں پیدا ہوئی اور اس نے وہ خط اپنی جیب
میں رکھ لیا اس کے بعد ڈینیفرڈ کی واپسی کے انتظار کا ارادہ ترک کر کے نوکرانی میری سے یہ کہہ کر
رخصت ہو گئی۔ کہ میں کل ایک بجے بعد دوپہر آؤں گی۔ آلڈیٹس گیٹ سٹریٹ میں نکل کر اس سے
ایک گاڑی کرایہ کی اور یوسٹن کے ریلوے سٹیشن کی طرف چلی۔

خط پانے کے بعد اس گفتگو کو یاد کر کے جو لورپول کے ریلوے سٹیشن پر ریل کے محرر اور
گارڈ کے درمیان ہوئی تھی۔ ایملی ینگ نے جان لیا کہ صندوق کو وصول کرنا غایت درجہ سہل ہوگا
اور جب ایک دفعہ وہ صندوق میرے قبضہ میں آگیا۔ تو پھر گسٹیوس پر میری گرفت اور زیادہ مستحکم
ہو جائے گی۔ رہ گئی وہ ناجائز کارروائی جو اس سلسلہ میں اس کو کرنی پڑے گی۔ تو اس کے بارہ میں کسی
طرح کا احتمال یوں اس کے دل کو نہیں تھا۔ کہ وہ جانتی تھی۔ سارے حالات کو مدنظر رکھ کے گسٹیوس
میرے برخلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لانے کی جرأت نہیں کر سکتا اس کے تھوڑی دیر بعد جب
ایملی ینگ ریلوے سٹیشن پر گاڑی سے اتری تو خوشی سے پھولی نہ سماتی تھی۔ اندر جانے سے پیشتر
اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے کو پرسکون بنایا۔ پھر اس خیال سے نقاب بھی اتار دی کہ صورت
چھپانے سے ریل کے اہلکاروں کو شک ہونے کا ڈر تھا۔ حالانکہ کھلے منہ جانے سے اس چٹھی کو
دیکھ کر وہ اس کے برخلاف کوئی شک و شبہ نہ کر سکتے تھے۔ وہ سیدھی اس دفتر میں گئی جہاں
باہر کا آیا ہوا مال تقسیم ہوتا تھا۔ اور اس محرر کے پاس جا کر جو کمرہ کے وسط میں میز کے پاس بیٹھا
تھا۔ کہنے لگی "میرا ایک صندوق لورپول سے آنا تھا جس کو دراصل کنگسٹن سے بذریعہ جہاز روانہ کیا
گیا تھا۔ کیا وہ موصول ہو گیا ہے"

ریل کے محرر نے جھپکتی ہوئی آنکھوں سے ایملی کے حسن گلوسوز کو دیکھا پھر مودبانہ کہنے لگا

"بانو آپ کا اسم گرامی . . . ؟"

"ٹھہریئے میں وہ خط بھی لیتی آئی ہوں۔ جو اس صندوق کے بارہ میں لورپول سے میرے نام بھیجا گیا تھا" اور یہ کہتے ہوئے اس نے وہ خط جس کو وہ ونیفرڈ کے کمرہ سے اٹھالائی تھی۔ پیش کیا۔

"بے شک یاد آگیا" محرر نے گارڈ کی ہدایت یاد کر کے کہا۔ "کیا مس ہبرنگٹن آپ ہی کا نام ہے؟"

"جی ہاں میرا" نازنین نے چار آنکھیں کر کے لہجہ پرسکون میں جواب دیا۔

"ونیفرڈ ہبرنگٹن"! محرر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ نام اس کو مسٹر چیکلیڈ کے مقدمہ قتل کی کارروائی کے سلسلہ میں ابھی تک یاد تھا۔ "مگر کتنی عجیب بات ہے! . . . وہی نام . . . دونوں نام وہی . . . غالباً یہ وہ عورت نہیں جس پر مقدمہ چلا تھا" اس طرح منہ میں کچھ کچھ بڑبڑاتے اس نے پھر ایک بار مس بنک کی طرف دیکھا۔

امیلی جان گئی۔ اس کے دل میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جلدی سے کہنے لگی "فرمایئے کیا صندوق آگیا یا نہیں؟ شاید آپ کو ناموں کی مشابہت کا خیال ہو۔ لیکن خدا کا شکر ہے میں وہ ونیفرڈ ہبرنگٹن نہیں ہوں۔ جس پر مقدمہ چلا تھا۔ اور جس کی طرف غالباً آپ کے خیالات اس وقت گئے ہیں"

"جی نہیں . . . یہ بات نہ تھی!" محرر نے جھینپ کر جواب دیا اور چونکہ وہ اخبار میں ونیفرڈ کا حلیہ پڑھ چکا تھا۔ اس لئے امیلی کے انکار کو پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ اسی نام کی کوئی دوسری خاتون ہے "تاہم معاف کیجئے میرا وقت قیمتی ہے" اس نے جلدی سے کہا "وہ صندوق جس کی تفصیل اس چٹھی میں درج ہے۔ آج ہی صبح آیا تھا۔ اور سہ پہر کو آپ کے مکان پر بھیج دیا جاتا۔ لیکن اگر آپ اس کو ساتھ لے جانا چاہتی ہوں۔ تو اس کتاب پر دستخط کر کے لے جایئے ہمیں کچھ عذر نہیں"

"میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں" امیلی نے لہجہ استقلال میں جواب دیا "چونکہ اس میں قیمتی سامان بند ہے اور مجھے اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے ساتھ ہی لے جاتی ہوں۔ میری گاڑی سٹیشن کے احاطہ میں کھڑی ہے مہربانی سے کسی آدمی سے کہہ کے اس کی چھت پر رکھوا دیجئے۔ مزید اطمینان کی حاجت ہو تو اس خط کو دیکھ لیجئے۔ جو مسٹر بنک نے لنگسٹن سے اسی صندوق کے بارہ میں

لکھا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہو گا۔ وہی اس کے فرستادہ تھے؟"

ایملی کی باتوں سے محرر کا رہا سہا شبہ زائل ہو گیا۔ اس نے رجسٹر پیش کر کے وہ مقام دکھایا جہاں ایملی کو دستخط کرنے تھے۔ اور اس نے کسی طرح کے اضطراب کے بغیر خوشنما حرفوں میں ونیفرڈ ڈبر گگین کا نام لکھا۔ محرر نے صندوق اٹھوا کے گاڑی کی چھت پر رکھوا دیا۔ اور چونکہ اس پر آلڈرس گیٹ سٹریٹ کا پتہ درج تھا اس لئے ایملی نے ظاہرداری کے خیال سے گاڑی بان کو اسی طرف چلنے کا حکم دیا۔ مگر جب گاڑی ریلوے سٹیشن کی حد سے کافی دور پہنچ گئی تو اس نے رسی کھینچ کے گاڑی بان کو روکا اور اس کو مخاطب کر کے کہا۔

"ٹھیرو میں چونکہ اس صندوق کو باہر بھیجنا چاہتی ہوں۔ اس لئے میرے خیال میں اس کو آلڈرس گیٹ سٹریٹ تک لے جانے کی حاجت نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ اس کو براہ راست کسی جہاز ران کمپنی کے دفتر میں پہنچا دوں۔ کیا تم کو کسی ایسی دوکان کا پتہ معلوم ہے جہاں اس صندوق پر روغنی کپڑا منڈھا جا سکے۔ تاکہ اس کی درزوں میں پانی داخل نہ ہو۔ اس میں کچھ ایسی چیزیں بند ہیں جن کے نمی سے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ تم کو تکلیف تو بے شک ہو گی۔ مگر میں اس کا معقول معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔"

گاڑی بان آمادہ ہو گیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں اس نے ایملی کو ایک دوکان کے دروازہ پہ اتارا۔ جہاں آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں صندوق کو ایک مضبوط کپڑے سے منڈھ دیا گیا۔ درحقیقت اس میں یہ مصلحت پوشیدہ تھی۔ کہ نام اور پتہ کے الفاظ جو صندوق پر تحریر تھے اب نظر آنے بند ہو گئے۔ ایملی نے ایک بڑا سا کارڈ لے کر اس پر یہ پتہ تحریر کیا:۔

مس پنک

مونٹ پلیزنٹ کنگسٹن (جمیکا)

معرفت میسرز ملرو اینڈ کمپنی ویسٹ انڈیا مرچنٹس

لائم سٹریٹ۔ سٹی لندن

اور اس کارڈ کو چھوٹی چھوٹی کیلوں سے منڈھے ہوئے صندوق پر لگوا دیا۔ چونکہ یہ کارروائی کسی پہلو

سے شک انگیز نہ تھی اس لئے گاڑی بان کے دل میں بھی کوئی شبہ پیدا نہ ہو سکا اس کے علاوہ جب تیار
ہو گئی تو اس نے گاڑی بان کو مسٹر لمرڈ کے دفتر ہی کی طرف چلنے کا حکم دیا لائن سٹریٹ میں پہنچ کر ایلی
نے مسٹر لمرڈ سے جو فرم کے مالک تھے ملاقات کی خواہش کی اور جب ایک محرر اسے شخص مذکور کے پاس
لے گیا اور اس نے اپنا نام بیان کیا تو مسٹر لمرڈ جس کو اسی دن صبح کی ڈاک سے مسٹر پنک کا ایک خط اس
مضمون کا آیا تھا کہ میری بھتیجی ایک کام کے لیئے انگلستان آئی ہے آپ اپنے ہاں اس کا حساب کھول لیں
اور جو چیز اس کو درکار ہو مہیا کریں ایلی سے مل کر بہت خوش ہوا اور بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔
اس نے بار بار درخواست کی کہ آپ کلیپھم میں میرے مکان پر ٹھیریئے مگر ایلی نے حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیا
غرض تھوڑی گفتگو کے بعد اس نے وہ صندوق مسٹر لمرڈ کے سپرد کیا اور بتایا کہ آپ اس کو فی الحال اپنے
ہی پاس رکھیئے میں اس کے متعلق مزید ہدایات پھر کسی وقت بھیجوں گی مسٹر لمرڈ کو کیا عذر ہو سکتا تھا؟
آمادہ ہو گیا اس کام سے فارغ ہو کر ایلی پھر اسی گاڑی پر سوار ہوئی اور چیرنگ کراس اتری اس نے
گاڑی بان کو معقول انعام دے کے رخصت کر دیا اور وہاں سے پا پیادہ اس ہوٹل تک گئی جس
میں اس کا قیام تھا مگر دل میں اس کارروائی پر جو اس نے صندوق کے بارہ میں کی تھی مطمئن و
مسرور تھی۔

اگلے روز وہ اس قرارداد کے مطابق جو مسز سلیٹر کی خادمہ میری کے ساتھ ہوئی تھی ٹھیک ایک
بجے کے عمل پر اس مکان پر گئی جس میں ونیفرڈ رہتی تھی اس نے میری سے مس ہرنگٹن کے بارہ میں دریافت
کیا تو اس نے گیشوس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق اسے اوپر بھیج دیا لیکن جیسا ناظرین کو معلوم ہے
ونی فرڈ اس وقت گھر کے اندر نہیں تھی۔ اکیلا گیشوس بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"آہ۔ تم ہو!" ایلی پنک نے دروازہ پھیر کر دبے لہجہ میں کہا اور اس کے بعد یہ دیکھ کر کہ خادمہ
رخصت ہو گئی اپنے گندم رنگ کندنی چہرہ سے نقاب پیچھے الٹ دی۔

ہر چند گیشوس اس ملاقات کے لئے پہلے سے تیار تھا اور اس نے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر انتہائے
یاس میں یہ علیحدگی خود اپنے انتظام سے پیدا کی تھی۔ تاہم اب جس وقت ایلی سامنے آ کے کھڑی ہو گئی اور ان کی چار

آنکھیں ہوئیں تو یہ حالت ہم دگر اس کی شدت۔ ضعف جانی کی کثرت اور وحشت اور ملامت سے گیشوس کی ہو گئی کہ چاہتا تھا کوئی غیبی طاقت صورت بدلنے کی قوت عطا کرے تو نظروں سے چھپ جاؤں یا زمین شق ہو کہ اس میں سما سکوں کیوں؟ اس لئے کہ جو بے وفائی۔ دغا بازی اور ستم شعاری اس نے ایلی سے کی تھی۔ وہ اس کے سینہ میں چٹکیاں لیتی اور دل میں برہمی کرتی تھی۔ وہ خود اپنی نظروں میں بدنہاد۔ بدنفس اور بے غیرت ثابت ہو رہا تھا۔ اپنی ہوس رانی اور نفس پرستی کی یاد اس کو شرمندہ کرتی تھی اور وہ سمجھنے پر مجبور تھا کہ مجھ سے زیادہ ستم گر۔ جفا پیشہ۔ بدبیں آدمی کوئی اس دنیا میں نہیں ہے۔ رنگ فق۔ دم رکا ہوا۔ روح خشک۔ اس کی حالت ٹھیک اس مجرم سے مشابہ تھی جس کو اپنی قسمت کا فیصلہ سننے عدالت عالیہ میں لے جانے لگے ہوں۔ اس کی رگ رگ۔ نس نس میں دہشت بھری تھی۔ لب خشک رنگت پیلی پڑی ہوئی اور اعضا میں لرزہ کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ لیکن مقابلہ میں ایلی۔ چست۔ خوش رنگ پری شمائل عزم و ثبات کی مورت۔ خوشنما چہرہ سے نقاب اتارنے اور وہ چند الفاظ کہنے کے بعد جو پیشتر لکھے جا چکے ہیں۔ چپ چاپ جواب کی منتظر کھڑی تھی۔ سرمہ آگیں چشم غزالیں صورت استفسار۔ اس بے وفا عاشق کے چہرہ پر لگی تھیں جو خزانہ عصمت لوٹنے کے بعد عین اس وقت جب شادی کے ذریعہ سے پیمان وفا کے استوار کا لمحہ قریب تھا۔ بھاگ کھڑا ہوا اور اس سے پیشتر کہ کوئی روکتا سمندر پار اس جگہ آ پہنچا تھا۔

"اور کیوں صاحب کیا آپ ہی وہ ننگ قوم۔ آدمیت کے نام کو بدنام کرنے والے سفلہ خو عاشق ہیں جو شادی کی سب تیاریوں کے بعد اپنی منگیتر کو چھوڑ کر۔ اجازت کا تو ذکر کیا معذرت کا ایک لفظ تک نہ کہہ کے بھاگ نکلے تھے؟" آخرکار اس نے پوچھا۔

"ایلی" گیشوس نے ہیبت ناک پوپلی آواز سے کہا "تم نہیں جانتی ہو کس قدر تکلیف... کس قدر ذہنی اذیت۔ اس عرصہ چند روز میں میں نے اٹھائی ہے۔ یقین کرو میں اس دنیا کا سب سے زیادہ بدنصیب۔ برگشتہ قسمت انسان ہوں اور اب اگر تم نے بھی سخت گوئی کی یا مجھے اپنی ملامتوں کا نشانہ بنایا تو یاد رکھو میری برداشت کا پیمانہ جو پہلے ہی لبریز ہے۔ یقیناً چھلک جائیگا

اور عجب نہیں اس حالت میں ہیں اس تھکے ہوئے بدن سے بار ہستی اتار دینے کو کوئی ایسا فعل کر بیٹھوں جس کے لیے تم کو نہیں متاسف ہونا پڑے کیا میری خستہ حالی میری تیرہ بختی کا ثبوت نہیں؟ کیا میں روئے زمین کا سب سے زیادہ مصیبت زدہ مظلوم آدمی نہیں ہوں؟"

"بڑے بیچارے!" ایملی نے طنز کے چبھتے ہوئے لہجہ میں جواب دیا "تمہارے ایسے دو چار مظلوم اور ہوں۔ تو دنیا کا نقشہ پلٹ جانے میں کیا کلام ہے۔ تم نے یہ نہ سوچا کسی کی راحت مستقبل اور زندگی کس خطرہ میں گھری ہے۔ یوں جان بچا کے بھاگے گویا کبھی کی جان پہچان ہی نہ تھی۔ مگر اس بحث کو چھوڑو میں سخت گوئی کرنے نہیں آئی جو کچھ ہو چکا۔ میں اس کے لئے بھی تم کو معاف کر سکتی ہوں اور یقین کرو مجھ ایسی عورت کے لئے معاف کرنا اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے فراموش کر دینے کے برابر ہے مگر . . . ایک شرط پر! اور وہ یہ کہ جس فرض سے پہلو تہی کر کے بھاگے تھے اب اس کو پورا کرو یعنی مجھ سے فوراً شادی کر لو"

نوجوان کے منہ سے دبی ہوئی کراہٹ نکلتی سنائی دی اور بے خبری میں فلی فرڈ کا نام ہونٹوں سے نکل گیا۔

خدا معلوم اس ایک لفظ میں کیا سحری تاثیر چھپی تھی کہ اس کو سن کر ایک شعلہ تیز ایملی کے تلووں سے لگا اور دماغ سے نکل گیا خوشنما آنکھوں کی نرمی زائل ہو گئی۔ ان میں خون اتر آیا اور چہرہ پر اتنا جلال اور لہجہ میں اتنی تندی آگئی کہ گسٹیوس حیرت زدہ ہو کر سوچنے لگا کیا یہ وہی بھولی اور شیریں زبان خاتون ہے جس کے دام حسن میں اس کا طائر دل پھنسا تھا؟ "گسٹیوس" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا اور اب اس کے رخسارے سرخ اور نتھنے پھولے ہوئے نظر آتے تھے "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے مجھ سے شادی کی درخواست کی تو درحقیقت کسی اور کو چاہا کرتے تھے؟ اور اس چاہت نے اسی عرصہ میں تمہارے دل پر اتنا تسلط کر لیا کہ میری صورت کا نقش تمہارے لوح دل سے مٹ گیا؟ آہ اگر ایسا ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہارے برابر زمانہ ساز۔ بدنہاد آدمی کوئی نہیں۔ اس سے پایا جائے گا کہ تم نے قصداً اور دانستہ میری آبرو زائل کی اور

ارادہ کرکے مجھ کو تباہ و برباد کر دیا"۔

"ایلی خدا شاہد ہے یہ بات نہیں" نوجوان نے بے خبری میں منہ سے نکلے ہوئے ایک لفظ کے اتنے گہرے اثر پر ہیبت ناک ہو کر کہا "میں قسم کھا کے کہتا ہوں جب تم سے محبت کی تو جی میں سوچا تھا کہ میرے لئے اس دنیا میں تم ہی سب کچھ ہو۔ میری نیت نیک اور ارادے پاک تھے لیکن بو از وقت معلوم ہوا کہ وہ محبت جو مجھ کو تم سے تھی۔ دلوں سے تعلق رکھنے والی نہیں۔ ظاہر کیفیات سے وابستہ تھی یعنی ایک ایسا سحر جو تمہارے حسن نے مجھ پر ڈالا۔ . . ایک ایسی مفتونیت جو میری کمزوری نے طاری کی . . . "

"تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا" ایلی۔ نے جس کی آنکھیں اب آگ کے تیر برسانے لگی تھیں جس کے ہونٹوں پر نفرت کا خم پیدا تھا اور جس کی چھاتی چست لباس میں مواج سمندر کی مانند متلاطم تھی "اس کا مطلب یہ ہوا" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا "کہ تم نے مجھ کو صرف دل بہلاؤ کا ایک کھلونا سمجھا تھا اور میری خواری و ناکامی تمہارے لئے اتنی ہی بے اہمیت چیز تھی جتنا بچے کا کھیل . . . آہ گیسٹوس زنہار ایسا نہ کہنا۔ کیونکہ یہ عذر گناہ تو خود گناہ سے بدتر ہوگا اس سے پایا جائے گا کہ تم نے بے خبری میں نہیں۔ سب کچھ جان کر میری تباہی کے سامان کئے اور یہ بھی پایا جائے گا کہ تمہارے برابر اس دنیا میں فرومایہ۔ ستم شعار اور ناخدا ترس آدمی کوئی نہیں۔ یاد رکھو اس صورت میں اتنی سخت نفرت مجھے تم سے ہو جائے گی کہ میرے سینہ کی آگ شاید تمہارے خون زندگی سے بھی نہ بجھ سکے"۔

اس کا لہجہ پرجوش۔ الفاظ سخت اور انداز مہیب تھے اس وقت وہ ایک خوشرنگ قاتل ناگن تھی جسے دیکھ کر آنکھیں گو خوش ہو سکتی ہیں۔ مگر دل بے اختیار خوف سے سمٹ جاتا ہے۔

"ایلی خدا کے لئے اتنا غصہ نہ کر" گیسٹوس نے رکتی ہوئی زبان سے کہا "تیرے منہ سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ اس خنجر کی مانند ہے جس کی نوک سے تم میرے دل کو مجروح کئے دیتی ہو میں بمنت تم سے کہتا ہوں سارا حال سنو۔ اور رحم پروری کے مجھ تیرہ قسمت کو بخش دو میں ساری حقیقت تم پر ظاہر کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

"بولو! بیان کرو۔ میں سنتی ہوں" ایلی نے فاتحانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایلی دو سال پیشتر میں جب انگلستان سے روانہ ہوا" گیسٹوس نے تقریر کرتے ہوئے کہا "تو ایک بے سمجھ نادان لڑکا تھا۔ وینفرڈ کی چاہت گو میرے دل میں تھی تاہم عشق کے افسوں اور محبت کے افسانہ کا حال مجھے بالکل معلوم نہ تھا۔ لمبے بحری سفر میں اس کی یاد ہر وقت میرے دل میں رہتی تھی مگر یہ سوچنے کا خیال کبھی پیدا نہ ہوا تھا کہ ہمارے تعلقات بہن بھائی کے ہیں یا کسی اور طرز کے۔ بعد ازاں حالات نے مجھ کو مونٹ پلیزنٹ پہنچایا اور اس جگہ تم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ایلی میں کچھ منہ پر بڑائی نہیں کرتا از روئے انصاف کہتا ہوں کہ تیرے حسن سحر افروز کو دیکھنے کے بعد اگر میرے سینہ میں پتھر کا دل بھی ہوتا تو یقیناً پسیج جاتا۔ اس جگہ رہتے ہوئے سامان ایسا بندھا کہ ہم قریباً ہر وقت ایک دوسرے کے پاس رہنے لگے۔ تیری کشش روز بروز میرے دل میں ترقی کرتی گئی میں اپنے دل کو قابو نہ رکھ سکا اور تو نے ایک ساحرہ کی مانند وہ افسوں پھونکا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا میں حالت خواب میں سب کچھ کرتا ہوں نادانستہ میرے قدم آگے ہی آگے اٹھتے گئے اتنی اخلاقی جرأت مجھ میں پیدا نہ ہو سکی کہ کسی وقت سنبھل کر یہ سوچنے کی کوشش کرتا کہ درحقیقت مجھ کو وینفرڈ سے محبت ہے یا تجھ سے۔ مجھ کو امید ہے اب تم سارا حال اچھی طرح سمجھ گئی ہو گی۔ کم از کم میرے دل میں اب یہ حالات اس قدر واضح ہو گئے ہیں کہ میں شروع سے آخر تک ان کو بخوبی سمجھنے لگا ہوں۔ اگرچہ اب بھی مجھے اس قدر الفاظ میسر نہیں آتے کہ میں اپنے منشائے دلی کو پوری طرح واضح کر سکوں"۔

"کہتے چلو میں سنتی ہوں" ایلی نے سرد لہجہ میں تحریک کی۔

"امر واقعہ یہ ہے کہ میں تجھ سے شادی کرنے کو آمادہ ہو چکا تھا" گیسٹوس نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا مگر کوئی چیز ہر وقت سینہ میں کھٹکتی معلوم ہوتی تھی۔۔۔ کوئی مبہم خیال جس کو بصورت الفاظ بیان کرنا مشکل ہے۔ میں یہ کہہ کر اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا کہ مجھ کو وہ کامل خوشی حاصل ہے جو کبھی انسان کے حصہ میں نہیں آئی مگر الفاظ میرا اطمینان نہ کر سکتے تھے وینفرڈ کی تصویر رہ رہ کر آنکھوں کے سامنے پھرتی تھی اس کے باوجود خدا گواہ ہے میں تجھ سے شادی کرنے کو تیار ہو چکا تھا کہ عین دم آخر میں وہ ہیبت ناک

واقعہ پیش آیا جس نے دفعتاً مجھ کو چونکا دیا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں خواب راحت میں پڑا سوتا تھا اور اب بیدار ہوا ہوں۔ . . . میرے خیال میں تو سمجھ گئی ہو گی میرا اشارہ کس واقعہ کی طرف ہے۔۔۔“

”میں بیشک سمجھ گئی“ ایلی نے تسلیم کیا ”مگر ان جانے ہوئے واقعات کو دہرانے سے کیا فایدہ؟ میں جو کچھ دریافت کرنا چاہتی ہوں یہ ہے کہ اپنے بیجا طرز عمل کے بارہ میں تمہارے پاس کیا عذر موجود ہے؟ اگر تم نے اپنے فرض کو نہ سمجھا۔ اگر تم عین وقت آخر میں مجھ کو ہاتھ ملتا چھوڑ کر چلے آئے۔ اگر تم نے اپنی آنکھیں چکور کی طرح بند کر لیں اور سمجھ لیا کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ میرا اطمینان بھی ہو گیا۔ میرا سیدھا سا سوال یہ ہے کہ اب ونیفرڈ کے بارہ میں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اور میری نسبت تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“

ایلی کی زبانی یہ تیکھا سوال سُن کر نوجوان گسٹیوس جوش سے تلملا گیا اُس کی پیشانی پر ندامت کے آثار نمودار ہوئے۔ حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوا لڑکھڑا کے گرنے لگا ہے۔ مگر جلدی سنبھل کر اس نے ایلی کے پیروں میں دوزانو ہوتے ہوئے دونو ہاتھ جوڑ دیئے اور رحم انگیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا ”ایلی میں آسمان کا ستایا ہوا اس دنیا کا سب سے زیادہ بدنصیب انسان ہوں۔ میرا مستقبل اب تیرے ہاتھ ہے۔ درگزر سے کام لے۔ مجھ کو ونیفرڈ سے محبت ہے اور میں اُس سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجھ کو امید ہے تو بخوشی اس کی منظوری دے دے گی۔“

”منظوری دے دوں گا! . . . میں!“ زرنگار حسینہ نے جس کے خوشنما ہونٹوں پر نفرت کا خم پیدا ہو گیا تھا بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ گسٹیوس نے جس کی نگاہیں فرش زمین پر لگی تھیں نہ اس کی بدلی ہوئی صورت کو دیکھا نہ اُس کے مُنہ سے نکلے ہوئے الفاظ سُنے۔ آخرکار نازنین نے کافی اونچی آواز سے کہا۔ ”گسٹیوس یہ انکسار شان مردمی سے بعید ہے اُٹھ اور میری باتوں کا جواب دے!“

وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جھینپتی نظروں سے ایلی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ”پوچھ جو تو پوچھنا چاہتی ہے میں اس کا جواب ایمانداری کے ساتھ دوں گا۔“

”کیا یہ ٹھیک ہے کہ تم ونی فرڈ سے محبت کرتے ہو؟“ عورت نے سرد لہجہ میں پوچھا مگر اُس کی

نگاہ سے بالکل ظاہر نہ ہو سکا کہ اس کے سینہ میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔

"ہاں میں ونی فرڈ کو چاہتا ہوں" نوجوان نے سلو لہجہ سے جواب دیا اُسے بالکل معلوم نہ تھا کہ اس جواب کو سن کر ایلی اُس سے رحم و فیاضی کا سلوک کرے گی یا اُس کے دل میں بغض و کینہ کا جوش پیدا ہو جائے گا۔

"تم ونی فرڈ کو چاہتے ہو اور اُس سے شادی کرو گے؟" سیمتن حسینہ نے پھر ایک بار کہا۔

"ہاں یہ میرا ارادہ ہے" گسیٹوس نے رکتے رکتے جواب دیا۔

"اچھا تو میرے اس سوال کا جواب دو" ایلی نے جس کی آواز میں گہری سنجیدگی پائی جاتی تھی کہا۔ "اور اس طرح سچا جواب دو گویا تم اُس زبردست طاقت کے روبرو کھڑے ہو جس کے سامنے کسی کا جھوٹ نہیں چلتا تم نے مجھ کو بتایا ہے کہ ونی فرڈ سے تم کو محبت ہے اور تم اُس سے شادی کرو گے مگر میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کیا اُس سے بھی وہی سلوک تم نے کیا ہے جو مجھ سے کیا تھا؟ کیا میری طرح اُس کے شیشۂ ناموس کو بھی تم نے سنگِ ظلم سے توڑا ہے؟"

دہشت کی دبی ہوئی چیخ گسیٹوس کے مُنہ سے نکلی نہیں! نہیں!" اس نے جلدی سے کہا "خدا نہ کرے! یہ ایک غیر ممکن بات ہے!"

"آہ اگر ایسا ہے تو میں دریافت کرتی ہوں کس کو تمہاری ذات پر زیادہ حق حاصل ہے اس کو یا مجھے؟" ایلی نے جس کے عارض کی رنگت ایک لمحہ کے لیئے گلگوں ہونے کے بعد فوراً نہایت زرد ہو گئی تھی پوچھا "کیا وہ شادی کی بہتر دعوے دار ہے جس سے تم نے محبت کا عہد کیا تھا اور جو خدا کی نظروں میں اس وقت بھی تمہاری بی بی کا درجہ رکھتی ہے؟ یا وہ عورت جس سے گو تم نے محبت کے قول و قرار کیئے تاہم اس وقت تک تمہارے نفس کی غلاظت سے ملوث نہیں ہوئی؟"

ایلی کے اس مدلل سوال نے نوجوان کو ایک لمحہ کے لیئے لاجواب کر دیا۔ سوچتا تھا کیا جواب دے؟ کیا حجت پیش کرے؟ کوئی بات ذہن میں نہ آتی تھی آخر کار مری ہوئی زبان میں اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "ایلی تجھ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہے کر میں تیرے اختیار میں ہوں۔ جو حکم دے گی اس کی تعمیل کروں گا۔"

"اگر ایسا ہے تو جو میں کہتی ہوں اُسے کان دے کر سنو" ایلی نے جواب دیا "تم میرے مزاج سے پوری طرح واقف نہیں ہو یا کم از کم اُس وقت تک نہیں تھے کہ تم مجھ کو جمیکا میں چھوڑ کر چلے آئے۔ لیکن اب تم کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں کس ہمت جرأت اور بلند استقلال کی عورت ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس سردی کے موسم میں طوفانی سمندر کا لمبا سفر طے کرنے کے بعد تمہاری تلاش میں اس جگہ آنے تم کو ڈھونڈنے تم پر اپنے حق کی فضیلت ثابت کرنے اور اس بات کا مصمم ارادہ رکھنے کے بعد کہ تم میرے سوا کسی کے نہ ہو سکو گے میں پوچھتی ہوں کیا ان ساری باتوں کے بعد کسی طرح ممکن ہے کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں اور تم اپنی ونی فریڈ سے شادی کر کے خوشیاں مناؤ؟ نہیں یہ ایک غیر ممکن بات ہے اور تمہارے اعتراضات یا عذرات تمہاری دلیلیں یا حکائتیں تمہارے سب مکر و فریب میرے دل پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ شاید تم نے اپنے جی میں سوچا تھا میں بھی اُن عورتوں میں سے ایک ہوں جن کو دنیا والے غلطی سے بے غرض فیاضی اور ایثار کا مجسمہ کہتے ہیں یعنی ایسی عورت جو آپ دکھ پا کے مصیبت اُٹھا کے اور بے چینی جی مرنا قبول کر کے اُس کی راحت میں خلل انداز نہیں ہوتی جس سے اس کو محبت ہو اور یہ سب اس لئے کہ مرد کسی اور سے شادی کر کے آرام و اطمینان کی زندگی گزارے نہیں گسٹیوس میں اس طرح کی اخلاقی خود کشی کی مرتکب نہیں ہوں گی۔ جس کو اور لوگ نیکی اور فیاضی قرار دیتے ہیں اس کو میں بزدلی اور پست ہمتی سمجھتی ہوں اور یہ ایسی کمزوریاں ہیں جن کی گنجائش کم از کم میرے سینہ میں نہیں ہے۔"

ایلی نے یہ تقریر بڑی روانی سے اس طرح کے پُر زور لہجہ میں کی تھی کہ گسٹیوس کو اس کے عزم مصمم کا قائل ہو جانا پڑا اُس کی حالت عجیب تھی ایسا معلوم ہوتا تھا شدت یاس نے اس پر سکتہ کی حالت طاری کر دی ہے۔ اُسے اپنا خون اپنا دل و دماغ حتے کہ اپنی روح بھی مردہ معلوم ہونے لگی۔

ان سب باتوں کو سننے کے بعد" نازنین نے پھر ایک بار سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "مجھ کو امید ہے تم میرے ارادہ کا خود ہی اندازہ کر چکے ہو گے تم نے مجھے اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ تمہارے مستقبل کا فیصلہ کروں میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم میرے ہو اور میں زنہار کسی کو تمہاری محبت کا دعویدار بننے دوں گی۔ تمہارا سونا فی الحال میرے پاس ہے اور میں نے اس کو ایک ایسے محفوظ مقام پر رکھا ہے کہ تم لاکھ سر پٹکو اس کا سراغ نہ پا سکو گے اس کے باوجود مجھے اُس سونے کی خواہش نہیں ہے۔ مگر تم اس کے حاجتمند ہو کیونکہ اسی کی مدد سے تم اپنے رشتہ داروں کی مصیبت اور مفلسی دور کرنے کے قابل بن سکتے ہو پس اگر مجھ سے شادی کر لو تو میں خدا کو حاضر جان کر حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اُس جہاز پر سوار ہونے کے فوراً بعد جس میں تمہیں جمیکا

بے جاؤں گی میں ایک تحریر اس مطلب کی تمہارے حوالہ کردوں گی کہ سونے کا صندوق حامل خط کو دے دیا جائے اس کے بعد تم کو اختیار ہے وہ خط اپنے پاس رکھو یا کسی کو دو۔ لیکن اگر تم نے انکار کیا۔ اگر تم نے میری یہ سیدھی سی درخواست جو حق و انصاف پر مبنی ہے ماننے سے انکار کیا تو پھر میرا انتقام عبرت ناک ہوگا سب سے پہلے میں تمہاری ونیفرڈ کو سارے حالات سے واقف کردوں گی جس کے بعد امید نہیں کہ وہ ایک ایسے آدمی سے شادی کرنا قبول کرے جس نے مکر و فریب سے ایک ناکردہ گناہ خاتون کی متاع عصمت کو لوٹا۔ اس کے بعد میں سارے حالات تمہارے داوا کے کانوں تک پہنچا دوں گی پھر اسی پر کفایت نہ [illegible] ساری دنیا کے روبرو کھول دوں گی۔ میں جانتی ہوں ایسا کرتے ہوئے میری اپنی بدنامی کچھ کم نہ ہوگی مگر مجھے اس کی رتی بھر پروا نہیں۔ اس آخری صورت میں وہ منحوس سونا دریائے ٹیمز میں غرق کردیا جائیگا اور تم کبھی اس کو نہ پاسکو گے یہ میرا آخری اور اٹل فیصلہ ہے اور میں تمہارا فوری جواب چاہتی ہوں۔ جب تم نے اپنی قسمت کی باگ میرے ہاتھ میں دے دی تو تمہارا فرض ہے کہ میرے فیصلہ کو منظور کرو۔"

"خداوندا تو میرے حال پر رحم کر!" بدنصیب نوجوان نے کرب و اذیت کی حالت میں دونوں ہاتھ ملتے ہوئے دردناک لہجہ میں کہا "اب میں ونیفرڈ کو کیا جواب دوں گا کس طرح اس کو منہ دکھاؤں گا؟ . . ."

"پھر ونیفرڈ! ونیفرڈ!" مہ لقا خاتون نے نفرت آمیز لہجہ میں کہا "ایک لفظ بھی تو تمہارے منہ سے اس کے لیئے نہیں نکلا جس سے تم نے اتنی دغابازی اور بے وفائی کی اور جسے تم نے دھوکے اور فریب سے ہمیشہ کو برباد کردیا۔"

"ایمی!" گسٹیوس نے اس طرح کے نرم لہجہ میں کہنا شروع کیا جس سے پایا جاتا تھا کہ اب اُس کا سارا جوش خروش زائل ہو چکا ہے۔ "سچ کہتا ہوں مجھے اُس فرض کے پورا کرنے سے جو تیرے لیئے میرے ذمہ تھا ہرگز انکار نہ ہوتا اگر . . ." اُس کے الفاظ ہچکیوں میں دب گئے "اگر یہ خیال سوہان روح نہ ہوتا کہ بیچاری ونیفرڈ دل شکستہ ہو کے مر جائے گی۔ اُس کو مجھ سے بہت گہری محبت ہے جب اُس کو میری بیوفائی کا حال معلوم ہوگا تو میں نہیں جانتا وہ اس صدمہ کو کیونکر برداشت کرے گی۔ اُس نے حال میں سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں . . ."

"اور کیا میں نے ہی کچھ کم اٹھائی ہیں؟" نازنین نے غضب ناک ہو کر پوچھا مگر اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ اپنی آخری کامیابی کے بارہ میں ہر طرح مطمئن ہے "کیا ونیفرڈ ہی اپنے سینہ میں ایسا دل رکھتی ہے جو بیوفائی

کے صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا؟ اس سے بہت زیادہ بیوفائی تم نے میرے ساتھ کی ہے۔ پس اس سحر ساز کی کو چھوڑو میں ان باتوں کی پروانہ کروں گی۔ ۔ ۔ لیکن ہاں ونیفرڈ کہاں ہے اور وہ کب تک یہاں آئے گی؟"

"وہ اپنے بدنصیب دادا کے پاس قید خانہ میں ہے" گسٹوس نے جواب دیا "اور میرے خیال میں کچھ عرصہ تک واپس نہ آئے گی۔ ۔ ۔ لیکن آہ! یہ کس کے پیروں کی آواز ہے؟ ایلی تو نے سنا؟ کوئی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا ہے۔ ۔ ۔ میرے خدا یہ ونیفرڈ ہی تو نہیں ہے!"

امر واقعہ یہ ہے کہ اس لمبی ملاقات میں قریباً دو گھنٹے کا عرصہ صرف ہو چکا تھا اور اب تین بجنے لگے تھے ونیفرڈ بڑی دیر تک بھائی کا انتظار کرنے کے بعد آخر اس خیال سے پریشان ہونے لگی کہ وہ کیوں اب تک بلانے نہیں آیا آخر جب تین بج چکے تو وہ فکرمند ہو کے مکان کی طرف پلٹی چنانچہ یہ اسی کے پیروں کی آواز تھی جو ان کو سیڑھیوں پر آتی سنائی دی۔

"میرے خدا۔ اب کیا ہوگا!" نوجوان نے کراہتے ہوئے کہا "اب میں کس طرح اس کے سامنے آؤں گا اور کیا جواب اس کو دوں گا؟" یہ کہتے ہوئے اس نے کرسی پر گر کر اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا۔

"یاد رکھو تم میرے ہو اور کوئی طاقت تم کو مجھ سے جدا نہ کر سکے گی!" یہ الفاظ تھے جو گسٹوس کے کانوں میں اس وقت پہنچے جب وہ کرسی پر بیٹھا سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا اور ایلی اتنا کہہ کے چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔

یکایک دروازہ کھلا اور ونی فرڈ داخل ہوئی یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ دونوں عورتیں جو ایک ہی مرد کی محبت کی دعویدار تھیں روبرو ہوئیں!

ساتویں جلد ختم ہوئی

جلد-۸

غرورِ حسن

حیرت انگیز ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمایئے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) نظارہ پرستان۔ خونی تلوار۔ گردش آفاق وغیرہ

مصنف — مترجم

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس — تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

مفید عام پریس چیٹرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام مینیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر لاہور نے شائع کیا

قواعد خریداری

۱۔ اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت ۴ر ہے جو خواہ بذریعہ منی آرڈر یا وی پی پیشگی آنی چاہیئے۔ ما بعد یا ششماہی کا کوئی حساب نہیں۔ جو اصحاب ہمارے سراغرسانی کے ناولوں کے بھی مستقل خریدار ہیں۔ ان سے بطور رعایت صرف ۳ر سالانہ لیا جائیگا۔ وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲۔ خریداری کسی ایک جلد سے شروع ہوسکتی ہے۔ لیکن قیمت بہرحال ایک سال کی اکھٹی وصول کی جائے گی اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے) مہیا کئے جائینگے۔

۳۔ سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو بونافائڈ آرڈر سمجھکر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا جسکو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائیگا۔

۴۔ ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہوجاتا ہے اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہوجائیں۔ لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کرکے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کردیا جائے۔ اس مہینہ کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔ سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کرسکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صد ۳)

غرورِ حسن

آٹھویں جلد

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے زبردست ناول

ایگنس یا بیوٹی اینڈ پلیژر

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ نظارہ پرستان۔ گردش آفاق وغیرہ

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

مفید عام پریس واقع چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام منیجر چھپا اور بابو پیارے لال پبلشر نے لاہور سے شائع کیا

رینالڈس کا سب سے زبردست ناول

نظارہ پرستان

آخری سلسلہ

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے بلند سب سے دلچسپ اور سب سے مشہور ناول کا ترجمہ جو پہلی بار اردو میں چھپا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ اس مشہور زمانہ مصنف کی آخری۔ انتہائی اور سب سے زبردست تحریر ہے جس نے اس کا نام چار دانگ عالم میں مشہور کیا تھا۔ اس ناول میں مہارانی اندرا کا کیرکٹر اتنا بلند وارفع دکھایا ہے کہ فرشتے اس کی عفت وعصمت پر رشک کھاتے ہیں۔ اور انسان اس کی فیاضی۔ سیر چشمی۔ غربا نوازی اور سب سے بڑھ کر اس کا بے لوث انصاف دیکھ کر عش عش کر جاتے ہیں۔ امرائے انگلستان کی بداعتدالیاں۔ ایک ناکردہ گناہ عورت کی مظلومیت اور مصیبت کی داستان ادنے طبقات کی ہولناک تصویریں۔ عشق ومحبت کے حیرت خیز کارنامے۔ جرم دھوکا اور بدی کے عبرتناک مناظر غرض مغربی دنیا کی مہذب زندگی کا قابل دید مرقع ہے جس پایہ کا یہ ناول تھا۔ اسی خوبی کا ترجمہ ہے یہ کتاب صرف مستقل خریداروں کے لئے بہ تعداد قلیل چھاپی گئی تھی۔ مگر اتفاق سے چند سٹ بچ گئے۔ جنہیں جلد سے جلد نکال دینا منظور ہے۔ مخفی نہ رہے کہ ایک بار ختم ہونے پر یہ کتاب پھر کسی قیمت پر نہ مل سکے گی۔ نہ اس کے الگ الگ حصے مہیا کئے جا سکیں گے ۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۱۱۸ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت صرف عہ/۱۲

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

غرورِ حسن

آٹھویں جلد

باب ۳۶

قربانی

ونی فرڈ اس نظارہ کے لئے جو اس کے دیکھنے میں آیا بالکل ناتیار تھی اس کی نظروں کے سامنے ایک دراز قامت حسینہ خوش پوش شکیل وطرحدار کھڑی تھی جس کا حسن عالم فریب رنگت کی ملاحت سے پھٹا پڑتا تھا اونچا قد کھلی پیشانی اور چہرہ پر غصہ جوش اور حکومت کے آثار نمایاں تھے دوسری جانب میز کے پاس گسبٹوس ایک کرسی پر دونو ہاتھوں سے منہ چھپائے کافی اونچی آواز میں سسکیاں لے لے کر روتا تھا اجنبی خاتون کے چہرہ کی خوشنمائی میں کوئی ایسی چیز چھپی ہوئی تھی جس نے حلیم شرمیلی اور شریف ونی فرڈ کو سہما دیا اُس نے صرف ایک بار اُس نہ دیکھی ہوئی عورت کی طرف نظر ڈالی پھر تاب دید نہ لاکر فوراً آنکھیں جھکا لیں مگر اتنے ہی میں اُس نے دیکھ لیا کہ اس خوشنما چہرہ پر تمکنت رعونت اور فتح مندی کے آثار تھے۔

اُس وقت جب یہ دونو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کمرے کے اندر کھڑی تھیں ایک عجیب کیفیت اُن کے حسن کی بوقلمونی نے پیدا کر دی ایک طرف ونیفرڈ تھی۔ قدرت کا لطیف پھول۔ سادہ اور نازک۔ اور دوسری جانب ایک خوشرنگ اور نظر فریب مگر بو باس سے خالی۔ چند لمحوں تک ونیفرڈ چپ چاپ اپنی جگہ پر کھڑی اس بعید از فہم نظارہ کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی پھر جلدی سے

بھائی کے پہلو میں جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگی "پیارے گسٹوس کیا ہوا؟ کیوں اتنے پریشان ہو؟"

سوختہ جگر نوجوان بے تابانہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کا چہرہ شدت رنج و غم سے بھیانک تھا اس نے درد آگیں نظروں سے ونیفرڈ کی طرف دیکھا اور وہ اس کی بدلی ہوئی صورت دیکھ کے سہمی ہوئی دو قدم پیچھے ہٹ گئی پھر اس نے نگاہ استفسار پر اسرار خاتون کی طرف ڈالی کیونکہ پہلا خیال جو اس کے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ اسی کی موجودگی نے بھائی کی یہ زار حالت کر دی ہے۔

مگر اس سے پہلے کہ ایلی کچھ بولتی گسٹوس نے ونیفرڈ کا ہاتھ پکڑا اور پر جوش لہجہ میں کہنے لگا "ونیفرڈ مجھ بدنصیب کو کسی رحم کا مستحق نہ سمجھو۔ میں روئے زمین کا گرا ہوا انسان بہت بیوفا دغا شعار و بدنہاد ہوں میرے خدا۔ کتنی مصیبت میں نے تیرے لئے پیدا کی ہے!"

اس کا لہجہ دردناک تھا ایک دفعہ پھر بہ انداز تاسف سے ہاتھ ملنے کے بعد وہ بے بسی کے عالم میں اسی کرسی پر گر پڑا جس سے اٹھا تھا آنکھوں میں غیرت پامال تھی۔ دل اپنی ذلت کے احساس سے بیٹھا اور مارے شرم کے جھکا ہوا تھا اتنی طاقت بھی اس میں نہ تھی کہ ونیفرڈ سے چار آنکھیں کرتا اور خود ونیفرڈ۔ بھائی کے منہ سے نکلے ہوئے ان عجیب لفظوں کو سن کے بے تاب و سراسیمہ تھی کبھی اس کی نگاہ غم نصیب نوجوان کی طرف جاتی اور کبھی اس رعنا قد خاتون کی سمت میں جس کے متعلق اس کے لئے یہ سمجھنا بہت دشوار نہ تھا کہ اسی کی موجودگی نے یہ ساری کیفیت پیدا کی ہے دفعتاً اس کو یاد آیا گسٹوس نے کنگسٹن سے ایک خط لکھا تھا جس میں مسٹر پنگ کی بیٹی۔ سلونے رنگ کی ایک خوبصورت عورت کا حال درج تھا اب اس واقعہ کو یاد کر کے اس کے دل میں دھندلی سی روشنی پیدا ہونے لگی۔

"خدا کے لئے آپ ہی بتلایئے کہ معاملہ کیا ہے؟" ونیفرڈ نے عورت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "مگر آپ کا نام مس پنگ تو نہیں ہے؟"

"ہاں یہی میرا نام ہے" ایلی نے جواب دیا "اور مس برگٹن مجھے آپ کے لئے بے حد

افسوس اور ہمدردی ہے۔"

لاش کی سی زردی ونیفرڈ کے چہرہ پر چھا گئی اور وہ اس طرح لڑکھڑائی گویا فرش زمین پر گرا چاہتی تھی ایلی کے لفظ سن کر خوفناک حقیقت، ہیبت ناک سیاہ بادلوں کی مانند اسے اپنی نظروں کے سامنے پھیلتی دکھائی دی لیکن غیر معمولی کوشش سے کام لے کر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا جس طرح کمہلائے ہوئے پھولوں پر شبنم گرا کرتی ہے اسی طرح آہستگی کے ساتھ ایک فرحت بخش سکون اس کے جی کو حاصل ہونے لگا۔ تھکی ہوئی آواز سے بولی "مس ہنگ اب میں سارا حال سمجھ گئی شاید آپ کے گسٹوس پر مجھ سے زیادہ حقوق ہیں۔ اگر ایسا ہو . . ." یہ کہتے ہوئے اس کی آواز میں بے اختیار لکنت آگئی "تو اطمینان رکھئے میں خود غرض نہیں ہوں۔ میں سچے دل سے دعا کروں گی کہ خدا تم دونوں کو برکت دے . . ."

ونیفرڈ کے منہ سے نکلے ہوئے ان لفظوں کو سن کر گسٹوس کو اپنے سینہ میں برچھی سی چبھتی معلوم ہوئی اگر وہ جوش میں بھر کر اس کو برا بھلا کہتی یا اسے اس کی بے وفائی کا طعنہ دیتی تو یقیناً اسے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی ان نرم لفظوں کو سن کر ہوئی۔

"ونی فرڈ" بدنصیب نوجوان نے اس کے پیروں میں گر کر کہا "تیری عنایتیں مجھے زندہ نہ چھوڑیں گی تیرا یہ درگزر اور میٹھی تقریر غصہ اور جوش کے خنجر سے بھی زیادہ تیز ہے!"

"گسٹوس اٹھو" ونیفرڈ نے جس کی آنکھوں سے آنسو بہا چاہتے تھے مشکل سے ضبط کر کے کہا "جو وعدے اور اقرار تم نے اس خاتون کے ساتھ کئے ہیں میں نہیں چاہتی تم انہیں توڑو۔ اپنے قول سے سچے ہو۔ اب معلوم ہوا تمہیں اس سے محبت تھی اور اب میری سمجھ میں آیا کہ تم نے جس ایثار کا ذکر کیا تھا اس کا صحیح مطلب کیا تھا۔"

"اٹھو گسٹوس" اب ایلی نے بھی کہا "مس ہیرنگٹن نے تم کو معاف کر دیا ہے" پھر ونیفرڈ کی طرف مڑ کر وہ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ وہ اس کے طریق عمل سے بے حد متاثر ہوئی تھی دراصل اس کا خیال تھا کہ ونیفرڈ سامنے آتے ہی اس کے دست وگریبان

ہو گی لیکن اب جو اُس نے اُسے اتنا نرم لہجہ اختیار کرتے دیکھا تو دل ہی دل میں اُس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکی "مس ہیر نگٹن" اُس نے کہا "آپ کا طریق عمل لائق تحسین ہے اور اطمینان رکھیے میں ہمیشہ آپ کو اپنی محترم سہیلی سمجھتی رہوں گی"

اس اثنا میں گسیٹوس ہر چند فرش زمین سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا تاہم اتنی جرات اس میں نہیں تھی کہ ونیفرڈ سے چار آنکھیں کرتا۔ یاس و حرماں کی تصویر بنا وہ کھڑکی کے پاس باہر کی طرف منہ کئے کھڑا تھا۔

"مس پنک میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں" ونیفرڈ نے ایلی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "خدا کرے گسیٹوس سے شادی کر کے آپ کو راحت نصیب ہو مجھ کو معلوم ہو گیا کہ اُسے آپ سے گہری محبت ہے بیشک اُس نے بڑی قربانی کی کہ آپ کو چھوڑ کے چلا آیا مگر اس میں کسی طرح کی بیوفائی شامل تھی در حقیقت یہ اُس کی طبیعت کی فیاضی کا ایک کرشمہ تھا لیکن اب جس وقت وہ آپ کے ساتھ جائے تو مہربانی سے" یہ کہتے ہوئے ونیفرڈ نے اپنی آواز کسی حد تک دبا لی "اُس کو یقین دلانے کی کوشش کیجئے کہ میرے دل میں اُس کے لئے رنج و افسوس کا شائبہ تک نہیں ہے اس کے برعکس میں اُس کی فیاضی کی مداح ہوں غیر ممکن ہے کہ میں اس کے متعلق کسی بُرے خیال کو دل میں جگہ دوں"

ہر چند یہ الفاظ دبی آواز میں کہے گئے تھے تاہم وہ گسیٹوس کے کانوں تک بھی پہنچ گئے اور اُس نے جلدی سے ونیفرڈ کے پاس جا کر پرجوش لہجہ میں کہا "ونی تو بیشک فرشتہ ہے مگر تو مجھ تیرہ بخت کو لاکھ بار معاف کر دے اور کتنے ہی درگزر سے کیوں نہ کام لے میرے لئے اس حقیقت کو نظر انداز کرنا غیر ممکن ہے کہ میں روئے زمین کا سب سے زیادہ بدنہاد انسان ہوں"

"گسیٹوس اپنے آپ کو ناحق کوسے نہ دو" ونی فرڈ نے جس کی ساری تھکن کمزوری اور مایوسی رفع ہو چکی تھی پر سکون لہجہ میں کہا "میں درخواست کرتی ہوں نہ صرف میری خاطر بلکہ مس پنک کی خاطر بھی جس سے عنقریب تمہاری شادی ہونی ہے اپنے جی کو سکون دو

میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ جو کچھ ہوا وہ کسی برے ارادہ سے نہیں بلکہ حالات کی مجبوری سے ہوا ہے۔ اس میں تمہارا کچھ قصور نہیں ہر انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔"

گسٹیوس پھر ایک بار سسکیاں لے لے کر رونے لگا تھا دفعتاً اس نے کہا "ونیفرڈ تیرا خیال میرے جی کو ہلکان کئے دیتا ہے نہیں معلوم میری بیوفائی کا تیرے دل پر کیا اثر ہو گا میں نہیں جانتا کہ تو اس سکون کو جسے میرے کمینہ برتاؤ نے شکست و ریخت کر دیا پھر حاصل کر سکے گی یا نہیں مگر اس رنج و غم میں ایک چھوٹی سی خوشخبری میں تجھے دیتا ہوں جو یہ ہے کہ گم شدہ سونے کے صندوق کا پتہ مل گیا اور وہ عنقریب تیرے پاس پہنچ جائے گا جس کے بعد تو اس کی مدد سے غریب دادا کو قید خانہ سے چھڑا سکنے میں با آسانی کامیاب ہو سکے گی۔"

"وہ صندوق ہر طرح محفوظ ہے۔" ایملی نے کہا "میرے خیال میں آپ تو سمجھ گئی ہونگی کہ وہ کس طرح میرے پاس آیا۔ ڈرمی نے کیوں اسے اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔"

"بس بہنک ان رنج دہ تفصیلوں کو بیان کرنے کی کیا حاجت ہے؟" ونیفرڈ نے کہا "مختصر یہ کہ میں نے سارا حال پوری طرح سمجھ لیا۔"

"آؤ گسٹیوس چلیں۔" ایملی نے نوجوان کی طرف مڑ کر کہا "یہ نظارہ بہت رنج دہ ہے اس لئے تم اپنی بہن کو الوداع کہہ لو۔" یہ آخری الفاظ اس نے زور دے کر کہے جس سے یہ جتلانا منظور تھا کہ اب تم اس سے اور کسی رشتہ کی امید نہ رکھو۔ اور جان لو کہ ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو رہے ہو۔"

"خدا حافظ گسٹیوس"۔ ونیفرڈ نے پرسکون لہجہ میں کہا۔ اب اس کی آنکھیں خشک تھیں۔ اور ہونٹوں پر پھیکا تبسم نمودار تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ گویا اس طریقہ پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ کہ ہمارے لئے رخصت کے موقعہ پر صرف ہاتھ ملانا ہی کافی ہے۔ اس کی موجودگی میں جب سے عنقریب تمہاری شادی ہونے والی ہے معانقہ واجب نہ ہوگا۔" الوداع گسٹیوس خدا تمہیں برکت دے۔ شاید رخصت ہونے سے پہلے

تم دادا سے نہ مل سکو یا ملنا پسند نہ کرو اس صورت میں میں اس سے مل کر جو کچھ مناسب ہوگا۔ کہہ دوں گی۔ اور تمہارے دفعتہً رخصت ہوجانے کے بارہ میں"۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آواز تھرا گئی "میں کسی طرح کی عذر خواہی کردوں گی"۔

بے خبری کی سی حالت میں گسٹیوس نے اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا۔ اس نے سمجھ لیا تھا۔ کہ ونیفرڈ کا منشا کیا ہے۔ مگر اس کے بعد نہ معلوم کیا امنگ اس کے جی میں اٹھی۔ کہ دفعتاً اس کا ہاتھ دونوں ہاتھ میں لے کر اس نے بوسوں سے لاد دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس طرح سسکیاں لے کر رونے لگا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کا دل ٹوٹنے لگا ہے۔ پھر کسی فوری جوش کے بس ہو کر اس نے ونیفرڈ کو زور سے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بے تامل کہنے لگا۔

"نہیں! نہیں!! میں تمہیں اس طرح چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔ . . میں کہیں نہ جاؤں گا۔ مجھ کو اختیار ہے۔ جس طرح جی چاہے کروں۔ ایملی مجھ کو مجبور نہیں کر سکتی۔ اگر اس کو سونا درکار ہے تو بے شک اپنے پاس رکھے۔ مگر ونیفرڈ میں تجھ سے بیوفائی نہ کروں گا۔ میں اپنے بڈھے دادا کو مبتلائے مصیبت چھوڑ کر نہ جاؤں گا"!

عین اس وقت ایملی کی آواز اسے اپنے کان کے پاس ہلکے لیکن موثر لہجہ میں یہ الفاظ کہتے سنائی دی۔ "کیا بھول گئے۔ کہ تم نے اپنے مستقبل کا فیصلہ میرے سپرد کیا تھا۔ اور تمہارا اقرار ہے۔ کہ میرے فیصلہ کے مطابق عمل کرو گے"۔

"یہ بے شک صحیح ہے" گسٹیوس نے یکایک ونیفرڈ کو چھوڑ کر کہا۔ "مگر جوش کی حالت میں کیا ہوا وعدہ قابل عمل نہیں ہوتا۔ بے شمار آدمی عالم یاس میں اپنی روح شیطان کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے۔ کہ وہ اس فرشتہ کی امداد قبول نہ کریں۔ جو دم آخر میں ان کو بچانے کے لئے نمودار ہو۔ اس طرح کی حالتوں میں انسان کا پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ اس اقرار کو جو اس نے حالت جوش میں کیا تھا۔ توڑ دے اس لئے ایملی خواہ کچھ ہو میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میں ہمیشہ ونیفرڈ کے پاس ہی رہونگا"!

عجب طرح کا جوش اس پر طاری تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک پیدا ہو گئی تھی پھڑکتے ہوئے ہونٹوں کے اندر اس کے دانت چمکیلے اور سپید دکھائی دیتے تھے۔ پھر ایک بار اس نے ونیفرڈ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے اور گو اس نے ان کو چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ مگر گسیٹوس نے نہ چھوڑا۔ نظارہ ہیبت ناک مگر دلچسپ تھا ایلی کی آنکھوں سے غصہ کی چنگاریاں جھڑ رہی تھیں۔ عارض پر ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا۔ اُس نے معلوم کر لیا کہ جو برتری گسیٹوس پر عارضی طور پر اس نے حاصل کی تھی ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے اور اب کوئی غیر معمولی کوشش ہی اس پر قابو پا لینے کے لیے کرنی پڑے گی کم از کم یہ اُس کا اندازہ تھا کیونکہ یہ خیال اُس کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہو سکتا تھا کہ ونیفرڈ اپنی مرضی سے اُس کو رخصت کی اجازت دے دے گی مگر اس کا یہ اندازہ بالکل غلط تھا۔ معلوم ہوتا ہے ایلی ونیفرڈ کے ایثار اور فیاضی کی وسعت کو اب تک پورے طور پر نہ سمجھ سکی تھی عین اُس وقت جب وہ مایوس و ہراساں کھڑی سوچ رہی تھی کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے تو ایک اور ہی ذریعہ امداد غائبانہ پیدا ہو گیا۔

جیسا بیان کیا گیا ہے ونیفرڈ اپنے ہاتھ گسیٹوس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر غصہ اور جوش رقابت نے ایلی کو یہ دیکھنے کا موقعہ نہ دیا تھا کہ وہ ایسا کر رہی ہے اب دفعتاً مس بیرنگٹن نے اونچی آواز سے کہا "گسیٹوس میرا ہاتھ چھوڑ دو اور جو میں کہتی ہوں اُسے دھیان دے کر سنو"۔

اُس کی آواز میں گہرا استقلال پایا جاتا تھا اور اپنے پُرسکون چہرہ سے وہ کسی سانگی ناٹک کی ملکہ دکھائی دیتی تھی گسیٹوس مرعوب ہو کے دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور بہن کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

"اب جو میں کہتی ہوں اُس کو پوری توجہ کے ساتھ سنو"۔ ونیفرڈ نے بھی ذرا سا پیچھے ہٹ کے کہنا شروع کیا "مجھے بیچ میں روکنے کی کوشش نہ کرنا گسیٹوس میں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا اور اب میں اُس سے پیچھے نہ ہٹوں گی تم سے میں کسی حال میں شادی نہیں کر سکتی کیونکہ میرے لئے اُس دل کو قبول کرنا کسی طرح ممکن نہیں ہے جو پیشتر کسی اور کو دیا جا چکا تھا

اس کے علاوہ یہ خاتون تم کو اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کر رہی ہے وہ تم سے شادی کرنے پر
تلی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ مقابلہ میں ضد کر کے تم کو اور زیادہ پریشان کروں اگر وہ اپنے
دعوے سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں تو کم از کم میں ایسا کرنے کو آمادہ ہوں مجھ کو
معلوم ہے تمہیں کسی زمانہ میں اس سے محبت تھی اور اس کو بھی یقیناً تم سے محبت ہوگی۔ ورنہ
وہ تمہیں ڈھونڈنے اتنی دور سمندر پار نہ آتی۔ گسٹوس تمہیں یاد ہوگا پرسوں شام جب تم
نے مجھ سے شادی کی درخواست کی تو سب سے پہلے میں نے انکار کیا تھا اور یہ امر واقعہ ہے
کہ وہ انکار میرے قائم کردہ فیصلہ پر مبنی تھا اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ہیں میں اُن کو عارضی
سمجھ کے نظر انداز کردوں گی اور اس فیصلہ پر جو میں نے پیشتر کیا تھا کاربند رہوں گی تم سے مجھے
کوئی نارافگی نہیں کیونکہ اُن واقعات سے جو گزشتہ ایک یا دو روز کے عرصہ میں پیش آئے ہیں کوئی
نقصان مجھ کو نہیں پہنچا میں سچے دل سے تم کو معاف کرتی ہوں اور میری آرزو ہے خدا تم دونوں کو
برکت دے بس یہ میرا آخری اور اٹل فیصلہ ہے اور کوئی اپیل کوئی دلیل یا کسی قسم کا اصرار مجھے
اس کو تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں کرسکتا الوداع گسٹوس! . . . خدا حافظ مس ینگ!
رخصت ہونے کے وقت وینفرڈ نے اپنا ہاتھ گسٹوس کے ہاتھ سے ذرا سا چھوا دیا اس
کے بعد فوراً اپنی طرف کھینچ لیا گویا ڈرتی تھی اس کی مستحکم گرفت اس کے عزم استوار کو نے سر سے
کمزور نہ کردے پھر اُس نے ایملی سے ہاتھ ملایا جس نے بڑی دیر تک اُس کو اپنے ہاتھ میں لے کر
انداز ممنونیت سے دبا کے رکھا اور گو اُس کے مُنہ سے شکریہ کا کوئی لفظ نہ نکلا تاہم اُس کی نگاہ
اُس گہری ممنونیت کی مظہر تھی جو وہ نیکدل وینفرڈ کے ایثار اور فیاضی کے لیے محسوس کرتی تھی
مگر الفاظ میں طاقت نہیں کہ گسٹوس کی اُس وقت کی صحیح حالت کا نقشہ پیش کریں اس کے
دماغ میں چکر آرہے تھے وہ اپنے آپ میں نہیں تھا آنکھوں میں دیوانگی کے آثار دکھائی دیتے
تھے مجذوبوں کی طرح حیرت آمیز نظروں سے ادھر اُدھر تکتا تھا اسی حالت میں ایملی نے اُس کا
ہاتھ پکڑا اور کسی خورد سال بچہ کی طرح جس کی اپنی قوت ارادی کچھ نہ ہو وہ اُس کے ساتھ ساتھ

کمرہ سے رخصت ہو گیا دروازہ پر پہنچ کر پھر ایک مرتبہ مس پنک نے ونیفرڈ کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اُس کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد گسیٹوس کو ساتھ لیئے سیڑھیوں سے اتر کر اُس گاڑی پر سوار ہو گئی جس پر اس مکان تک آئی تھی اور جو اُس کی واپسی کے انتظار میں اب تک دروازہ کے باہر کھڑی تھی۔

تنہا رہ جانے پر ونیفرڈ کی حالت میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوئی۔ اب تک اُس نے اپنے جذبات کو انتہائی کوشش سے ضبط کر رکھا تھا اس وقت تک اُس کی حالت اس آتش فشاں پہاڑ سے مشابہ تھی جس کے اطراف میں ہرے ہرے درخت لہلہاتے اور نخلستان خنداں نظر آتے ہوں مگر جس کی تہ میں دبا ہوا ملغوبہ کھول رہا ہو مگر اب تنہا رہ جانے پر اُس کا ضبط جواب دے گیا رُکے ہوئے جذبات نے اظہار کا رستہ تلاش کیا وہ میز کے سہارے کہنیاں ٹیک کر ایک کرسی پر گر پڑی اور خوب جی بھر کر روئی اب وہ اس دنیا میں پھر یکہ و تنہا رہ گئی تھی۔ گسیٹوس رخصت ہو گیا ہمیشہ کے لیئے اُس سے جدا ہو گیا! وہ عورت اس کو اپنے ساتھ لے گئی جس کے حقوق افضل تھے ایک گھنٹہ کے عرصہ قلیل میں اس کی راحت و امید کا سرمایہ ہمیشہ کو تلف ہو گیا اُس کی زندگی کی بہار آن واحد میں خزاں کی صورت میں بدل گئی کیونکہ یہ امر واقعہ ہے اُس کو گسیٹوس سے انتہا درجے محبت تھی حالانکہ اب وہ ہمیشہ کے لیئے . . . زندگی بھر کے لیئے ایک دوسرے سے جدا ہو چکے تھے خدا کو بہتر معلوم تھا کہ پھر کبھی ملنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو اپنی طبعی فیاضی سے مجبور ہو کے اُس نے اُس رنج دہ نظارہ میں جو پیش آنے لگا تھا گسیٹوس کی مشکلات کم کرنے کے خیال سے یہ بات کہہ دی تھی کہ میں دادا سے مل کر تمہارے چلے جانے کے متعلق کوئی حکایت بیان کر دوں گی لیکن اب حیران ہو کر سوچتی تھی کہ میں اس بارہ میں کیا عذرات پیش کر سکوں گی کونسا جھوٹ مجھے اُس کے اطمینان کے لیئے اختراع کرنا پڑے گا؟ اس کے علاوہ جس حالت میں وہ اُن کی شادی کی اجازت دے چکا تھا تو کیونکر

یہ بات اُس کے ذہن نشین کرائی جا سکے گی کہ گسٹیوس شادی کا ارادہ ترک کر کے انگلستان سے رخصت ہو گیا؟ کیا اس سے بد نصیب دادا کے دل کو تازہ صدمہ نہ پہنچیگا؟ کیا گسٹیوس کی شرافت پر حرف آنے کا احتمال نہ ہوگا؟ کیا وہ خود میری نسبت کسی بدگمانی کو دل میں جگہ نہ دینے لگے گا؟ اوہ کتنا سخت دشوار کام تھا جس کو اُس نے غلطی سے اتنا سہل سمجھا۔ بڑی بھاری مصیبت کا سامنا غریب لڑکی کو اس وقت تھا۔

ان حالات میں کیا تعجب ہے اگر وہ میز کے پاس بیٹھ کر سر تھامے دیر تک زار و قطار روتی رہی۔ کیا تعجب ہے اگر اُس نے اس خیال کو دل میں جگہ دی کہ آفریدگار عالم نے شاید مجھ کو بھلا دیا ورنہ کیوں مجھ پر یکے بعد دیگرے اتنی مصیبتیں نازل ہوتی چلی جاتیں اور ہم کہتے ہیں کیا تعجب اگر اس نئی آفت نے اُن زخموں کو ہرا کر دیا جو حال کے مصائب نے اُس کے سینہ میں پیدا کئے تھے۔ ستم رسیدہ ونیفرڈ تو شاید اس دنیا میں دکھ بھوگنے کے لئے ہی پیدا ہوئی تھی تو اُن قابل احترام شہیدوں میں سے ایک تھی جو بے گناہ ہوتے ہوئے اس دنیا میں سب سے زیادہ ظلم و ستم سہنے پر مجبور ہوتے ہیں جن کی نیک کرداری بھی ان کو ان عقوبتوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتی جو دنیا کے گنہگار شخصوں کی نسبت بہت زیادہ اُن کو سہنی پڑتی ہیں۔

بد نصیب ونیفرڈ! ناکردہ گناہ ونیفرڈ!...

دن کا باقی حصہ اُس نے وہیں اپنے کمرہ میں رہ کر گزار دیا آخر جب گھڑی شام ہو گئی تو اپنی جگہ سے اٹھی اور کھڑکی کی راہ سے باہر کی طرف دیکھنے لگی نحوست کی اُن کالی گھٹاؤں کی مانند جو اُس کے سر پر چھا رہی تھیں آسمان پر ابر تیرہ و تار محیط تھا اسے مطلق اشتہا نہ تھی اس لئے بھوکی پیاسی اپنا ہی خون جگر پی کر نیند لینے کے خیال سے چارپائی پر لیٹ گئی مگر اس طرح کی بے تابی میں نیند کسے آتی؟ اسی طرح پڑی کروٹیں لے رہی تھی کہ اتنے میں مینہ کا زور دار جھڑاکا شروع ہوا

رات بھر نہ اُس کی آنکھ لگی نہ بارش تھمی موسلا دھار چھاجوں پانی برستا رہا۔ کبھی ذرا سی دیر
کے لئے بوندیں ہلکی پڑ جاتیں مگر اس کے بعد دوبارہ زور سے گرنے لگتی تھیں گویا کوئی
رونے والا جو اس کی بدنصیبی پر اشک حسرت بہاتا تھا تھک کر ذرا دم لے لیتا اور پھر رونے
لگتا تھا۔ اسی طرح ساری رات آنکھوں میں گزر گئی آخر جب دن کی پھیکی روشنی نمودار ہوئی
تو وہ اٹھی اور بے کسی کے عالم میں پھر اُسی کرسی پر بیٹھ گئی۔ گردن جھکی ہوئی۔ دونوں ہاتھ جڑے
ہوئے۔ وہ اس وقت حزن و یاس کی رحم انگیز تصویر دکھائی دیتی تھی دفعتاً وہ اٹھ کر کھڑی
ہو گئی اور حوصلہ کر کے اپنے آپ سے کہنے لگی "میں نے بڑی غلطی کی کہ اس قدر غم و اندوہ
کو دل میں جگہ دی گسیٹوس سے جو گہری محبت مجھ کو تھی وہ کبھی "لمف" نہ ہو گی مگر اُس محبت
کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خوش رہے اگر مجھے اس کی خاطر [illegible] نہ وہ روپیہ عند الضرورت
یہ میری نادانی تھی کہ خدا کے رحم وا[illegible]
پہلا سبق یہ نہیں ہے کہ [illegible] لیا دفعتاً اُس نے کہا "ابھی ایک شخص میرے پاس آیا تھا جو تمہارے
کر کے ہر طرح کی دلچسپی لیتا ہے غالباً تم سمجھ گئی ہو گی میرا اشارہ مسٹر ڈلہم کی طرف ہے
[illegible]خ تو بھی تمہاری خوش نصیبی سے واقف کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں تم اس پہ
[illegible] مایوس نہ کرو گی"

[illegible] ونیفرڈ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر اُس نے بڑی مشکل سے انہیں روکا اور اُس
[illegible]ہ کو بھی ضبط کیا جو اس کے سینہ سے نکلا چاہتی تھی مسٹر وارڈر کو کیا معلوم تھا کہ جسے وہ
خوش قسمت تصور کرتا ہے درحقیقت اپنے آپ کو دنیا کی سب سے زیادہ بدنصیب اور
تیرہ بخت عورت سمجھ رہی ہے کیونکہ یہ سونا یا اُس کا حاصل کردہ روپیہ اُس صدمہ کے مقابلہ
میں جو گسیٹوس کے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے سے اس کو ہوا۔ ونیفرڈ کی نظروں میں کچھ
بھی اہمیت نہ رکھتا تھا مگر چونکہ اس عرصہ میں آسمان پر پھر بادل گھر آئے تھے اور کمرہ میں کسی
قدر اندھیرا تھا اس لئے مسٹر وارڈر اس کے چہرہ کی تبدیلیوں کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔

تمتمائے ہوئے رخساروں کو خوشگوار معلوم ہوئی۔ اس نے اس خیال سے رفتار تیز کی کہ بدن میں طاقت آنے سے دل کو بھی تقویت ہوگی قریباً دوپہر کو مکان پر واپس آئی تو مسز سلیٹر ڈیوڑھی میں ملی اور کہنے لگی "پیاری ونیفرڈ تمہارا صندوق آگیا میں نے اس کو تمہارے کمرہ میں رکھوا کے قفل لگا دیا ہے اور کنجی میرے پاس ہے"

نیکدل عورت جسے صندوق کے گم ہونے کا درمیانی واقعہ بالکل معلوم نہ تھا اس کی آمد پر اتنی مسرور ہوئی کہ ونیفرڈ کے چہرہ کے انداز میں کسی طرح کی غیر معمولی تبدیلی اس کو نظر نہ آسکی۔

"کیا اس کے ساتھ کوئی خط بھی آیا تھا؟" ونیفرڈ نے رکتی ہوئی آواز سے پوچھا گو چلی جاتیں [illegible] ہم [illegible] شک پیدا نہ کرنے کے خیال سے اپنی آواز کو زیادہ جو حال کے مصائب نے اُس کے سینہ میں پید[illegible]

اس دنیا میں دکھ بھوگنے کے لیئے ہی پیدا ہوئی تھی تو اُ[illegible] پرکھ کر لایا تھا اور میں سے ایک بھی جو بے گناہ ہوتے ہوئے اس دنیا میں سب [illegible] ہیں اور اس آدمی کو سہنے پر مجبور ہوتے ہیں جن کی نیک کرداری بھی ان کو ان عقوبتوں سے دکھ سکتی جو دنیا کے گنہگار شخصوں کی نسبت بہت زیادہ اُن کو سہنی پڑتی ہیں[illegible]

بد نصیب ونیفرڈ! ناکردہ گناہ ونیفرڈ! . . .

دن کا باقی حصہ اُس نے وہیں اپنے کمرہ میں رہ کر گزار دیا آخر جب گہری شام ہوگئی تو اپنی جگہ سے اٹھی اور کھڑکی کی راہ سے باہر کی طرف دیکھنے لگی نحوست کی اُن کالی گھٹاؤں کی مانند جو اُس کے سر پر چھا رہی تھیں آسمان پر ابر تیرہ و تار محیط تھا اسے مطلق اشتہا نہ تھی اس لیئے بھوکی پیاسی اپنا ہی خون جگر پی کر نیند لینے کے خیال سے چارپائی پر لیٹ گئی مگر اس طرح کی بے تابی میں نیند کسے آتی؟ اسی طرح پڑی کروٹیں لے رہی تھی کہ اتنے میں مینہ کا زور دار جھڑاکا شروع ہوا

ایک فرضی قصہ اس بارہ میں بیان کیا کہ مسٹر پنک نے ایک اشد ضروری کام کی وجہ سے اپنا ایک کارکن گسبٹوس کو واپس لانے کے لئے بھیجا تھا اور چونکہ فوری واپسی کی تاکید تھی اس لئے کل شام رخصت ہونے سے بیشتر وہ آپ کو سلام کرنے کے لئے بھی نہ آسکا ونیفرڈ نے یہ حکایت کچھ اس انداز سے بیان کی کہ بڈھے کا اطمینان ہو گیا اور چونکہ وہ اپنے متعلقہ معلقتاً کچھ نئے کپڑے اور کھانے کی اچھی اچھی چیزیں لیتی آئی تھی اس لئے بیرگمٹن کی توجہ ان چیزوں پر لگ گئی اور اُس نے گسٹیوس کے بارہ میں مزید استفسار ضروری نہ سمجھا۔

قید خانہ سے چل کر ونیفرڈ مسٹر وارڈور کے دفتر میں گئی اور اُسے سونے کے صندوق کی وصولی کی اطلاع دی مسٹر وارڈر نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ میں بہت جلد سونا بکوا کر اُس کی نقد قیمت وصول کرنے کا انتظام کر دوں گا تاکہ وہ روپیہ عندالضرورت کام آسکے "

"مگر ہاں۔ یاد آگیا" دفعتاً اُس نے کہا "ابھی ایک شخص میرے پاس آیا تھا جو تمہارے معاملات سے بہت دلچسپی لیتا ہے غالباً تم سمجھ گئی ہو گی میرا اشارہ مسٹر ولہم کی طرف ہے میں نے اس کو بھی تمہاری خوش نصیبی سے واقف کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں تم اس پر اعتراض نہ کرو گی "

ونیفرڈ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر اس نے بڑی مشکل سے انہیں روکا اور اُس آہ کو بھی ضبط کیا جو اس کے سینہ سے نکلا چاہتی تھی مسٹر وارڈر کو کیا معلوم تھا کہ جسے وہ خوش قسمت تصور کرتا ہے در حقیقت اپنے آپ کو دنیا کی سب سے زیادہ بدنصیب اور تیرہ بخت عورت سمجھ رہی ہے کیونکہ یہ سونا یا اُس کا حاصل کردہ روپیہ اُس صدمہ کے مقابلہ میں جو گسٹیوس کے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے سے اس کو ہوا۔ ونیفرڈ کی نظروں میں کچھ بھی اہمیت نہ رکھتا تھا مگر چونکہ اس عرصہ میں آسمان پر پھر بادل گھر آئے تھے اور کمرہ میں کسی قدر اندھیرا تھا اس لئے مسٹر وارڈر اس کے چہرہ کی تبدیلیوں کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔

تمتمائے ہوئے رخساروں کو خوشگوار معلوم ہوئی۔ اس نے اس خیال سے رفتار تیز کی کہ بدن میں طاقت آنے سے دل کو بھی تقویت ہوگی قریباً دوپہر کو مکان پر واپس آئی تو مسز سلیٹر ڈیوڑھی میں ملی اور کہنے لگی "پیاری ونیفرڈ تمہارا صندوق آگیا میں نے اس کو تمہارے کمرہ میں رکھوا کے قفل لگادیا ہے اور کنجی میرے پاس ہے"۔

نیکدل عورت جسے صندوق کے گم ہونے کا درمیانی واقعہ بالکل معلوم نہ تھا اس کی آمد پر اتنی مسرور ہوئی کہ ونیفرڈ کے چہرہ کے انداز میں کسی طرح کی غیر معمولی تبدیلی اس کو نظر نہ آسکی۔

"کیا اس کے ساتھ کوئی خط بھی آیا تھا؟" ونیفرڈ نے رکتی ہوئی آواز سے پوچھا گو چلی جاتیں ... ہی ... پر شک پیدا نہ کرنے کے خیال سے اپنی آواز کو زیادہ جو حال کے مصائب نے اُس کے سینہ میں پید...

اس دنیا میں دکھ بھوگنے کے لئے ہی پیدا ہوئی تھی تو اس ... پر رکھ کر لایا تھا اور میں سے ایک تھی جو بے گناہ ہوتے ہوئے اس دنیا میں سب ... اور اس آدمی کو سہنے پر مجبور ہوتے ہیں جن کی نیک کرداری بھی ان کو ان عقوبتوں سے رکھ سکتی جو دنیا کے گنہگار شخصوں کی نسبت بہت زیادہ اُن کو سہنی پڑتی ہیں ... بدنصیب ونیفرڈ! ناکردہ گناہ ونیفرڈ! . . .

دن کا باقی حصہ اُس نے وہیں اپنے کمرہ میں رہ کر گزار دیا آخر جب گہری شام ہوگئی تو اپنی جگہ سے اٹھی اور کھڑکی کی راہ سے باہر کی طرف دیکھنے لگی نحوست کی اُن کالی گھٹاؤں کی مانند جو اُس کے سر پر چھا رہی تھیں آسمان پر ابر تیرہ و تار محیط تھا اسے مطلق اشتہا نہ تھی اس لیئے بھوکی پیاسی اپنا ہی خون جگر پی کر نیند لینے کے خیال سے چارپائی پر لیٹ گئی مگر اس طرح کی بے تابی میں نیند کسے آتی؟ اسی طرح پڑی کروٹیں لے رہی تھی کہ اتنے میں مینہ کا زور دار جھڑا کا شروع ہوا

ایک فرضی قصہ اس بارہ میں بیان کیا کہ مسٹر پک نے ایک اشد ضروری کام کی وجہ سے اپنا ایک کارکن گسیٹوس کو واپس لانے کے لئے بھیجا تھا اور چونکہ فوری واپسی کی تاکید تھی اس لئے کل شام رخصت ہونے سے بیشتر وہ آپ کو سلام کرنے کے لئے بھی نہ آ سکا ونیفرڈ نے یہ حکایت کچھ اس انداز سے بیان کی کہ بڈھے کا اطمینان ہوگیا اور چونکہ وہ اپنے ساتھ مصلحتاً کچھ نئے کپڑے اور کھانے کی اچھی اچھی چیزیں بھی لیتی آئی تھی اس لئے بیرنگٹن کی توجہ ان چیزوں پر لگ گئی اور اُس نے گسیٹوس کے بارہ میں مزید استفسار ضروری نہ سمجھا۔

قید خانہ سے چل کر ونیفرڈ مسٹر وارڈر کے دفتر میں گئی اور اُسے سونے کے صندوق کی وصولی کی اطلاع دی مسٹر وارڈر نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ "میں بہت جلد سونا بکوا کر اُس کی نقد قیمت وصول کرنے کا انتظام کردوں گا تاکہ وہ روپیہ عند الضرورت کام آ سکے"۔

"مگر ہاں۔ یاد آ گیا" دفعتاً اُس نے کہا "ابھی ایک شخص میرے پاس آیا تھا جو تمہارے معاملات سے بہت دلچسپی لیتا ہے غالباً تم سمجھ گئی ہوگی میرا اشارہ مسٹر ڈلہم کی طرف ہے میں نے اس کو بھی تمہاری خوش نصیبی سے واقف کردیا ہے اور میں امید کرتا ہوں تم اس پر اعتراض نہ کروگی"۔

ونیفرڈ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر اُس نے بڑی مشکل سے انہیں روکا اور اُس آہ کو بھی ضبط کیا جو اس کے سینہ سے نکلا چاہتی تھی مسٹر وارڈر کو کیا معلوم تھا کہ جسے وہ خوش قسمت تصور کرتا ہے درحقیقت اپنے آپ کو دنیا کی سب سے زیادہ بدنصیب اور تیرہ بخت عورت سمجھ رہی ہے کیونکہ یہ سونا یا اُس کا حاصل کردہ روپیہ اُس صدمہ کے مقابلہ میں جو گسیٹوس کے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے سے اس کو ہوا۔ ونیفرڈ کی نظروں میں کچھ بھی اہمیت نہ رکھتا تھا مگر چونکہ اس عرصہ میں آسمان پر پھر بادل گھر آئے تھے اور کمرہ میں کسی قدر اندھیرا تھا اس لئے مسٹر وارڈر اُس کے چہرہ کی تبدیلیوں کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا۔

"صاحب آپ نے بہت اچھا کیا کہ مسٹر ڈلہم کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی" ونیفرڈ نے کہا وہ میرے عنایت فرما اور محسن ہیں ۔ ۔ "

"مسٹر ڈلہم کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوگی ہے" مسٹر وارڈر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "کہ تمہارے دادا کے مقدمہ کی پیروی اب اور لوگ کریں گے اور یہ کہ ان کا مقدمہ مسٹر ہیرلے سے واپس لے لیا گیا ہے یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اس مقدمہ کے معاملہ میں مسٹر ڈلہم کی حالت عجیب ہے وہ تمہارے دادا سے ہمدردی رکھتے ہوئے بھی اپنے باپ کی کھلم کھلا مخالفت نہیں کر سکتا تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ اس کی نظروں میں مسٹر ہیرنگٹن انتہا درجے مظلوم ہیں اور وہ برملا کہتا ہے کہ ان پر ناجائز سختی کی گئی ہے بات پوشیدہ ہے" مسٹر وارڈر نے آواز دبا کر کہنا شروع کیا "مگر راڈرک ڈلہم بارہا سوچنے لگتا ہے کہ شاید مسٹر ہیرلے اور اس کے باپ میں کوئی خفیہ سمجھوتہ چلا آتا ہے میں نے احتیاطاً اس رقعہ کا ذکر اس سے نہیں کیا جو تمہارے دادا کو کسی شخص نے بھیجا ہے کیونکہ معاملہ اس قدر نازک ہے کہ منہ سے نکلا ہوا ایک بیجا لفظ بھی اس کو انتہا درجے پیچیدہ بنا سکتا ہے۔"

"مگر کیا آپ کی اپنی رائے یہی ہے" ونیفرڈ نے فکر مند لہجہ میں پوچھا کہ مسٹر ہیرلے دادا سے فریب کرتا رہا ہے ؟"

"حیران ہوں اس کا کیا جواب دوں" مسٹر وارڈر نے کہا "اگر مسٹر ہیرلے نے تمہارے دادا سے بیوفائی کی ہے تو اس کی تہ میں ضرور کوئی خاص بات ہوگی گر وہ ایماندار ہوتا تو مقدمہ جیتنے کی انتہائی کوشش کرتا اگر اس کو روپے کی ہوس ہوتی تو اس صورت میں بھی لازم تھا مقدمہ کو کامیاب خاتمہ تک پہنچاتا تاکہ اس ذریعہ سے اپنا محنتانہ وصول کر سکتا یا کم از کم تضیع اوقات ہی سے بچتا مگر ہم دیکھتے ہیں اس نے دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں کی۔ رقعہ ایک مرد ثالث کا معلوم ہوتا ہے۔ باہر سے خط روانہ کرتا ہے کہ میں اس شخص کی طرف سے خبردار رہنا چاہیے اس کے معنی جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں یہی ہو سکتے ہیں کہ ضرور وہ سر جان ڈلہم سے ملا ہوا ہے اور انہی کی تحریک پر مقدمہ کو لمبا کئے جاتا تھا۔"

"آپ کا خیال بیشک صحیح ہے" ونیفرڈ نے تسلیم کیا "مگر گستاخی و غمم مسٹر واڈ بک ڈیلم کو یہ سوچ کر ہوتا ہوگا کہ اس کا اپنا باپ اس طرح کی ناجائز کاروائی عمل میں لا رہا ہے"

"میری عادت ہے کسی کے برخلاف اُس وقت تک برے خیال کو دل میں جگہ نہیں دیتا جب تک ایسا کرنے کی معقول وجوہات نہ ہوں" مسٹر وارڈر نے پرخیال انداز سے کہا "ٹمپرلے کے متعلق بھی میں صرف اس لئے شبہات کو دل میں جگہ دینے لگا ہوں کہ اس وقت تک جو حالات معلوم ہوئے ہیں اُن کی بنا پر میں ایسا کرنے کے لئے مجبور ہوں اور اگر میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں تو عنقریب ثابت ہو جائے گا کہ تمہارے والد کی لمبی حراست محض امر اتفاقی نہیں بلکہ درحقیقت اس غریب کو ایک گہری سازش کا شکار بنایا گیا ہے جس کا آغاز مسٹر والڈرن نے کیا تھا مگر جس کی تکمیل مسٹر ٹمپرلے کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے میں امید کرتا ہوں چند روز کے عرصہ میں ہر ایک بات واضح اور صاف ہو جائے گی"

اس کے تھوڑی دیر بعد جب ونیفرڈ رخصت ہوئی تو دل ہی دل میں حال کے واقعات پر غور کر رہی تھی یہ بات قابل ذکر ہے کہ گو مسٹر وارڈر کو اشارتاً جتلایا گیا تھا کہ مسٹر ٹمپرلے کے برخلاف کسی کا بھیجا ہوا ایک تنبیہی خط موصول ہوا ہے تاہم مسٹر ہارگریو کا نام اس سلسلہ میں نہیں لیا گیا تھا۔ گویا ہنگلے کی تاکید کے مطابق اُس خط کا ماخذ پوشیدہ ہی رکھا گیا۔

ونیفرڈ بحر تفکرات میں ڈوبی ہوئی مکان کی طرف چلی جا رہی تھی کہ آلڈرس گیٹ سٹریٹ کے پاس مسٹر ڈیلم اس کو ملا۔ وہ چلتا چلتا ٹھیر گیا لیکن جب اُس نے ونیفرڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہلایا تو یہ دیکھے بغیر نہ رہ سکا کہ اس کے چہرہ کی رنگت زرد اور اس پر فکر و اندوہ کے آثار نمایاں تھے گہری تشویش کے لہجہ میں کہنے لگا "ونیفرڈ مسٹر وارڈر کی زبانی سارے حالات سننے کے بعد میں سمجھنے لگا تھا کہ تمہاری تکلیف و مصیبت کا زمانہ گزر گیا اور اب خوشی اور اقبال مندی کا دور شروع ہے مگر میں دیکھتا ہوں تم اب بھی اتنی ہی فکر مند و پریشان نظر آتی ہو۔۔۔"

ونیفرڈ کچھ جواب نہ دے سکی اُس نے ضبط کی بہت کوشش کی مگر آنسوؤں کے قطرے بے اختیار اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔

"عزیز لڑکی سچ بتا کیوں تو اتنی غمگین ہے؟" راڈرک ڈلہم نے حیرت زدہ ہوکر پوچھا "کونسی نئی مصیبت تجھ کو پیش آئی کہ تیرے رخسار پر آنسو بہے جاتے ہیں اب تیرے پاس مال ودولت کی کمی نہیں گسٹوس بھی واپس آگیا کیا اس کا مطلب یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ تجھے شادی پر رضامند کرنے میں کامیاب نہیں ہوا؟"

"مسٹر ڈلہم" ونیفرڈ نے سسکیاں لیتے ہوئے جواب دیا "میں آپ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتی دراصل میرے اور گسٹوس کے درمیان ہر ایک بات ہمیشہ کے لیئے ختم ہوگئی!"

"ونیفرڈ . . . کیا کہتی ہے!" راڈرک ڈلہم نے اور بھی زیادہ متعجب ہوکر پوچھا "عزیز لڑکی تو نے بڑی غلطی کی۔ تجھے انکار واجب نہ تھا اب نہ صرف تو نے اپنی خوشی برباد کی بلکہ میرے خیال میں اس کو بھی ہمیشہ کے لئے آزردہ کردیا۔"

"صاحب میرا قصور کچھ نہیں" ونیفرڈ نے جواب دیا "مبادا آپ مجھ کو سنگدل خودغرض یا بے مہر سمجھیں میں اصل حقیقت ظاہر کئے دیتی ہوں واقعہ میں گسٹوس کو کسی اور سے محبت تھی۔ اُس نے محض دیرینہ تعلقات کا خیال کرکے عنایت و فیاضی کی راہ سے مجھ سے شادی کرنے کو کہا تھا مگر اتنے میں دوسری خاتون اُس کی دعویٰ دار بن کر آ گئی وہ جمیکا کی رہنے والی سلونے رنگ کی بڑی خوبصورت عورت تھی جو قریباً دو تین دن ہوئے گسٹوس کی تلاش میں اس جگہ آئی تھی۔"

"کیا! سلونے رنگ کی خوبصورت خاتون؟" ڈلہم نے متعجبانہ پوچھا "اُس کا نام تم کو معلوم ہے؟"

"ہاں" ونیفرڈ نے جواب دیا "ایملی پینک"

"بس معلوم ہو گیا۔ وہی ہے!" ڈلہم نے کہا "اور کیا گسٹوس چھریرے بدن کا دراز قد نوجوان نہیں ہے؟"

"جی ہاں وہی" ونیفرڈ نے کہا "مگر آپ نے ایملی پنک کو کیسے جانا؟"

"میں نے ایک روز اُس کو دسٹ اینڈ کے ایک ہوٹل کے باہر دیکھا تھا" ڈلہم نے جواب دیا "وہ گاڑی سے اتر کر ہوٹل کے اندر جانے لگی تھی کہ ایک گرہ کٹ لڑکا اُس کا بٹوہ اڑا کر لے چلا وہ تو میری موجودگی سے اسکی نقدی بچ گئی ورنہ شاید سب کچھ ہاتھ سے دے بیٹھتی۔ بعد ازاں ایک روز ہوٹل کے پاس سے گذرتے ہوئے میں نے ایک نوکر سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ مس ایملی پنک اُسکا نام ہے۔"

"کیا وہ بے حد خوبصورت تھی؟ ونیفرڈ نے مشکل سے آہ ضبط کر کے پوچھا۔ اور اس کے بعد دفعتاً کیا گسٹوس کو بھی آپ نے دیکھا ہے . . . ؟"

"ہاں قریباً ایک گھنٹہ بیشتر" مسٹر ڈلہم نے جواب دیا۔ "میں سینٹ پال کے گرجا کے پاس سے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک گاڑی ڈاکٹرز کامن کے پاس آ کر ٹھیر گئی اور ایک خوبرو نوجوان نے مس پنک کو سہارا دے کر اتارا جس کے بعد وہ دونو عمارت کے اندر چلے گئے!"

ونیفرڈ کے لئے یہ جاننا بہت مشکل نہ تھا کہ دونو کس مطلب کے لئے وہاں گئے تھے اور گو یہ امر واقعہ ہے کہ دو خوشی سے گسٹوس کو ایملی پنک سے شادی کرنے کی اجازت دے چکی تھی یہ زبردست ایثار اُس نے اپنی مرضی سے قبول کیا تھا اور یہ کہہ کر اپنے جی کو حوصلہ دینے کی کوشش بھی کی تھی۔ کہ گسٹوس خوش رہے تو میرے لئے کافی ہے تاہم اب جس وقت اس نے مسٹر ڈلہم کی زبانی گسٹوس اور ایملی کے شادی کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹرز کامن جانے کا حال سنا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ گویا رنج و غم کا پہاڑ اسکے سر پر ٹوٹ پڑا

اُسے اپنا دل سینہ کے اندر بیٹھتا معلوم ہوا چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی اور ٹانگیں بے اختیار لڑکھڑانے لگیں۔

"ڈینفرڈ" مسٹر ڈلہم نے اُس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر اُس کا ہاتھ دباتے ہوئے جلدی سے کہا "کیا نادانستہ میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جو تمہارے لئے باعث رنج تھی؟"

"جی نہیں" لڑکی نے غمناک لہجہ میں جواب دیا "اب میرے لئے رنج و غم کرنا بے سود ہے میں اب جی کو سنبھالنے کی کوشش کروں گی اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دوں گی۔ ۔ ۔"

"ڈینفرڈ میرے بازو کا سہارا لیکر میرے ساتھ ساتھ چل" مسٹر ڈلہم نے کہا "ایسا نہ ہو تیری بدلی ہوئی حالت دیکھ کر لوگ متعجبانہ کھڑے ہو جائیں میں درخواست کرتا ہوں اپنے جذبات کو ضبط کر مجھ سے تیری پریشانی دیکھی نہیں جاتی۔ خدا معلوم کیا بات ہے کہ تیری قسمت میں نت نئی مصیبتیں لکھی ہیں۔ ۔ ۔ اوہ مگر کیوں نہیں تم مجھ کو اپنی راحت کا محافظ بنانا منظور کرتیں؟ کیوں نہ ہاتھ مجھے دینے سے انکار ہے جس کا میں اتنا آرزومند ہوں ایک روز تم نے کہا تھا کہ میں نے تمہاری جان بچائی ہے کیا اب اپنی خوشی کو بچانے کا فرض بھی تم میرے ذمہ نہیں ڈال سکتی ہو؟ اس کے علاوہ ڈینفرڈ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب تم بے حد مالدار ہو گی اور مجھے مفلسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ ۔"

"مسٹر ڈلہم یہ آپ کیا کہتے ہیں! اور یہ بات کس طرح ممکن ہو سکتی ہے؟" ڈینفرڈ نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"میں غلط نہیں کہتا" راڈرک ڈلہم نے سنجیدگی سے جواب دیا "یہ امر واقعہ ہے کہ تمہارے دادا عنقریب مقدمہ جیت کر اپنی جائداد اور دولت کو از سر نو پائیں گے اور مقدمے کا فیصلہ میرے والد کے حق میں تباہی بخش ہوگا کل ہی مجھ کو بعض حالات معلوم ہوئے ہیں جن کی بناء پر میں یہ سمجھنے کے لئے مجبور ہوں کہ وہ ساری جائداد جو آج تک ہمارے قبضہ میں رہی ہے تمہارے دادا کو مل جائے گی اور ہمیں مفلس قلاش بننا پڑے گا ڈینفرڈ" اُس نے لرزتی ہوئی آواز سے کہا "تم خوب سمجھ سکتی ہو کہ والد کی تباہی اور میری بربادی دونو چیزیں برابر ہیں۔"

ونیفرڈ کے بدن میں ہلکی تھرتھری پیدا ہوئی اور چونکہ وہ ڈلہم کے بازو پر جھکی ہوئی تھی
اس لئے وہ بھی اس کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا تھوڑی دیر وہ چپ چاپ سارے حالات پر
غور کرتی رہی یہ آخری اپیل اس مرد فیاض کی طرف سے جس کے لاتعداد احسانات اس پر تھے
دل کو متاثر کرنے والی تھی اور ناظرین کو معلوم ہے کہ نیک کردار لڑکی کس طرح ہر موقعہ پر بڑے
سے بڑے ایثار کے لیئے آمادہ رہتی تھی ۔

"مسٹر ڈلہم" آخر کار اس نے کہا "آپ کو تباہ و برباد ہوتے دیکھنا . . بخدا میرے
لیئے ناقابل برداشت ہوگا ۔ میں دنیا کی کڑی سے کڑی مصیبتیں جھیل سکتی ہوں مگر آپ کو
مبتلائے مصیبت دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی آپ نے میری جان بچائی تھی ۔ وہ آپ کی امانت ہے
آپ کی خدمت گزاری کے لیئے میں وہ جان حاضر کرنے کو تیار ہوں جو حکم آپ دیں گے
میں کسی حال میں انکار نہ کروں گی ۔"

"ونیفرڈ میرے لئے تم پر جبر کرنا ناممکن ہے" راڈرک ڈلہم نے کہا "میں ایک درخواست
پیش کرتا ہوں اگر تم خوشی سے اس کو قبول کرو تو میرے لیئے عین راحت ہے لیکن اگر تم کو
انکار ہو تو میں پھر بھی شکایت نہ کروں گا ۔ بالفرض تم مجھ سے شادی کرنا قبول کرو . . ."

"آہ مگر یہ کس طرح ممکن ہے کہ چند روز پیشتر انکار کرنے کے بعد میں پھر آپ سے
شادی کے لیئے آمادہ ہو جاؤں" ونیفرڈ نے نگاہیں نیچی کر کے جواب دیا "میرے خیال میں اگر
میں ایسا کرنا چاہوں بھی تو خود آپ کو انکار ہو گا ۔"

"مجھ کو . . . دنیا کی سب سے قیمتی دولت قبول کرنے سے انکار ہو!" مسٹر ڈلہم نے
پر جوش لہجہ میں کہا "آہ یہ کس طرح ممکن ہے ؟ ونیفرڈ میں جانتا ہوں تیرا دل کسی اور کی محبت
رکھتا تھا مگر میں رفتہ رفتہ اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گا میں ہر وقت
تیری خوشی اور راحت کی کوشش کروں گا . . ."

"کہیئے" ونیفرڈ نے شرم سے گردن جھکا کے جواب دیا "آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے

تھے۔ پھر چپ کیوں ہوگئے؟"

"بس میں اتنا ہی اور کہنا چاہتا ہوں" راڈرک ڈلہم نے تقریر جاری رکھ کر کہا کہ اگر ہم دونوں خفیہ طور پر شادی کر لیں اور اُس کی اطلاع فی الحال نہ تمہارے دادا کو ہو اور نہ میرے باپ کو تو اس میں برائی کچھ نہیں۔ میں حالات کی بنا پہ جان چکا ہوں کہ مقدمہ کا فیصلہ عنقریب ہونے والا ہے۔ وہ فیصلہ اگر میرے باپ کے حق میں ہوا تو تم میرے ذریعہ سے مالدار بن سکو گی اور اگر تمہارے دادا کے حق میں ہو گیا تو پھر تمہاری بدولت مجھ کو کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑے گا اس آخری صورت میں تم یقیناً اپنے دادا کی جائداد اور دولت کی وارث ہوگی کیونکہ گسٹوس غرب الہند کی ایک مالدار خاتون سے شادی کرنے کے بعد کافی دولت بن چکا ہوگا اور اُسے کسی مزید روپے کی حاجت نہ ہوگی۔"

"مسٹر ڈلہم آپ نے سارا معاملہ بڑی صفائی کے ساتھ واضح کیا ہے" ونی فرڈ نے سوچ کر جواب دیا "لیکن مہربانی سے مجھ کو اس سوال پر غور کرنے کی مہلت دیجئے۔ ۔ ۔"

"بڑی خوشی سے" ڈلہم نے کہا "تم اگر چاہو تو ہفتہ عشرہ غور کرنے کے بعد جواب دے سکتی ہو کیونکہ میں ایسے نازک معاملوں میں جلدی کا قائل نہیں ہوں۔"

"میں صرف ایک دن کی مہلت طلب کرتی ہوں" لڑکی نے نرم آواز سے کہا "کل اسی وقت اسی مقام پر دوبارہ مجھ سے ملیے میں اپنا آخری جواب اُس وقت عرض کروں گی۔"

اُس نے رخصت کی نشانی میں اپنا ہاتھ مسٹر ڈلہم کو پیش کیا اور اس کے بعد تیز چلتی مکان کی طرف چولی ایک مرتبہ بھی اُس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ابھی اُس کو مکان پر آئے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ مسٹر وارڈر ایک آدمی کو ساتھ لئے آگئے معلوم ہوا یہ شخص سونے چاندی کا دلال تھا اُس نے سونے کی مختلف ڈلیاں نکال کے کسوٹی پر اُن کی جانچ کی مال سولہ آنے کھرا تھا۔ اسی وقت سودا ہو گیا اور اس کے دوسرے دن چودہ ہزار پانسو پونڈ کی رقم مسٹر وارڈر نے اپنے نام سے ونیفرڈ ہیرنگٹن کے نام پر بنک آف انگلینڈ میں جمع کرا دی۔

باب ۳۷

نیپلز

قصہ کا منظر اب شہر نیپلز میں بدلتا ہے۔

قریباً اُسی زمانہ میں جس کا حال پیشتر قلمبند ہوا ہے یعنی ڈینفرڈ کے مقدمہ کی سماعت اور اس کی بریت کے ایک یا سوا مہینہ بعد دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں چارلس ڈی ویر سفیر دربار نیپلز کے اتاچی کی حیثیت میں اپنے نئے عہدہ کا چارج لینے خطۂ جنوب کے اس خوشنما شہر میں پہنچا۔ چونکہ سفیر صاحب کسی کام کے لیئے انگلستان گئے تھے اس لئے چارلس ڈی ویر اُن کی ہمراہی میں اس جگہ آیا۔ اُس کی ماں مسنر ڈی ویر کو کچھ عرصہ بعد اس جگہ پہنچنا تھا ادھر ایک مدت سے اس بیچاری کی صحت خراب تھی حتیٰ کہ جب چارلس کی روانگی کا وقت آیا تو وہ اتنی کمزور تھی کہ بیٹے کے ہمراہ نہ آسکی تاہم اس نیک سیرت خاتون نے محض اس خیال سے کہ بیٹے کو فکر و تشویش نہ ہو جہاں تک ممکن تھا اپنی تکلیف کو چھپایا اور بیٹے سے یہ بہانہ کیا کہ میں یہ کوٹھی جس کا کرایہ نامہ انہی کے نام تھا کسی دوسرے شخص کو دے کر اور اسباب فروخت کر کے تمہارے پاس چلی آؤں گی یہی باعث تھا کہ جب نوجوان ڈی ویر نیپلز پہنچا تو ماں اُس کے ہمراہ نہ تھی۔

چارلس نے اچھی تعلیم پائی تھی وہ نہ صرف فرانسیسی زبان بڑی روانی سے بول سکتا تھا بلکہ اطالوی میں بھی اچھی دست گاہ رکھتا تھا اور جب سے اتاچی کے عہدہ پر اس کا تقرر عمل میں آیا وہ اس پر اور بھی زیادہ محنت کیا کرتا تھا چنانچہ اب اتنی مہارت اس کو ہو گئی تھی کہ اس زبان کو سمجھ تو پوری طرح لیتا تھا مگر بولنے میں صرف اظہار مدعا کے لائق الفاظ اُس کو یاد تھے۔

ہم نہیں چاہتے کہ اس جگہ سلسلہ داستان روک کر نیپلز کے سفارت خانہ کے

حالات بیان کرنا شروع کریں یا اُن فرائض کی کیفیت درج کریں جو نوجوان ڈی ویر کو اس جگہ رہ کر ادا کرنے تھے دربار نیپلز کے شان وشکوہ پر اظہار خیالات بھی لاحاصل معلوم ہوتا ہے اور نہ ہمارے خیال میں ان معاملات ہی کو اظہار طلب سمجھا جا سکتا ہے جو انقلابی تحریک کے اس نہ بھولنے والے سال ۱۸۴۸ میں یورپ کے ہر حصہ میں سلگی ہوئی آگ کا دھواں پھیلا رہے تھے شہر نیپلز کے قدرتی موقعہ۔ اُس کی آب وہوا کی خوبی یا عمارات کی لطافت و خوش اسلوبی کا ذکر لے بیٹھنے کی بھی ظاہرا کوئی حاجت نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ نیپلز جنوبی یورپ کا سب سے خوشنما شہر ہے جس کے سامنے ایک عالیشان خلیج اور پس پشت وسوویس کا آتش فشاں پہاڑ اُس دیو آتشیں کی مانند جو وقت آنے پر شعلہ ہائے تیز خارج کرنے کو تیار ہو حفاظت کے لیئے کھڑا ہے۔ شہر کے باشندوں کے آداب و اطوار یا اُن کے عادات کا ذکر شروع کرنا بھی ہمارا کام نہیں اس لیئے ساری باتیں چھوڑ کر ہم اپنی داستان کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔

دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں ایک روز کا ذکر ہے کہ چارلس ڈی ویر جس کو یہاں آئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے شہر کے بازاروں کا گشت کرنے اور ضرورت کی کچھ چیزیں خریدنے گھر سے چلا۔ موسم دن بھر نہایت خوشگوار رہا تھا اور گو سر شام سمندر کی طرف سے آنے والی ہوا نے خنکی پیدا کردی تھی تاہم اس سے موسم کے اعتدال پر کوئی اثر پیدا نہ ہوا تھا چارلس کو پھرتے پھراتے رات کے آٹھ بج گئے لیکن چونکہ گھر میں کوئی خاص کام نہ تھا اس لیئے اُس نے فوراً ہی پلٹنے کا ارادہ نہ کیا بلکہ مختلف بازاروں کی سیر کرتا شہر کے دور افتادہ حصہ کی طرف نکل گیا کبھی کبھی وہ کسی ہوٹل یا رستوران کے دروازہ پر کھڑا ہو کر خلقت کی چہل پہل دیکھنے لگتا۔ اس کے بعد پھر آگے کو چلنا شروع ہو جاتا تھا اسکے خیالات کسی ایک معاملات پر لگے ہوئے تھے کبھی نگاہ تخیل اُس الوداعی ملاقات کی طرف جاتی جو ایگنس سے ہوئی تھی جس سے اُس کو بے پایاں محبت تھی اور جس کے ان

لفظوں کو یاد کر کے کہ وہ اس کی ہو چکی اُس کا دل مسرت سے معمور تھا اُسے اُس کے وہ الفاظ بھی یاد آئے جو رخصتی ملاقات میں اُس نے فلاریل کا ذکر کرتے ہوئے اُس سے کہے تھے اس موقعہ پر اگنیس نے اس سے پوچھا تھا کہ اُس بدنامی کی وجہ سے جو بدنصیب فلاریل کے حصہ میں آئی ہے میری نسبت تو تمہارے خیالات میں تبدیلی نہیں ہوئی؟ جواب میں جس طرح اُس نے اگنیس کو چھاتی سے لپٹا کے اطمینان بخش لہجہ میں کہا تھا "نہیں جان سے پیاری یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ میں اُس کی خطا کا بوجھ تیرے سر پر ڈالوں" یہ اور ایسی ہی باتیں رہ رہ کے اُس کو یاد آتی تھیں۔

ان سے ہٹ کر اُس کے خیالات کی رَو مستقبل کی طرف گئی جو ہر طرح پُر امید و روشن تھا اس نے سوچا کہ جو آسامی مجھ کو ملی ہے اگر اُس میں محنت اور جان کاہی سے کام کرنے پر برابر ترقی ملتی گئی تو عین ممکن ہے آگے چل کر دولت و عزت دو نو باتیں حاصل ہو سکیں وہ یہ سوچ کر دل میں خوش تھا کہ اُس وقت جب میں کسی اچھے عہدہ پر پہنچ کر اگنیس سے شادی کروں گا تو ہماری زندگی کس مسرت و اطمینان کے ساتھ بسر ہوگی پھر اُس کے خیالات اُس مقدمہ کی طرف بھی گئے جس میں اُس کو استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ پیش ہونا پڑا تھا اور جس میں فرض کی مجبوری نے اُس کو ونیفرڈ کے برخلاف شہادت دینے پر مجبور کیا تھا اب اُس کے جی کو یہ سوچ کر بے حد خوشی حاصل تھی کہ وہ بے گناہ قرار پا کے بری ہو گئی تاہم وہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اگر وہ بے قصور تھی تو پھر قاتل کون تھا؟ اور اتنی زبردست شہادت کی موجودگی میں جو حالات نے اس کے برخلاف پیدا کی تھی اس کی رہائی کیونکر ممکن ہوئی؟

خیالات کی اس بڑھتی ہوئی الجھن میں وہ اس بات سے بالکل بے خبر کہ اس کے پاؤں کس طرف اُٹھتے جا رہے ہیں آگے ہی آگے چلتا گیا حتیٰ کہ آخر کار اُس نے جانا کہ لاعلمی میں وہ شہر کے اُس حصہ کی طرف نکل آیا ہے جس سے وہ بالکل ناواقف تھا مگر اس سے کوئی نقص

پریشانی اس کو لاحق نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میرے لئے رستہ پوچھ کر واپس چلے جانا سہل ہے اور انتہائی صورت میں وہ گاڑی کرایہ کر کے سفارت گاہ میں واپس جا سکتا تھا جہاں اس کی سکونت تھی۔ تاہم اُس نے دیکھا کہ شہر کا یہ حصہ اتنا بارونق اور آباد نہ تھا جتنا وہ جس میں بیشتر اُس کی آمد و رفت تھی فلاکت اور ناداری کے آثار ہر قدم پر دکھائی دیتے تھے معلوم ہوتا تھا زیادہ تر غریب لوگ ہی اس جگہ بستے ہیں کہیں کہیں دو چار گھر بگڑے ہوئے سپید پوشوں کے بھی نظر آجاتے تھے جن کی خستہ حالی نے اُن کو شہر کے آباد حصہ سے خارج کر دیا تھا تھوڑی دیر چلتے رہنے کے بعد چارلس نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن آسمان چونکہ صاف تھا اور اُسے کسی طرح کی جلدی بھی درپیش نہ تھی اس لئے گاڑی کرایہ کرنے کی بجائے اُس نے رستہ پوچھ کر واپس جانا ہی بہتر سمجھا سب سے پہلے جس شخص سے اس کی ملاقات ہوئی کوئی فرانسیسی تھا جو بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا لیکن چونکہ وہ خود اس شہر میں نووارد تھا اس لئے چارلس تسلی بخش جواب نہ دے سکا اس کے رخصت ہونے کے تھوڑی دیر بعد ایک اور مرد شریف اس کو ملا لیکن چونکہ بازار کے اس حصہ میں بیشتر مکانوں کی کھڑکیاں بند تھیں اور سڑک پر لیمپوں کی کمی تھی اس لئے چارلس نے اُس آدمی کے چہرہ کی طرف ایک اڑتی سی جھلک دیکھی اور پورے طور پر اُس کی صورت نہ دیکھ سکا اُس نے اس آدمی کو اطالوی زبان میں مخاطب کر کے پوچھا "کیا آپ از راہ عنایت مجھ کو بتا سکتے ہیں کہ . . . ؟"

"معاف کیجئے مجھے بہت جلدی ہے" شخص مذکور نے بے تابانہ جواب دیا اور تیز چلتا رخصت ہو گیا۔

وہ کوئی مرد نوجوان تھا اور اُس کے لہجہ میں اخلاق و شرافت کی جھلک پائی جاتی تھی حالانکہ اس کا جواب انتہا درجے روکھا تھا۔ ڈی ویرکی نگاہ نے اس کی رخصت ہوتی ہوئی صورت کا پیچھا کیا تو دیکھا متوسط القامت خوش پوش آدمی ہے جس کے ایک

ڈھیلا لبادہ پہن رکھا تھا جس کے نیچے اُس کی پوشاک بالکل دکھائی نہ دیتی تھی بہر حال وہ لبادہ اس قسم کا تھا جیسا کسی آسودہ حال شریف آدمی کے بدن پر ہی دیکھا جا سکتا ہے پھر یہ بھی اُس نے معلوم کیا کہ اجنبی کے اُس ہاتھ میں جس سے اُس نے چھاتی کے پاس لبادہ کو پکڑ رکھا تھا کسی بیش قیمت جواہر کی انگوٹھی تھی۔ جس کا نگینہ رات کے اندھیرے میں جگمگاتا نظر آتا تھا چارلس نے اس کے لہجہ سے معلوم کیا کہ ملک اٹلی کا رہنے والا ہے اس کے دیکھتے دیکھتے وہ آدمی نظروں سے غائب ہو گیا اور چارلس کسی اور شخص سے رستہ دریافت کرنے کے لیئے آگے چلنے لگا۔

وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک چھوٹے سے مکان کی پیش گاہ نظر آئی جس کی چھت سے لٹکا ہوا لیمپ روشن تھا وہ گھڑی دیکھنے کے لیئے اس لیمپ کے نیچے کھڑا ہو گیا پورے نو بجے تھے اور وہ سوچ ہی رہا تھا کہ نہ معلوم سفارت خانہ یہاں سے کتنی دور ہوگا کہ یکایک مکان کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر کی عورت جس کے پیچھے کوئی نوجوان خاتون تھی جلدی سے باہر نکلی لیمپ کی روشنی میں چارلس نے صرف ایک ثانیہ کے لیئے اُس کم سن خاتون کی صورت دیکھی جو ادھیڑ عورت کے پیچھے پیچھے باہر آنا چاہتی تھی اس کے بعد وہ ایک اجنبی کو باہر کھڑا دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹ گئی چارلس نے اس ایک نظر میں صرف اس قدر معلوم کیا کہ اس کا چہرہ خوشنما اور عہد شباب کے آثار لیئے تھا اتنے میں ادھیڑ عورت پیچھے ہٹنے کی بجائے اُس کے پاس آئی اور کہنے لگی "کیا آپ ہی کا نام کونٹ جولیانو ہے؟"

"نہیں! نہیں! یہ وہ نہیں ہے!" نوجوان عورت نے اس طرح کے لہجہ میں بے تابانہ کہا جس میں گہرے اضطراب یا دہشت کی جھلک پائی جاتی تھی اس کے ساتھ ہی اُس نے دروازہ سے ہاتھ باہر نکال کے ادھیڑ عورت کو اندر کی طرف کھینچا۔

عین اس موقعہ پر کسی خورد سالہ بچہ کے رونے کی دبی ہوئی آواز چارلس کے

کانوں میں آئی لیکن وہ آواز فوراً تھم گئی اور اُس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ نوجوان عورت نے اس کو بہ عجلت اپنی چھاتی سے لگا لیا ہے کیونکہ ظاہراً وہ بچہ اُسی کے پاس تھا۔ بڑی عورت کے پیچھے ہٹنے کی دیر تھی کہ دروازہ بڑے زور سے بند کر لیا گیا جس سے شائد یہ جتلانا مقصود تھا کہ اس مرد نامحرم کو کسی کے مکان کے چھجے میں کھڑے ہونا کسی طرح واجب نہیں ہے۔

چارلس آہستہ آہستہ آگے کی طرف چلنے لگا حالانکہ رفع استعجاب کی کشش اُسی مقام کے آس پاس ٹھیرنے کو مجبور کر رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی پُر اسرار رومان پیش آنے لگا تھا جو دفعتاً اُس کی موجودگی کے باعث رُک گیا۔ اصل حقیقت معلوم کرنے کا شوق قدم اٹھانے نہ دیتا تھا لیکن کسی کے معاملات میں حصہ نہ لینے کا خیال آگے چلنے پر اکساتا تھا اس جد و جہد میں وہ چند قدم آگے چل کر ٹھیر گیا اور مڑ کر اُس مکان کی طرف دیکھنے لگا۔ اس طرح کی عمارت تھی جس میں کسی درجہ اوسط کے شریف گھرانے کی سکونت ہو سکتی ہے وہ ایک جھلک جو اُس کو نوجوان عورت کے چہرہ کی نظر آئی تھی اتنی مدھم اور خفیف تھی کہ وہ نہ تو اُس کا لباس اچھی طرح دیکھ سکا نہ کوئی اور اندازہ ہی اس کے بارہ میں قائم کر سکا۔ محض اتنا اُس کو یاد تھا کہ لڑکی نے سیاہ رنگ کی نقاب چہرہ سے اُٹھا کے سر پر ڈالی ہوئی تھی البتہ اُس ادھیڑ عورت کے بارہ میں جو آگے آگے دروازہ سے باہر نکلی تھی اُس کو بہت سی باتیں دیکھنے کا موقعہ مل گیا تھا چنانچہ اس کو یاد تھا کہ اُس کا چہرہ گندم رنگ سکڑا ہوا اور جھری دار تھا۔ عام اندازہ کے مطابق وہ کوئی درجہ اوسط کی عزت دار عورت تھی جو عین ممکن ہے اسی گھر کی مالکن ہو جس سے وہ باہر نکلی تھی۔

پھر ایک مرتبہ چارلس ڈی ویر نے آگے کی طرف چلنا شروع کیا لیکن دفعتاً یہ سوچ کر ٹھیر گیا کہ اس طرح آگے ہی آگے چلتے جانے سے انگریزی سفارت خانہ سے

اس کا فاصلہ اور زیادہ ہو جائے گا اس لئے پیچھے مڑنا ہی بہتر معلوم ہوا۔ مگر عین اُس وقت وہ جب اُس مکان کے پاس سے گزر رہا تھا جس کے چھتے میں وہ واقعہ پُر اسرار پیش آیا تھا جو پہلے مذکور ہوا ہے دروازہ پھر کھلا اور ادھیڑ عورت نے باہر کی طرف دیکھا چارلس کو خیال آیا کہ گھر والے مجھ کو آس پاس پھرتا دیکھ کر ضرور سمجھنے لگیں گے کہ یہ آدمی کسی فاسد ارادہ سے منڈلاتا پھر رہا ہے پس وہ گلی کے سامنے والے حصہ کی طرف ہٹ کر تیز چلنے لگا تھا کہ وہی عورت اُس کے پیچھے دوڑی دوڑی آئی اور اُس کا بازو پکڑ کے اپنے ملک کی زبان میں کہنے لگی " کیا آپ کسی کام کے لئے اس جگہ پھر رہے ہیں ؟ "

" میڈم یہ نہ خیال کیجئے کہ میں بے مدعا ادھر اُدھر آ جا رہا ہوں" چارلس ڈی ویر نے پر سکون لہجہ میں جواب دیا " اطمینان فرمائیے میں رفع استنجاب کے لیئے اس جگہ نہ آیا تھا . . . "

" تو پھر آپ کا مدعا کیا تھا اور کیوں آپ دروازہ کے آس پاس پھر رہے ہیں ؟ " سن رسیدہ عورت نے تیز سیاہ آنکھیں چارلس کے چہرہ پر اس طرح جما کر پوچھا کہ معلوم ہوتا تھا وہ اُن کے ذریعہ سے اس کی روح کا حال جاننے کی کوشش کرتی ہے۔

" بات تو اصل یہ ہے " چارلس ڈی ویر نے لہجہ استقلال میں بیان کرنا شروع کیا " کہ پہلی مرتبہ جب آپ نے مجھ کو دروازہ کے باہر کھڑے دیکھا تو میں در حقیقت لمپ کی روشنی میں گھڑی کا وقت دیکھ رہا تھا . . . "

" کیا آپ اسی کے رہنے والے نہیں ہیں ؟ " عورت نے دریافت کیا۔

" جی نہیں میں انگریز ہوں اور برطانی سفیر کے دفتر میں کام کرتا ہوں ۔ میں رستہ بھول گیا اور اب چاہتا تھا کسی سے پوچھ کر اپنے مکان پر واپس چلا جاؤں . . . "

" آہ اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ ساتھ آجائیے "۔ عورت نے جواب دیا

"میں آپ کو گاڑیوں کے اڈہ پر پہنچا دوں گی وہاں سے آپ بآسانی گاڑی کرایہ کر کے سفارت خانہ پہنچ سکتے ہیں۔"

مگر الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ پھیلی ہوئی تاریکی سے ایک صورت نمودار ہوئی چارلس نے اس کے لبادہ سے پہچانا کہ وہی آدمی تھا جس نے چند لمحے پیشتر اُس کو رستہ بتانے کی بجائے مصروفیت کا بہانہ کیا تھا مگر اُس کے لمبے کوٹ کا کالر اس طرح اوپر کو اُٹھا ہوا اور ٹوپی اس قدر پیشانی پر جھکی ہوئی تھی کہ چارلس اب بھی اُس کی صورت کو پوری طرح دیکھنے سے قاصر رہا۔

"آخر یہ دیر کیوں ہے اور یہ اجنبی کیا چاہتا ہے؟" لبادہ پوش نے مس عورت کو جلدی سے ایک طرف لے جا کے کافی اونچی آواز میں جو چارلس کے کانوں تک بھی پہنچ گئی پوچھا۔

عورت نے جواب میں چند الفاظ جلد جلد اُس نوجوان کے کان میں کہے جنہیں چارلس نہ سُن سکا اس کے بعد وہ لبادہ پوش فوراً رخصت ہو گیا اور اس کی صورت تاریکی میں دکھائی دینی بند ہو گئی۔

"آیئے میں آپ کو لے چلوں" عورت نے اب چارلس ڈی ویر کی طرف مڑ کر کہا اور وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا کیونکہ گو اُس کا دل واقعات کی حقیقت معلوم کرنے کو بے تاب تھا تاہم اُس کی شرافت دخل درمعقولات ہونے کی اجازت نہ دیتی تھی اور وہ اس بات کو کسی حال میں گوارا نہ کر سکتا تھا کہ کوئی اس کے بارہ میں بُری رائے قائم کرے۔

عورت تیز قدم اُٹھاتی اس کے آگے چلنے لگی اور وہ پیچھے ہو لیا اسی طرح چپ چاپ انھوں نے دو یا تین بازار طے کیے حتیٰ کہ آخر کار عورت اُس کو ایک ایسے مقام پر لے جا کر جہاں کچھ گاڑیاں کھڑی تھیں کہنے لگی۔

"لیجیئے یہاں سے گاڑی کرایہ کر کے آپ بڑی آسانی سے اپنے مکان پر جا سکتے ہیں۔ . . شب بخیر!"

چارلس نے ادھیڑ عورت کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد ایک بند گاڑی کرایہ کر کے گاڑیبان کو سفارت خانہ انگریزی کی طرف چلنے کے لئے کہا مگر جب گاڑی چلنے لگی اور چارلس نے کھڑکی کی راہ سے پیچھے کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اب تک بازار کے سرے پر کھڑی گاڑی کی طرف دیکھ رہی تھی گویا اس بات کا یقین حاصل کرنا چاہتی تھی کہ وہ درحقیقت رخصت ہوتا ہے یا نہیں۔

"کوئی بڑا ہی گہرا راز ہے" چارلس نے اپنے آپ سے کہا جس کا حال یہ لوگ نہیں چاہتے کسی کو معلوم ہو میں اندازہ سے کہہ سکتا ہوں کہ لبادہ پوش آدمی خوش قد اور جوان تھا اور اس بڑھیا کے ساتھ والی عورت کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا عنفوان شباب ہے افسوس میں اصل حقیقت معلوم نہ کر سکا نہ اُن کی صورتیں دیکھنے کا ہی موقعہ ملا۔"

اس اثنا میں گاڑی کئی اندھیری سڑکوں اور بازاروں سے گزر کر ایک گلی میں چلی جا رہی تھی کہ دفعتاً کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی گاڑی کا اگلا حصہ اس طرح نیچے کو گرا کہ چارلس جو بالکل بے تیار تھا سامنے والی سیٹ پر بڑے زور سے گرا اور اُس کا سر اگلی سیٹ کے پشتی حصہ سے ٹکرا گیا جیسا کہ بعد ازاں معلوم ہوا درحقیقت گاڑی کا اگلا دُھرا ٹوٹ گیا تھا لیکن خیر ہوئی کہ چارلس کو پیشانی پر ہلکی خراش آنے یا ذرا کا جھٹکا لگنے کے سوا کسی طرح کی چوٹ نہ آئی۔

لیکن گاڑی کا نقصان چونکہ ناقابل مرمت تھا اس لئے چارلس کو مجبوراً اترنا پڑا اُس نے گاڑی بان کا کرایہ ادا کیا اور اُس سے سفارت خانے کا رستہ پوچھا اُس آدمی نے کئی ایک موڑ بتائے۔ پہلے داہنی طرف ہو کر اتنی دُور جانا۔ پھر بائیں طرف مڑنا علیٰ ہذا القیاس یہ تفصیل چارلس نے ذہن نشین کر لی اور چونکہ آس پاس کوئی اور گاڑی نہ تھی اس لئے باقی رستہ پیدل ہی طے کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن نہ معلوم وہ گاڑی بان کی بیان کردہ تفصیل کو یاد نہ

رکھ سکا یا حال کے پیش آمدہ واقعات نے کچھ ایسا انہماک پیدا کیا کہ وہ سیدھی راہ پر نہ چل سکا بہر حال یہ امر واقعہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ پھر رستہ بھول گیا اور اب جو اُس نے ادھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا شہر کا بالکل ہی غیر آباد حصہ ہے جس میں روشنی کی لالٹینیں ایک دوسرے سے فاصلہ پر لگی ہوئی ہیں۔ دکانیں کبھی کی بند ہو چکی تھیں اور جا بجا اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ اپنے جی میں سوچ ہی رہا تھا کہ کس سے رستہ پوچھے کہ اتنے میں ایک عورت تیز چلتی اس کی طرف آئی پاس آنے پر اس کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا اس کا چہرہ سیاہ نقاب کے اندر چھپا ہوا اور بدن پر ڈھیلا لبادہ تھا مگر اس حالت میں بھی چارلس ڈی ویر نے اندازہ سے معلوم کیا کہ وہی جوان عورت ہے جسے اُس نے چھتنے والے مکان میں ادھیڑ عورت کی پشت پر کھڑے دیکھا تھا اس خیال کی تصدیق یوں بھی ہو گئی کہ لبادہ کے اندر کسی شیر خوار بچے کے رونے کی ہلکی اور دبی ہوئی آواز اس کے کانوں میں آئی۔

"صاحب میں نہیں جانتی آپ کون ہیں" جوان عورت نے تیز اور پُر جوش لہجہ میں کہا مگر چارلس کو اُس کی آواز بہت شیریں معلوم ہوئی" نہیں معلوم آپ کس لئے تھوڑی دیر پیشتر مکان کے چھتنے میں کھڑے تھے خدا کے لیے کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کیجے"۔

"بانو میں حقیقت عرض کرتا ہوں کہ اُس جگہ محض اپنی گھڑی کا وقت دیکھنے کے لئے ٹھہرا تھا" چارلس نے جواب دیا" ورنہ خدا شاہد ہے اور کوئی مقصد در پیش نہ تھا مگر آپ بے حد پریشان نظر آتی ہیں شاید آپ کو کسی مشفق دوست کی رہبری اور امداد کی ضرورت ہے اگر ایسا ہو تو مجھ کو بتایئے میں خدمت گزاری سے ہرگز دریغ نہ کروں گا"۔

چارلس ڈی ویر کے لہجہ اور انداز میں کوئی ایسی بات تھی جس نے نقاب پوش عورت کو اس کی نیک نیتی اور صداقت کا پورا یقین دلا دیا یا ممکن ہے اُس کی ضرورت اتنی شدید ہو کہ اُس نے اتفاقات پر بھروسہ کرنا ہی کافی سمجھا اور اس لئے اس کے بیان کو سچ سمجھنے پر آمادہ ہو گئی ہو بہر حال اُس نے جلدی سے فکر مند لہجہ میں پوچھا۔

"کیا درحقیقت آپ کا تعلق سفارت خانہ برطانیہ سے ہے۔ کیا یہ بالکل صحیح ہے؟"

"بانوئیں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں سرمو اختلاف نہیں" چارلس نے فوراً جواب دیا اور وہ اپنے دل میں جان گیا کہ میرے سفارتی تعلق کی خبر نما لبادہ اس کو اس ادھیڑ عورت کی زبانی ہوئی ہے جو مجھے گاڑیوں کے اڈے تک چھوڑنے ساتھ آئی تھی۔

"اور آپ کا نام؟" جوان عورت نے بے تابانہ پوچھا۔

"مجھ کو چارلس ڈی ویر کہتے ہیں" ہمارے ہیرو نے جواب دیا" فرمائیے میں کیا خدمت بجا لا سکتا ہوں؟"

"صاحب اُس رب کریم کا واسطہ جو ستار و غفار ہے جس طرح ممکن ہو اس ننھی جان کو بچائیے" عورت نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا" اگر آپ اس معصوم بچے کو کسی ایسے مقام پر پہنچا دیں گے جہاں اس کی پرورش حفاظت کے ساتھ ہوتی رہے تو اس کا اجر وہ پاک خدا آپ کو دے گا۔ مہربانی سے کوئی سوال نہ پوچھئے اور نہ اُس وقت تک اس راز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کیجئے جب تک کہ میں خود آپ کو خط لکھوں جیسا کہ میں چند روز کے عرصہ میں کروں گی۔ دیکھئے زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے میری التجا نامنظور نہ کیجئے!"

اس کے لہجہ میں اتنا گداز تھا کہ چارلس پر رقت طاری ہوگئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا خاتون نے ایک خورد سال بچہ کو لبادے میں سے نکال کے وہ ننھی امانت چارلس ڈی ویر کے ہاتھوں میں دے دی اور اس کے بعد دبی آواز میں کہنے لگی" اس کے لئے وہ معبود حقیقی آپ کو برکت دے گا" اور اتنا کہہ کے ایک طرف کو رخصت ہوگئی۔

ہمیں اس واقعہ کے بیان میں کچھ وقت صرف کرنا پڑا ہے لیکن عملی طور پر وہ اس سے بہت کم عرصہ میں پیش آیا تھا۔ کچھ تو واقعہ کی ندرت۔ کچھ اس میٹھی آواز کا اثر جو درد و گداز سے اور بھی پُرتاثیر ہوگئی تھی حیرت ہمدردی اور جوش نے چارلس کے دل پر مسلط ہو کے اسے اتنا متحیر کر دیا کہ وہ ایک آن کے لیے بھی معاملہ کے آغاز و انجام کو نہ سوچ سکا

نیم بے خبری کی حالت میں بچہ اُس کی گود میں دے دیا گیا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عورت نہ معلوم کدھر غائب ہوگئی اور وہ سنسان بازار میں تن تنہا کھڑا رہ گیا۔ اُس کو نوجوان عورت کی صورت دیکھنے کا موقعہ بھی نہ ملا حتیٰ کہ اگر اس کو دوبارہ اسے دیکھنے یا اس سے ملنے کا اتفاق ہوتا تو وہ اُسے بالکل پہچان نہ سکتا۔ شروع میں یہ واقعہ رومان و اسرار کا عنصر لیے تھا مگر ان باتوں کا خاتمہ عورت کی رخصت کے ساتھ ہوگیا اور بعد از وقت چارلس کی آنکھیں اس کے مخدوش انجام کی طرف کھلیں۔ سہ پہر کی رات۔ نو یا دس بجے کا عمل ایک نہ جانے ہوئے شہر کے غیر آباد حصہ میں وہ شیر خوار بچے کو ہاتھوں پر لئے کھڑا تھا۔ نہیں معلوم وہ عورت کون تھی؟ کیوں اس نے بچہ اس کو دیا؟ اور اب اس کی پرورش کا کیا انتظام ہوگا؟ یہ سوالات تھے جو آندھی کی تیزی رفتار سے چارلس کے دماغ میں پیدا ہونے شروع ہوئے۔ یا تو وہ اپنے نتیجاً نہ طرزِ عمل پر مسرور تھا یا اسے اپنی حماقت پر تعجب ہونے لگا۔ وہ اس شہر میں نووارد اور اجنبی تھا۔ کسی سے جان پہچان نہیں۔ اس کی ماں بھی اس جگہ موجود نہ تھی جس سے مشورہ ہی لے سکتا سخت حیران کہ اس معصوم کو گود میں لے کر کدھر جائے اور کونسی جائے پناہ تلاش کرے؟ ادھر اُس عورت کے نہ بھولنے والے الفاظ درد و التجا سے لبریز خانہ دماغ میں جاگزین کہ جس طرح ممکن ہو اس کی جان بچائیے کچھ دیر سراسیمہ رہنے کے بعد آخر کار اُس نے اپنے افسوس پر افسوس کیا اور جی کو سمجھایا کہ جب ایک فرض اپنے ذمہ لیا ہے تو اُس کو پورا نہ کرنا شانِ مردمی سے بعید ہے جس طرح بن آئے اس کام کو کرنا ہی لازم ہے۔

لیکن الفاظ منہ سے کہہ لینا سہل تھا اور عمل انتہا درجے مشکل۔ سوال جو اس کے دل کو پریشان کرنے لگا اُس بچے کی حفاظت کا تھا۔ وہ بہر حال اس کو گود میں اُٹھائے نہ پھر سکتا تھا۔ اچھا ہوا کہ وہ معصوم اب خوابِ شیریں کے مزے لے رہا تھا ورنہ اس کے رونے سے چارلس کی پریشانیاں مضحکہ انگیز حد تک بڑھ جاتیں۔ تھوڑی دیر یہ اُس مقام پر

کھڑا رہنے کے بعد وہ ایک طرف کو چلنے لگا۔ لیکن یہ سوال رہ رہ کر ہتھوڑے کی چوٹ کی مانند دماغ کو پریشان کر رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ کوئی صورت کار نظر نہ آتی تھی۔ مجبور ہو کے جی میں سوچا وہ قادر مطلق جو سب کا محافظ ہے خود ہی کوئی سامان پیدا کر دیگا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہی تھا کہ بے خبری میں اُس مقام کی طرف جا نکلا جہاں کچھ عرصہ پیشتر کرایہ کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا تھا چھ سات آدمی گاڑیبان کی مدد کے لیئے جمع تھے اور خود گاڑیبان پریشانی کے لہجہ میں کہہ رہا تھا "یارو بڑی مصیبت کا سامنا ہے دن بھر انتظار کرتے کرتے یہ ایک سواری ملی تھی اور اُس مرد شریف نے منزل پر نہ پہنچنے کے باوجود کرایہ بھی پورا دے دیا۔ مگر جو نقصان گاڑی کے مالک کو پہنچا ہے وہ تو اس سے پورا نہ ہوگا"

کہتے ہیں جس پر پڑتی ہے اُسی کی طبیعت خوب لڑتی ہے۔ الفاظ نوجوان ڈیوڈ کے کانوں میں پہنچے ہی تھے کہ ایک فوری خیال اسے آیا اُس نے پاس جا کر گاڑی بان کو اشارہ سے ایک طرف بلایا گاڑی والے نے جب دیکھا کہ وہی آدمی ہے جو اُس کی گاڑی پر سوار ہوا تھا تو سب کام چھوڑ کر اُس کے پاس آ گیا مگر اب جو اُس نے ایک ننھا سا بچہ چارلس کی گود میں پڑا سوتا دیکھا تو نگاہ سے بے اختیار حیرت ظاہر ہونے لگی تاہم اُس نے اپنی طرف سے کوئی سوال پوچھنا غیر مناسب سمجھا اور چپ چاپ چارلس کے ساتھ ساتھ چلتا ایک علیحدہ مقام پر پہنچا۔

اس جگہ کھڑے ہو کر چارلس نے اُس سے پوچھا "کیا یہ گاڑی تمہاری اپنی نہیں ہے؟"

"جی مجھ میں اتنی توفیق کہاں" گاڑی بان نے جواب دیا "ایک آدمی سے کرایہ پر لاتا ہوں گھوڑا اپنا ہے روز کی کمائی سے کچھ اُسے دے آتا ہوں کچھ گھوڑے کو کھلاتا ہوں باقی سے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتا ہوں ٹوٹ پھوٹ کا ذمہ وار میں!"

"کنبہ دار ہو؟" چارلس نے دریافت کیا۔

"سرکار پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اب یہ سوچ کر حیران ہوں کہ جب خالی ہاتھ

گھر گیا تو بیٹی ڈیشا... میری بی بی صبح ان کو کیا کھلائے گی؟

"تمہارا نام کیا ہے؟" چارلس نے جلدی سے دریافت کیا۔

"نینو کورسو... اور سرکار فخریہ عرض کرتا ہوں کہ اس نام پر کبھی بے عزتی یا بے ایمانی کا داغ دھبہ نہیں لگا۔"

"اچھا یہ بتاؤ کیا تمہاری بی بی اس بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لے سکے گی؟" ڈی ویر نے دریافت کیا "میں اس کا معقول معاوضہ دوں گا بلکہ اگر چاہو تو پیشگی بھی دے سکتا ہوں اپنی شرافت اور عزت داری کے بارہ میں ہر طرح تم لوگوں کا اطمینان کرا دوں گا لیکن تم کو چاہیئے کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھو اور اس راز کو اپنے ہی تک رہنے دو۔"

"حضور مجھ کو منظور ہے" نینو کورسو نے کہا "اگر آپ میرے بچوں کی پرورش کرتے رہیں گے تو ہمیں خدمت گزاری سے ہرگز انکار نہ ہوگا۔"

"تو اب مجھے اپنے گھر لے چلو وہیں چل کے باتیں کریں گے۔"

"میرا گھر!" گاڑی بان نے ہنستے ہوئے تلخ لہجہ میں کہا "ایک چھوٹا سا چوبارہ ہے جس میں بمشکل گزر کرتے ہیں۔ مگر آیئے آپ دیکھ ہی جوئیں گے۔"

جس جگہ یہ گفتگو ہوئی وہاں ایک لیمپ نصب تھا اس کی روشنی میں چارلس ڈی ویر نے دیکھا کہ نینو کورسو قریباً چالیس سال عمر کا گندم رنگ سڈول آدمی تھا اور اس کے چہرہ پر صداقت و ایمانداری کے آثار نمایاں تھے مقابلہ میں گاڑی بان نے بھی چارلس کی شکل و شباہت دیکھ کر اچھی رائے قائم کی۔ اس روشنی میں چارلس نے بچہ کی طرف بھی دیکھا اور گو اس طرح کے معاملات میں اس کو بہت دسترس نہ تھی تاہم اس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ اس کی عمر ڈیڑھ ماہ کے قریب ہے اس کے بدن پر عمدہ گرم کپڑے اور اوپر ایک شال لپٹا ہوا تھا۔

نینو کورسو چارلس کو ساتھ لیے ایک طرف کو چلنے لگا۔ خوش قسمتی سے جس گھر

میں وہ رہتا تھا وہ اُس مقام کے قریب ہی واقع تھا اس لئے دونو بہت جلد اس جگہ پہنچ گئے نینو اپنے ساتھی کو اندھیری سیڑھیوں کے رستے مکان کی سب سے اونچی منزل پر لے گیا اور اس جگہ چارلس نے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں ان لوگوں کی سکونت ہے مفلسی اور تباہ حالی کے آثار اس کمرہ کی ہر چیز سے نمایاں تھے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے فرش زمین پر ہی پیال کے بستر پر پڑے تھے نینو کورسو کی بی بی قریباً بتیس سال عمر کی منہ لگتی عورت تھی گو فکر و تشویش نے اس کے خوشنما چہرہ پر نمایاں آثار پیدا کر دیئے تھے وہ چونکہ رات کا کھانا تیار کرنے میں مشغول تھی اس لئے فوراً ہی معلوم نہ کر سکی کہ نینو کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی بھی آیا ہے شوہر کو دیکھ کر بڑے تپاک سے اُٹھی اور اُس سے پیار کیا یہ حالت دیکھ کر چارلس ڈی ویر نے دل ہی دل میں سوچا کہ آدمی نیک اور با محبت ہیں خدا کا شکر ہے ان سے ملنے کا اتفاق ہو گیا یہاں اس بچہ کی پرورش اچھی طرح ہوتی رہیگی۔

اتنے میں نینو کورسو نے ڈی ویر کو اندر آنے کے لئے کہا اور مختصر لفظوں میں سارا حال اپنی بی بی سے بیان کیا۔ مینی ڈیٹا اس خدمت کے لئے فوراً آمادہ ہو گئی اور اُس نے بچہ کو گود میں لے لیا۔

ڈی ویر کے پاس خوش نصیبی سے ضرورت کے لائق زر نقد موجود تھا کیونکہ وہ جب بازار سے سودا خریدنے چلا تو کافی روپیہ ساتھ لیتا گیا تھا چنانچہ اب اُس نے شہر نیپلز کے اس قدر سکے جن کی مالیت دس پونڈ کے برابر ہو گی میز پر رکھ دیئے چونکہ ان بیچاروں کے لئے اتنی رقم بھی دولت عظمیٰ کے برابر تھی اس لئے دونو کے منہ سے خوشی کی آوازیں نکلیں اس کے بعد چارلس نے اپنے پتے کا کارڈ نینو کورسو کو دیا جس پر اُس کا امرائی ہونا درج تھا لیکن وہ ایسا نہ کرتا تو بھی اُن لوگوں کو اس کی نیک نیتی اور شرافت کا یقین ہو چکا تھا کیونکہ روپے میں سبھی طرح کی طاقتیں موجود ہیں چارلس نے میاں بی بی کو بچے کی حفاظت کے لئے زور سے تاکید کی اور پھر کسی روز آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوا نینو اسے گاڑی [illegible]

کے اڈے تک لے گیا جہاں سے ایک گاڑی کرایہ کر کے وہ بغیر کسی واقعہ خاص کے سفارت خانہ پہنچ گیا مگر سارا راستہ وہ اس واقعہ پراسرار کو یاد کر کے جو خلاف توقع پیش آیا تھا سخت حیران ہوتا رہا۔

باب ۳۸

نازنین

اُس کے دوسرے دن ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد چارلس ڈی ویر سیر کے لئے شہر کی طرف چلا۔ وہ نہ صرف واقعات حال پر غور کرنا چاہتا تھا بلکہ یہ بھی اُس کی خواہش تھی کہ عنوکویو کا مکان تلاش کر کے اُس بچے کا حال پوچھتا آؤں گا سفارت خانے کا ایک اور اہلکار جو اُس کے ساتھ ہی کام کرتا تھا اُس سے کہنے لگا "آیئے وسوویس کی سیر کرا لاؤں۔" مگر چارلس کو تنہائی کی ضرورت تھی اُس نے انکار کر دیا امر واقعہ یہ ہے کہ اس کا استعجاب حد انتہا کو پہنچ چکا تھا اور وہ شب گزشتہ کے واقعہ پُراسرار کی تہ کا حال جاننے کو بے تاب تھا اُس نے اٹالوی زبان کے ناول افسانے اور اخبار پڑھے تھے اور اُس کو معلوم تھا اس ملک کی روزانہ زندگی میں اتنے پراسرار اور عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جن کا حال قصہ کہانیوں میں بھی نہیں پایا جاتا پس اُس کا خیال تھا کہ اس جگہ رہتے ہوئے جلدی یا دیر میں کوئی نہ کوئی واقعہ عجیب ضرور دیکھنے میں آئے گا مگر اس قسم کے واقعہ کے اتنا جلدی پیش آنے کا خیال بھولے سے بھی اس کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا اُس کو معلوم تھا کہ زندگی کے ان پُر رونق افسانوں میں صرف محبت ہی کام نہیں کرتی۔ حسد کینہ اور جوش انتقام بھی سوسائٹی کی سطح پرسکون کے نیچے اسی طرح موجود ہیں جس طرح وسوویس کے بطن میں کھولتا ہوا لاوا۔ اور گو یہ امر واقعہ ہے کہ چارلس ڈی ویر کو اس معاملہ میں اپنے لئے کسی طرح کا خطرہ نہ تھا

تاہم اصل حقیقت نہ جانتے ہوئے وہ ہر قدم پر محتاط و خبردار رہنا فرض مقدم خیال کرتا تھا
ممکن ہے ناظرین میں سے کوئی صاحب پوچھیں۔ کہ اگر چارلس کو اس واقعہ پر اسرار
سے اتنی گہری دلچسپی تھی۔ تو کیوں نہ اس نے اس مکان کو تلاش کر کے جس کے دروازہ پر دونو
عورتوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ساکنوں کے بارہ میں دریافت حال کی کوشش شروع
کی؟ اس کے لئے اس مکان کو ڈھونڈ لینا اور آس پاس رہنے والے ہمسایوں سے
حالات پوچھنا بہت دشوار نہ ہوتا۔ لیکن سچ یہ ہے۔ خدا نے اس کو شرافت اور بلندی
خیال کے جوہر بدرجہ اتم بخشے تھے۔ اس کل کے زمانہ میں رہتے ہوئے وہ اپنے سینہ
میں عہد قدیم کے شجاعوں کا درد مند دل رکھتا تھا۔ اور ایسا کوئی فعل جو عزت
اور شرافت کی منزل سے گرا ہوا ہو۔ نہ کر سکتا تھا۔ پس اگر ایک لحظہ کے لئے جوش استعجاب
نے غلبہ کیا بھی تو نوجوان خاتون کے التجائی الفاظ کی یاد نے فوراً اسے روک دیا وہ
ان الفاظ کو اب تک نہ بھولا تھا جو پر اسرار خاتون نے بچہ کی حوالگی کے موقعہ پر اس سے
کہے تھے۔ یعنی کوئی سوال نہ پوچھئے اور نہ اس وقت تک راز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش
کیجئے۔ جب تک میں خود آپ کو لکھوں۔ جیسا کہ میں چند روز کے عرصہ میں کروں گی
یہ الفاظ تھے۔ جو اس خاتون نے دردناک لہجہ میں ہمارے ہیرو کو مخاطب کر کے کہے
تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی ان لفظوں میں درخواست کی تھی"۔ زندگی اور موت کا سوال
درپیش ہے۔ میری التجا نامنظور نہ کیجئے"! مانا کہ چارلس ڈی ویر نے اپنی طرف سے
کسی قسم کا وعدہ یا اقرار اس موقعہ پر نہ کیا تھا۔ تاہم حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ
محسوس کرتا تھا۔ کہ اسے کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیئے۔ جو اس خاموش قرارداد کے منافی
ہو۔ جو اس موقعہ پر ان میں میں ہو تی تھی۔ بالفرض وہ اس مکان کو تلاش کرنے جاتا
اور ان عورتوں میں سے کوئی اسے آس پاس پھرتا دیکھ لیتی۔ تو یہی سمجھا جاتا کہ
اس نے درخواست پر عمل کرنے کی بجائے ابھی سے رفع استعجاب کی کوشش شروع

کردی ہے اس کے معنی لازمی طور پر یہ ہوتے کہ نہ اُس میں فیاضی ہے نہ وہ شرافت جس پر بھروسہ کر کے اس خاتون نے بچہ اُس کے حوالہ کیا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی نیک سیرت چارلس نے کسی قدر اونچی آواز میں اپنے آپ سے کہا "نہیں اب چونکہ یہ معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے۔ اس لئے لازم ہے میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہونے دوں جو قابل اعتراض ہو مجھے چاہئیے کہ واقعات کو ان کی رفتار پر چلنے دوں اور دیکھوں کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے"

لیکن گو اس نے یہ ارادہ اپنے دل میں کر لیا تاہم یہ بیان کرنے کی ہمارے خیال میں کوئی حاجت نہیں کہ اس کے جی میں رہ رہ کے بے شمار سوالات پیدا ہوتے رہے۔ عجب طرح کی بے تابی اُسے لاحق تھی چنانچہ اس غیر یقینی حالت کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ اپنے ساتھی اہلکاروں کی صحبت چھوڑ کر تنہائی میں غور کرنے شہر کے بازاروں کا بے مدعا گشت کرنے چلا تھا۔ اسی حالت میں ٹہلتا چلا جاتا تھا کہ ایک گرجا کے پاس سے اس کا گذر ہوا جس کے کھلے دروازہ کی راہ سے باجے کی آواز کانوں میں آتی تھی چارلس ڈی دبر کو موسیقی سے بڑا انس تھا اس کے علاوہ مقامات مقدسہ سے بھی بہت گہری دلچسپی تھی وہ اُس ہم آہنگی سے جو اس طرح کے مساکن میں پائی جاتی ہے بہت متاثر ہوتا تھا۔ چنانچہ ٹوپی ہاتھ میں لئے وہ بے آواز چلتا گرجا میں داخل ہو گیا اور اس مقام کے پاس پہنچا جہاں بہت سے لوگ عبادت میں مشغول تھے زیادہ تر طبقہ متوسط کے آدمی یا غریب لوگ گرجا کے اندر جمع تھے۔ اور جیسا کہ بیشتر رومن کیتھولک ملکوں میں دیکھا گیا ہے عورتوں کی تعداد کافی تھی۔ گرجا کی عمارت بہت خوشنما بنی ہوئی تھی۔ اور وہ اُس کے معبد اور خوشنما آرائش کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ محض اس خیال سے کہ کھڑا رہنے کی صورت میں اُس کی موجودگی بے جا سمجھی جائے گی بلکہ ڈر ہے پابند مذہب لوگوں کے دلوں کو اس سے کسی طرح کا صدمہ پہنچے وہ ایک خالی کرسی دیکھ کر اس پر بیٹھ گیا

جس وقت چارلس اپنی نشست پر آ کے کوچھ کا ہوا بیٹھا تھا اس کی نگاہ مختلف اشخاص پر ہوتی ہوئی ایک خاتون کی طرف گئی جو معبد سے تھوڑے فاصلہ پر بیٹھی تھی اس نے سیاہ مخمل کی چست قمیض پہن رکھی تھی اور اس پتلی نقاب کے اندر سے جسے اس نے چہرے کی طرف

الٹ کے سر پر ڈال ہوا تھا یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہ تھا کہ اس کے سر کی بناوٹ بدرجہ غائیت خوشنما ہے اس نے کسی ہلکے رنگ کا ریشمی سایہ پہن رکھا تھا جس کے اندر سے اعضائے زیریں کی موزونیت کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا تھا آستینیں جو کہنی تک پہنچی تھیں اس کے سڈول بازؤں کو بخوبی واضح کرتی تھیں اور خوشنما سنہرے بال سونے کے مجلا تاروں کی مانند گردن پر ڈھلکے ہوئے تھے چارلس نے گو اس کا چہرہ نہ دیکھا تھا۔ تاہم اس کے نئے اندازہ سے یہ بات معلوم کرنا دشوار نہ ہوا کہ وہ کوئی جوان اور خوبصورت خاتون ہے

ممکن ہے ناظرین میں سے بعض اس بات کو ناپسند کریں کہ چارلس ڈی ویر نے جبین اگنس سے محبت رکھتے ہوئے جس سے وہ عہد وفا کر چکا تھا کسی اجنبی خاتون کی نسبت اس طرح کے خیالات کو دل میں جگہ دی لیکن ہم بیان کر دینا چاہتے ہیں کہ کسی طرح کا فاسد خیال ہمارے نوجوان ہیرو کے دل میں پیدا نہ ہوا تھا۔ اگنس سے درحقیقت اس کو اتنی گہری محبت تھی کہ وہ کسی نامحرم خاتون کے متعلق عشقیہ خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے سکتا تھا اس کا کسی اجنبی عورت پر مائل ہونا تو کیا اگر حالات ایسے پیش آتے کہ اس کا واسطہ کسی نامحرم خاتون سے پڑتا تو وہ یقینی طور پر اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا مگر ان ساری باتوں کے باوجود انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اگر اس نے کسی خوشنما صورت کو دیکھ کر اس سے دلچسپی لی تو اس کے اس فعل کو اگنس کے حق میں بے وفائی پر محمول نہ کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ چارلس اس نازنین کی عبادت گذاری سے بہت متاثر ہوا تھا کیونکہ گو اس کی طرف اس کی پیٹھ تھی تاہم جس گہرے انہماک سے وہ مشغول دعا تھی اس کو دیکھتے ہوئے یہ جاننا مشکل نہ تھا کہ وہ کوئی بڑی ہی پابند مذہب خاتون ہے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد وہ اپنا گرا ہوا رومال اٹھانے ایک طرف کو ہٹی تو چارلس نے پہلی مرتبہ اس کے رخ زیبا کا ایک پہلو دیکھا صرف ایک جھلک اس کے خوشنما چہرہ کی نامی مصور ریمبرانٹ کی تصویروں کی مانند اس کو دکھائی دی مگر چونکہ اس مقام پر کھڑکی کی راہ سے روشنی داخل ہوتی تھی اس لیئے یہ معلوم کرنا بہت دشوار نہ ہوا کہ آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے

اُس کے رخسار پر چمکتے ہوئے بہ رہے تھے پھر بھی اس نے دیکھا کہ وہ جوان اور خوبصورت تھی
چارلس اپنے دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کیوں وہ اس طرح زار زار روتی ہے؟ چونکہ باجے
کی آواز غمناک و دل گداز ہونے کی بجائے پرشکوہ و خوش آئند تھی اس لیے یہ تو غیر ممکن تھا کہ
وہ اس سے متاثر ہو کر رو دی ہو اس کی آہ و زاری کا تعلق خارجی اثرات سے نہیں دلی خیالات ہی سے تھا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد نماز ختم ہوئی اور مجمع منتشر ہونے لگا خلقت کے ہجوم میں اس
نازنین کی دلفریب صورت چارلس کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئی اور اس نے بھی خصوصیت
سے اس کو دیکھنے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ اُس کے پاک دل میں کسی طرح کے بُرے خیالات
کی گنجائش نہ تھی گرجا کے اندر کئی خوشنما ستون تھے اور جا بجا تصویریں اور چھوٹے چھوٹے بُت
سجے ہوئے رکھے تھے وہ ان کو دیکھنے کے لیے ٹھیر گیا اور اس تازہ انہماک میں خوبصورت خاتون
کی یاد دل سے محو ہو گئی۔ اُس کے خیالات کی رو شب گزشتہ کے واقعات کی طرف گئی پھر اُن
سے ہٹ کر اُن خوشنما چیزوں کی طرف لگ گئی جو گرجا کے اندر رکھی تھیں یہ پہلا موقعہ تھا
کہ چارلس کو کسی اطالوی گرجا کے اندر جانے کا موقع ملا اور اس کو بہت سی چیزیں لائق دید
نظر آئیں اتنے میں سب لوگ گرجا سے رخصت ہو گئے اُس نے سوچا ایسا نہ ہو گرجا کا
محافظ میری موجودگی سے لاعلم دروازہ بند کر کے چلا جائے پس وہ باہر نکلنے کے ارادہ سے ایک
طرف کو مڑا مگر چند ہی قدم چلا تھا کہ گریہ و زاری کی آوازیں اس کو سنائی دیں ایسا معلوم ہوتا تھا
کوئی عورت جگر دوز لفظوں میں اپنے آپ کو مطعون کر رہی ہے اور گو الفاظ صحیح طور پر چارلس کے
کانوں میں نہ آتے تھے تاہم اندازہ سے ان کا مفہوم سمجھ لینا مشکل نہ تھا اس دردناک آواز میں
اتنا سوز و گداز تھا کہ ہمارے فیاض ہیرو کا دل متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا: سے بالکل معلوم نہ تھا کہ
آواز کس طرف سے آتی ہے وہ دو ستونوں کے بیچ میں کھڑا تھا اور آہ و بکا کی آوازیں کسی
نادیدہ مقام سے آ رہی تھیں۔ اس خیال سے کہ کسی کے رنج و غم میں دخل انداز ہونا گناہ ہے
وہ رخصت ہونے کے خیال سے ایک طرف کو مڑا اور قدم بڑھایا چاہتا تھا کہ کیا دیکھتا ہے

ایک چھوٹے سے معبد کے پاس کوئی خاتون دوزانو بیٹھی گردن جھکائے رو رہی ہے بس ایک ہی نظر کافی تھی معلوم ہوا وہی نازنین ہے جس کو پیشتر اُس نے اثنائے عبادت میں گریہ و زاری کرتے دیکھا تھا

کسی ارادہ کے بغیر اس کے قدم خود بخود رک گئے اور نگاہ بے اختیار اُس حسینہ کی طرف گئی جو سچے دل سے اپنے گناہوں پر اظہار تاسف کر رہی تھی گہری محویت کی وجہ سے خاتون نے اس کو نہ دیکھا مگر چارلس نے معلوم کیا کہ شکستہ جملے اور رکے ہوئے الفاظ اُس کے منہ سے نکلتے تھے جن کا صحیح مطلب نہ سمجھتے ہوئے بھی اس کے لئے یہ جاننا دشوار نہ تھا کہ وہ رب کریم کی درگاہ میں رحمت اور بخشش کی دعا کرتی ہے اتنے میں اُس عورت نے اپنا خوشنما چہرہ رومال سے ڈھک لیا اور سسکیاں لے لے کر تیز تر رونے لگی۔ پھر دونو بازو چھاتی پر لپٹا لیئے اور چپ چاپ محو دعا ہوئی اب اُس نے کسی مہین کپڑے کی بنی ہوئی خوشنما ٹوپی سر پر اوڑھ رکھی تھی اور وہ باریک نقاب جسے پیشتر اُس نے پشت سر پر دیکھا تھا معبد کی سیڑھیوں پر پڑی تھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چارلس کو اُس کے رخ کا ایک پہلو دکھائی دے جاتا مگر اُس تین یا چار منٹ کے عرصہ میں کہ وہ اُس مقام پر ٹھیرا اُسے اس کی صورت پوری طرح دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ دفعتاً یہ سوچ کر کہ وہ جس بات سے پہلو تہی کرتا تھا وہی پیش آئی یعنی اس خیال سے کہ کسی کے توبہ و استغفار میں دخل انداز ہونا نامناسب ہے وہ دبے پاؤں پیچھے ہٹا اور مصیبت زدہ حسینہ کا چہرہ ایک مرتبہ دیکھے بغیر گرجا سے باہر نکل آیا۔

مگر پوچھا جائے گا کہ اُسے اتنا عرصہ ٹھیرنے کی بھی کیا حاجت تھی؟ محض، یہ کہ اُس کے دل میں ایک جوان اور خوبصورت عورت کو غمناک دیکھ کر اور یہ خیال کر کے کہ اُس کا غم و اندوہ اس کی کسی خطا یا گناہ سے وابستہ ہے رحم کا احساس پیدا ہوا اور وہ اُس جگہ ٹھیرنے پر مجبور ہو گیا اُس پری پیکر کی عمر انیس یا بیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ کم از کم یہ اندازہ چارلس نے اس کی شباہت سے قائم کیا تھا لباس بیش قیمت نہ تھا تاہم شریفانہ تھا۔ یعنی ایسا لباس جسے ہر طبقہ کی خاتونیں صبح کو پہنا کرتی ہیں

اس لئے وہ اُس کی اصلی حیثیت کا صحیح اندازہ نہ کرسکا تو بھی اُس کے حسن کی نزاکت اور انداز کی نفاست سے چارلس کے لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا کہ وہ خواہ کوئی ہو یقینی طور پر سوسائٹی میں اونچا درجہ رکھتی ہے حیران ہو کر سوچتا تھا کیا اس خوبصورت بدن میں ایسا دل موجود ہے جو عنفوان شباب میں ہی گناہ سے آلودہ ہو کس ہیبت ناک پاپ کی یاد اُس کے ضمیر کو تڑپانے کا اثر رکھتی ہے؟ نظارہ ایک ہی وقت میں عجیب اور دلچسپ تھا یہی وجہ تھی کہ چارلس ڈی ویر تھوڑی دیر کے لئے اُس جگہ ٹھیر گیا تھا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس موقعہ پر انگینس بھی اس کے ساتھ ہوتی تو اس کی موجودگی میں بھی وہ یقیناً ٹھیر جاتا۔

آخر کار وہ گرجا سے باہر نکلا۔ اس وقت اس کا دماغ اُس واقعہ کی یاد سے جو دیکھنے میں آیا پُر تھا۔ عجب طرح کی خود فراموشی اُس پر طاری تھی حتیٰ کہ بے خبری کے عالم میں یہ نہ جانتے ہوئے کہ پاؤں کس طرف کو اُٹھتے ہیں وہ آگے ہی آگے چلتا گیا کچھ عرصہ اس طرح چلتے رہنے کے بعد وہ ایک جگہ کھڑا ہو کے دیوار پر لگے ہوئے اُس سائن بورڈ کو دیکھنے لگا جس پر گلی کا نام درج تھا معلوم ہوا یہ وہی گلی تھی جس میں نیو کورسو رہا کرتا تھا کیونکہ شب گزشتہ کو رخصت ہونے کے وقت گاڑیبان نے اس محلہ کا نام اُس کو بتایا تھا۔

"اب چونکہ میں اتفاق سے ادھر آگیا ہوں" ہمارے نوجوان ہیرو نے اپنے آپ سے کہا "تو نیوکو کے مکان پر بھی ہوتے جانا چاہیئے دیکھیں اُس کی نیک سیرت بی بی بینی ڈیٹا اُس معصوم بچے کی کیسی پرورش کرتی ہے جسے اتفاقات نے اُس کے زیر سایہ پہنچایا ہے۔ چونکہ میں لاعلمی میں اس جگہ آگیا ہوں اس لئے معلوم ہوتا ہے منشائے غیبی یہی تھا کہ میں اس مکان کا پھیرا کرتا جاؤں۔"

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ نیو کورسو مکان کی سب سے اوپر والی منزل میں رہتا تھا عمارت کے باقی حصے چونکہ کئی اور کرایہ داروں کے پاس تھے اس لئے باہر کا بڑا پھاٹک دن بھر کھلا رہتا تھا اور سیڑھیوں کا راستہ اسی پھاٹک کے اندر واقع تھا پھر اُس میں بھی کوئی دروازہ لگا ہوا نہ تھا ڈی ویر سیڑھیوں پر چڑھنے لگا مگر عین اُس وقت جب وہ نچلی منزلوں کا زینہ طے کر چکا اور اُس مقام پر پہنچا جہاں سے صرف بالائی منزل کی سیڑھیاں باقی رہی تھیں اور جہاں سے اُس کمرہ کا دروازہ دکھائی دیتا تھا جس پر

نینو کورسو کی سکونت تھی تو ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا کیا دیکھتا ہے، اُس کمرہ کا دروازہ یکایک کھلا اور مینی ڈیٹا نے جس کے چہرہ پر فکر و تشویش کے آثار تھے سہمی ہوئی نظروں سے باہر دیکھا مگر جب اُس کو چارلس ڈی ویر کی صورت نظر آئی تو چہرہ کے آثار اضطراب زائل ہو گئے اُس نے اپنی گردن جلدی سے کمرہ کے اندر کھینچ لی اور کوئی تیز کلمہ۔ نہ معلوم حیرت واستعجاب کا یا پریشانی و اضطرار کا اُس کے مُنہ سے نکلتا سنائی دیا اس کے فوراً بعد ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کا بدن اور چہرہ ایک بہت بڑے اور ڈھیلے سفری لبادے میں چھپا تھا اس کمرہ سے نکلا اور ایک چھلانگ کر کے اس کمرہ میں جو بالمقابل اُسی منزل پر واقع تھا گھس گیا۔

چارلس ڈی ویر کو اس واقعہ پر اسراسے حیرت تو بے شک ہوئی تاہم وہ چپ چاپ اوپر چڑھ گیا اتنے میں مینی ڈیٹا پھر کمرہ سے باہر نکل آئی تھی اُس نے مسکراتے ہوئے چارلس کا خیر مقدم کیا اُس کا چہرہ پرسکون تھا گو بیاہ آنکھوں میں بے چینی کی چمک پائی جاتی تھی معلوم ہوتا تھا یہ سوچ کر پریشان ہے کہ چارلس نے اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے جی میں کیا سمجھا ہوگا چارلس نے رکتے ہوئے کمرہ میں پاؤں رکھا سوچتا تھا نہیں معلوم اُس کا شوہر گھر پر موجود ہے یا نہیں؟ مگر جب اُس کو نینو کورسو کہیں نظر نہ آیا تو یہ خیال ناگہاں پیدا ہوا کہ مینی ڈیٹا نیک بی بی نہیں ہے اور شوہر کی عدم موجودگی میں ہمسایہ کے کسی جوان سے میل رکھتی ہے۔ یہ پہلا خیال تھا جو اُس کے دل میں پیدا ہوا لیکن جب اُس نے کمرہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ بچے سب کے سب موجود ہیں۔ نیز جب اُس کی نگاہ مینی ڈیٹا کے پرسکون چہرہ کی طرف گئی تو اُس کو اپنے بیجا شبہات پر ندامت اور افسوس ہوا۔ اپنے آپ سے کہنے لگا "آدمی کو ظاہری حالات پر نہ جانا چاہئیے۔ عورت ہر طرح نیک و پاک معلوم ہوتی ہے۔ شاید اس معاملہ کی تہ میں کوئی راز ہو"

اسے یاد آیا کہ شب گزشتہ کو جب وہ اُس کے شوہر کے ساتھ اس جگہ آیا تو کس طرح عورت کے چہرہ پر خاوند سے مل کے آثار مسرت پیدا ہوئے تھے کس طرح اُس نے اُس کو محبت کا بوسہ دیا تھا پھر یہ بھی اُس نے دیکھا کہ بچے سب کے سب صاف ستھرے تھے اور وہ بھی

سی جان جسے وہ پرورش کے لیئے دے گیا تھا ایک نئے پنگوڑے میں محو خواب تھی جسے غا
اُس کی آسائش کے لئے اُس روپے کی مدد سے خرید اگیا تھا جو کل رات اُس نے بچے کی پر
کے لئے میاں بی بی کو دیا تھا۔ ان ساری باتوں کو دیکھ کر شک کے بادل جو آن واحد کے لیۓ
چارلس کے دل پر چھا گئے تھے منتشر ہونے لگے اور اُس کو یقین ہوا کہ مینی ڈیٹا بری عورت
نہیں ہے مگر اس حالت میں بھی مرد پر اسرار کا واقعہ جسے اُس نے دروازہ سے نکلتے دیکھا تھا چا
کو بیتاب کر رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک بات اور بھی جو اُس کے ذہن میں آئی یہ تھی کہ لبادہ پوش
اجنبی جسے اب اُس نے دیکھا اُس شخص سے مختلف تھا جسے کل رات اُس نے ایک سے زیاد
موقعوں پر دیکھا تھا اور جس کا حال پیشتر "قلمبند" ہو چکا ہے۔

"سینیر آپ کا آنا مبارک ہو" مینی ڈیٹا نے اس طرح کی آواز میں جو چارلس کے کانوں کو
لرزتی معلوم ہوئی کہا "میرا خیال تھا آپ اتنی جلدی نہ آئیں گے کیونکہ نینو سے آپ نے چن
روز کے عرصہ میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔"

"معلوم ہوتا ہے میری ناوقت آمد سے آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی" چارلس ڈی ویر نے
اس کے چہرہ کو بغور تکتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں" عورت نے لہجہ استقلال میں جواب دیا اور گو اُس کے ہونٹ تھرتھراتے
دکھائی دیئے تاہم اُس نے ہمارے ہیرو کی نگاہ کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا "ننھا بچہ" اُس نے
گفتگو کا رُخ پلٹ کر پنگوڑے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ابھی سے مجھ کو چاہنے لگا ہے
اور اُس کی صحت خدا کے فضل سے ہر طرح اچھی ہے۔"

"تمہاری رائے میں اس کی عمر کیا ہوگی؟"

"اوہ سینیر کیا آپ ان باتوں سے لاعلم ہیں!" مینی ڈیٹا نے حیرت آمیز نظروں سے
دیکھتے ہوئے کہا "یقیناً آپ کو معلوم ہوگا۔ ۔ ۔"

"میڈم یہ بچہ میرا نہیں ہے!" ہمارے ہیرو نے جس کے رخساروں پر ہلکی سرخی چھا

گئی تھی سنجیدگی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور بینی ڈیٹا کی طرح اُس کی آنکھوں میں بھی صدق وصفا کی جھلک پائی جاتی تھی" مگر تم بھول گئیں میں نے تاکید کی تھی کہ اس بارہ میں کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھے جائیں۔"

"صاحب میں آپ سے معافی کی خواستگار ہوں" بینی ڈیٹا نے منکسر ہو کر کہا "میری غلطی تھی کہ حالات سے اندازہ کرنے کی کوشش کی حالانکہ ظاہری حالات آدمی کو اکثر دھوکا دیتے ہیں۔"

"بس تو یہی بات ہم دونو کو مدنظر رکھنی چاہیئے" چارلس نے پُرمعنی انداز سے کہا اور ان لفظوں کو سن کر بینی ڈیٹا کے چہرہ پر ایک طرح کی رونق آ گئی اُس نے جان لیا کہ ان لفظوں کا مطلب یہی ہے کہ نہ تم میری نسبت شک کرو نہ میں لبادہ پوش اجنبی کے واقعہ پر تمہارے برخلاف شبہ کروں گا۔

"سینیر میرے اندازہ کے مطابق" عورت نے اب زیادہ خوش دلی کے لہجہ میں بیان کیا" اس بچے کی عمر چھ ہفتے کے قریب ہے۔"

"چھ ہفتے!" چارلس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا" یہی میرا قیاس تھا اور اب بینی ڈیٹا" اُس نے عورت سے مخاطب ہو کر کہا" یہ بتا کیا اس بچے کے لباس پر کوئی نشان یا کسی نام کے حرف ایسے پائے گئے ہیں جن کی بنا پر...؟"

"نہیں سینیر۔ بالکل نہیں"۔ عورت نے متعجبانہ دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

چارلس نے یہ سوال دراصل اس نیت سے نہ پوچھا تھا کہ وہ خود اُس بچے کی ولدیت کا راز معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ اس عورت کو اس بارہ میں کوئی سراغ نہ مل گیا ہو۔ خیر اُس کے جواب سے چارلس کا اطمینان ہو گیا اور وہ پنگوڑے پہ جھک کر بچے کی طرف دیکھنے لگا بڑا خوبصورت پیارا بچہ تھا۔ چارلس کو اُس کی ذات سے ایک طرح کی المناک ہمدردی ہو گئی اور وہ یہ سوچ کر ترس کھائے بغیر نہ رہ سکا کہ اس غریب کو دنیا میں آتے ہی کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

"مگر آپ کا شوہر کہاں گیا ہے؟" چارلس نے دوبارہ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا "میرے
خیال میں وہ ابھی تک گاڑی کی مرمت سے فارغ نہیں ہوا؟"

"سینیر وہ آپ کے آنے سے دس ہی منٹ پہلے یہاں تھا" بینی ڈیٹیا نے جواب دیا
"اور میرا خیال ہے کہ عنقریب واپس آتا ہوگا۔"

جواب ہر چند رسمی اور سرسری تھا تاہم چارلس ڈی ویرہ نے اندازہ سے معلوم کیا کہ اس
کی تہ میں خاص معنی پوشیدہ تھے وہ ایک سیدھے سادے سوال کا سیدھا سادہ جواب
ہی نہ تھا بلکہ اس ذریعہ سے بینی ڈیٹیا یہ جتلانا چاہتی تھی کہ اُس کے شوہر کو باہر گئے اتنا قلیل
عرصہ گزرا ہے کہ وہ اُس کی عدم موجودگی میں کسی فعل کا بھی مرتکب نہ ہو سکتی تھی جس کا شبہ
اُس آدمی کو کمرہ سے باہر نکلتے دیکھ کر چارلس کے دل میں پیدا ہوا تھا جو اُس کی نظروں
کے سامنے اس کمرہ سے نکل کر ایک اور کمرہ میں داخل ہوا تھا۔

اور واقعی جیسا بینی ڈیٹیا نے کہا تھا نینو کورسو چند ہی منٹ کے عرصہ میں واپس
آگیا اُس نے بھی چارلس سے مل کر خوشی ظاہر کی۔ کچھ عرصہ گفتگو کرنے کے بعد چارلس
رخصت ہونے کے لیے اٹھا اور نینو گلی تک اسے چھوڑنے ساتھ گیا۔

"سینیر میں ایک بات عرض کرتا ہوں اگر آپ برا نہ مانیں" اُس نے رکتے ہوئے کہا
"اگر اس بچہ کو انا کے پاس رکھنا ہی منظور ہے تو مہربانی سے یہ خدمت بینی ڈیٹیا کے ذمہ
رہنے دیجئے۔ اسے بچوں سے محبت ہے اور وہ اسے اپنی اولاد کی طرح جانے گی آپ
کی فیاضی سے ہم غریبوں کا گزارہ بھی چلتا جائے گا۔"

"میرے عزیز دوست" چارلس نے اُس کو جواب دیا "میں پیشتر تمہاری بی بی کے روبرو
بیان کر چکا ہوں کہ بچہ میرا نہیں ہے اور تمہارے مزید اطمینان کے لیے یہ بھی کہہ دینا چاہتا
ہوں کہ مجھے اُس کے بارہ میں بہت ہی کم حالات معلوم ہیں اُس کے مستقبل کا فیصلہ
میرے بس کا نہیں ہے پس میں درخواست کرتا ہوں کہ تم اس کے بارہ میں کسی طرح کے

حالات معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ میں کوئی بات بیان نہیں کر سکتا۔"

یہ مختصر الفاظ عنایت آمیز لہجہ میں کہنے کے بعد چارلس ڈی دیر رخصت ہوگیا۔

اُس روز بھر کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا اگلے دن صبح کو اُسے فرانسیسی سفارت خانہ میں کچھ کام تھا جس کے متعلق انگریزی سفیر نے پہلے سے اُس کو ہدایات دے رکھی تھیں اس میں قریبًا ایک گھنٹہ لگ گیا اور وہ اس کام سے فارغ ہو کر اپنے مقام سکونت کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں اُسی گرجا کے پاس سے اُس کا گزر ہوا جہاں یوم گزشتہ کو اُس نے کسی نوجوان عورت کو توبہ و استغفار کرتے دیکھا تھا اُس کی نگاہ بغیر کسی خاص مدعا کے گرجا کے دروازہ کی طرف گئی تو کیا دیکھتا ہے وہی خوش قد سڈول صورت مخمل کی قمیص اور ریشمی سایہ پہنے۔ رُخ پر ہلکا نقاب ڈالے اندر جا رہی ہے اُس کی نظروں کے سامنے وہ اُس سُرخ پردہ کے پیچھے جو گرجا کے دروازہ پر لٹکا ہوا تھا اندر چلی گئی جس کے بعد پہلے تو وہ آگے کو روانہ ہونے لگا لیکن پھر کسی غیبی کشش نے اُس کے قدم روک لیے۔ وہ ذرا سی دیر ٹھٹکا اُس کے بعد گرجا کے اندر چلا گیا لیکن مبادا ناظرین کو غلط فہمی ہو پھر ایک مرتبہ ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ کسی بُری نیت سے یا رفع استعجاب کی خواہش لیکر گرجا کے اندر نہ گیا تھا اس کے ارادے اتنے پاک تھے کہ اس فعل کو اگنیس کے حق میں بدذاتی پر محمول نہ کرنا چاہیئے آپ اسے اُس کی ہمدردی خیال کریں یا اُس رحم کا نتیجہ جو اُس مصیبت زدہ خاتون پر اُس کو آتا تھا امر واقعہ یہ ہے کہ وہ صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیوں وہ اتنی مصیبت زدہ اور پریشان ہے؟

نماز ختم ہونے کے قریب تھی اور نوجوان خاتون مجمع میں شریک ہونے یا راہ راست اُس معبد کی طرف جانے کی بجائے جہاں پادری صاحب وعظ کرنے میں مشغول تھے ایک علیحدہ مقام کی طرف ہٹ کر اُس چھوٹی سی عبادت گاہ میں داخل ہوئی جہاں چارلس نے پیشتر اُس کو توبہ و استغفار کرتے دیکھا تھا۔ ایک بار اُس کے جی میں آئی کہ اُس کو مخاطب کر کے

پوچھے کیا کوئی خدمت ایسی ہے جو ایک ہمدرد دوست تمہارے لئے بجا لا سکے؟ لیکن فوراً خیال آیا کہ ایسا کرنا نہایت غیر واجب ہوگا پس وہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا مگر کچھ ایسی دلچسپی اُس خاتون کی ذات سے اُس کو ہوئی کہ پیچھے نہ ہٹ سکا بلکہ وہیں ایک بیل پایہ کی اوٹ میں کھڑا ہو کر اُس ہستی پُر اسرار کو دیکھنے لگا جو اس عرصہ میں عبادت گاہ کے روبرو دوزانو ہو کے مشغول دعا ہو گئی تھی چند لمحوں تک وہ رومال سے مُنہ چھپائے گرد و نواح کے حالات سے بے خبر مصروف دعا رہی اُس کے بعد دفعتاً اُس نے رومال ہٹایا اور نہ معلوم کیوں پیچھے کو نظر ڈالی۔ یہ سارا واقعہ اس قدر تیزی کے ساتھ پیش آیا کہ چارلس ذرا بھی نا تیار ہوتا اور جلدی سے ستون کی پشت پر نہ چھپ جاتا تو وہ یقیناً اُسے دیکھ لیتی اور اُس کو کھڑا دیکھ کے نہ جانے جی میں کیا خیال کرتی چارلس ہرگز نہ چاہتا تھا کہ اُس کے روبرو آئے پس اس مقام سے پیچھے ہٹتے ہوئے گو وہ اُس خاتون کو نظر نہ آسکا تاہم خاتون کے چہرہ کی ایک جھلک اُس کو دکھائی دے گئی اور اُس کا چارلس کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔

"میرے خیال میں تو وہی عورت ہے!" اُس نے اپنے آپ سے کہا" اگر مجھ کو غلط فہمی نہیں ہوئی تو یہ اُس کے سوا کوئی اور نہیں ہوگی"۔

مگر سچ پوچھئے تو اس کو پختہ یقین ہونا غیر ممکن تھا کیونکہ واقعہ کی رات کو اُس نے مکان کے چھتے میں کھڑے ہو کر ڈیوڑھی کے پاس نوجوان خاتون کے چہرہ کی صرف ایک ہلکی سی جھلک دیکھی تھی پس اگر اُس کو حلفیہ بیان دینے پر مجبور کیا جاتا تو وہ ہرگز یہ بات تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو سکتا کہ وہ خاتون جس نے شب گزشتہ کو شیر خوار بچہ اُس کے سپرد کیا اور یہ جو اس وقت گرجا کے اندر اپنے نامعلوم گناہوں کو آنسوؤں کے پانی سے دھونے کی کوشش کر رہی تھی دونو ایک ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب بچہ اُس کے حوالہ کیا گیا تو نوجوان عورت کا چہرہ نقاب میں پوشیدہ تھا اس لیئے وہ اُس کی صورت بالکل نہ دیکھ سکا تھا مگر اُس کے قامت کی درازی اسے یاد تھی اور اگر وہ مختلف صورتیں ایک

جیسی بلند و بالا ہو سکتی ہیں تو ان دونوں میں یقیناً کوئی اختلاف نہ تھا اور اب جو اُس نے اپنے
تخیل میں وہی لبادہ جو شب گزشتہ کی خاتون نے پہنا ہوا تھا اس گنہگار حسینہ کو پہنا کے
دیکھا تو پورا یقین ہو گیا کہ دونوں ایک ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ اس نوجوان خاتون
کا عنفوان شباب میں اس طرح گریہ وزاری کرنا اور اپنے گناہوں پر اس قدر متاسف
ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اُس سے کوئی بہت ہی بیجا حرکت سرزد ہوئی ہے جس وقت
چارلس معاملہ کے اس پہلو کو سوچتا تو رہے سہے شکوک اُس کے دل سے
زائل ہو جاتے اور یہ خیال یقین کی مضبوطی سے ذہن نشین ہونے لگتا کہ اتفاقات زمانہ نے
پھر ایک بار اُس کو اُسی عورت کے پاس پہنچا دیا ہے جس نے پوشیدہ طور پہ بچہ اُس کے سپرد
کیا تھا۔

ان خیالات نے اگر ممکن تھا تو چارلس ڈی ویر کے استعجاب کو اور بھی تیز کر دیا۔ دو
واقعات جو اب تک جدا جدا معلوم ہوتے تھے اب یکجا ہونے لگے حالات نے ایسی صورت
اختیار کی جس کی بنا پر اسرار گھٹنے کی بجائے بڑھتے جا رہے تھے لیکن وہ پھر بھی اُس کے پاس
جانے یا اُس سے کوئی بات پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا اُس نے سوچا کہ اگر وہ اس جگہ میری موجودگی
سے بھی خبردار ہو گئی تو یقیناً یہی سمجھے گی کہ میں خفیہ طور پر اُس کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا ہوں۔
مقابلہ میں یہ کیفیت اُس کے دل کی تھی کہ وہ گرجا سے رخصت ہونا بھی نہ چاہتا تھا ایک طرف
وہ جانتا تھا کہ لاکھ سمجھانے پر بھی اس عورت کو یقین نہ آئے گا کہ اس گرجا میں میری آمد محض
اتفاقیہ تھی۔ لیکن دوسری طرف جب سوچتا کہ میرے چپ چاپ رخصت ہو جانے کی
صورت میں وہ سراغ جو اتفاقاً ہاتھ آیا ہے ہمیشہ کے لیے مٹ جائے گا اور ان اسرار کو
حل کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی جو اُس کے جی کو بے تاب کر رہے تھے تو گرجا
سے رخصت ہونے کو جی نہ چاہتا تھا۔

سنگی ستون کی پشت پر اسی طرح گہری فکروں میں کھڑا سوچتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے

کہ ناگاہ اس کو مردانہ پیروں کی چاپ سنائی دی پھر یہ آواز کسی مقام پہ پہنچ کر دفعتاً رک گئی اور اس کے ساتھ ہی کسی نے دبے ہوئے حیرت آمیز لہجہ میں یہ الفاظ کہے[1] "آہ جنوبرا!... تم اس جگہ!"

"کون! سلویو[2]؟" ایک میٹھی دردناک آواز جواب میں سنائی دی جس کے بارہ میں چارلس کو پختہ یقین ہو گیا کہ اُس نوجوان خاتون کی ہے جس کو دو مرتبہ مختلف اوقات میں اُس نے دعائے مغفرت کرتے دیکھا تھا۔

اور اب یہ یقین بھی بجلی کی رفتار سے اُس کے دل کو ہو گیا کہ یہ آواز اُس خاتون کی آواز سے مشابہ ہے جس نے شب گزشتہ کو بچہ اُس کے حوالہ کیا تھا۔ وہ اس خیال سے حیرت زدہ بھی ہوا کہ کیوں پیشتر یہ بات اُس کے ذہن میں نہ آئی۔ گو سچ پوچھئے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ جس پُرجوش لہجہ میں اُس نے بچہ کی حوالگی کے موقعہ پر چارلس کو مخاطب کیا وہ اُس کی گریہ وزاری کے لہجہ سے بالکل مختلف تھا آوازیں دونوں پُر آہنگ تھیں مگر اُن کا لہجہ اوقات کے لحاظ سے مختلف تھا بہر حال اب ہر طرح کے شبہات زائل ہو گئے اور چارلس کو پورا یقین ہو گیا کہ جس عورت نے بچے کی امانت اُس کے سپرد کی تھی درحقیقت یہی نازنین تھی جواب اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کسی مرد سے گفتگو کر رہی تھی اس خیال نے اُس کے پاؤں کو مضبوطی سے اُس مقام کے ساتھ جکڑ دیا جہاں وہ کھڑا تھا ایک لحظہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں پیدا نہ ہوا کہ چھپ کر باتیں سُننا گناہ ہے یا یہ کہ اس سے میرا وہ عہد ٹوٹتا ہے جو میں نے اس راز کو تب تک منکشف نہ کرنے کے بارہ میں کیا تھا جب کہ وہ خاتون بطور خود اس کا انکشاف نہ کرے۔

"کون:... سلویو؟" یہ الفاظ تھے جن میں نازنین نے نو وارد کو جواب دیا اور اُس کے لہجہ دبے ہوئے غمناک لہجہ میں اُس نے کہا "کیا مجھ ایسی بدنصیب گنہگار عورت کے لئے یہی سب سے بہتر مقام نہیں ہے؟"

[1] اس کا تلفظ جن ۔ او ۔ را کرنا چاہئے اور [2] کا سِل ۔ وی ۔ او ۔

" جنورا۔ پیاری جنورا" سلویو نے کہا اس کے لہجہ اور آواز سے پایا جاتا تھا کہ نوجوان ہے اور اس کے بارہ میں رفتہ رفتہ چارلس کے دل میں یہ خیال جاگزین ہونے لگا کہ وہی آدمی ہے جس سے واقعہ کی رات کو اُس نے رستہ دریافت کیا تو وہ روکھے پن سے جواب دے کر رخصت ہو گیا تھا اور جو بعد ازاں ایک لمحہ کے لیئے اُس وقت نمودار ہوا تھا جب چارلس کی ادھیڑ عورت سے کچھ باتیں ہو رہی تھیں" کیوں اتنا رنج والم کرتی ہو؟ کیا اب تم کو مجھ سے محبت باقی نہیں رہی ۰۰۰؟"

" سلویو میرے دل کی کیفیت خدا کو بہتر معلوم ہے"۔ عورت نے جواب دیا نہ میں تم کو چاہتی۔ نہ یہ روز بد دیکھنے پر مجبور ہوتی۔ وہ تمہاری محبت ہی تو تھی جس نے میری راحت تلف کر کے زندگی برباد کر دی تھی کہ مجھے عاقبت میں بھی بخشے جانے کی امید باقی نہیں رہی مگر میں پوچھتی ہوں تم اب تک نیپلز میں کیوں ہو؟ اور اس جگہ کیوں آئے؟ میرا خیال تھا کہ اُس پیغام کو پانے کے بعد جو میں نے خالہ کے ذریعہ بھیجا تھا تم میرے حال پر اتنی عنایت ضرور کرو گے کہ اس جگہ سے بلا تامل رخصت ہو کے دائما چلے جاؤ گے"۔

" آہ مگر یہ کس طرح ممکن تھا کہ میں اس طرح کی ہولناک غیر یقینی حالت میں یہاں سے رخصت ہو جاتا؟" سلویو نے پوچھا اُس کا لہجہ گو پُر جوش تھا تاہم آواز دبی ہوئی تھی "مگر سب سے پہلے جنورا یہ بتا تو نے بچے کی نسبت کیا کیا؟۰۰۰"

" سلویو یہ سوال پوچھنے کی حاجت نہیں ہے اور نہ میں اس کا جواب دوں گی"۔ عورت نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا"میں اُس معصوم ننھی جان کو کبھی تمہارے قبضہ میں نہ آنے دوں گی۔ سلویو خدا کو ۰۰۰ یا تم کو بہتر معلوم ہے ۰۰۰ یا شاید میری خالہ کو اگر وہ بھی تمہارے سوچے ہوئے منصوبہ کی شریک ہو۰۰۰"

" جنورا کیا تو مجھ پر شبہ کرتی ہے؟"

" اس لئے کہ میں حالات سے مجبور ہوں۔ میرے دل کی آواز یہ کہتی ہے کہ کوئی

ہیبت ناک تجویز سوچی گئی تھی۔ نہیں معلوم یہ کوئی غیبی تحریک تھی یا کیا... دفعتاً میں اس فیصلہ پر مجبور ہوئی کہ اس عزیز بچے کی جان بچانا میرا فرض ہے..."

"جنورا تو نادان ہے۔ تو نہیں جانتی کہ وہ راہ جو تو نے اختیار کی ہے کتنی خطرناک ہے" نوجوان نے پُرزور لہجہ میں کہا "تیری یہ خودسری یقین ہے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دے گی نہ صرف تو آپ تباہی کے گڑھے کے پاس پہنچ چکی ہے بلکہ مجھ کو بھی اپنے ساتھ اُسی طرف کھینچے لیے جاتی ہے۔ اب بھی کہا مان۔ سنبھل جا..."

"سلویو اگر تمہارے لفظوں کا یہ مطلب ہے" جنورا نے ملامت اور غم کے لہجہ میں جواب دیا "کہ میں اپنے جگر کے ٹکڑے کی سلامتی کے بارہ میں تم سے اور خالہ سے بدگمان ہوں تو مجھے اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں۔ کہ بیشک مامتا کی آگ نے میرے سینہ میں مصلحت کے سارے خیالات کو بھسم کر دیا ہے میں تم دونوں سے ہی نہیں۔ ساری دنیا سے بدگمان ہوں اُس عزیز بچہ کی خاطر میں انکشاف۔ بے عزتی۔ بے شرمی سبھی کچھ قبول کرنے کو تیار ہوں جب تک میرے تن میں جان ہے ساری ذلتیں سہہ کر بھی اُس کی حفاظت کی کوشش کرتی رہوں گی"۔

"جنورا تو نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ ہم سب کی بے عزتی اور بربادی کے لئے کافی ہے" سلویو نے پُرجوش لہجہ میں کہا "تو نہ صرف اپنے پیروں میں کلھاڑی مار رہی ہے بلکہ ساتھ ہی میری تباہی کی تدبیر بھی عمل میں لاتی ہے جنورا یہ باتیں قابل برداشت نہیں۔ تیری نادانیاں میرے دماغ میں جنوں کا اثر پیدا کرتی ہیں تو پوچھتی ہے میں اب تک نیپلز میں کس لئے ٹھیرا ہوں؟ اس کا جواب سُن۔ میں تب تک رخصت ہونے کا ارادہ نہ کروں گا جب تک حفاظت کے سارے سامان مکمل نہ ہو جائیں گے میں تجھ سے تیرے ایوان پر ملاقات نہ کر سکتا تھا اس لئے یہ سوچ کر کہ تو اس گرجا میں عموماً آیا کرتی ہے تیری تلاش میں اس جگہ چلا آیا اور خدا کا شکر ہے تو مل گئی میں اگر چاہتا

تو تیرے نام خط بھی لکھ سکتا تھا مگر اس خیال سے رک گیا کہ نہ معلوم تیرا کیا ارادہ ہے اور تو نے ہمارے بچے کا کیا کیا ہے؟ اس رات جب تو اپنی خالہ کو اور مجھے چھوڑ کر یکایک بھاگ نکلی تھی۔۔"

"ٹھیرو میں پوچھتی ہوں وہ کیا باتیں تھیں جو تم خالہ کے کان میں دبی آواز سے کہنا چاہتے تھے؟" جنورا کی بیٹھی آواز پوچھتے سنائی دی کیا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہونا قدرتی نہ تھا کہ وہ کوئی ایسی ہی بات ہوگی جو تم مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ اس وقت آن واحد میں ایک ہیبت ناک شبہ میرے دل میں پیدا ہو گیا۔۔۔"

"جنورا کیا تو سچ مچ۔۔۔ در حقیقت خیال کرتی تھی" سلویو نے رکتی ہوئی آواز سے پوچھا "کیا یہ ہیبت ناک خیال تیرے دل میں پیدا ہونا ممکن تھا کہ میں۔۔۔ اتنا پست انسان ہوں۔۔۔"

"سلویو اگر میں نے تمہاری نیت سے بے جا بدگمانی کی ہے تو تمہاری اور خدائے پاک دونو کی گنہگار ہوں" جنورا نے جواب دیا لیکن تم نہیں جانتے ماں کا دل کتنا نازک اور کتنا پر وسواس ہوتا ہے تم نہیں جان سکتے اپنے عزیز بچہ کے لیے وہ کس طرح زمین و آسمان ایک کرنے کے لئے آمادہ ہو سکتی ہے۔ دل میں شبہ پیدا ہونے کی دیر تھی کہ میں آمادہ قتل ہو گئی اور اب اتنا ہی اور کہنا چاہتی ہوں کہ بچہ محفوظ ہے۔۔۔ میرے دل کو پختہ یقین ہے کہ وہ حفاظت اور آرام میں پہنچ چکا ہے اور جس وقت میں حال کے صدموں سے بحال ہوئی تو اس کو اور بھی زیادہ محفوظ مقام میں پہنچا دوں گی جہاں اس کا راز بخوبی محفوظ رہ سکیگا اس بارہ میں تم کسی فکر و تشویش کو دل میں جگہ نہ دو۔ تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ تم سے زیادہ مجھ کو حالات پوشیدہ رکھنے کی فکر ہے۔۔"

"پیاری جنورا اب تو سمجھ کی باتیں کرنے لگی ہے" نوجوان نے اس طرح کے لہجہ میں جس سے گہرا اطمینان ظاہر ہوتا تھا کہا "اوہ میری پیاری۔۔"

"چپ! سلویو۔ خاموش!" جنورا نے مستقل لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا "کیا تم نہیں سمجھتے

ہو اس مقدس مقام میں کھڑے ہو کر اس طرح کے الفاظ کہنا کتنا سخت گناہ ہے کیا وہ ناپاک محبت جو ہم میں کبھی تھی اس قابل ہے کہ اُس کا اظہار خانہ خدا کی چار دیواری میں ہو؟ ... نہیں! نہیں! ... اور نہ آئندہ کسی اور مقام پر۔ ہاں اگر تم چاہتے ہو کہ میرا دماغ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر سکے اور میں ایسی تدبیر عمل میں لا سکوں جو ہمارے راز کی حفاظت کے لئے ضروری ہے تو مجھ سے اس بات کا پختہ وعدہ کرو کہ تم فوراً نیپلز سے رخصت ہو کے جس قدر جلد ممکن ہو وینا پہنچ جاؤ گے۔"

"جنورا! اتنا تو مجھ کو بتا دے کہ ہمارا بچہ کہاں ہے؟" سلویو نے التجائی لہجہ میں درخواست کی "اور تو اُس کے مستقبل بارہ میں کیا ارادہ رکھتی ہے۔ کیا میں اُس کا باپ نہیں ہوں؟ کیا یہ معلوم کرنا میرا حق نہیں ہے...؟"

"سلویو اُس ننھی سی جان کی ساری ذمہ داریاں مجھ پر جو اُس کی ناخوش گنہگار ماں ہوں عائد ہوتی ہیں" جنورا نے جواب دیا "کاش تم کو معلوم ہوتا کتنا بھاری بوجھ میری روح پر مسلط ہے... اُس صورت میں یقیناً تم میرے حال پہ رحم کرتے۔ بسا اوقات میں ایسا معلوم کرتی ہوں کہ آسمان کے دروازے ہمیشہ کے لئے مجھ پہ بند کئے جا چکے ہیں..."

"آہ۔ جنورا! جنورا! یہی وہ تیری باتیں ہیں جن سے میں اتنا سہم گیا ہوں" سلویو نے پر جوش لہجہ میں کہا۔

"کیا مطلب؟ تم کس بات سے ڈرتے ہو؟" جنورا نے حیرت اور ملامت کے ملے جلے لہجہ میں پوچھا۔

"میں اس بات سے ڈرتا ہوں" سلویو نے تقریر جاری رکھ کر کہا "کہ یہ مذہبی خیالات جو تیرے دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ وہی اثرات جن کا تم شکار بنتی جا رہی ہو آخرکار ایک دن... اگر خیر... میں پوچھتا ہوں... میں یہ معلوم کرنے کے لئے التجا کرتا ہوں، کیا تم نے اب تک کبھی موقعہ پر کسی پادری کے روبرو اپنے گناہوں کا کفارہ کرنے کے لئے ہمارے ہولناک راز کو ظاہر تو نہیں کیا؟"

"نہیں سلویو ابھی تک نہیں" عورت نے پُرسکون لہجہ میں جواب دیا

"ابھی تک نہیں! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم عنقریب ایسا کرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں میرا ارادہ اپنے مذہب کے احکام پر عمل کرنے کا ہے اور میں اقبالِ گناہ کر کے خدا کی بخشش اور رحمت حاصل کرنا چاہتی ہوں میں اس سچا تاپ کے لئے تیار ہوں جو مقدس باپ کی طرف سے میرے لیئے تجویز کیا جائے کیونکہ . . . اوہ میرے خدا مجھ بدنصیب نے وہ بھاری گناہ کیا ہے جس کی تلافی شاید کسی طرح ممکن نہ ہو"۔

"جنورا تیری یہ وہمی باتیں ضرور مجھ کو دیوانہ بنا دیں گی" سلویو نے سہمی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا "میں ڈرتا ہوں اگر تجھ سے کمزوری کی حالت میں حقیقت کا اظہار ہو گیا تو ہمارے لئے بے عزتی سزا اور تشہیر سے بچنے کا کوئی چارہ نہ ہو گا . . ."

"کیا کہتے ہو!" جنورا نے قطع کلام کر کے پوچھا "گرجا کے عبادت گزار لوگ ہماری کمزوریوں سے واقف ہو کر یقیناً اُن کا ذکر کسی اور سے نہ کریں گے"۔

"جنورا میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اُس راز کا تیسرے آدمی پر ظاہر ہو جانا ہی اتنا مہیب ناک ہے کہ سننے والا خواہ کوئی پادری ہو یا مرد دنیادار کم از کم میں اُس سے چار آنکھیں نہ کر سکوں گا"۔

"کیا تم بھول گئے کہ وہ راز پہلے ہی الم نشرح ہو چکا ہے۔ میری خالہ اور اُس کے شوہر کو معلوم ہے . . ."

"اوہ مگر اُن کی بات جدا ہے۔ اس کے علاوہ بُرا نہ ماننا۔ وہ غرض مند لوگ ہیں ایک، آدھ ہزار کا لالچ پا کے ہمیشہ کے لئے چپ ہو جائیں گے"۔

"کیا اسی ترکیب سے اُس پادری کو چپ کرانا ممکن نہ ہو گا جس کے روبرو گناہ کا اقبال کیا جائے؟"

"ایمان کی پوچھتی ہو تو میں ان باتوں سے محض ناواقف ہوں اور نہ ان کے متعلق کسی طرح کی واقفیت حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہوں" سلویو نے اس طرح کے لہجہ میں جو طنز کی

جھلک دکھتا تھا کہا "تاہم یہ بتاؤ کیا اقبال گناہ کے موقعہ پر کسی کا نام لینے کی ضرورت ہے؟"

"تمام حالتوں میں نہیں" جیورا نے جواب دیا "لیکن موجودہ صورت میں جب حالات تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے تو اُس خاندان کا ذکر آئے یا نہ آئے پادری کے لئے یہ معلوم کرنا بہت دشوار نہ ہوگا کہ کن شخصوں نے اس گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔"

"اور کیا اس قدر جانتے ہوئے بھی تم خطرہ کی آگ میں کودنے کو تیار ہو؟" سلویو نے غصہ اور ملامت کے لہجہ میں پوچھا۔

"میں اپنے گناہوں کا کفارہ دینے کو سبھی کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں" خاتون نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا "میرے گناہوں کا داغ صرف توبہ و استغفار سے دھل سکتا ہے اور اُس کی ترکیب گناہوں کی تفصیل کے بعد ہی پادری صاحب سے معلوم کی جاسکے گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اگر اس وقت بھی تم اپنے گناہ کی بدنصیب حصہ دار پر کوئی عنایت کرسکتے ہو تو میں دو باتوں کی درخواست کرنا چاہتی ہوں"

"وہ کیا؟"

"ایک یہ کہ اس جگہ سے جاکے فادر فاکن آرائے سے ملو اور اُس سے کہو کہ مگداؤلن کے گرجا میں کوئی بدنصیب اپنے گناہوں کا اعادہ کرنے کو ان کا انتظار کر رہی ہے دوسری یہ کہ اُسی گھنٹہ کے اندر اندر جو گذر رہا ہے نیپلز سے رخصت ہوکے ویانا چلے جاؤ۔"

نوجوان نے ان باتوں کا فوراً ہی کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک منٹ کے بعد اس کی آواز چارلس ڈی ویر کو یہ کہتے سنائی دی "بہت اچھا جیورا اسی طرح کرتا ہوں تمہاری دونوں باتیں مجھ کو منظور ہیں۔۔ الوداع۔"

"خدا حافظ سلویو" نوجوان خاتون نے کہا "رخصت ہونے سے پیشتر میں اتنا ہی کہتی ہوں کہ ہماری دنیاوی راحت کا تو ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوچکا لیکن اگر اب بھی تم کو اپنی روح دوزخ سے بچانا منظور ہے تو دوبارہ کبھی مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا بس اب جاؤ۔۔۔ سدھارو۔"

اس کے ایک منٹ بعد چارلس ڈی ویر کو آوازوں سے معلوم ہوا کہ دونوں جدا ہوگئے اور گو وہ مختلف اطراف میں رخصت ہوئے تاہم وہ جس مقام پر چھپا ہوا تھا اُس کی اوجھل میں دونوں کی موجودگی سے واقف نہ ہوسکے۔

باب ۳۹

چارلس اور فلاریل

اُس عجیب و حیرت انگیز گفتگو کو سُن کر جو ایک طرح پر بغیر کسی ارادہ کے چارلس ڈی ویر کے
کانوں میں آئی تھی جو کیفیت اُس کے دل کی ہوئی وہ محتاجِ بیان نہیں اُس آدمی کی طرح جس کے
سارے قویٰ معطل ہوں نیم بے خبری کی سی حالت میں وہ جس مقام پر کھڑا تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔
اتنی محویت اُس پر طاری ہوئی کہ ایک لحظہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہ آسکا کہ دو شخصوں کی گفتگو ان کی
لاعلمی میں سننا تہذیب و اخلاق کے آداب سے بعید ہے اس سے پہلے کہ وہ معاملہ کی اہمیت سے
خبردار ہوتا ایک ہیبت ناک پُر خوف کیفیت برہنگی اور عریانی کی حالت میں اُس کی نظروں کے سامنے
پھر گئی معلوم ہوا کہ وہ دونوں کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ گو اُس گناہ کی نوعیت کو پوری طرح
سمجھنا اب بھی اس کے لئے دشوار تھا تاہم اس قدر اُس نے اندازہ سے معلوم کرلیا کہ یہ عورت کی گمراہی
یا مرد کی سحر افشانی کا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے وہ کوئی بہت ہی بڑا پاپ ہوگا جو ان دو بدنصیبوں
نے جوش کی بے خبری میں کیا۔ اُس کو معلوم ہوچکا تھا کہ جنورا کسی کی منکوحہ عورت ہے اور اس نے
اپنے شوہر سے بے وفائی کی ہے پھر یہ بھی اُس کو معلوم ہوگیا تھا کہ سوسائٹی میں اُس کا درجہ بلند
ہے تبھی سلویو نے دوران گفتگو میں اُس کے ایوان سکونت کا ذکر کیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی
اُس کو خیال آیا کہ اگر یہ عورت اونچے طبقہ سے تعلق رکھتی ہے تو کس طرح ممکن ہوا کہ اُس کی خالہ
اور اُس خالہ کا شوہر شہر کے غریب حصہ میں بستے ہیں؟ کیونکہ یہ تو اس کو معلوم تھا کہ چھینٹے والا مکان
جس کی ڈیوڑھی میں اُس نے اس عورت اور اُس کی خالہ کو پہلی مرتبہ دیکھا۔ آخر الذکر کی ہی جائے سکونت
تھا مگر سچ پوچھئے تو اُس جوش میں جو ان ہیبت ناک تفصیلات کو سُن کر چارلس کے دل پر طاری ہوا
یہ چھوٹی چھوٹی باتیں کوئی خاص اہمیت حاصل نہ کرسکیں۔

تھوڑی دیر اور وہ اُسی ستون کی پشت پر چپ چاپ اور بے حرکت کھڑا رہا

تاکہ جنورا یا سلویو کی نظروں میں آئے بغیر موقعہ پاکر چپ چاپ رخصت ہو سکے۔ اس اثنا میں نماز ختم ہو چکی تھی۔ مجمع جو نسبتاً قلیل تھا بہت عرصہ پیشتر منتشر ہو گیا تھا اور حسن اتفاق سے کسی آدمی نے بھی چارلس کو اس مقام پر کھڑے نہ دیکھا تھا بہرحال جیسا بیان کیا گیا ہے وہ اس بات کے انتظار میں کہ جنورا اُس مقام پر پہنچ جائے جہاں اُس کو پادری صاحب کے روبرو اقبال گناہ کرنا تھا۔ اور سلویو اُس کے حسب ہدایت پادری صاحب کو بلانے رخصت ہو چکے اُس مقام پر ٹھیرا رہا اور اس کے بعد جب اُس کو یقین ہوا کہ اب میدان صاف ہو گیا تو رخصت کی تیاری کرنے لگا مگر اتنے میں کیا دیکھتا ہے ایک آدمی رومن کیتھولک فرقہ کے پادریوں کا لباس پہنے۔ کنٹوپ اوڑھے اُس مقام کی طرف جہاں بدنصیب گنہگار اقبال گناہ کیا کرتے تھے چلا جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر ہوا کا ایک تیز جھونکا جو اندر آیا تو پادری صاحب کا کنٹوپ ذرا سا ہلا اور اس طرح چارلس کو ایک لحظہ کے لیئے اُن کی صورت دیکھنے کا موقعہ مل گیا۔ اُس صورت کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونکا۔ گزرے ہوئے واقعات کی یاد فوراً تازہ ہو گئی اور خیال آیا کہ یہ تو اُسی آدمی کی صورت ہے جسے اُس نے واقعہ کی رات کو بازار میں دو مرتبہ دیکھا تھا اور جس کی گفتگو تھوڑی دیر پیشتر جنورا سے ہوئی تھی چارلس کا دل بڑے زور سے دھک دھک کرنے لگا اور اُس نے سوچا کیا یہ ممکن ہے کہ سلویو ہی پادری کا لباس پہن کے فیکنارا کے بھیس میں اقبال گناہ کے مقام کی طرف چلا آرہا ہے؟ کیا اس طریقہ پر وہ خود ہی گنہگار جنورا کا اقبال سننا چاہتا ہے؟

ہرچند وہ گرجا سے رخصت پر آمادہ ہو چکا تھا تاہم اس آدمی کو تھوڑے فاصلہ پر گزرتا دیکھ کر جو نہ معلوم سلویو تھا یا فیکنارا یا کوئی اور۔ وہ پھر اُسی سنگی ستون کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور واقعات کا انتظار کرنے لگا۔ سوال جو اُس کے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ اگر درحقیقت جنورا سے فریب کھیلا جا رہا ہے تو کیا یہ میرا اخلاقی فرض نہیں کہ وقت پر دخل انداز ہو کے اُسے روکوں؟ یہ پہلا خیال تھا جو اُس کے دل میں پیدا ہوا لیکن ذرا سی دیر غور کرنے کے بعد ایک اور خیال یہ پیدا ہوا کہ ممکن ہے میرا اندازہ سرے سے بالکل غلط ہو عین ممکن ہے یہ آدمی

درحقیقت فیکن آرا ہو اور مجھی کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ یہ سوچ کر وہ پھر پیچھے ہٹ گیا حیران تھا کہ کیا کرے ؟ ایک جانب یہ فکر دامنگیر کہ اگر بے خبر خاتون کے گرد فریب اور دھوکے کا جال بچھایا جارہا ہے تو از روئے اخلاق مجھ پر لازم ہے اُس کو گڑھے میں گرنے سے بچاؤں۔ لیکن دوسری جانب یہ بات پیش نظر کہ اگر میرا اندازہ غلط ہو اور یہ آدمی درحقیقت پادری فیکن آرا ہی ثابت ہو تو فایدہ تو کچھ نہ ہوگا البتہ میں اپنے آپ کو مجرم اور گنہگار ثابت کرنے کا ذریعہ بنوں گا کیونکہ اس صورت میں یہ بات یقینی طور پر ظاہر ہو جائے گی کہ میں نے چھپ کر جنورا اور سلویو کی باتیں سنیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اس حالت میں بھی اگر چارلس رومن کیتھولک مذہب کا پیرو ہوتا تو یقیناً ایک فرض پاک کی بیحرمتی گوارا نہ کرکے دخل اندازی کی کوشش کرتا لیکن چونکہ وہ پراٹسٹنٹ مذہب کا پابند تھا اس لیئے سارے پہلو سوچ کر اس کو یہی بہتر معلوم ہوا کہ واقعات کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی میں سب کی بہتری ہے۔

اس فیصلہ پر پہنچنے کے بعد اس نے گرجا سے رخصت ہونے کے لئے قدم آگے بڑھایا مگر اس بات کا پورا خیال رکھا کہ اُس حجرہ کے پاس نہ جائے جس میں پردہ کے ایک طرف بیٹھی جنورا اپنے گناہ کا اقبال کر رہی تھی اور دوسری جانب کھڑا ہوا اصلی یا مصنوعی پادری اُس کے بیان کردہ حالات کو سننے میں مشغول تھا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد جب وہ آہستہ آہستہ بازار میں چل رہا تھا تو اس کو سارے حالات پر غور کرنے کا موقعہ ملا جنورا کا طرز عمل یقیناً اُس کے لئے موجب حیرت ہوتا اگر وہ اپنے کتابی علم کی بنا پر اٹلی کی عورتوں کے عادات ومزاج سے پوری طرح واقف نہ ہو چکا ہوتا اُس کو معلوم تھا کہ اس ملک کی عورتیں بدرجہ غایت مذہبی اثرات کے تابع ہیں اور گو اُن کا جنوبی گرم خون بیشتر حالات میں اُن کو جوش کی موجوں پر بہا کے ورطہ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور اُن میں سے بیشتر عنفوان شباب ہی میں نیکی اور پاکیزگی کی منزل سے گر جاتی ہیں تاہم جب اُن کے دل میں تاسف جوش کی جگہ لیتا ہے تو سب سے پہلے وہ گناہ سے بچنے اور عاقبت کو سنوارنے کے خیال سے پادریوں کے روبرو اقبال گناہ پر آمادہ ہو جاتی ہیں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اٹلی کی کثیر التعداد

عورتیں مذہبی توہمات میں اس درجے مبتلا ہیں کہ جب اُن کی زندگی بدنہاد عاشق کے اثر سے نکلتی ہے تو بدسیرت پادری کے تابع ہو جاتی ہے ان حالات سے واقف ہونے کے باعث چارلس ڈی وِیر کو جنورا کی سیرت کے متضاد پہلوؤں کو دیکھ کر چنداں حیرت نہ ہوئی۔ بہرحال اتنا معلوم ہوگیا کہ اس کا جوش استغفار سچا ہے اور وہ تہ دل سے پسچاتاپ پر آمادہ ہو چکی ہے ہرچند اس کو معلوم نہ تھا وہ کونسا گناہ ہے جو اُس نازنین سے سرزد ہوا تاہم اس میں کلام نہیں کہ وہ ہولناک اور سنگین تھا اور وہ اس کی تلافی کے لئے ہر ممکن طور پر آمادہ ہو چکی تھی اس کا جوش تاسف یہ بھی ظاہر کرتا تھا کہ وہ پچھلے گناہوں کو دھونے کی اس کوشش کے بعد از سر نو عیاشی اور اوباشی کے گرداب میں پڑنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ کوئی آواز چارلس کو یہ کہتے سنائی دیتی تھی کہ خدا نے درحقیقت اُس کو نیک اور پاک بنایا تھا مگر جوش شباب کی آندھی نے اسے فرض کی راہ مستقیم سے بھٹکا دیا وہ دوبارہ گناہ کی غار میں گرنا نہ چاہتی تھی بلکہ حتی الوسع اُس سے دور رہنے کے لئے کوشاں تھی خدا معلوم کن حالات میں تحریص نے اس کو بدراہ کر دیا یہ خیالات تھے جو چارلس ڈی ویر کے دل میں پیدا ہوئے اور اُن کی بنا پر وہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ عورت لاکھ گنہگار و خطاکار ہو ملامت سے بہت زیادہ رحم و ہمدردی کی مستحق ہے اور ہر پابند اخلاق مہذب انسان کا فرض ہے کہ اُس کو بدی کے سہل رستہ سے ہٹا کے نیکی کی دشوار منزل کی طرف جانے کی کوشش میں مدد دے۔

دونو گنہگاروں کے نام سے واقف ہونے کے بعد نیز یہ معلوم ہو جانے کی وجہ سے کہ جنورا کسی عالیشان مکان میں رہتی ہے چارلس اگر چاہتا تو تفتیش شروع کر کے اس راز کو بآسانی حل کر سکتا تھا حتی کہ یہ بات اُس کے دائرہ اختیار سے باہر نہ تھی کہ اُس خاندان کا نام معلوم کرے جس کی عزت و آبرو جنورا کی بدولت خاک میں مل چکی تھی مگر اُس عالی حوصلہ نوجوان کی غیرت نے یہ بات گوارا نہ کی کہ اس نازک معاملہ میں رفع استعجاب کی خاطر اُن حالات کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرے جو فی الحال پوشیدہ تھے جو باتیں اب تک اُس کو معلوم

ہوئی تھیں اُن میں بھی سچ پوچھئے تو اس کے ارادہ یا قصد کو بہت کم دخل تھا اور گو اس کو نہ
کے حالات جاننے کی بے تابی تھی تاہم اُس کی نیک طینتی اور اس کے خیالات کی پاکیزگی قطعاً
گوارا نہ کرتی تھی کہ وہ کوئی ایسا قدم اٹھائے جو ایک گرامی قدر خاندان کے ننگ و ناموس کی تباہی
کا راز افشا کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔

اس طرح کے خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا وہ بازار میں چلا جاتا تھا کہ کسی عورت کی
میٹھی آواز انگریزی زبان میں انداز حیرت سے یہ کہتے سنائی دی۔

"دیکھنا۔ چارلس ڈی دیر چلا جاتا ہے!"

الفاظ کو سنتے ہی ہمارے ہیرو کی نگاہ بے اختیار اس سمت میں گئی جدھر سے آواز
آئی تھی اور اس وقت ایک مرد اور اس کے ہمراہ ایک عورت دونو جلدی سے کسی جوہری کی دکان
میں داخل ہوتے دکھائی دیئے یہ بھی اُس نے معلوم کیا کہ عورت اپنے ساتھی مرد کو کھینچ کر دکان
کے اندر لئے جا رہی تھی گویا سب سے زیادہ اُسی کو چارلس کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کی
خواہش تھی۔ ان حالات کو دیکھ کر وہ چلتے چلتے ٹھہر گیا۔ اُس نے آواز سے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ
عورت کون ہے مگر جب اُس نے دیکھا کہ وہ سامنے آنے سے ہچکچاتی ہے تو زبردستی ملاقات کو
آمادہ ہونا اُس کو گوارا نہ ہوا پس وہ ایک لحظہ ٹھہر کر آگے کو چلنے لگا مگر تھوڑی تھوڑی دیر کے
بعد رک کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگتا تھا گویا اس ذریعہ سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کچھ سوچ کر
اپنے فعل ناشائستہ پر نادم تو نہیں اور ملاقات کے ارادہ سے پیچھے تو نہیں آتے؟ مگر وہ
دونو پھر اُس کو دکھائی نہ دیئے اور چارلس سفارت خانہ کی طرف چلتا گیا اُس جگہ پہنچ کر معلوم
ہوا کہ ملکہ معظمہ کا سرکاری قاصد بہت سے مراسلات کا تھیلا لے کر سفارت خانہ میں آیا ہے اور
اس تھیلے میں سے دو یا تین نجی خط چارلس کے بھی نکلے ہیں اُس نے انہیں کھول کر دیکھا تو
معلوم ہوا کہ ایک اُس کی ماں کا لکھا ہوا تھا جس میں درج تھا کہ اب میری صحت آگے سے
بہتر ہے اور میں نے بلمونٹ کا بیچ کرایہ پر دینے کا انتظام قریباً مکمل کر لیا ہے چنانچہ ادھر

عورتیں مذہبی توہمات میں اس درجے مبتلا ہیں کہ جب اُن کی زندگی بدنہاد عاشق کے اثر سے نکلتی ہے تو بدسیرت پادری کے تابع ہو جاتی ہے ان حالات سے واقف ہونے کے باعث چارلس ڈی ویر کو جینورا کی سیرت کے متضاد پہلوؤں کو دیکھ کر چنداں حیرت نہ ہوئی۔ بہرحال اتنا معلوم ہوگیا کہ اس کا جوش استغفار سچا ہے اور وہ تہ دل سے پسچاتاپ پر آمادہ ہو چکی ہے ہرچند اس کو معلوم نہ تھا وہ کونسا گناہ ہے جو اُس نازنین سے سرزد ہوا تاہم اس میں کلام نہیں کہ وہ ہولناک اور سنگین تھا اور وہ اس کی تلافی کے لئے ہر ممکن طور پر آمادہ ہو چکی تھی اس کا جوش تاسف یہ بھی ظاہر کرتا تھا کہ وہ پچھلے گناہوں کو دھونے کی اس کوشش کے بعد از سرِ نو عیاشی اور اوباشی کے گرداب میں پڑنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ کوئی آواز چارلس کو یہ کہتے سنائی دیتی تھی کہ خدا نے درحقیقت اُس کو نیک اور پاک بنایا تھا مگر جوش شباب کی آندھی نے اسے فرض کی راہ مستقیم سے بھٹکا دیا وہ دوبارہ گناہ کی غار میں گرنا نہ چاہتی تھی بلکہ حتی الوسع اُس سے دور رہنے کے لئے کوشاں تھی خدا معلوم کن حالات میں تحریص نے اس کو بدراہ کر دیا یہ خیالات تھے جو چارلس ڈی ویر کے دل میں پیدا ہوئے اور اُن کی بنا پر وہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ عورت لاکھ گنہگار و خطاکار ہو ملامت سے بہت زیادہ رحم و ہمدردی کی مستحق ہے اور ہر پابند اخلاق مہذب انسان کا فرض ہے کہ اُس کو بدی کے سہل رستہ سے ہٹا کے نیکی کی دشوار منزل کی طرف جانے کی کوشش میں مدد دے۔

دونو گنہگاروں کے نام سے واقف ہونے کے بعد نیز یہ معلوم ہو جانے کی وجہ سے کہ جینورا کسی عالیشان مکان میں رہتی ہے چارلس اگر چاہتا تو تفتیش شروع کر کے اس راز کو بآسانی حل کر سکتا تھا حتیٰ کہ یہ بات اُس کے دائرہ اختیار سے باہر نہ تھی کہ اُس خاندان کا نام معلوم کرے جس کی عزت و آبرو جینورا کی بدولت خاک میں مل چکی تھی مگر اُس عالی حوصلہ نوجوان کی غیرت نے یہ بات گوارا نہ کی کہ اس نازک معاملہ میں رفع استعجاب کی خاطر اُن حالات کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرے جو فی الحال پوشیدہ تھے جو باتیں اب تک اُس کو معلوم

ہوئی تھیں اُن میں بھی سچ پوچھئے تو اس کے ارادہ یا قصد کو بہت کم دخل تھا اور گو اس کو نہ کے حالات جاننے کی بے تابی تھی تاہم اُس کی نیک طینتی اور اس کے خیالات کی پاکیزگی قطعاً گوارا نہ کرتی تھی کہ وہ کوئی ایسا قدم اٹھائے جو ایک گرامی قدر خاندان کے ننگ و ناموس کی تباہی کا راز افشا کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔

اس طرح کے خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا وہ بازار میں چلا جاتا تھا کہ کسی عورت کی میٹھی آواز انگریزی زبان میں انداز حیرت سے یہ کہتے سنائی دی۔

"دیکھنا۔ چارلس ڈی ویر چلا جاتا ہے!"

الفاظ کو سنتے ہی ہمارے ہیرو کی نگاہ بے اختیار اس سمت میں گئی جدھر سے آواز آئی تھی اور اس وقت ایک مرد اور اُس کے ہمراہ ایک عورت دونو جلدی سے کسی جوہری کی دکان میں داخل ہوتے دکھائی دیئے یہ بھی اُس نے معلوم کیا کہ عورت اپنے ساتھی مرد کو کھینچ کر دکان کے اندر لئے جا رہی تھی گویا سب سے زیادہ اُسی کو چارلس کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کی خواہش تھی۔ ان حالات کو دیکھ کر وہ چلتے چلتے ٹھیر گیا۔ اُس نے آواز سے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ عورت کون ہے مگر جب اُس نے دیکھا کہ وہ سامنے آنے سے ہچکچاتی ہے تو زبردستی ملاقات کو آمادہ ہونا اُس کو گوارا نہ ہوا پس وہ ایک لحظہ ٹھیر کر آگے کو چلنے لگا مگر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد رک کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگتا تھا گویا اس ذریعہ سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کچھ سوچ کر اپنے فعل ناشائستہ پر نادم تو نہیں اور ملاقات کے ارادہ سے پیچھے تو نہیں آتے؟ مگر وہ دونو پھر اُس کو دکھائی نہ دیئے اور چارلس سفارت خانہ کی طرف چلتا گیا اُس جگہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ کا سرکاری قاصد بہت سے مراسلات کا تھیلا لے کر سفارت خانہ میں آیا ہے اور اُس تھیلے میں سے دو یا تین نجی خط چارلس کے بھی نکلے ہیں اُس نے انہیں کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک اُس کی ماں کا لکھا ہوا تھا جس میں درج تھا کہ اب میری صحت آگے سے بہتر ہے اور میں نے بلھم نٹ کا بیچ کرایہ پر دینے کا انتظام قریباً مکمل کر لیا ہے چنانچہ ادھر

سے فارغ ہوتے ہی ہیں بہت جلد نیپلز تمہارے پاس آجاؤں گی دوسرا خط انگینس کا لکھا ہوا تھا جس کو چارلس نے کئی مرتبہ پڑھا خصوصاً اُس کے ایک حصّہ کو جس کے مطالعہ سے اُس کے جی کو یہ سوچ کر بے حد افسوس ہوا کہ اُس انگریز مرد اور خاتون سے ملاقات کا موقعہ حاصل نہ ہو سکا جو اُس سے نظر بچا کے جوہری کی دُکان میں داخل ہوئے تھے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اُس نے ارادہ کیا کہ اگر دونوں سے نہیں تو کم از کم خاتون سے ضرور ملاقات کی کوشش کرنی چاہیئے اور چونکہ پولیس کے صدر دفتر میں سب نو وارد غیر ملکی شخصوں کے نام باضابطہ درج رجسٹر کئے جاتے تھے اس لئے اُن دو شخصوں کا پتہ معلوم کرنا بہت دشوار نہ تھا انگلستان سے جو معزز سیر و سیاحت کے لئے نیپلز آتے تھے وہ اپنے ملاقاتی کارڈ سفارت خانہ میں ضرور چھوڑ جایا کرتے تھے مگر چارلس کو خیال آیا کہ ان دونوں نے یقیناً ایسا نہ کیا ہو گا کیونکہ وہ کسی مصلحت سے اپنی موجودگی کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا چاہتے تھے اس کے باوجود اُس نے احتیاطاً اُس رجسٹر کا معائنہ کیا جو سفارت خانہ کی ڈیوڑھی میں رکھا رہتا تھا اور جس میں ایسے ملاقاتیوں کے نام درج ہوتے تھے لیکن مطلوبہ نام اُس رجسٹر میں نہ پائے جا سکے اب اُس نے سوچا کہ دفتر پولیس میں چل کر وہیں سے پتہ لگانا چاہیئے چنانچہ اُس جگہ جا کر اُس نے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ انگریز مرد و خاتون کو نیپلز آئے دو دن ہوئے ہیں اور وہ فی الحال ایک ہوٹل میں مقیم ہیں جس میں صرف اونچے طبقہ کے سیاحوں کی سکونت ہوتی تھی چارلس اُس ہوٹل کی طرف روانہ ہوا جہاں دربان سے پوچھنے پر اس کو معلوم ہوا کہ مرد تو کسی کام کے لئے باہر گیا ہے مگر خاتون اپنے کمرہ میں موجود ہے چارلس کے ملاقات کی خواہش کرنے پر دربان نے گھنٹی بجائی ایک نوکر حاضر ہوا اور وہ ہمارے ہیرو کو اس خاتون کے کمرہ نشست میں لے گیا۔

وہ تنہا ایک صوفے پر نیم درازی کی حالت میں پڑی تھی چارلس کو آتا دیکھ کر پہلے بیٹھ گئی پھر انداز کسل سے اُٹھی مصافحہ کے لئے دست نازک پیش کیا اور کچھ شرماتے اور کچھ مسکراتے ہوئے کہنے لگی "مسٹر ڈٹی دیر میں آپ کی آمد کے لئے تیار نہ تھی"

چارلس نے پیش کردہ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر فوراً ہی کچھ جواب نہ دے سکا
اُس نے رحم کے ساتھ ملی ہوئی رنج و غم کی نگاہ خاتون کے چہرہ پر ڈالی بعد ازاں اُس کرسی پر بیٹھ
گیا جو خاتون نے اشارہ سے دکھائی تھی۔ عورت کا اضطراب عارضی ثابت ہوا یا ممکن ہے اُس
نے ضبط سے کام لے کر اپنی ذہنی تکلیف کو چہرہ پر نمودار ہونے سے روکا ہو لیکن اس کی وجہ کچھ
ہی کیوں نہ ہو چارلس کے دل کو اس کی حالت دیکھ کر بھاری صدمہ ہوا اور آہ سرد بے اختیار
اُس کے سینہ سے نکلی۔ خاتون نے بیش قیمت لباس پہنا ہوا تھا جس کی غیر معمولی بھڑک
مذاق سلیم کو گراں معلوم ہوتی تھی بہ حیثیت مجموعی اُس کا سنگار شرم و حیا کی عائد کردہ حد سے
باہر تھا۔ گلے میں پہنی ہوئی نیچی بیونت کی کرتی چھاتیوں کے اُبھار کو نمایاں کرتی تھی اور جب
وہ تھوڑی دیر سے مصافحہ کرنے کے بعد دوبارہ صوفے کی پشت پر جھکی تو نیک سیرت نوجوان یہ
سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ اس کے جملہ آداب متانت کی حد سے باہر تھے۔ اُس کے حسن عشوہ
طراز کی ہر ادا میں عیش پرستی کی جھلک پائی جاتی تھی آنکھوں میں گزری ہوئی عشرت کے آثار
نمایاں تھے اور اس کا سایہ نہیں معلوم قصداً یا بے خبری کی حالت میں کسی حد تک اوپر کو سرک گیا
تھا جس سے اُس کے خوشنما پاؤں اور گول ٹخنے پوری طرح دکھائی دیتے تھے اُس کی
مخروطی انگلیوں میں لاتعداد انگوٹھیاں جگمگاتی تھیں اور سر زاغ کے ایسے سیاہ بالوں کے
نیچے سے کانوں میں پہنے ہوئے لولوئے شہوار روشنی کی تیز چمک پیدا کرتے تھے موتیوں
کی بے بہا مالا اس کے سینہ کے اُبھار کو واضح کرتی تھی۔ صورت پر شباب کی مستانہ اور فتنہ خیز
دلاویزیاں نثار ہوتی تھیں مختصر یہ کہ اُس کی طرز نشست اُس کی نگاہ۔ لباس اور گرد و
نواح کے حالات۔ نیز کمرہ کی گرم اور معطر فضا ساری باتیں اُس مرد کے دل میں جو پہلے سے
کسی کی وفا کا پابند نہ ہو جذبات اور کیفیات کا طوفان پیدا کرنے کے لئے کافی تھیں۔
چارلس نے ساری باتوں کو دیکھا اور اس حسن و جمال اور خط و خال کی عورت کو اس
منزل میں گرا ہوا دیکھ کر دل ہی دل میں افسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔

"فلاریبل" آخرکار اُس نے مہر سکوت توڑ کر سنجیدگی سے کہنا شروع کیا "تم نے کہا ہے کہ یہاں آنے کے بعد تم مجھ سے ملنے کے لئے ناتیار نہ تھیں لیکن اگر ایسا تھا تو پھر اس لئے تم اُس مرد کے ساتھ جو تمہارے ہمراہ تھا اور جس کے بارہ میں کاش میں کہہ سکتا کہ تمہارا شوہر ہوتا۔ مجھ سے نظر بچا کے ایک دُکان کے اندر چلی گئی تھیں؟"

"چارلس میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو تم میرے معاملات میں دلچسپی سے کر میرے حال پر کر رہے ہو۔" فلاریبل نے طنز آمیز لہجہ میں جواب دیا "لیکن یہ آرزو جو تم نے کی ممکن ہے میری اپنی خواہش کے مطابق نہ ہو۔"

"رحم خدا . . . فلاریبل! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" نوجوان نے اس جواب پر حیرت زدہ ہو کر پوچھا "کیا تم نہیں چاہتی ہو کہ تم کسی شخص کی منکوحہ ہو . . . ؟"

"میں نے یہ تو نہیں کہا" خاتون نے قطع کلام کرتے ہوئے جواب دیا "نہ میرے الفاظ کا ہی یہ مطلب تھا دراصل میں جو بات کہنا چاہتی ہوں اور میرا منشائے دلی جو کچھ ہے یہ ہے کہ میں تھیوڈور کلفورڈ کی منکوحہ بننے کی قطعاً خواہش نہیں رکھتی۔"

"فلاریبل تمہارا یہ طریق گفتگو بدرجہ غایت رنج دہ ہے" چارلس نے افسوسناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "سوچو اور غور کرو اگر ایگنس اس جگہ موجود ہو تو تمہاری ان باتوں کو سُن کر کتنا بھاری صدمہ اُس کے دل کو پہنچے۔"

"مگر ایگنس یہاں کہاں ہے؟" فلاریبل نے لاپروائی سے کہا "اور اگر ہوتی بھی تو میں بے دریغ ساری باتیں اُس کے روبرو بیان کر دیتی کیونکہ اب مجھ میں ضبط کی طاقت باقی نہیں ہے نہ میں اپنے خیالات کو چھپانا چاہتی ہوں۔"

"آہ اب یہ معاملہ میری سمجھ میں آیا" چارلس نے اس جواب کو پا کر کہا اور اُس کے سینہ میں فلاریبل کے لئے رحم کا احساس پیدا ہو گیا "معلوم ہوتا ہے تم مسٹر کلفورڈ کے پاس رہ کے خوش نہیں ہو۔"

"چارلس میں کوئی بات تم سے چھپانا نہیں چاہتی" فلاریبل نے غمناک لہجہ میں کہا "میری پہلی خواہش یہ تھی کہ نہ تم سے ملوں نہ مجھ کو تمہارے سوالوں کا جواب دینا پڑے لیکن یہ میرے خیال میں ایک کمزوری تھی کیونکہ مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ تم نیپلز میں موجود ہو اور اس جگہ آنے کے بعد کسی نہ کسی موقعہ پر ضرور تم سے ملنے کا اتفاق ہوگا اگر میں اتنی ہی شرمیلی ہوتی تو اس جگہ آنے سے ہی انکار کر دیتی مگر میں نے اس کی پروا نہیں کی اور اب چونکہ تم اپنے طور پر ملنے کے لئے آئے ہو اس لئے میں کوئی بات چھپا کے رکھنا نہیں چاہتی جس وقت میں مسٹر کلفوڈ کے ساتھ فرار ہوئی تو میرا خیال تھا کہ مجھے اس سے سچی محبت ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش بھی نہیں کہ سچی محبت کے سارے لوازمات اس وقت میرے سینہ میں موجود تھے مگر اس کجلائی ہوئی آگ کو شعلہ کی صورت دینے کے لئے نرمی عنایت اور دلجوئی کی ضرورت تھی اس نے مجھ سے دھوکا بازی شروع کی اور تم آپ سمجھ سکتے ہو کہ جہاں نیت کا فتور ہو وہاں محبت قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ مجھ سے ہر وقت اس قسم کے وعدے کیا کرتا تھا کہ بہت جلد اپنے باپ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد تم سے شادی کر لوں گا اور عرصہ دراز تک میں اس کی باتوں کو سچ سمجھتی رہی لیکن آخر کار تھک کر اور حالات کی بنا پر شک کرتے ہوئے میں نے اپنے ہاتھ سے ایک خط اس کے باپ لارڈ ونڈرمیر کو لکھا اس کے جواب نے میری آنکھیں کھول دیں اور معلوم ہو گیا کہ تھیوڈور نے شروع سے آخر تک مجھ سے فریب کھیلا ہے اس کے علاوہ ایک بار شبہ ہو جانے کے بعد کئی اور واقعات نے میرے خیال کی تصدیق کر دی اور میں نے تھوڑے ہی عرصہ میں جان لیا کہ اس کا ارادہ ہرگز ہرگز کسی موقعہ پر بھی مجھ سے شادی کرنے کا نہ تھا اس کی خواہش صرف میری عصمت ریزی کی تھی اور میں اس کے دام فریب میں آگئی اب تم آپ سمجھ سکتے ہو کیا ایسے آدمی سے مجھ کو محبت ہونا ممکن ہے یا کیا میں اس بات کی خواہش کر سکتی ہوں کہ اپنی زندگی ہمیشہ اس کے پاس رہ کر گزاردوں؟

چارلس چپ چاپ اُس کے مُنہ کو دیکھ رہا تھا کوئی جواب اُس سے بن نہ آسکا مگر اُس کی نگاہیں ظاہر کرتی تھیں کہ فلاریل کے بیان کردہ حالات نے اُس کے دل کو بھاری صدمہ پہنچایا ہے۔

"مگر اسی پر بس نہیں" فلاریل نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "اُس یوم منحوس سے لے کر کہ میں نے بیوقوفی سے تھیوڈور کے ساتھ فرار ہونا منظور کیا اب تک صرف ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزرا ہے مگر اتنے ہی دنوں میں میں نے اُس کے مزاج کی تہ کو اس طرح سے پالیا ہے گویا برسوں کی واقفیت ہو وہ خود غرض دغا باز اور بے اصول آدمی ہے بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ درجہ اول کا پاجی ہے۔"

"رحم خدا فلاریل یہ کیسی بھیانک تصویر ہے جو تم اُس آدمی کی کھینچ رہی ہو" چارلس نے اس طرح کے حیرت آمیز لہجہ میں جو اپنے اندر دہشت کی جھلک رکھتا تھا کہا "تعجب ہے ان حالات میں بھی تم اُس کے ساتھ گزران کرتی ہو۔"

"میرے اُس کے پاس رہنے کی بڑی وجہ مجبوری ہے" فلاریل نے جواب دیا۔ "ورنہ سچ جانو کہ جو نقشہ میں نے تھیوڈور کلفورڈ کا کھینچا ہے اُس میں ذرا بھی مبالغہ آرائی نہیں مگر خیر دو میں ایک واقعہ بیان کرتی ہوں جس کے بعد تم اپنے آپ صحیح اندازہ کر سکو گے ایک روز مجھے اس کی پاکٹ بک دیکھنے کا اتفاق ہوا اُس میں کئی خط رکھے ہوئے تھے انہی میں ایک کسی نوجوان خاتون کا خط تھا جس کی اس ناہنجار نے اُس زمانہ میں عصمت ریزی کی تھی جب وہ ساتھ ہی ساتھ مجھ پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"اوہ کیا یہ ممکن ہے!" چارلس نے غصہ میں بھر کر کہا۔

"میں سچ کہتی ہوں کہ اُس خط کا مضمون میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھا ہے" فلاریل نے جواب دیا "مجھ کو معلوم نہیں کہ وہ عورت کون ہے کیونکہ خط پر کسی کے دستخط نہ تھے اور یہ احتیاط اس لئے ضروری تھی کہ وہ معاملہ کو اپنے ماں باپ سے پوشیدہ

رکھنا چاہتی تھی حالانکہ اب ایسا کرنا غیر ممکن ہو گیا ہو گا کیونکہ اس وقت سے پہلے وہ ایک بچہ
کی ماں بن چکی ہو گی اُس خط کے مضمون سے میں نے اندازہ کیا تھا کہ وہ کسی اونچے خاندان
سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایک ایسے خطاب دار خاندان سے جسے اپنی نیکنامی اور عزت پہ
فخر ہے خط کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ تعلیم یافتہ۔ خلیق۔ با محبت اور حلیم الطبع ہے
سچ کہتی ہوں جس وقت میں نے اُس خط کو پڑھا اور معلوم ہوا کہ تھیوڈور کلفورڈ نے
ایسی نیک خاتون کو تباہ و برباد کیا ہے اور وہ اُس زمانہ میں بار دار تھی جب یہ
بد سیرت شخص مجھ سے اقرار محبت کرتا تھا۔ تو میرے دل کو اُس کی سیاہ کاریوں سے
ناقابل بیان صدمہ پہنچا اب میں تم سے پوچھتی ہوں کیا دنیا کا کوئی نیک کلمہ ایسے
آدمی کے بارہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے؟"

"فلاریل اب مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ آدمی واقعی قابل نفرت ہے" ہمارے ہیرو نے
جواب دیا" لیکن جس صورت میں تمہیں اُس سے اتنی نفرت ہے تو پھر کیوں اُس کے پاس
رہتی ہو؟ کیوں نہیں اُس کو چھوڑ دیتیں؟"

"اس کا جواب میں پیشتر دے چکی ہوں۔ یعنی صرف مجبوری سے" خاتون نے افسوسناک
لہجہ میں کہا" اب تک میں نے تھیوڈور کے دل میں اس بات کا شبہ پیدا ہونے نہیں دیا
کہ میں اُس کی سیاہ کاریوں سے کسی حد تک واقف ہو چکی ہوں کیونکہ مصلحت کا تقاضا
یہی تھا فی الحال میں اُس کی دست نگر اور محتاج ہوں میرے پاس گزارہ کے لئے روپیہ
نہیں جو کچھ تھا وہ بھی میں نے ایگنس کو دے دیا چونکہ میں لندن کے بازاروں میں گداگری
نہ کر سکتی تھی اس لئے مجبوراً کلفورڈ کے پاس رہنے لگی میں جانتی ہوں کہ اُس کو مجھ سے
صرف دکھاوے کی محبت ہے اس کے خیالات میری نسبت جو کچھ ہیں۔ مجھ سے
پوشیدہ نہیں" پھر تھوڑی دیر رک کے فلاریل نے اس طرح کی حالت میں کہ اُس کے
رخساروں پر شرم کی سرخی نمودار تھی کہا" تھیوڈور نے مجھے ٹھیک اسی حالت میں رکھا ہو

ہے جس میں کوئی مرد اوباش اپنی داشتہ کو رکھتا ہے یعنی محض دل بہلاؤ کا ذریعہ سمجھ کر"

"افسوس! افسوس!" چارلس نے رنج آمیز لہجہ میں کہا "فلاریبل یہ بھی کیا زندگی ہے جو تم بسر کرنے پر مجبور ہو۔ کہاں وہ وقت کہ تم اپنی نیکدل بہن کے پاس پرفضا کوٹھی میں آرام واطمینان کے ساتھ رہتی تھیں۔۔۔"

"چارلس خدا کے لیے اُس زمانہ کا ذکر میرے روبرو نہ کرو" فلاریبل نے جلدی سے قطع کلام کرکے کہا "میری قسمت کا پانسہ پھینکا جاچکا اب میں اپنی تقدیر کو بدل نہیں سکتی بلکہ میں جانتی ہوں کہ اب میرے لیئے کسی سے شادی کرنا یا بی بی کا مقدس خطاب پانا غیر ممکن ہو گیا ہے اس لئے مجھے اسی زندگی کو جس طرح بھی ممکن ہو بسر کرنا پڑے گا۔ خدا نے میری طبیعت ہی ایسی بنائی ہے کہ میں غریبی کی زندگی بسر نہیں کرسکتی میں عیش وآرام کے لیئے پیدا ہوئی تھی کوئی ایسا کام مجھ کو نظر نہیں آتا جس کو اپنی معاش کا ذریعہ بنا سکوں پس جدھر قسمت مجھے لے جاتی ہے اُدھر ہی چلنے پر مجبور ہوں۔"

"فلاریبل تمہاری ان باتوں سے میرے جی کو بڑا رنج ہوتا ہے" ڈی ویر نے اس خیال سے متعجب ہو کر کہا کہ کیوں وہ اس قدر صاف گوئی کر رہی ہے۔

"چارلس اگر میری باتیں تمہارے لئے باعث رنج ہیں" فلاریبل نے لاپروائی سے جواب دیا "تو اس کا قصور میرے ذمہ نہیں کیونکہ میں تم سے ملاقات کرنے نہ گئی تھی میں چاہتی تھی تم سے ملنے کا اتفاق نہ ہو لیکن جب تم خود مجھ کو تلاش کرنے آئے تو میں نے ارادہ کر لیا کہ کوئی بات چھپا کے نہ رکھوں گی میری صاف گوئی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آیندہ تم میری صحبت سے گریز کرو کیونکہ میں تمہاری طرح نیک اطوار نہیں ہوں بلکہ اگر رستہ میں مجھ سے ملو تو اس طرح نکل جاؤ گویا مجھ سے واقف نہیں ہو۔ اس کے علاوہ میں اتنا ہی اور کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے کسی پند و نصیحت کی ضرورت نہیں اگر تم نے اپنے جی میں سوچا ہے کہ اپنے طور پر یا اگنیس کی تحریک سے مجھ کو فہمائش کرکے

یا منت سماجت سے یا کسی اور طریقہ پر اس زندگی کو چھوڑنے پر آمادہ کر سکو گے تو میں
کہہ دینا چاہتی ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں کیونکہ اس قسم کی باتیں میرے دل پر کوئی
اثر پیدا نہیں کر سکتیں . . ."

"فلاریل" چارلس نے قطع کلام کر کے کہا "آج ہی ایک خط ایگنس کی طرف سے
مجھ کو موصول ہوا ہے جس میں اُس نے تمہارا ذکر بڑے پیار و محبت کے ساتھ کرتے
ہوئے آخر میں اظہار غم کیا ہے اُس کو معلوم تھا کہ تم اکیلی آ رہی ہو . . ."

"ہاں میں رخصت ہونے سے پہلے اُس کو ملی تھی" فلاریل نے جواب دیا۔

"اور اس جگہ آنے کا حال اُس کو بتایا تھا"

"اپنے اُس خط میں" ڈی وی نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "وہ التجا کرتی ہے
کہ میں تم سے مل کر اس بات پر زور دوں کہ یا تو تم تھیوڈور کو شادی پر مجبور کر دو یا اگر
اُس کو انکار ہو تو فوراً اُس کے ساتھ رہنا چھوڑ دو"

"آہ میں کیا پہلے سے نہ جانتی تھی کہ اس طرح کی التجائیں اور فہمائشیں کی جائینگی"
فلاریل نے بے صبری ظاہر کر کے کہا "مگر میری حالت میں یہ باتیں لاحاصل ہیں کیونکہ وہ
مجھ پر کوئی مفید اثر پیدا نہیں کر سکتیں بیشک مجھے اس بات کا رنج ہے کہ اپنی عزیز بہن
سے ہمیشہ کے لیئے جدا ہو گئی مگر اس کا تدارک اب کسی طرح نہیں ہو سکتا جو ہو چکا اُس کو
واپس لانا غیر ممکن ہے میں جیسی ہوں مجھ کو بہتر معلوم ہے اور اب اُس میں اصلاح کی
کوئی صورت نظر نہیں آتی"

"فلاریل کیوں ایسی دل شکن باتیں کرتی ہو" چارلس نے غمناک لہجہ میں
جواب دیا "آدمی سے خطائیں بیشک ہوتی ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اصلاح
کی کوشش ترک کر دے یہ شخص تھیوڈور کلنفورڈ اس لائق نہیں ہے کہ تم اس کے پاس
رہو اگر کسی وجہ سے تم اپنی بہن کے پاس واپس جانا نہیں چاہتی ہو تو میری ماں

بڑی خوشی سے تم کو اپنے پاس رکھنے کو تیار ہوگی اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اُس کے پاس رہتے ہوئے تمہیں کسی طرح کی تکلیف کا سامنا نہ ہوگا۔ ۔ ۔"

"چارلس میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں"۔ فلاریبل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "مگر غیر ممکن ہے کہ میں کسی کے پاس رہنا قبول کروں میں جس جگہ جاؤں گی شرم و بے عزتی کی چھوت اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی اس لئے میں نہیں چاہتی کسی کو میری وجہ سے بدنام ہونا پڑے یہ ہے سارے حالات اس لئے تم سے صاف صاف بیان کر دیے ہیں کہ تم اگینس کو تسکین دو اور سمجھاؤ کہ وہ میری وجہ سے بے چین نہ ہو بلکہ یہی سمجھ لے کہ اُس کی ایک بہن تھی جو ۔ ۔ ۔ مرگئی!"

"فلاریبل کس طرح ممکن ہے کہ اگینس اپنے دل کو اس قدر پتھر بنا سکے؟" چارلس نے زور دے کر پوچھا "اور ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے کہ مرنے یا دنیا سے علیحدہ ہو کر زندگی بسر کرنے کا ذکر کرتی ہو اٹھارہ برس کی عمر میں آدمی کا دل آرزوؤں اور اُمنگوں سے پُر ہوتا ہے اُس کو اتنا مایوس نہ ہونا چاہیئے میں کہتا ہوں بالفرض جو کچھ ہو چکا اُس کی اصلاح ممکن نہیں تو کم از کم یہ تو ممکن ہے کہ اس دور گناہ کو آئندہ جاری نہ رکھا جائے"

"میں اس کے لئے بھی تیار نہیں ہوں" فلاریبل نے جواب دیا "کیونکہ ایسا کرنے کو درجہ اوّل میں رغبت اور اُس کے بعد ہمت درکار ہے اور یہ دونو باتیں مجھ میں نہیں ہیں میں پاکبازی کی منزل سے گر چکی ہوں اور اب کوئی طاقت مجھ کو ابھار نہیں سکتی میں اگر نیکوں میں شامل ہونے کی کوشش بھی کروں تو اس سے کیا فائدہ؟ وہ لوگ ظاہرا اچھی طرح پیش آتے ہوئے بھی دل سے نفرت کریں گے اور میری نکہت اس کو گوارا نہیں کر سکتی اس کے علاوہ" اُس نے گہری سنجیدگی کا لہجہ اختیار کر کے کہا "میں عیش و راحت کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا ہوئی تھی میرا مزاج میرے عادات میری طبیعت اور خیالات ساری باتیں اسی طرح کی زندگی کے لئے بنی ہیں میں اگر زندہ

رہ سکتی ہوں تو آرام و راحت کی گود میں۔ ورنہ میرے لئے زندگی بسر کرنا محال ہے۔"

"فلا ریبل تیری باتوں نے ثابت کر دیا کہ ..." چارلس نے دفعتاً اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "لیکن نہیں تم یقیناً یہ سب کچھ سنجیدگی سے نہیں کہتی ہو رنج و غم نے تمہارے دماغ پر اثر ڈال رکھا ہے" اتنا کہہ کر وہ اس خیال سے بے حد ملول و پشیمان کہ کیوں اس نے فیصلہ کرنے میں اتنی جلدی کی دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

"اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ تم بھی مجھ سے نفرت کرتے ہو۔" فلاریبل نے نرم لہجہ میں کہا "اس لئے کہ تم نیک و پاک ہو اور خدا کا شکر ہے کہ تم ایسے ہو کیونکہ اگر میں نے زندگی میں آرام نہیں پایا تو یہ جاننا کچھ کم باعث مسرت نہیں کہ میری عزیز بہن ان باتوں کو حاصل کر سکے گی تم خیال کرتے ہو گے کہ میں اس صاف گوئی کے ذریعہ سے دیدہ دلیری کرتی ہوں مگر میرا منشا فقط یہ ظاہر کرنا ہے کہ مجھ کو راہ راست پر لانے کی جس قدر کوششیں تمہارے یا بہن ایگنس کی طرف سے کی جائیں لاحاصل اور بے سود ہوں گی تم یہ سوچ کر حیران ہوتے ہو گے کہ اگر مجھ کو کفبوڈ ور کلفورڈ سے نفرت تھی تو میں اس کے ساتھ نیپلز کس لئے آئی۔ اس کا جواب بھی میں تمہیں دیتی ہوں فرار ہونے کے بعد جب میں اُس کے ساتھ لندن پہنچی تو اُس نے بہت سا روپیہ صرف کر کے میرے رہنے کو ایک عالی شان مکان لے دیا جتنی چیزیں اُس میں رکھیں وہ سب میری ملکیت سمجھی گئیں اور اس طرح مجھ کو سارے سامان کا مالک بنا دیا گیا مگر ہم کو اُس گھر میں رہتے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ حقیقت ظاہر ہو گئی کہ سب کچھ دکھاوا اور نمائش ہے ورنہ ہر ایک چیز ادھار خریدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے گھوڑے گاڑیاں اور متفرق سامان خریدنے کو بہت سا روپیہ قرض لیا تھا جب اس ادائیگی کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ تو ساہوکاروں نے تنگ کرنا شروع کیا۔ انہی ایام میں میں نے اس کے باپ لارڈ ڈنڈرمیر کو اپنی طرف سے ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ آپ اپنے

بیٹے کو محبت۔ شادی کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ اتفاق سے۔ اسی دن قرضخواہوں
نے تھیوڈور کو گرفتار کرا کے حوالات دیوانی میں بھجوا دیا۔ اس کا باپ میرا خط پا کے جلا
بھنا بیٹھا تھا۔ کہ بیٹے کی طرف سے ایک چٹھی اس مضمون کی پہنچی۔ کہ آپ میری امداد
کریں۔ تبھی حوالات سے نکل سکتا ہوں۔ باپ نے غصہ اور جوش کی حالت میں
اس خط کو جوں کا توں دوسرے لفافہ میں بند کر کے تھیوڈور کے پاس واپس بھیج
دیا۔ اب جیسا تم سمجھ سکتے ہو۔ ساری خرابی ایک طرح پر میرے ہی ہاتھوں پیدا
ہوئی۔ گو اس میں بھی شک نہیں۔ کہ مجھے اس خط کے تحریر کرنے کا پورا حق حاصل
تھا۔ مگر صحیح حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی۔ کہ تھیوڈور
کی موجودہ تباہی میری ہی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔ اس نے حوالات سے منت آمیز
لہجہ میں ایک خط میرے نام لکھا۔ کہ اس کڑے وقت میں تم ہی میری مددگار بن سکتی
ہو۔ مجھے اس کے حال پر رحم آیا۔ اور میں نے اس کی تحریر کے مطابق ایک دستاویز
اس مضمون کی لکھ کر قرضخواہوں کو دے دی۔ کہ جتنا سامان گھر میں موجود ہے
میں اس کے قبضہ سے دستبردار ہوتی ہوں۔ وہ اسے اپنے قرضہ کی کفالت
سمجھیں۔ اور اگر تھیوڈور روپیہ ادا نہ کر سکے۔ تو جس طرح چاہیں اپنا حساب پورا
کریں۔ اپنی طرف سے ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ ہم مسٹر گلفورڈ کو روپے کی ادائگی
کے لئے کافی مہلت دیں گے۔ لیکن معلوم ہوا۔ ان کے دلوں میں دغا تھا۔ تحریر
ہاتھ آتے ہی انہوں نے مہلت دینا تو درکنار ایک دن انتظار نہ کیا۔ اور سارا سامان
اٹھا کر لے گئے۔ ادھر تھیوڈور کو حوالات سے باہر آنے پر باپ نے ملنے سے
انکار کر دیا۔ کچھ اور چھوٹے چھوٹے قرضوں کی ادائیگی ابھی باقی تھی۔ کوئی چارہ
کار نہ دیکھ کر تھیوڈور کو انگلستان سے رخصت ہونا پڑا۔ میں یہ بھی اس خیال سے
خوش تھی۔ کہ آئندہ ان لوگوں کے مد برد نہ آ سکوں گی۔ جو حالات سے واقف

تھے۔ مگر سوال یہ تھا۔ کہ انگلستان سے چل کے کہاں جائیں؟ آخر کار تھیوڈور کو یاد آیا۔ کہ نیپلز میں اس ایک مالدار دوست رہتا ہے۔ . . . تم اس سے واقف ہو۔ . . . میرا اشارہ سر الگزینڈر ہال کرانٹ کی طرف ہے"۔

"کیا۔ سفارت خانہ برطانیہ کا سینیئر اتاچی"؟ چارلس نے پوچھا۔

"وہی" فلاربیل نے جواب دیا۔ چنانچہ فی الحال تھیوڈور اس سے ملاقات کرنے گیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ دو سال پیشتر سر الگزینڈر کو ایک شیر خوار بھتیجے کی موت سے اتفاقاً بہت سی دولت ورثہ میں مل گئی۔ حالانکہ پیشتر اس پہ اس کا کوئی حق نہ تھا۔ ان دنوں وہ بے حد غریب تھا۔ اور تھیوڈور نے اس کو چھ سو پونڈ دست گرداں دے تھے۔ آج تک نہ تھیوڈور نے اس رقم کا تقاضا کیا نہ سر الگزینڈر کو ادائیگی کا موقعہ ملا۔ اب ہر طرف سے مجبور ہو کے وہ اس سے روپیہ مانگنے گیا ہے۔ اور امید ہے۔ سر الگزینڈر اسے خوراً ادا کرے گا۔ کیونکہ جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ آج کل اس کے پاس مال و دولت کی کمی نہیں۔ بس یہ وجہ ہمارے نیپلز آنے کی ہے"!

اتنا کہہ کے فلاربیل چپ ہو گئی۔ چند لمحوں کے لئے چارلس ڈی ویر گہری سوچ میں پڑا رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ پھر منت سماجت کر کے اسے اس آدمی کی صحبت چھوڑنے پہ مجبور کرے۔ جس سے اسے نفرت تھی۔ اور سمجھائے کہ نیکی اور پاکبازی کی راہ گو بکھری ہی ہے۔ اور بظاہر ناقابل گذر معلوم ہوتی ہے۔ تاہم جب ایک مرتبہ انسان اس پر چلنا شروع کر دے۔ تو قدرت حق آپ سہارا بن کر اسے سیدھی راہ پہ لئے چلی جاتی ہے۔ یہ خیالات تھے۔ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ مگر جب اس نے حال کی گفتگو پہ غور کیا۔ اور دیکھا۔ کس طرح فلاربیل نے ہر موقعہ پہ

اس کا کہا ماننے سے انکار کیا ہے۔ تو مجبوراً چپ ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس نے سوچا
کہ جہاں تک اگنیس کے خط کی تعمیل میرے ذمہ تھی۔ میں اپنا فرض ادا کر چکا اور
چونکہ انہی باتوں کو بار بار دہرانے سے کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے وہ
رخصت ہونے کو اٹھا۔ مگر جانے سے پیشتر اس نے پھر ایک مرتبہ التجائی
نظروں سے فلارییل کی طرف دیکھا۔ گویا جو اثر وہ تقریر کے ذریعہ سے پیدا
نہ کر سکا تھا۔ اب آنکھوں کی زبان سے پیدا کرنا چاہتا تھا۔

"چارلس تم رخصت ہونے لگے ہو" فلارییل نے بھرائی ہوئی آواز سے
کہا "میں بے حد ممنون احسان ہوں۔ کہ تم نے مجھے یاد رکھا۔ مگر میں بتا دینا چاہتی
ہوں۔ کہ آیندہ کسی موقعہ پر اگر ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق ہو یا تم
سر راہ مجھے گذرتا دیکھو اور میری طرف بالکل توجہ نہ دو۔ تو مجھے اس کا ذرا بھی ملال
نہ ہوگا۔ فی الحقیقت میں نہیں چاہتی۔ کہ تم اگنیس سے میرے رشتہ کا لحاظ کرتے
ہوئے مجھ سے میل جول کر کے اپنے برخلاف کسی طرح کی بدگمانی پیدا ہونے دو
تم کو اختیار ہے۔ بیشک مجھ سے اجنبیت کا برتاؤ کرتے رہو۔"

چارلس کے دل پر اس دردناک تقریر کا اتنا گہرا اثر ہوا۔ کہ اس کے منہ سے
جواب میں ایک لفظ تک نہ نکل سکا۔ بہت عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ فلارییل ہر طرح نیک
اور پاک تھی وہ اس کو حرمت اور شرافت کا مجسمہ خیال کرتا تھا۔ حالانکہ اب
اس کی نظروں کے سامنے ذلیل خوار شکستہ و برباد۔ اخلاق کی منزل
اعلیٰ سے گری ہوئی ایک بدراہ فاحشہ قابل رحم ہستی تھی! اس کا مطلب یہ نہیں
کہ اس عرصہ قلیل میں فلارییل کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔ نہیں
اس کی آنکھوں میں اب بھی وہ موہنی اداؤں میں وہ کشش اور زبان میں وہی
غیر فانی شیرینی تھی۔ لیکن وہ جوہر عصمت جو حسن کو دلفریب اور اس کی کشش کو

پرتا ثیر بناتا ہے پاک باری کا وہ نورانی ہالہ جو عورت کو عالم خاکی سے اٹھا کر فرشتوں کی منزل بالا پر پہنچاتا ہے۔ افسوس ہیں وہ اس کی پیشانی پر کہیں نظر نہ آتا تھا دیکھنے میں اب بھی وہ باغ حسن کا خوش رنگ پھول تھی نظر فریب اور خوشنما مگر . . بُو باس سے خالی! پہلے جن آنکھوں میں شرم و حیا کا غلبہ تھا اب ان میں بے باکی اور سرشوری کے آثار دکھائی دیتے تھے خواہشات نفسانی اور گستاخ نگاہی کی نہ مٹنے والی مہر اس کے چہرہ پر ہمیشہ کو لگ چکی تھی! دیر تک وہ اس کو رحم انگیز نظروں سے تکتا رہا وہ دیکھتا تھا ایک بیش بہا ہستی خدا کی اپنی ذات پاک کے نقشہ پر پیدا کی ہوئی زوال و انحطاط کی موجوں پر بہتی گرداب فنا کی طرف چلی جاتی ہے اور اس کو سلامتی کی بندرگاہ میں لاکر عافیت کے ساحل پر پہنچانا اُس کا فرض ہے مگر کوئی صورت اس فرض کو پورا کرنے کی نظر نہ آتی تھی مجبور ہو گئے اُس نے فلاریبل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہمدردی سے دبایا ایک ثانیہ کے لئے خاتون کے ہونٹوں پر لرزش کے آثار پیدا ہوئے لیکن یہ ایک عارضی کمزوری تھی جسے وہ فوراً ضبط کر گئی اپنی جگہ سے اُٹھ کر اس نے چارلس کو وداع کیا پھر اسی صوفہ پر نیم درازی کی حالت میں لیٹ گئی

چارلس تیز چلتا کمرہ سے رخصت ہوا لیکن جس وقت بے تابی کی حالت میں بازار سے گذر رہا تھا تو از راہ تاسف سے دل ہی دل میں کہنے لگا "افسوس فلاریبل تو ہمیشہ کے لئے اپنی منزل سے گر گئی۔ اب میں تیرے بارہ میں ایگنس کو کیا جواب دوں گا؟"

باب ۴۰

ظلمت عصیاں

اُس دن چارلس نیوکورسو کے مکان پر نہ جا سکا کچھ تو اس لئے کہ جب فلاریبل سے رخصت ہوا تو سہ پہر ڈھل چکی تھی اور شام کے کھانے کا وقت قریب تھا اور کچھ اس سے بھی کہ واقعات حال نے کچھ ایسی پریشانی اس کے جی میں پیدا کر دی تھی اور اتنا رنج دہ فلاریبل کی تباہی دیکھ کر اس کے دل کو

ہوا تھا کہ اگر اس کو فرصت بھی ہوتی تو بھی شدت اضطراب کی وجہ سے کسی اور کام پر متوجہ نہ ہو سکتا

اُس نے حسب معمول سفیر برطانیہ کی میز پر کھانا تناول کیا حسن اتفاق سے اُس روز محکمہ سفارت کے کارداروں کے سوا کوئی اور آدمی دستر خوان پر نہ آیا تھا اس موقعہ پر چارلس سرالگزینڈر ہال کرافٹ کے بالکل پاس بیٹھا آخر الذکر کی عمر چھتیس سال کے قریب۔ قد لمبا انداز دلفریب اور شکل وصورت مقبول ولپسندیدہ تھی تین سال پیشتر جب اُس کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تو خاندان کا وارث اُسکا بھتیجا ایک شیر خوار بچہ قرار پایا تھا ادھر ایک عرصہ سے الگزینڈر کی اپنے بھائی سے ان بن چلی آتی تھی جس کی وجہ صرف یہ تھی کہ بھائی اُس کی فضول خرچیوں کو پورا کرنے سے معذور تھا الگزینڈر قرضہ کے بوجھ سے دبا ہوا مفلسی کی حالت میں اوقات بسر کرتا تھا کہ دفعتاً خبر موصول ہوئی کہ اس کا خورد سال بھتیجا مرض تشنج سے ہلاک ہو گیا اسطرح ایک لمحہ کے عرصہ میں وہ ایک عالی شان جائداد اور بیرونٹ کے خطاب کا مالک قرار پایا اب اُس نے زندگی کا نیا ورق پلٹا یعنی پیشتر جتنا مسرف واو باش تھا اب اتنا ہی مستقل مزاج بنا یہ بیان کرنے کی ہمارے خیال میں کوئی حاجت نہیں کہ اس کو محکمہ سفارت میں لانے کے اسباب کیا تھے بہرصورت اس محکمہ میں جگہ پانے اور دولت وخطاب حاصل کرنے کے بعد اُس کے لئے محکمہ سفارت میں اعلےٰ ترین آسامی پر پہنچنا کار دشوار نہ تھا قسمت کے اس نادیدہ انقلاب کے بعد سرالگزینڈر ہال کرافٹ کا وہ میلان طبع جو قدیم سے جنس نازک کی دلربائیوں کی بہار لوٹنے کا تھا وہ تو بیشک قائم رہا۔ مگر جوا کھیلنا یا فیشن کے نام پر کئی ذریعوں سے دولت برباد کرنا اُس نے ترک کر دیا یہی وہ شخص تھا جو آج کھانے کی میز پر چارلس کے پاس بیٹھا

کھانا ختم ہو چکا اور قہوہ کھانے کا دور جاری تھا کہ سرالگزینڈر نے آواز دبا کر پراسرار لہجہ میں کہا "ڈی ویر آج ایک ایسے آدمی سے ملنے کا اتفاق ہوا جو تم سے بھی واقف ہے"

"خوب" چارلس نے بے توجہی کے لہجہ میں جواب دیا

"میرے خیال میں تم تھیوڈور کلفورڈ کو اچھی طرح جانتے ہو گے وہی جو لارڈ ونڈمیر کا بیٹا ہے" سرالگزینڈر نے کہا آدمی برا نہیں اور مجھ کو تو ایک زمانہ میں اُس نے بڑی مدد دی تھی"

"میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ مسٹر کلفورڈ ان دنوں پیلیکن میں موجود ہے" ڈی ویر نے سرد لہجہ میں کہا۔ "در اصل اس سے میری واقفیت کچھ ایسی زیادہ نہیں۔"

"مگر وہ تو تمہاری بہت تعریف کرتا تھا" سر الگزینڈر نے کہا۔ "اس نے مجھ کو اتنا ہی بتایا تھا کہ چند ماہ گذرے ۔ لارڈ مینڈل تھم کے بیٹے ہارڈرس سے تمہارا کسی بات پر مقابلہ ہو گیا تھا۔ اور اس موقعہ پر تم نے بڑی فیاضی کا ثبوت دیا"

"مسٹر کلفورڈ کی اس غائبانہ عنایت کا شکریہ" چارلس نے حسب معمول لاپروائی سے جواب دیا "اگر سچ پوچھئے تو ہوتا از روئے انصاف میری مذمت بھی نہ کر سکتا تھا۔"

"مگر سنیئے تو میں جو بات کہنا چاہتا ہوں یہ ہے" بیرونٹ نے جلدی سے کہنا شروع کیا۔ "بیچارہ کلفورڈ ان دنوں اچھی حالت میں نہیں ہے ۔ ۔ ۔ مراد اس کے مالی حالات سے۔ تم سے کیا پردہ میرے ذمہ اس کے پانسو پونڈ آتے تھے۔ میں اس حساب کو مدتوں چکا دیتا مگر عرصہ دراز تک ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ بہر حال آج وہ قصہ طے ہوا۔ اور میں نے اس کی مروت کا خیال کر کے ایک ہزار کا چک لکھ دیا"

"بڑی فیاضی کی آپ نے" ڈی ویر نے کہا

"فیاضی !۔ جی نہیں ایسا کرنا میرا فرض تھا" بیرونٹ نے جواب دیا۔ "اب کل اس کے ہاں دعوت ہے کہتا تھا ایک گلعذار خاتون بھی اس کے ساتھ ہے ۔ ۔ ۔"

"اوہ۔ تب تو آپ اس کے محرم راز ہوئے" چارلس کے منہ سے نکلا مگر دل ہی دل میں اس نے کہا "امید کرنی چاہئے کہ اس احمق نے یہ نہ بتایا ہو گا کہ وہ خاتون کون ہے۔ یا مجھ سے اس کا کوئی رشتہ ہے"

"میرا اندازہ کہتا ہے" سر الگزینڈر نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "کہ کلفورڈ کا جی اب اس سے اکتانے لگا ہے"

"کیا واقعی ؟" ڈی ویر نے غصہ اور نفرت کے اس احساس کو بمشکل دبا کر کہا جو بے اصول تھیوڈور کلفورڈ کی اس حماقت پر اس کو ہوا تھا کہ اس نے یہ سب راز سر الگزینڈر سے کہہ دیئے

"ہاں سچ مچ وہ اس سے اکتانے لگا ہے" سر الگزینڈر نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "مگر پردے کی بات سنو۔ وہ مجھ سے کہتا تھا۔ میں صرف چند حالات کی وجہ سے اس کو ساتھ لئے پھرتا ہوں وہ کیا ہیں اس کا تو مجھ کو علم نہیں۔ تاہم ایک مرد دنیادار کی حیثیت سے میں اندازہ قائم کر سکتا ہوں۔ آہ ۔ میرے عزیز یقین کی دنیا کا ایسا ہی دستور ہے۔ پہلے عشق پھر مطلب پرستی اس کے بعد ۔ ۔ خدا ہی الٰہی پرانا قصہ جو قدیم سے چلا آتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے سر الگزینڈر نے اس طرح مزے لے لے کر شراب پینی شروع کی گویا شے ہی پر لطف

واقعہ کا ذکر کرنے لگا ہے اور اُس آ

"کیا مسٹر کلفورڈ کا ارادہ ... ں کا خیال تھا مگر وہ اس بارہ میں پورا یقین حاصل نہ کر سکا

ضبط کرکے پوچھا۔ ... ضبط کر گئی تھوڑی دور پرے آتشدان کے دوسری جانب

"ابھی اس نے اس بارہ میں کوئی خاص فیصلہ ... چارلس کو فوراً یقین ہو گیا کہ وہی لبادہ پوش ہے جسے

... سے نکل کر ایک اور میں گھستے دیکھا تھا اب اُس نے

جدا ہو چکا ہے اور چونکہ تھیوڈور کے سر پہ قرضہ کا بار ہے اور با ... ہم کرسی پر پڑا تھا بینی ڈبیا کی طرح یہ

باہری رہنا پڑے گا حتی کہ خسیس بڈھا پشیمان ہو کر امداد پر آمادہ ہو۔ اس غر

گر سچ پوچھو تو اس کے پاس گزارہ کے لیے اس چیک کے سوا کوئی روپیہ نہیں ... نی جائے نشست سے کسی قدر اونچا

اس چیک کی رقم" یہ الفاظ سر الگزینڈر نے پر اہمیت لہجہ میں کہے "یقیناً دس ... کے چہرہ پر انداز تجسس سے لگ

... معلوم کرنا بہت دشوار نہ ہوا کہ

"یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟" چارلس نے متعجب ہو پوچھ

پونڈ اگر بہت نہیں تو چھ ماہ کے لئے تو ہر طرح کافی ہیں ... سال کے قریب اور اُس نے

"تمہارے ایسے نوجوان کے لئے شاید وہ ایک یاد ... چین اس کی واسکٹ سے

ہیورنٹ نے ہنستے ہوئے کہا "کیونکہ نہ تم کو فضول خرچی کی ... سیدھا اعضا بدرجہ غایت

سے رغبت۔ مگر کلفورڈ کی حالت جدا ہے وہ یوں بھی کرتا ... نظر آنے لگی تھی چہرہ ریش و

یہ کہتے ہوئے سر الگزینڈر نے شراب پینے اور پانسہ پھینکنے کی ... کی گندمی رنگت کے

اتنے میں قہوہ کی باری آ گئی تھی سفیر صاحب کے اٹھتے ہی ... دیتی تھیں آنکھیں عقاب

میں چلی گئی اس لئے گفتگو جو سہارسے ہیورنٹ اور سر الگزینڈر میں ہو ... سے یہ معلوم کرنا دشوار نہ

گئی اپنے کمرہ میں جا کر چارلس نے ان سارے حالات پر جو ہیورنٹ کی ... صورت کہا جا سکتا تھا

تھے غور کرنا شروع کیا اس کے بعد اپنے آپ سے کہنے لگا۔ ... ں کے چہرہ پر نمایاں تھے

... معلوم کر لیا کہ وہ ملک

"اس میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ کلفورڈ

سے میرا ذکر نہیں کیا نہ اس کو بتایا کہ میری فلاں ہل سے واقفیت

بہن سے شادی ہونے والی ہے یہ میرے خیال میں بہت ہی ا ... تھے۔

دیا محسوس کرتا تھا کہ اُس کی

آمد غیر مناسب اور ناپسندیدہ ہے اُس کے چہرہ کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ نہیں جانتا آگے بڑھے یا پیچھے ہٹ کر واپس چلا جائے اجنبی نے جیسا بیان کیا گیا ہے اس کے چہرہ پر ایک تیز متجسس نظر ڈالی چارلس نے بینی ڈیٹا کی طرف دیکھا جو بظاہر اجنبی کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کے خیال سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی اور جس نے اس موقعہ پر کوئی پُر معنی اشارہ بھی اُس کو کیا تھا یہ سب کچھ ایک لمحہ کے اندر ہو گیا مگر چارلس نے ساری باتیں دیکھ لیں اور معذرتی لہجہ میں بولا۔

"معاف کیجئے مجھے اپنی نا وقت آمد کا افسوس ہے مگر . . . میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا . . . "

"سینیر ہم نے آپ کی آواز نہیں سُنی۔" بینی ڈیٹا نے کہا "مگر کیا مضائقہ آپ کی آمد ہر حال میں باعث مسرت ہے . . . "

اس اثنا میں سیاہ چشم اجنبی ڈی دیہ کے چہرہ کو گہری توجہ سے دیکھ رہا تھا دفعتاً وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دو قدم آگے بڑھ کر ہمارے ہیرو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے مضطربانہ کہنے لگا "آپ انگریز ہیں اور آپ کے چہرہ کے انداز سے پایا جاتا ہے کہ صادق القول اور شریف ہیں میں آپ سے بزور درخواست کرتا ہوں ہمدردی کے نام پر اس بات کا وعدہ کیجئے کہ اس گھر میں میری موجودگی کا حال کسی پر ظاہر نہ کریں گے"۔

"سینیر مجھ کو معلوم نہیں آپ کون ہیں" چارلس نے جواب دیا" میں اب تک آپ کے نام سے بھی واقف نہیں ہوں . . . "

"یہ بالکل درست ہے" اجنبی نے تسلیم کیا "مگر آپ نے میری صورت تو دیکھی ہے . . آپ میرے حلیہ سے تو واقف ہیں اس لئے میں پھر ایک بار التجا کرتا ہوں کہ رحم و فیاضی کے نام پر کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیجئے گا"

"مجھ کو یقین ہے آپ ضرور وعدہ کریں گے اور ناممکن ہے کوئی انگریز اپنے کئے

ہوئے وعدہ کو توڑے" نینو کورسو نے اس موقعہ پر کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

چارلس کو اپنے دل سے بھاری بوجھ اُٹھتا معلوم ہوا۔ اس موقعہ پر نینو کورسو کی آمد اور اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ نے ہر طرح کے شبہات کو جو اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے زائل کر دیا اُس لہجہ صداقت میں جو اُس سے مخصوص تھا اب اُس نے کہا "سنیئر اگر آپ کا راز چھپانے میں کسی طرح کا جرم سرزد نہ ہوتا ہو تو میں ضرور اس کو پوشیدہ رکھوں گا۔"

"بس آپ کا اس قدر کہہ دینا ہی کافی ہے" اجنبی نے احسان مند نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "تاہم یاد رکھیے آپ کے منہ سے بے احتیاطی میں نکلا ہوا ایک لفظ بہت سی خرابیاں پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

"مگر وہ لفظ تب تک میرے منہ سے نہ نکلے گا جب تک عزت اور شرافت کا پاس کرتے ہوئے . . ."

"بس ہو گیا" اجنبی نے کہا "سینیئر آپ نے مدت العمر کے لیے مجھ کو گرویدہ احسان بنا لیا اور اگر کبھی موقعہ پیش آیا تو آپ دیکھیں گے میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی کی کی ہوئی نیکی بھول جاؤں۔"

اُس نے چارلس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ہلایا اس کے بعد لبادہ پہن لیا۔ نینو کورسو نے دروازہ کو ذرا سا کھول کر باہر نظر ڈالی اور اس بارہ میں ہر طرح مطمئن ہونے کے بعد کہ کوئی آدمی آس پاس نہیں ہے اجنبی کو رخصت کا اشارہ کیا اور وہ تیز چل کے سامنے والے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"خوش آمدید سینیئر" کورسو نے اب فرصت پا کر چارلس کی طرف مڑتے ہوئے کہا "اچھا ہوا یہ واقعہ پیش آگیا کیونکہ اس سے وہ شبہات جو میری بیٹی ڈیشا کے برخلاف آپ کے دل میں پیدا ہوئے تھے رفع ہو گئے۔ مجھے ڈر تھا پرسوں اس شخص کی موجودگی سے ضرور آپ کو غلط فہمی

ہوئی ہوگی حالانکہ ہر طرح کا شبہ بالکل بے بنیاد تھا۔ ۔ ۔"

"خیر صاحب میں تمہاری بی بی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا" چارلس نے قطع کلام کرکے کہا "وہ اگر چاہتی تو اصل حقیقت ظاہر کرکے بڑی آسانی کے ساتھ اپنی صفائی کر سکتی تھی مگر اُس نے اتنا کہنا ہی کافی سمجھا کہ ظاہری حالات بیشتر موقعوں پر غلط فہمی پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔"

"سینیئر میرے خیال میں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے" کورسو نے کہا "کہ یہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے ایک بدنصیب تاجر جس کا کاروبار تباہ ہو چکا ہے، اس وقت قرضخواہوں سے روپوش ہوا پھرتا ہے اور تب تک اسی حالت میں رہے گا حتی کہ اُس کے دوست ذریعہ امداد پیدا کر سکیں۔ ۔ ۔"

"میرا اپنا خیال یہی تھا" چارلس نے جواب دیا "کہ یہ آدمی یا سیاسی مجرم ہے یا مقروض ہے کیونکہ اُس کی صورت سے یہ تو بالکل نہیں پایا جاتا کہ معمولی مجرم ہے اس کے علاوہ تم لوگوں کے بارہ میں جو اندازہ میں نے قائم کیا وہ اتنا بلند ہے کہ میں یقین کرتا ہوں تم کسی حال میں ایسے آدمی کو اپنے مکان میں پناہ نہ دوگے جو انصاف سے بھاگا پھر رہا ہو۔"

"جی ہرگز نہیں یہ کسی حال میں ممکن نہیں ہے" کورسو نے ایمانداری کے لہجہ میں جواب دیا۔ "اگر کوئی شخص واقعی مجرم ہو تو اُس سے ہمدردی کرنا گناہ ہے مگر اس بیچارے کی حالت اس لئے جدا ہے کہ وہ محض حالات کا شکار ہے اور اس طرح کی مصیبت میں اُس سے ہمدردی کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔"

"مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم لوگوں نے ایک حاجت مند کی امداد کی" چارلس نے جلدی سے کہا "اطمینان رکھو کہ اُس کا راز ہر طرح محفوظ رہے گا اور اب میں اس سلسلہ میں فقط اتنا ہی اور کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو تم لوگوں کو بھی اس معاملہ میں احتیاط اور دور اندیشی کرنی چاہیئے۔"

"صاحب ہمارے کمرہ میں دو تین شخصوں کے سوا اور کوئی نہیں آتا" بنی ڈیل نے کہا "ایک یہ مرد شریف جسے آپ نے دیکھا ہے ایک اس گھر کا دربان جس کو صحیح کیفیت معلوم نہیں اور یہ آپ چونکہ ابھی بالکل سویرا تھا اور کسی کے آنے کی امید نہ تھی اس لئے وہ بیچارہ دل بہلانے کے خیال سے اس جگہ چلا آیا کیونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جس شخص کی عمر کاروبار کے ہنگامہ میں گزری ہو اس کے لئے ایک کوٹھڑی میں بند ہو کے بیٹھ رہنا کتنا المناک ثابت ہوتا ہے۔"

"بیشک اس غریب کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی" چارلس نے تسلیم کیا "مگر جیسا میں نے بیان کیا تھا اس کا راز میری زبان سے کبھی ظاہر نہ ہوگا اور اب بتاؤ کہ ننھے بچے کا کیا حال ہے؟"

"آپ خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ہر طرح خوش و خرم ہے" عورت نے سوتے ہوئے بچہ کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر پیش کرتے ہوئے کہا اور چارلس نے محبت سے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

"اس میں شک نہیں" بنی ڈیل سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگی "کہ بیچارہ ماں کی عافیت سے محروم ہے تاہم میں نے دیکھا ہے کہ بے ضرورت نہیں روتا اور بڑی آسانی سے دودھ پی لیتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے شروع سے ہی اس کو ماں کے دودھ کے بغیر پالا گیا ہے۔"

چارلس نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا مگر بنی ڈیل کے لفظوں سے یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہو گیا کہ شاید یہی طرح ہوا ہو اس کے بعد اس نے گھر والی کے بچوں سے پیار کیا جو سب کے سب کمرہ کے اندر موجود تھے اور انہیں کچھ انعام دے کر رخصت ہوا لیکن مکان کی طرف واپس جاتے ہوئے وہ یہ بات سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ جنورا کب اپنے کئے ہوئے وعدے کے مطابق حقیقت حال لکھے گی اور اس کی چند روز کی مہلت کب تک پوری ہوگی؟

اس کے دوسرے دن سہ پہر کو چارلس ڈی ویرا ایک بازار سے گزر رہا تھا کہ سر الگزینڈر ہال کرافٹ اس کو ملا۔

"کیا آپ سفارت خانہ کو جا رہے ہیں؟" بیرونٹ نے اپنا بازو ہمارے نوجوان ہیرو کے بازو میں ڈالتے ہوئے پوچھا "چلئے میں بھی ادھر ہی کو جاتا ہوں کل مجھے ہوٹل میں گلنورڈ سے مل کر کھانا

کھانے کا اتفاق ہوا تھا اور اس موقعہ پر اُس نے میرا تعارف اُس خاتون سے کرایا جو اُس کے ساتھ ہے اور جسے وہ فرضی طور پر اپنی منکوحہ ظاہر کرتا ہے۔"

"کیا آپ نے اُس خاتون کو دیکھا ہے؟" چارلس نے لاپروائی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"کہہ تو رہا ہوں کہ اُس سے میرا تعارف ہوا تھا" بیرونٹ نے ہنستے ہوئے جواب دیا "پھر کیا اُسے دیکھنا باقی رہ گیا؟ مگر سچ کہتا ہوں شام کا وقت بڑے مزے میں گزرا فلاریل اُس کا نام ہے اور بڑی خوبصورت خاتون ہے میں تو یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ کلفورڈ کا جی ایسی حور جنت سے کیوں اکتانے لگا؟"

معلوم ہوتا ہے اُس کے مزاج میں تلون بہت ہے" چارلس نے جواب دیا۔

"اس کا حال تو مجھ کو معلوم نہیں" بیرونٹ نے کہا "مگر ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اُس پری پیکر کو چھوڑنا گناہ سے کم نہ ہوگا کیونکہ اُس کو تو اور بھی بیاہنے والے مل جائیں گے مگر کلفورڈ کو ایسی نازنین مشکل سے ہاتھ آئے گی۔"

"مسٹر الگزینڈر میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"عزیز دوست میرے لفظوں کا مطلب صاف ہے" مسٹر الگزینڈر نے لاپروائی سے جواب دیا "جس صورت میں کلفورڈ اُس خاتون کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا تو ضرور کوئی دوسرا اُسے لے لے گا اور وہ خواہ کوئی ہو اس لحاظ سے یقیناً خوش نصیب ہوگا کہ حسن و نزاکت کی ایسی دلربا تصویر جیسی فلاریل کی ذات میں پائی جاتی ہے محض کلفورڈ کی ہٹ دھری کے باعث اُس کے قبضہ میں آ جائے گی۔"

چارلس کو بہت غصہ آیا اور اُس کے چہرہ پر اس خیال سے شرم و جوش کی سرخی کھیل گئی کہ ایک مرد اوباش اُس خاتون کے بارہ میں جو نیک سیرت ایگنس کی بہن ہے اس پیرایہ میں گفتگو کر رہا ہے مگر وہ ہونٹ چبا کے رہ گیا اور سچ پوچھئے تو اُس کا غصہ کتنا ہی بنی بر انصاف کیوں نہ ہو ناقابل اظہار تھا وہ فلاریل کو سیدھی راہ پر لانے کی انتہائی کوشش کر کے دیکھ چکا تھا اور اُس میں

ناکام ہو گئے اب اُس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ رنج و غم کی آہ ضبط کر کے رہ جائے وہ اپنے دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ خرابی فلاریبل کی اپنی پیدا کی ہوئی ہے اگر وہ اب بھی گناہ کی زندگی چھوڑ دے تو کس کی طاقت ہے اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

"میں آج پھر ہوٹل میں ملاقات کرنے گیا تھا" بیرونٹ نے غصہ کے اُن آثار کو نہ دیکھ کر جو ڈی ویر کے چہرہ پر نمودار ہوئے تھے کہا "ایک گھنٹہ فلاریبل کی صحبت میں بڑے مزے میں گزرا کلفورڈ باہر گیا ہوا تھا اور فلاریبل خوب ہنس ہنس کے باتیں کرتی رہی کیا بتاؤں کتنی میٹھی اس کی آوازیں پائی جاتی ہے کتنے سرخ اُس کے ہونٹ اور کیسے خوشنما اُس کے دانت ہیں . . . !"

"کیا مسٹر کلفورڈ سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی؟" چارلس نے بے خبری کی سی حالت میں پوچھا کیونکہ ان شرمناک باتوں کو سن کر جو یہ آدمی فلاریبل کے بارہ میں کہہ رہا تھا اس کے جی کو سخت ہی غصہ اور رنج تھا وہ چاہتا تھا کسی طرح بدتمیزی کی اس گفتگو کو روک دے مگر ایسا کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

"نہیں کلفورڈ باہر گیا تھا" سر الگزینڈر نے جواب دیا "مجھ سے پوچھئے تو اس میں کوئی گہری چال ہے مگر جانے دیجئے میں اس دام میں آیا تو اپنی مرضی سے آؤں گا اور تھیوڈور کو یہ کہنے کا موقعہ نہ دوں گا کہ اُس نے مجھے الو بنایا۔"

"معاف کیجئے میں سمجھا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں" چارلس نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"میرے دوست تم کتنے سادہ لوح ہو" بیرونٹ نے کہا "کیا یہ موٹی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ تھیوڈور کلفورڈ چونکہ اب اس عورت سے بیزار ہے اور اُس کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اُس سے نجات پانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے سوچا لاؤ الگزینڈر ہال کرافٹ کے ہاتھ اس کا چلتا دھندا کر دو وہ بڑا سیانا آدمی ہے اور اس طریقہ پر اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہتا ہے۔"

"مگر میں پوچھتا ہوں" چارلس ڈی ویر نے اب اور زیادہ متنفر اور برگشتہ خاطر ہو کر کہا

"اگر آپ کی خواہش نہیں تو کیا مجبوری ہے، آپ کو چاہیئے کلفورڈ سے میل جول ترک کر دیں . . . یا . . ."

"میرے عزیز" ہیروِنٹ نے چارلس کی طرف حیرت سے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا "کہیں ایسا تو نہیں ہے میری زبانی اُس نازنین کی تعریف سُن کر تم بھی غائبانہ اس پر فریفتہ ہو گئے ہو اور اس پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہتے ہو؟"

سر الگزینڈر کے ان الفاظ پر چارلس کو اس قدر غصہ آیا کہ سرِ بازار چلتے چلتے ٹھہر گیا چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا جوش میں بھر کر کہنے لگا "سر الگزینڈر آپ کیا میری توہین کرنا چاہتے ہیں؟ . . . لیکن نہیں یقیناً آپ کا یہ منشا نہ ہو گا" اس نے جلدی سے ہانپتے ہوئے کہا "ہر حال میں اپنے نامناسب جوش کے لیئے معافی کا خواستگار ہوں۔"

"میرے عزیز تمہاری باتیں سُن کر میرے دل کو بے حد تعجب ہوتا ہے" ہیروِنٹ نے سرد لہجہ میں کہا "مگر تم بچے ہو اس لیئے میں خیال نہیں کرتا" اور اس کے بعد دوبارہ اپنا بازو اس کے بازو میں ڈال کر وہ اسی طرح بے تکلفانہ تقریر کرتے ہوئے کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے میری صاف گوئی نے تم کو برافروختہ کر دیا اگر ایسا ہو تو میں خود تم سے معافی مانگتا ہوں۔ لیکن ذکر یہ تھا کہ کیپٹن کلفورڈ غالباً اپنی داشتہ کو میرے گلے باندھنے کی کوشش کر رہا ہے بظاہر تم چاہتے ہو کہ مجھے اُس سے ناراض ہونا چاہیئے کہ اُس نے یہ ترکیب سوچی۔ لیکن عزیز دوست سچ پوچھو تو یہ تمہاری اپنی غلط فہمی ہے کیونکہ شریف طبقہ کے لوگوں میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو نیکنامی پر حرف لائے بغیر بسہولت کی جا سکتی ہیں۔ تم ان معاملوں میں بالکل نو آموز ہو۔ اس لئے کیونکر دو میں سمجھاتا ہوں، درحقیقت کسی مردِ شریف کے لیئے اپنی داشتہ کو جس سے اس کی طبیعت سیر ہو چکی ہو دوسرے آدمی کے سپرد کرنا اسی طرح عیب نہیں سمجھا جاتا جس طرح ایک آدمی کے لئے اپنے اڑیل گھوڑے کو نایم ظاہر کر کے کسی دوست کے ہاتھ بیچ دینا۔ تم متعجب نظر آتے ہو حالانکہ فیشن ایبل طبقہ میں ایسی مثالیں ہر روز دیکھی جاتی ہیں کہ ایک آدمی نے

اپنے گھوڑے کے نقص چھپا کے اُسے اچھی اور شریف نسل کا ظاہر کرتے ہوئے کسی دوست کے ہاتھ بیچ دیا۔۔۔"

"مگر کس طرح ممکن ہے" چارلس نے متعجب ہو کر پوچھا "کہ کوئی شریف آدمی ایسی ذلیل حرکت کرے؟ یہ تو صریحاً دھوکا بازی ہے۔"

"چپ! میرے دوست چپ!" سر الگزینڈر نے جلدی سے کہا "یہ سوسائٹی کا قانون ہے اور مجھے یا آپ کو اختیار نہیں کہ اس پر حرف گیری کریں۔ اس ایک مثال پر کیا موقوف۔ ایسی ہی بہت سی باتیں اور دیکھنے میں آتی ہیں تجارت پیشہ لوگوں کو ہی دیکھو۔ فرض کرو میں نے کاروبار کے لیے دفتر کھولا اور تم نے آٹھ دس ہزار پونڈ میرے پاس امانت رکھ دیئے اس رقم کو میں اپنے کاروبار میں صرف کر بیٹھا تو قانون میرے اس فعل کو دھوکا فریب وغیرہ ناموں سے موسوم کرے گا لیکن اگر میں اپنے دفتر کے دروازہ پر "ساہوکار" کا لفظ لکھ کر بورڈ آویزاں کر دوں تو پھر چاہے میں اس روپے کو کسی طرح ضائع کردوں۔ کسی کو یارائے دم زدن نہ ہوگا ایسی ہی ایک مثال اور ہے ایک آدمی نے خوردہ فروشی کی چھوٹی سی دُکان کھولی۔ جس کی مالیت پچاس پونڈ سے زیادہ نہیں تھی بعد ازاں کاروبار کو ترقی دینے کی کوشش میں وہ اسّی نوّے پونڈ کا زیر بار ہو گیا۔ اب اگر وہ عدالت دیوالہ میں درخواست لے کر جائے تو جج صاحب ایک طرف سے گھر گئے ہیں بیرسٹر الگ کلکٹے کھولتے ہیں اور اگر ایسے آدمی کو چھ ماہ قید کی سزا ملے تو سمجھنا چاہیے کہ سستے چھوٹ گئے ورنہ عین ممکن ہے اس سے بہت زیادہ سزا دے دی جائے۔ کیونکہ اس بدنصیب پر الزام عاید ہوتا ہے کہ اس نے یہ جانتے ہوئے روپیہ قرض لیا کہ ادائیگی کی کوئی صورت ممکن نہیں لیکن مقابلہ میں ایک آدمی اور ہے اس کے پاس ایک شلنگ کا سرمایہ اپنا نہیں وہ ایک عالیشان عمارت کرایہ پر لے کر اس میں دفتر سجاتا۔ فرنیچر کا سامان کرایہ پر لاکے رکھتا اپنے آپ کو تاجر یا مہاجر کہہ کے لوگوں سے روپیہ بٹورتا اور کچھ عرصہ کے بعد لاکھوں کا گھاٹا دکھا کے دیوالہ کی درخواست دے دیتا ہے تو اس صورت میں جج صاحب بھی بڑے اخلاق

سے پیش آتے ہیں بیرسٹر بھی نرمی کا سلوک کرتے ہیں اور بڑی آسانی سے اس کو اس بات کی سند مل جاتی ہے کہ سب قرضوں کی زیر باری مٹ گئی اور اب اس کو اختیار ہے اُس روپے کی مدد سے کسی اور نام پر کاروبار شروع کر دے۔ کوئی نہیں پوچھتا میاں تمہارے مُنہ میں کے دانت ہیں حضرت یہ وہ باریک قانونی نکتے ہیں جن کو تم بیچارے تو کیا بہت لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں "

" جو کچھ آپ نے فرمایا بیشک صحیح ہوگا" چارلس ڈی ویر نے مری ہوئی آواز سے تسلیم کیا " بہر حال مجھ کو ان باتوں پر کبھی غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا "

" خیر رفتہ رفتہ مل جائے گا" مسٹر الگزینڈر ہال کرافٹ نے اس طرح کے لہجہ اطمینان میں جواب دیا گویا وہ اپنی معلمانہ حیثیت پر مسرور تھا پھر سلسلہ تقریر جاری رکھ کر اُس نے کہا " یہ تو میں نے نمونہ کی چند مثالیں تم کو بتائی ہیں ورنہ اسی طرح کی لاتعداد باتیں سوسائٹی کے ہر طبقہ میں پائی جاتی ہیں اُن نیک سیرت بڈھی عورتوں کو ہی لو جو اکسیٹر ہال کے مذہبی جلسوں میں جاتی ہیں پادری صاحب کا وعظ سن کے ان کی آنکھوں سے یوں سیل اشک بہتا ہے کہ رقت کا سماں بندھ جاتا ہے مگر دیکھنے والا چشم بیدار رکھتا ہو تو دیکھ سکتا ہے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے سپید رومالوں کے اندر چھپی ہوئی برانڈی کی شیشیاں مُنہ سے لگا کے پیتی چلی جاتی ہیں اس کے باوجود دنیا ان کو نیک و پاک کہتی ہے اور اُن کے سارے عیب اس دکھاوے کی ہمدردی میں چھپ جاتے ہیں اسی طرح سلطنت کا سب سے بڑا امیر جو ممکن ہے کسی عہدہ وزارت پر مامور ہو اور جس کی عزت اور شرافت حرف گیری سے بلند و بالا سمجھی جاتی ہو گھوڑ دوڑ کے میدان میں پہنچ کر ایک بالکل ہی نیا آدمی بن جاتا ہے اُس جگہ ہر طرح کے بدنام شخصوں یعنی طرح طرح کے دھوکے بازوں دلالوں اور چابک سواروں سے اس کا واسطہ پڑتا ہے بازی لگانے کی معلومات حاصل کرنے کو وہ ناجائز طریقوں سے بھی نہیں چوکتا حتیٰ کہ اُن لوگوں کا روپیہ

بجھتے ہیں بھی اس کو عار نہیں جن سے عام حالات میں اس کو گفتگو کرتے شرم آتی تھی مختصر یہ کہ اس طرح کے موقعہ پر سوسائٹی اس کو کھلی چھٹی دے دیتی ہے اور جس طرح اُس کا جی چاہے کر سکتا ہے کوئی اعتراض کی جرأت نہیں کرتا اس سے بھی زیادہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ ایسے امیر کا کوئی گھوڑ دوڑ کا شناسا کسی ہیبت ناک الزام میں گرفتار ہوا جو ممکن ہے قتل کا الزام ہو اور اس کو اولڈ بیلی کی عدالت میں جواب دہی کے لئے حاضر کیا گیا تو وہ امیر عدالت میں پہنچ کر اُس مقدمہ سے دلچسپی لیتا اور اُس شخص سے ہمدردی کرنے میں ذرا نہیں شرماتا یہ حقیقی واقعات ہیں اور میں ان میں ذرا بھی مبالغہ آرائی نہیں کرتا۔"

"آپ کا فرمانا بے شک صحیح ہے" چارلس نے غمناک لہجہ میں کہا سوسائٹی کی حالت واقعی ایسی ہی بُری ہے جیسی آپ بیان کر رہے ہیں۔"

"اور اگر ہم اس مضمون کو اور آگے لے جانا چاہیں" سر الگزینڈر نے تقریر جاری رکھ کر کہا "تو ایسی بے شمار مثالیں اور بھی دیکھنے میں آتی ہیں فرض کیجئے اُسی امیر کو جس کا حال میں بیان کر رہا ہوں کسی مقدمہ کے سلسلہ میں کسی مجسٹریٹ کے روبرو حاضر ہونا پڑا مثلاً اُس گاڑی بان کے برخلاف شہادت دینے کے لئے جس نے دن بھر کی محنت کے بعد کچھ پیسے انعام کے اس سے مانگے تھے یا اس لئے کہ اُس غریب نے غم غلط کرنے کو شراب پی تھی یا کسی ایسے ہی دوسرے معاملہ کے سلسلہ میں تو صاحب مجسٹریٹ اس قسم کے موقعہ پر اُس امیر کا چال چلن دریافت کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ پولیس کے آدمی آگے بڑھ کر یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ صاحب ہم نے تو ان کو گھوڑ دوڑ کے میدان میں ٹھگوں اور دلالوں کی صحبت میں دیکھا تھا لیکن بالفرض کسی غریب کو ذرا سے شکی حالات میں صاحب مجسٹریٹ کے روبرو حاضر ہونا پڑے یا اتنا ہی الزام اس پر ہو کہ اُس کو مشتبہ حالات میں کسی مقام پر کھڑا ہوا پایا گیا تھا تو دیکھئے حالت کیونکر بدل جاتی ہے سب سے پہلے صاحب مجسٹریٹ اُس کا چال چلن پوچھتے ہیں اس کے بعد پولیس کے آدمی یہ کہنے کو آگے بڑھتے ہیں کہ ہم نے تو اس کو ہمیشہ لنگوں لپاڑوں کی صحبت میں دیکھا ہے اب وہ غریب لاکھ سر پٹکے اور کتنی دُہائی دے۔ کوئی نہیں سنتا جھٹ اس کو مشقت کی سزا دے دی جاتی ہے یہ نمایاں فرق امیری اور غریبی کا ہر موقعہ اور ہر قدم پر آپ کو نظر آئے گا بشرطیکہ خدا نے دیکھنے والے کو چشم بینا عطا کی ہو۔"

"صاحب پھر ایک بار مجھ کو آپ کے بیان کی صداقت تسلیم کرنی پڑتی ہے" چارلس نے جواب دیا "تاہم خیال تو کیجئے سوسائٹی کی یہ حالت کتنی شرمناک ہے۔"

"ہاں اپنا اپنا نقطہ خیال ہے" بیرونٹ نے سرد لہجہ میں کہا "مگر دیکھئے تو بات کہاں سے چلی تھی اور کس جگہ جا پہنچی دراصل میں بیان کر رہا تھا کہ سوسائٹی نے اس بات کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ کوئی آدمی اپنی داشتہ کو امی آسانی کے ساتھ دوسرے کے حوالہ کر سکتا ہے جس طرح اپنے بیکار گھوڑے کو۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ میں تھیوڈور کلفورڈ کے برخلاف کسی رنج و کدورت کو دل میں جگہ دوں لیکن فی الحال یہ سب مفروضات ہے میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کیا اس کا ارادہ درحقیقت پری جمال غلاریبل کو میرے حوالہ کر دینے کا ہے یا نہیں۔"

اتنے میں یہ لوگ سفارت خانہ کے دروازہ پر پہنچ چکے تھے اس لئے گفتگو یہیں ختم ہو گئی اور چارلس کھانا کھانے کی تیاری میں لباس تبدیل کرنے اپنے کمرہ میں چلا گیا مگر اُس کے جی کو اس بات سے بے حد رنج و قلق تھا کہ ایک مرد اوباش نے اگنیس ایولن کی بہن کا ذکر اس طرح کے شرمناک پیرایہ میں اُس کے روبرو کیا۔

باب - ۸۱

خط

دوسرے دن کی سہ پہر کو دو اور تین بجے کے درمیان چارلس ڈی ویرن دن بھر کی مصروفیت کے بعد سفارت خانہ سے نکل کر چہل قدمی کے لیئے بازار کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دربان نے ایک رقعہ لا کر دیا اور بتایا کہ تھوڑی دیر ہوئی ایک قاصد اسے لایا تھا چارلس نے خط کا مضمون پڑھا یہ چند سطریں اُس میں درج تھیں۔

۱۵ دسمبر ۱۸۴۸ء

مائی ڈیر چارلس

آج چھ بجے شام سے پہلے کسی وقت مجھ سے ملنا کیونکہ میں کچھ باتیں کیا چاہتی ہوں جن

اس بات کا رنج ہے کہ اُس روز بعض وجوہات سے ہم کو ناخوشگوار حالات میں ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑا تھا۔

فلاریبل

چارلس نے خط کو تہ کر کے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا بظاہر وہ اسے واسکٹ کی جیب میں رکھنا چاہتا تھا مگر اُس کی لاعلمی میں وہ فرش زمین پر گر پڑا اس بات سے قطعاً بے خبر کہ خط سہواً زمین پر گر گیا ہے وہ خیال کی محویت میں ایک طرف کو چلنے لگا سوچتا تھا مجھے اس موقعہ پر کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہئے؟ اسے یاد تھا کہ آخری ملاقات کے خاتمہ پر فلاریبل نے یہ بات پوری طرح واضح کر دی تھی کہ آئندہ ہمیں ایک دوسرے سے ملنے کی کوشش نہ کرنی چاہئیے اس کے علاوہ یہ بھی اس کو معلوم تھا کہ جس صورت میں اُس نے گناہ کی زندگی بسر کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور کسی حال میں اُس راہ کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں تو سمجھانا بجھانا فضول ہے ان باتوں کو مدنظر رکھ کر پہلا خیال جو اس کے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ کسی قہوہ خانہ میں بیٹھ کر ایک جوابی خط اس مضمون کا فلاریبل کے نام بھیج دے کہ فی الحال میرا آنا بے سود ہے البتہ اگر آئندہ کسی موقعہ پر تم گناہ کی زندگی ترک کر کے پھر نیکی کی سیدھی راہ پر آنا چاہو تو میں ہر طرح کی امداد و خدمت گزاری کے لیئے آمادہ ہوں یہ پہلا خیال تھا جو اُس کے جی میں پیدا ہوا لیکن زیادہ غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس طرح کے حالات میں انکار زیبا نہیں۔ آخر وہ ایگنس کی بہن ہے ایگنس کو اُس سے بے پایاں محبت ہے۔ اُس محبت کی وجہ سے وہ اُس کی خطاؤں کو بھی نظر انداز کرنے کو آمادہ ہے پھر ایک خط اُس نے میرے نام لکھ کر اُس کی امداد کی استدعا کی ہے پس میرا فرض ہے کہ فلاریبل سے مل کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کیا اُس کے دل میں تاسف اور پشیمانی کی گنجائش ہے اور کیا وہ ایک بے غرض دوست کا مشورہ قبول کرنے کو آمادہ ہو سکتی ہے؟ یہ سوچ کر وہ اُس ہوٹل کی سمت میں چلنے لگا جس میں فلاریبل اور مسٹر کلفورڈ کا قیام تھا۔

ہوٹل کا ایک لڑکا اسے اُس کمرہ میں لے گیا جہاں چند روز پیشتر اس کی فلاریبل سے ملاقات ہوئی تھی پری جمال حسینہ اب بھی مانند سابق انداز کسل سے صوفے پر دراز تھی چارلس نے اندر جاتے ہی اس کے چہرہ کے انداز سے خیالات کی تبدیلی کا اندازہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوراً معلوم ہو گیا کہ اس بارہ میں کسی طرح کی امید رکھنا فضول ہے فلاریبل کے روئے زیبا پر عشرت اور ملاحت کے وہی اگلے آثار نمایاں تھے موٹی سیاہ آنکھوں

میں بڑی جرأت اور بے فکری پائی جاتی تھی حتیٰ کہ اُس کی گستاخ نگاہیں ظاہر کرتی تھیں کہ مائل اصلاح ہونے کا تو ذکر کیا اگر ممکن سمجھا جا سکے وہ اپنی اگلی حالت پر قائم رہنے کا اور بھی زیادہ مستحکم ارادہ کر چکی ہے۔

خاتون نے سہل انداز سے اپنا ہاتھ معانقہ کے لئے پیش کیا پھر بولی "چارلس غالباً تم کو امید نہ تھی کہ ہم اتنی جلدی پھر ایک دوسرے سے ملیں گے لیکن ایک اشد ضروری کام تھا جس کے لئے میں نے تکلیف دی ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ہماری ملاقات نہایت مختصر ہو گی فی الحقیقت پہلے میرا ارادہ تھا کہ جو کچھ تم سے کہنا ہے خط میں تحریر کر کے بھیج دوں لیکن جب خط لکھنے کے بعد اُس کا مضمون پڑھا تو دل کو اطمینان نہ ہو سکا اور یہی بہتر معلوم ہوا کہ تم کو تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ آنے کی تکلیف دوں"۔

"فلاریل" ڈی ویرنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "میرا خیال تھا کہ اگلی ملاقات کے بعد تم نے حالات پر غور کر کے دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف اپنے فائدہ بلکہ ایگنس کے اطمینان خاطر کی غرض سے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہوگا . . ."

"چارلس اس پند و نصیحت کی حاجت نہیں" فلاریل نے پھیکا تبسم بید ہکے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میں تمہارے نیک ارادوں کی قائل ہوں مگر یہ وقت ایسا نہیں کہ اس مضمون کو . . . . درحقیقت میں ایک ایسے معاملہ کا ذکر کرنا چاہتی تھی جس کا ایگنس کی ذات سے تعلق ہے۔ یاد ہو گا اگلی ملاقات کے موقعہ پر میں نے تم سے کہا تھا کہ جو راہ میں نے اپنے لئے پسند کر لی ہے اُس کو چھوڑنا منظور نہیں اس لئے ایگنس کو میرے بارہ میں پریشان نہ ہونا چاہیئے بلکہ اُسے لازم ہے اپنے جی میں سمجھ لے کہ اُس کی ایک بہن تھی جو مر گئی . . . یہ باتیں اُس وقت میں نے تم سے کہی تھیں۔ اب میں دریافت کرتی ہوں کیا میرے اس جواب کے سلسلہ میں تم نے کوئی خط ایگنس کے نام لکھا ہے؟"

"نہیں" ڈی ویرنے غمناک لہجہ میں جواب دیا "اس لئے کہ میں نہ جانتا تھا اس کے خط کا کیا جواب دوں ایک طرف میں اسے دھوکا دینا پسند نہیں کرتا اور دوسری جانب یہ بھی مجھ کو منظور نہیں کہ وہ ساری باتیں جو تم نے مجھ سے کہی تھیں خط میں تحریر کر کے اس کے دل نازک کو مجروح کروں"۔

"میری اپنی رائے میں اگر اُس کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیا جائے تو کچھ ہرج نہیں" فلاربیل نے جواب دیا "اس سے اور کچھ نہیں تو اس کا اضطراب یقیناً رفع ہو جائے گا۔ اُس کمبخت لڑکی کا حال مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے اُس کے جذبات کو ٹھیس لگانا کسی حال میں واجب نہیں بس یہ وہ سوال تھا جس پر تبادلہ خیالات کرنے کے لیے میں نے تم کو بلایا ہے۔"

"مگر وہ کس طرح کی غلط فہمی ہے جس میں تم ایگنس کو مبتلا کرنا چاہتی ہو؟" چارلس نے متعجبانہ پوچھا۔

"یاد ہوگا اگلی ملاقات کے موقعہ پر" فلاربیل نے تقریر کرتے ہوئے کہا "تم نے مجھ کو بتایا تھا کہ ایگنس نے اپنے خط میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اگر تھیوڈور اب بھی مجھ سے شادی کر لے تو بہتر ورنہ مجھے فوراً اُس کو چھوڑ دینا چاہیے اب میں جو بات کہنا چاہتی ہوں یہ ہے کہ میں نے آج ہی رات یا بہت سے بہت کل تک تھیوڈور سے قطع تعلق کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔ ۔ ۔"

"اور اس کے بعد ۔ ۔ ۔ کیا کرنا چاہتی ہو؟" چارلس نے بے تابانہ پوچھا۔

"یہ ایک علیحدہ سوال ہے جس کی بحث میں پڑنا سر دست مجھ کو منظور نہیں" فلاربیل نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا "مختصر یہ کہ تم ایگنس کے خط کے جواب میں اُس کے اطمینان کی خاطر یہ تحریر کر دو کہ فلاربیل تھیوڈور سے جدا ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔"

"فلاربیل اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی حالت میں اصلاح کیے بغیر ایک آدمی کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جانا چاہتی ہو تو اس سے نہ میرا اور نہ ایگنس کا اطمینان ہونا ممکن ہے" چارلس نے پرزور لہجہ میں کہا۔

"مجھے اس سے بحث نہیں تمہارا اطمینان کیونکر ہوگا" فلاربیل نے کہا "ہاں اگر چاہو تو تم اس طریقہ پر ایگنس کی تسکین خاطر کر سکتے ہو اور یہی میرے خیال میں کافی ہے تم اس کے خط کے جواب میں لکھ دو کہ تھیوڈور نے چونکہ فلاربیل سے شادی کرنے سے انکار کیا تھا اس لیے اُس نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اس تحریر کو پڑھ کر ایگنس سمجھے گی کہ میں نے اپنی موجودہ زندگی کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا ہے اور اب اس راہ پر چلنے لگی ہوں جس کے لیے وہ اتنا زور دے رہی ہے اس

سلسلہ میں تم اگر چاہو تو یہ بھی تحریر کر سکتے ہو کہ فلاریل نے آیندہ کے لئے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ فرضی نام اختیار کر کے براعظم یورپ کے کسی دور افتادہ مقام پر رہنے لگے گی ان باتوں سے اگنیس کی تشویش یقیناً رفع ہو جائے گی یہ ایک طرح کا بے ضرر دھوکا ہے جس پر عمل کرنے سے کوئی ہرج واقع نہیں ہو سکتا اور حقیقت حال بھی یہ ہے کہ آیندہ میں اپنا نام فلاریل لسٹر کبھی ظاہر نہ کروں گی بلکہ اور ہی اور ناموں سے زندگی بسر کرتی رہوں گی۔"

"افسوس فلاریل تمہاری ان باتوں سے میرا اطمینان نہیں ہو سکتا" چارلس نے کہا "مگر ٹھہرو میں ایک یا دو باتیں اور کہتا ہوں۔ ۔ ۔"

"نہیں چارلس میں اس بارہ میں ایک حرف بھی اور سننا نہیں چاہتی" فلاریل نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں نے جس مطلب کے لئے تم کو بلایا تھا۔ پورا ہو گیا۔ میں نے وہ رستہ تم کو دکھا دیا ہے۔ جس پر چل کر تم اگنیس کا اطمینان کرا سکتے ہو۔ اور اب تم کو اختیار ہے میرا دیا ہوا مشورہ قبول کرو یا نہ کرو۔ مگر ہاں اتنا یاد رکھو کہ سچ اگر فتنہ پردازی کا موجب ہو تو داناؤں نے جھوٹ کو اس پر قابل ترجیح قرار دیا ہے۔ اور حالات موجودہ میں تو سچ پر عمل کرنا سنگدلی کی انتہا ثابت ہوگا۔ دوستی اور محبت کا تقاضا یہی سمجھا گیا ہے۔ کہ سانحہ کی حقیقت کو اپنے عزیز سے پوشیدہ رکھا جاتے۔ میں اس بارہ جو کچھ کر سکتی تھی۔ کر چکی۔ میں نے وہ رستہ تم کو بتا دیا۔ جس پر چل کے تم اگنیس کے دل کو اطمینان دے سکتے ہو۔ اس سے آگے جس طرح جی چاہتا ہے کرو۔"

اتنا کہہ کے فلاریل تیز چلتی پاس والے کمرہ میں داخل ہو گئی۔ اور چارلس اکیلا رہ گیا تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد وہ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جو مشورہ فلاریل نے دیا ہے بے شک کسی حد تک صحیح ہے۔

ہوٹل کی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وہ دل ہی دل میں کہنے لگا۔ "اس میں کلام نہیں۔ کہ اصل حقیقت کا اظہار اگنیس کی دل شکنی کا موجب ہوگا۔ اور یہ بات کسی حال

میں مجھ کو گوارا نہیں۔ کہ اس کے قلب نازک کو مجروح کروں۔ پس میں اپنے طریق پر ایک خط اسے لکھ دوں گا جس سے اس کا اطمینان ہو جائیگا۔ دھوکہ اور فریب بے شک ہر حالت میں برا ہے۔ مگر اس طرح کے موقعہ پر مجبوری سب کچھ روا رکھتی ہے۔"

ہوٹل کے دروازہ سے نکل کر وہ اس خیال سے سفارت خانہ کی طرف جا رہا تھا کہ تنہائی میں بیٹھ کر ایک خط اگینس کے نام تحریر کرے۔ کہ اتنے میں سفارت خانہ انگریزی کا ایک نوجوان اتاچی مسٹر اگرٹن اس کو ملا۔ اس شخص کی عمر اٹھائیس سال کے قریب تھی۔ کسی زمانہ میں وہ گارد فوج کا افسر تھا۔ اور اپنی لڑاکی طبیعت کے لئے خاصہ بدنام ہو چکا تھا۔ فی الحال اس کے چہرہ پہ متانت کے آثار تھے۔ چنانچہ وہ پاس آکر کہنے لگا۔ "ڈی ویر میرے ساتھ چلو گاڑی تیار کھڑی ہے۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

"کیوں کیا بات ہے؟ کس جگہ لے چلو گے؟" ہمارے ہیرو نے متعجبانہ پوچھا۔

"بس اب وقت ضائع نہ کرو۔ میں رستہ میں سارا حال بیان کر دوں گا۔" اگرٹن نے جواب دیا "معاملہ اشد ضروری ہے اس لئے تاخیر واجب نہیں۔"

چارلس اس کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک بند گاڑی کھڑی تھی دونوں اس پہ سوار ہو گئے۔ اور وہ ایک طرف کو چلنے لگی۔

"اچھا اب بتاؤ وہ کونسا ضروری معاملہ ہے جس کا ذکر کرنے لگے تھے" چارلس نے رستہ میں پوچھا۔ "اور تم مجھے کس جگہ لے جانا چاہتے ہو۔"

"میں نے پہلے ہی بیان کیا تھا کہ معاملہ بے حد نازک ہے۔ مگر شرفا کو اس طرح کے موقعے عموماً پیش آتے رہتے ہیں۔" اگرٹن نے سرسری لہجہ میں کہا۔ "اس کے علاوہ مجھ کو معلوم ہے۔ کہ ایک دفعہ پہلے ایک ایسے ہی معاملہ میں تم نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی تھی۔ . . ."

"تاہم معاملہ کیا ہے؟" چارلس نے حیرت آمیز نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ گو اس نے اندازہ سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ ایگرٹن اسے ڈوئیل لڑنے کے لئے آمادہ کر رہا ہے۔ تاہم یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ کہ ایسا آدمی کوئی ہے جس کو میرے برخلاف وجہ شکایت ہو۔

"میرے عزیز دوست کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے؟" ایگرٹن نے جواب دیا۔ "کہ ایک مرد شریف کو اس بات کی شکایت پیدا ہوئی ہے کہ تم نے اس سے بے جا سلوک کیا۔ اور وہ اس بنا پر تم سے ڈوئیل لڑنا چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ میرے خیال میں اتنا ہی بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ معاملہ کی تہ میں ایک خوبصورت خاتون ہے ...."

"آہ" چارلس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے خیالات کی رو سلولیو اور اس پر اسرار خاتون کی طرف گئی جسے اس نے گرجا میں سلولیو سے باتیں کرتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا۔ "میرا پہلے دن سے خیال تھا۔ کہ یہ معاملہ میرے لئے کسی نہ کسی طرح کی مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا"

"معلوم ہوتا ہے۔ اب تم نے صحیح کیفیت سمجھ لی" ایگرٹن نے کہا۔ "مگر اس طرح کے نازک معاملوں میں جہاں تک کم تفصیل بیان کی جائے بہتر ہے۔ اب ہم اس مقام کی طرف جا رہے ہیں جہاں مقابلہ ہوگا سب تیاری مکمل ہے۔ اور چند لمحوں کے عرصہ میں ہر ایک بات طے ہو جائے گی۔ فریق ثانی نے ہتھیار مہیا کر دئے ہیں۔ اور میں تمہاری طرف سے نائب ہوں۔ میری رائے میں تم پستول چلانا اچھی طرح جانتے ہو اور ایک دفعہ پہلے ہیکٹر ہارڈس کے معاملہ میں اپنی قابلیت کا اچھا ثبوت دے چکے ہو۔"

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ جس کی بنا پر ڈوئیل کی تیاریاں کی گئی ہیں" چارلس نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آخر کس نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے اور کس کی طرف سے یہ سب طیاریاں عمل میں آ رہی ہیں؟"

"میرے دوست کیا میں پہلے ہی نہیں کہہ چکا۔ کہ اس مضمون پر جہاں تک کم گفتگو کی جائے بہتر ہے" ایگرٹن نے جواب دیا "عنقریب تم آپ ہی دیکھ لو گے۔ کہ ہر ایک بات کس خوش اسلوبی کے ساتھ ہوتی ہے۔ مگر ہاں یاد آگیا۔ یہ بتاؤ۔ کہ اگر خدانخواستہ اس مقابلہ میں تم کو مہلک زخم آئے تو مجھے کن ہدایات پر عمل

کرنا چاہیئے؟

چارلس ڈی دیر عجیب حیرت میں ڈوبا ہوا تھا اُسے بالکل معلوم نہ تھا کہ اُس کا مقابلہ کس کے ساتھ ہونا ہے کیوں ہونا ہے اور کس لئے اُس کو جواب دہی کا موقعہ نہیں دیا گیا سب کام غیر معمولی عجلت کے ساتھ ہو رہا تھا اور گو وہ تہ دل سے اس طرح کے لڑائی جھگڑوں سے متنفر تھا تاہم اس کو معلوم تھا کہ اگر وہ پیچھے ہٹنے کی کوشش کرے تو اُسے بُزدل تصور کیا جائے گا اس کے علاوہ یہ بھی اُس کا خیال تھا کہ اگر اُس نے معاملہ کو ملتوی کرنے کی کوشش کی تو نہ معلوم اُس کے برخلاف کیا شبہات کئے جائیں۔ بہرحال اُس نے یہ کہہ کر اپنے جی کو سمجھایا کہ اس معاملہ میں ضرور کچھ غلط فہمی ہوئی ہے جسے موقعہ پر پہنچ کر بآسانی رفع کیا جا سکے گا۔ لیکن چونکہ وہ بدترین حالات کے لیئے تیار رہنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے جیب سے پاکٹ بک نکال کے اپنی ماں اور اگینس کے نام چند سطریں اُس میں تحریر کیں اس کے بعد اُسے بند کر کے دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

"ایگرٹن" آخر کار اُس نے پُرسکون لہجہ میں کہا "اگر آنے والے مقابلہ میں مجھے کاری زخم لگے تو تمہارا فرض ہوگا کہ اس پاکٹ بک کو میری جیب سے نکال کے میری ماں کے پاس انگلستان بھیج دو اور اپنی طرف سے ایک خط اس مضمون کا اس کے ساتھ تحریر کردو کہ اس مقابلہ میں پیش دستی میری طرف سے نہ ہوئی تھی بلکہ جو کچھ ہوا ایک بھاری غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔"

"میں سمجھ گیا" ایگرٹن نے جواب دیا "اور اطمینان رکھو کہ اس معاملہ میں نہ صرف میرے بلکہ فریق ثانی کی طرف سے بھی انتہائی احتیاط اور رازداری سے کام لیا جائے گا۔"

اتنے میں گاڑی نیپلز کے مضافات میں پہنچ چکی تھی اور چند لمحوں کے عرصہ میں وہ ایک شکستہ دیوار کے پاس کھڑی ہو گئی جو کسی زمانہ میں سینٹ نکولس کی خانقاہ سے متعلق تھی اس جگہ چارلس اور ایگرٹن نیچے اترے۔ گاڑی بان کو انتظار کرنے کا حکم دیا گیا اور دیوار کا طواف کر کے وہ دو نو کھنڈروں میں داخل ہوئے ایک ٹوٹے برج کے پاس سے گزر کر وہ ایسے مقام پر پہنچے جہاں اُن کو دو آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔

"اوہ کیا ہال کرافٹ اور ونٹن بھی موجود ہیں!" چارلس نے متعجبانہ کہا۔ مخفی نہ رہے کہ مسٹر ونٹن کا بھی سفارت خانہ برطانیہ سے تعلق تھا۔

"ہاں مگر ان کی موجودگی تو لازم تھی" مسٹر ایگرٹن نے چارلس کے کلمہ حیرت سے متعجب ہو کر کہا "آہ اب سمجھ میں آیا۔ شائد آپ کو اس خیال سے پریشانی ہے کہ وہ آپ سے پہلے کیوں آ گئے۔ ڈی ویری میں قسم کھا کر کہتا ہوں تم بڑے حوصلہ مند اور دلیر آدمی ہو اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تمہارا نائب بنا۔"

"لیکن یہ سراسر غلط ہے" چارلس نے جواب دیا "یا تم میرا مطلب نہیں سمجھے یا میں تمہارا منشا سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

"حیرت ہے آپ اس کو غلط فہمی کہتے ہیں" ایگرٹن نے ازسرنو متعجب ہو کر کہا "کیا سر الگزینڈر ہال کرافٹ کی موجودگی ثابت نہیں کرتی کہ . . . ؟"

ہمارے ہیرو کی آنکھوں کے سامنے سے دفعتاً اندھیرا سا ہٹتا معلوم ہوا اور وہ کہنے لگا "میرے دوست بیشک غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ اگر سر الگزینڈر ہال کرافٹ کو مجھ سے ڈویل لڑنا ہے تو . . ."

"بیشک ہال کرافٹ ہی کو لڑنا ہے" ایگرٹن نے غصہ میں بھر کر کہا "کیا میں نے بیان نہ کیا تھا کہ معاملہ کی تہ میں ایک خاتون ہے اور کیا آپ میرے لفظوں کا مطلب پوری طرح نہ سمجھے تھے؟"

"دراصل میرے خیالات ایک اور معاملہ کی طرف لگے ہوئے تھے" چارلس نے جواب دیا "میں نے یہ سمجھا تھا کہ . . ."

"صاحب میں اپنی طرف سے اسی قدر کہنا کافی سمجھتا ہوں" ایگرٹن نے اب ترش ہو کر جواب دیا "کہ اگر آپ دس پانچ شخصوں کے معاملوں میں دخل انداز ہوئے ہیں اور وہ سب آپ سے ڈویل لڑنے پر تلے ہوئے ہیں تو قصور آپ کا ہے میرا نہیں۔ آپ کے لفظوں سے پایا جاتا ہے کہ درحقیقت آپ اس جگہ کسی اور آدمی سے ملنے کی امید رکھتے تھے۔"

"ایگرٹن میرے دوست" ڈی ویری نے پرسکون لہجہ میں کہا "تمہارے الفاظ عام حالات میں میرے لئے باعث توہین ہوتے مگر میں تمہاری لاعلمی معاف کر سکتا ہوں تاہم میری درخواست ہے کہ تم چونکہ اصل

حقیقت سمجھنے سے قاصر ہو اس لیے اپنے طور پر کسی بات کا اندازہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔"

"مسٹر ڈی ویر" ایگرٹن نے سرد لہجہ میں کہا "آپ نے سر الگزینڈر ہال کرافٹ کو اپنے طریق عمل سے ناراضگی کا موقعہ دیا ہے اور ایک معزز شریف کی حیثیت میں آپ کو لازم ہے کہ ڈوئیل لڑکے اُن کا اطمینان کرا دیں بس میں اس مضمون پر اس سے زیادہ کوئی بات کہنا نہیں چاہتا۔"

"مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے کسی فعل کے ذریعہ سے سر الگزینڈر ہال کرافٹ کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا" ہمارے ہیرو نے لہجہ استقلال میں جواب دیا "پس اس طرح کا مقابلہ شروع کرنے سے پہلے جس میں نہ معلوم میری جان ضائع ہو یا اُن کی . . ."

"صاحب کس بات پر بحث ہو رہی ہے؟" اس موقعہ پر مسٹر ونٹن نے جو متوسط العمر اور فہمیدہ آدمی تھا آگے بڑھ کر اس خیال سے پوچھا کہ شاید کسی طرح کی غلط فہمی ہو گئی ہے۔

"صاحب مجھ کو بتایا گیا ہے کہ سر الگزینڈر ہال کرافٹ مجھ سے ڈوئیل لڑنا چاہتے ہیں" ڈی ویر نے کہنا شروع کیا۔

"چپ میرے دوست چپ! یہ باتیں آپ کے کرنے کی نہیں ہیں" مسٹر ایگرٹن نے جلدی سے روکتے ہوئے کہا "آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ نائب کی حیثیت میں ان باتوں کو طے کرنا میرا فرض ہے۔"

"اچھا تو آپ ہی بیان کیجئے کہ معاملہ کیا ہے؟" ونٹن نے اب ایگرٹن کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"عقل حیران ہے کہ آپ کے سوال کا کیا جواب دوں" شخص مذکور نے کہا "پہلے جب میں نے ڈوئیل کا ذکر مسٹر ڈی ویر سے کیا تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ساری حقیقت سمجھ گئے لیکن اب آپ کہتے ہیں کہ مجھے سر الگزینڈر ہال کرافٹ کی بجائے کسی اور سے ملنے کی امید تھی۔ اسی میں ساری اُلجھن ہے۔"

"دیکھئے میں اصل معاملہ آپ کو سمجھاتا ہوں" مسٹر ونٹن نے کہنا شروع کیا "سر الگزینڈر ہال کرافٹ کے پاس اس بارہ میں فیصلہ کن شہادت موجود ہے کہ مسٹر ڈی ویر نے اپنے طریق عمل سے اُن کو شکایت کا موقعہ دیا اور اب مسٹر ڈی ویر کا یہ فرض ہے کہ یا تو معافی مانگ لیں یا مقابلہ کریں۔"

"مگر میں کس بات کی معافی مانگوں؟" چارلس نے لفظوں پر زور دے کر پوچھا "جب میرا کچھ بھی

قصور نہیں اس کے برعکس میں تو سر الگزینڈر کو ہمیشہ اپنا دوست سمجھتا رہا ہوں اور میرے خیال میں یہ سراسر عجیب ہے کہ محض ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی جان لینے کے درپے ہوں ۔"

سر الگزینڈر ہال کرافٹ کسی قدر فاصلہ پر ٹہلتا پھر رہا تھا اب اُس نے یکایک آگے بڑھ کر کہا "مجھے معلوم ہوتا ہے مجھ کو مسٹر ڈی وِیرے سے دو دو باتیں کرنی پڑیں گی ۔"

" معاف کیجئے میں اور مسٹر وِنٹن اس کی اجازت نہیں دے سکتے " ایگرٹن نے جسے ڈوئیل کے مقابلوں کا بے حد شوق تھا اس خیال سے رستہ روکتے ہوئے کہا کہ مبادا فریقین اس معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرلیں اور ہم کو مقابلہ کے لطف سے محروم رہنا پڑے ۔

" مسٹر ایگرٹن زبردستی نہ کیجئے " وِنٹن نے آگے بڑھ کر کہا " زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے ان فرومعات پر بحث نہ کیجئے ۔"

" اچھا تو اب سنیئے " سر الگزینڈر ہال کرافٹ نے تقریر کا موقعہ پاکر کہا " میں اس معاملہ کو اپنے طور پر واضح کرتا ہوں ۔ ایک خاتون ہے جس سے مجھ کو دلچسپی تھی مسٹر ڈی وِیرے بھی اس سے واقفیت رکھتے تھے لیکن دو تین مرتبہ جب کبھی میں نے ان کے روبرو اُس خاتون کا ذکر چھیڑا آپ اس طرح بھولے بن گئے کہ گویا اُس سے جان پہچان نہ تھی اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ وہ قصداً مجھ کو دھوکا دینا چاہتے تھے "

" اس کے جواب میں میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں " چارلس نے سنجیدگی سے کہا " کہ معاملہ کی تہ میں کچھ نازک باتیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے . . . "

" نازک باتیں ! " بیرونٹ نے غصہ میں بھر کر کہا " آپ نے صاف لفظوں میں مجھ کو یہ کہتے سنا تھا کہ میں اُس خاتون کو عنقریب داشتہ رکھنا چاہتا ہوں مگر کیا آپ نے کسی موقعہ پر اشارہ یا کنایہ سے اس حقیقت کو ظاہر کیا کہ آپ در پردہ اُس سے ملتے ہیں ؟ "

" یہ بالکل غلط ہے ! " چارلس نے پُرجوش لہجہ میں کہا ۔

" عجب کج بحثی شروع ہوگئی ! " بیرونٹ نے کہا " یہ تو خیر مجھ کو بھی معلوم تھا کہ بعض آدمی نیکی کی نمائش کرنا خوب جانتے ہیں مگر یہ معلوم نہ تھا کہ آپ اس فن میں طاق ہیں یاد ہوگا میرے اس بیان پر

آپ کتنے بگڑے تھے کہ اگر ایک مرد شریف اپنی داشتہ کو دوسرے کے حوالہ کرے تو اس کو عیب نہیں سمجھا جاتا۔ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں اُسی عورت کا ذکر کر رہا ہوں جس سے در پردہ آپ ملتے تھے مگر کیا آپ نے اس حقیقت کو تسلیم کیا؟ میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ آپ کی ناراضگی محض اس لئے تھی کہ جس حالت میں وہ خاتون پیشتر رہتی ہے اس میں آپ کو خفیہ ملاقات کے اچھے موقعے مل جاتے تھے حالانکہ اس کے میرے پاس آجانے کے بعد ایسا ہونا دشوار تھا لیکن غلطی میری تھی کہ اس مضمون پر آپ سے اتنی مفصل بحث شروع کی حالانکہ آپ اُس عورت کی کمزوریوں سے پوری واقف تھے . . . "

اس غلط الزام کو سُن کر چارلس ڈی ویر کا خوشنما چہرہ غصہ اور جوش سے سرخ ہو گیا اور اُس نے کہا "سر الگزینڈر ہال گرانٹ میں نے آپ کی لمبی تقریر کو محض اس لئے صبر و سکون کے ساتھ سُنا ہے کہ بناء غلط فہمی جاننے کے بعد پوری طرح آپ کا اطمینان کر سکوں گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ . . . "

"اوہ یہ ریاکاری ناقابل برداشت ہے!" بیرونٹ نے اور بھی زیادہ غصہ میں بھر کر کہا "شروع سے آخر تک آپ نے مکر و فریب دھوکا اور بناوٹ سے کام لیا اور اب آپ نیک بننے چلے ہیں!"

"صاحب آپ کو بھاری غلط فہمی ہوئی ہے" ڈی ویر نے جواب دیا "میرے خیال میں سارا حال سننے کے بعد آپ . . . "

"مگر میں کن نئے حالات کو سننے کی امید کر سکتا ہوں جبکہ یہ چیز میرے پاس ہے!" یہ کہتے ہوئے بیرونٹ نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ ڈی ویر کی طرف پھینکا۔

نوجوان نے انداز حیرت سے اُسے کھول کر دیکھنا شروع کیا مگر اُس کی پریشانی اور تعجب کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے جب اُس نے دیکھا کہ یہ وہی رقعہ تھا جو فلاریل نے اس کے نام بھیجا تھا اور جو اُس کی لاعلمی میں جیب میں رکھے جانے کی بجائے فرش زمین پر گر گیا تھا اس سے پہلے کہ چارلس کچھ کہہ سکتا بیرونٹ نے پُر جوش لہجہ میں پوچھا۔

"کہئے اس کے متعلق آپ کے پاس کیا جواب ہے؟"

"میں اس رقعہ کی موجودگی میں بھی ہر ایک الزام سے جو آپ نے مجھ پر عاید کیا ہے صاف

انکار کرتا ہوں" ہمارے ہیرو نے جواب دیا "اور اگر آپ میرے بیان کو غور کے ساتھ سُن سکیں تو . . ."

"میرے خدا یہ آدمی تو سخت ہی بزدل معلوم ہوتا ہے!" سر الگرینیڈر نے کہا "میرے خیال میں اُس کو راہ راست پر لانے کا یہی طریقہ بہتر ہے" اتنا کہہ کر اُس نے ہمارے ہیرو کے مُنہ پر زور کا تھپڑ رسید کیا۔

مگر آنکھ جھپکنے میں بھی کچھ دیر لگتی ہے۔ اس سے بھی کم عرصہ میں چارلس نے بیرونٹ کو فرش زمین پر گرا دیا اور اُس کے بعد ایک طرف ہٹتے ہوئے فاخرانہ لہجہ میں کہنے لگا "اب میرے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ گولیوں کا تبادلہ کیا جائے۔"

"جی بیشک یہی سب سے اچھا طریقہ ہے!" گرفن نے جو ڈوئیل کے نظاروں کا بے حد شائق تھا معاملات کو راہ راست پر آتے دیکھ کر کہا۔

چارلس کا مُکا بیرونٹ کی چھاتی میں اس زور سے لگا تھا کہ وہ تھوڑی دیر اُٹھنے کے ناقابل سراسیمگی کے عالم میں اُسی مقام پر بیٹھا رہا۔ اب اس کا چہرہ شدت جوش سے بے رنگ تھا آخر بڑی مشکل سے اُٹھا اور اپنے نائب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "ونٹن مجھ کو پستول دو کیونکہ اس گستاخ نوجوان کا خون ہی میرے لیئے ذریعہ تسکین ہو سکتا ہے۔"

"سر الگزینیڈر یہ وقت ایسی باتیں کہنے کا نہیں" ونٹن نے دبی آواز میں کہا "مسٹر ڈی ویر بھی کچھ بزدل نہیں ہیں اور اب مجھ کو یقین ہونے لگا ہے کہ ضرور کچھ غلط فہمی ہوئی ہوگی۔"

"ناممکن ہے!" بیرونٹ نے کہا "غلط فہمی کا کیا ذکر یہ اُس کی چالبازی ہے کہ . . . مگر اس قصہ کو چھوڑو اور اگرفن سے مل کر اس معاملہ کو جلد از جلد طے کرنے کی کوشش کرو۔"

اتنا کہہ کے سر الگزینیڈر ہال کمافٹ ایک اونچے سے پتھر پر بیٹھ گیا اور جیب سے برانڈی کی بوتل نکال کے مُنہ سے لگالی اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ڈرپوک تھا یا اُس کو حوصلہ پانے کے لیئے کسی محرک چیز کی ضرورت تھی دراصل وہ اس بوتل کو محض اس خیال سے اپنے ساتھ لیتا آیا تھا کہ اگر موقعہ پیش آئے تو اس سے کام لیا جا سکے اب چونکہ بوتل پاس تھی اُس نے اُس صدمہ کا اثر زائل کرنے کے

لیئے جو اُسے پہنچا تھا اس کی تھوڑی سی مقدار پی لی اس اثنا میں چارلس ڈی ویر تھوڑے فاصلہ پر کھڑا ڈویل کے بارہ میں کچھ اور یادداشتیں پاکٹ بک میں قلمبند کر رہا تھا اور دونو نائب زمین ناپنے میں مشغول تھے۔

ان تیاریوں کے بعد ایگرٹن اور ونٹن ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ایک ایک پستول سر الگزینڈر اور چارلس کے ہاتھوں میں دے دیا مگر اشارہ ملنے پر صرف ایک پستول چلنے کی آواز سنائی دی جس کو سر الگزینڈر نے فائر کیا تھا ڈی ویر ضبط و سکون کی تصویر بنا حوصلہ مندی سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا گولی سنسناتی ہوئی اس کے کان کے پاس سے نکل گئی بعد ازاں اُس نے اپنے پستول کی نالی اوپر کی طرف اُٹھا کے اُس کو ہوا میں چلا دیا۔

"مسٹر ڈی ویر یہ آپ نے کیا کیا؟" ایگرٹن نے دوڑا دوڑا پاس آ کر بے تابانہ پوچھا۔

"چونکہ میں اس کے خون کا پیاسا نہیں تھا اس لئے پستول ہوا میں چلا دیا" نوجوان نے جواب دیا "بے شک اُس نے ایک وار مجھ پر کیا تھا مگر اُس کا بدلہ بھی اُس کو مل گیا اور چونکہ مجھ کو معلوم ہے وہ کسی بھاری غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ڈویل لڑنے پر آمادہ ہوا تھا اس لیئے میری ہرگز یہ خواہش نہ تھی کہ اُس کی جان لوں ہاں اگر اُس کی خواہش مرنے مارنے کی ہے تو بیشک دوبارہ گولی چلائے میں بھی جواب دوں گا۔"

ایگرٹن اس جواب کو پاکر ونٹن کے پاس گیا اور کہنے لگا "تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟"

"میرے خیال میں" مسٹر ونٹن نے جواب دیا "اب سر الگزینڈر ہال کرافٹ کا فرض ہے کہ مسٹر ڈی ویر کو سارے حالات بیان کرنے کا موقعہ دے۔"

"واہ یہ بھی کوئی طریقہ ہے!" ایگرٹن نے جس کو کشت و خون ہی میں مزا ملتا تھا ناراض ہو کر کہا "جب ایک مرتبہ سر الگزینڈر نے مسٹر ڈی ویر کا بیان سننے سے انکار کر دیا تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر ایسا کیا جائے۔"

"مگر رحم و انسانیت بھی تو کوئی چیز ہے۔" مسٹر ونٹن نے کہا "میں اسی کے نام پر دونو صاحبوں

سے التجا کرتا ہوں کہ وہ . . . ."

"حضرت ان باتوں کو چھوڑیئے" ایگرٹن قطع کلام کرکے بولا "اس طرح کے نازک معاملوں میں رحم کا کیا کام ؟"

"معاف کیجئے میرا یہ خیال نہیں" مسٹر ونٹن نے سرد لہجہ میں جواب دیا اور اس کے بعد سر الگزینڈر کی طرف مڑ کر اُس نے جلد جلد چند الفاظ اس سے کہے۔

"مسٹر ڈی ویر" ایگرٹن نے چارلس کے پاس آکر کہا "میں امید کرتا ہوں حال کے واقعہ کے بعد آپ سر الگزینڈر کے روبرو حالات بیان کرنے پر آمادہ نہ ہوں گے"۔

"فی الحال بیشک نہیں" ہمارے ہیرو نے جواب دیا "اور اگر ان کی خواہش ہے تو میں اجازت دیتا ہوں کہ دوبارہ فائر کریں"۔

مگر اس موقعہ پر مسٹر ونٹن جس کے چہرہ پر مسرت و اطمینان کے آثار تھے دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا "لیجئے سر الگزینڈر کی کرافٹ کا اطمینان ہو گیا اب وہ اس معاملہ کو طول دینا نہیں چاہتے"۔ اس اعلان کو سن کر جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے مسٹر ایگرٹن کے چہرہ پر افسردگی سی چھا گئی۔

"اگر ایسا ہے تو میں یہ بات ثابت کرنے کو تیار ہوں" چارلس ڈی ویر نے کہا "کہ سر الگزینڈر کو اس معاملہ میں اول سے آخر تک محض غلط فہمی ہوئی ہے"۔

"اگر آپ ایسا کر سکیں" ہیرونٹ نے جواب دیا "تو میں خود آپ سے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں"۔

"میرے خیال میں آپ اُس تحریر کو غلط نہ سمجھیں گے جو کسی آدمی نے اپنا وقت آخر قریب جان کر لکھی ہو" چارلس نے کہا "لیجئے میری اس تحریر کو پڑھ کر دیکھیئے"۔

اتنا کہہ کر چارلس نے اپنی پاکٹ بک ہیرونٹ کو پیش کی اور اُس نے اُس کی تحریر کو بغور پڑھنا شروع کیا ابتدائی عبارت وہ تھی جو چارلس نے اس مقام کی طرف آتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر لکھی تھی جبکہ اُس کا خیال تھا کہ گنہگار جنورا کا عاشق سلویو اُس سے ڈوئیل لڑنا چاہتا ہے یہ الفاظ اُس میں درج تھے :۔

مادر محترم بدقسمتی سے حالات ایسے پیش آئے ہیں کہ میں بلا وجہ ایک آدمی سے ڈویل لڑنے پر مجبور ہوں چونکہ وقت کم ہے اس لئے تفصیل کی گنجائش نہیں لیکن اگر اس مقابلہ میں میری جان ضائع ہو گئی تو صحیح حالات اور لوگوں کی زبانی تم کو معلوم ہو جائیں گے سردست میں اسی قدر چاہتا ہوں کہ میرے بعد اُن کے متعلق کسی طرح کی غلط بیانی نہ ہو پیاری ماں خدا تم کو برکت دے اور خوش رکھے۔

اور اس کے آگے :-

جان سے پیاری ایگنس اگر حالات ایسے پیش آئے کہ ان سطور کو تمہاری نظروں میں لانا پڑا تو جان لینا کہ اس نے جس کو تم سے محبت تھی اپنی زندگی میں کبھی کسی موقعہ پر قول و فعل سے تم سے بیوفائی نہیں کی اس کی محبت پاک تھی لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ وہ بارور ہو۔

آخر میں یہ سطریں درج تھیں :-

یادداشت جو میدان مقابلہ میں پہنچ کر لکھی گئی :- اب معلوم ہوا کہ ڈویل کا باعث کچھ اور تھا مادر محترم اور پیاری ایگنس اس مقابلہ کا تعلق دراصل فلاریل کی ذات سے ہے چونکہ مجھ کو ایگنس کے حکم کی تعمیل کرنا تھا اس لئے میں نے اس کی گمراہ بہن کو نیکی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اور معاملہ کی نازکی کے خیال سے اس بات کو جہاں تک ممکن تھا چھپایا نتیجہ یہ ہوا کہ بدترین شبہات میرے برخلاف پیدا ہو گئے اُن کا حال فلاریل بطور خود تم سے بیان کر دے گی خدا تم دونو کو برکت دے۔

یہ تحریر تھی جو سر الگزینڈر مال کرافٹ نے چارلس کی پاکٹ بک میں دیکھی اس اثنا میں ونٹن اور راگرٹن تھوڑے فاصلہ پر کھڑے رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس تحریر کو پڑھنے کا حق اُن کو حاصل نہیں ہے۔

"مسٹر ڈیمی ویر" سر الگزینڈر نے تحریر کا مطالعہ ختم کرنے کے بعد کہا "میں اس سلسلہ میں صرف ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا فلاریل اُس خاتون کی بہن ہے جس سے آپ کی نسبت قرار پائی ہے؟"

چارلس نے بصورت اثبات جواب دیا۔

"اور غالباً یہی وجہ تھی کہ اُس نے اپنے خط میں آپ کو واقفانہ انداز سے آپ کے پہلے نام سے مخاطب کیا"۔

"بیشک یہی اصلی وجہ تھی" چارلس نے جواب دیا "اور اب اگر آپ اُس گفتگو پر غور کریں جو میرے اور

آپ کے درمیان فلاریبل کے بارہ میں ہوئی تھی تو معلوم ہوگا کہ میری طرف سے اس موقعہ پر غم و غصہ اور جوش کا اظہار محض اس وجہ سے ہوا تھا کہ اس عورت کا ذکر جو ایک ایسی نیک و پاک خاتون کی خالہ زاد بہن ہے اس طرح کے افسوسناک پیرایہ میں کیا جا رہا تھا۔"

"بس اب سارا حال واضح ہو گیا" بیرونٹ نے کہا "واقعی مجھ سے بُرا سہو ہوا ہے اور اس کے لیے میں تہ دل سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مسٹر ڈی ویر کیا آپ میری خطا معاف کر سکتے ہیں؟"

"اس کے ثبوت میں میرا داہنا ہاتھ حاضر ہے" ہمارے ہیرو نے فیاضانہ طریق پر اپنا ہاتھ مصافحہ کے لیئے پیش کر کے کہا۔

بیرونٹ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دبایا یہ حالت دیکھ کر اگرٹن ونٹن سے کہنے لگا "کتنے افسوس کی بات ہے کہ معاملہ اتنی جلدی طے ہو گیا ایسے دو بہادروں کا مقابلہ واقعی دیکھنے لائق تھا۔"

ونٹن نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور چپ چاپ ایک طرف کو چلا گیا اس کے تھوڑی دیر بعد چاروں آدمی اس کرایہ کی گاڑی کی طرف گئے جس میں چارلس اور اگرٹن اس جگہ آئے تھے اور سب کے سب اس پر سوار ہوئے دوسری گاڑی جو بیرونٹ اور ونٹن نے اپنے لیے لی تھی رخصت کر دی گئی بعد ازاں نیپلز کی طرف جاتے ہوئے ان میں یہ بات قرار پائی کہ اس معاملہ کی نسبت انتہائی رازداری سے کام لیا جائے چنانچہ اسی خیال کو مد نظر رکھ کے گاڑی بان کو بھی معقول انعام دیا گیا۔

سفارت خانہ میں پہنچنے کے بعد چارلس ڈی ویر اپنے کمرہ میں چلا گیا اور وہیں تھوڑی دیر میں سر الگزینڈر ہال کرافٹ بھی آ پہنچا۔

"میرے عزیز دوست" بیرونٹ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "آج کے واقعات کے بعد میں آپ کو گہری عزت کی نظروں سے دیکھنے لگا ہوں اور اپنا مشفق دوست جان کر ایک نہایت پیچیدہ معاملہ میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں میں نیکی یا نکوکاری کا دعویدار نہیں۔ خیال صرف یہ ہے کہ میری طرف سے کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہو جو آپ کے لیے باعث رنج ثابت ہو سکے میرا اشارہ فلاریبل کی طرف ہے۔۔۔"

"سر الگزینڈر میں آپ کا مطلب کسی حد تک سمجھ گیا" چارلس نے سنجیدگی سے جواب دیا "فلاریبل نے

آج سہ پہر مجھ کو بتایا تھا کہ وہ کلفورڈ سے جدا ہونے لگی ہے اور اُن حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو پیشتر آپ نے مجھ کو بتائے تھے میرے لیئے یہ معلوم کرنا دشوار نہیں ۔ ۔ ۔ مگر یہ مضمون بہت رنج دہ ہے اس لیئے میں اس کے متعلق کوئی بات کہنا نہیں چاہتا۔"

"مہربانی سے ایک لحظہ صبر کیجئے۔" بیرونٹ نے کہا "ایک بار اس سوال کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آیندہ کبھی ہم اس کی طرف اشارہ نہ کریں گے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ فلاریبل نے میری پناہ میں آنا منظور کیا تھا چنانچہ آج صبح میں اُس سے ملنے گیا اور بہت دیر اس مضمون پر باتیں ہوئیں مختصر یہ کہ وہ میرے پاس رہنے پر آمادہ ہوگئی یہی وجہ تھی کہ جب اس کا لکھا ہوا خط جو سہواً تمہارے ہاتھ سے گر پڑا تھا دیکھنے میں آیا تو اتنا غصہ اور جوش مجھ پر سوار ہوا کہ میں نیک و بد سوچے بغیر لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ جو کچھ ہوا اس کا میرے دل کو بے حد افسوس ہے لیکن اب جو بات میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ فلاریبل کے بارہ میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ اگر میں اس وعدہ کو پورا نہ کروں جو اُس سے کیا تھا تو وہ میرے طریق عمل کو معیار شرافت سے دور سمجھے گی لیکن دوسری جانب یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ وہ تمہاری منگیتر کی خالہ زاد بہن ہے میں کوئی ایسا فعل کرنا بھی نہیں چاہتا جو تمہارے لیئے رنج و غم کا باعث ہو۔"

"مگر میں اس سوال پر کیا مشورہ دے سکتا ہوں؟" ڈی ویر نے جواب دیا "ممکن ہے دنیا داروں کے نقطہ خیال سے آپ مجھے ناتجربہ کار سمجھیں اور نیک اصولوں کی دل ہی دل میں ہنسی اڑائیں تاہم سچی بات یہ ہے کہ اس رنج دہ مضمون پر میرا کچھ رائے زنی کرنا قطعاً نامناسب ہے۔"

سر الگزینڈر ہال کرافٹ تھوڑی دیر چپ چاپ گہرے اضطراب کی حالت میں کمرے کے اندر ٹہلا کیا ایک طرف فلاریبل کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ اُس سے دست بردار ہونا نہ چاہتا تھا لیکن دوسری جانب یہ خیال بھی دامنگیر تھا کہ ایک ایسے نیک سیرت نوجوان کے جذبات کو مجروح کرنا جیسا کہ چارلس تھا بدرجہ نہایت نامناسب ہوگا۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد وہ چلتے چلتے ٹھیر گیا اور کہنے لگا "میرے عزیز دوست یہ بتاؤ کہ اگر میں نے فلاریبل سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا تو ہماری دوستی میں تو خلل نہ آئے گا؟"

"اس معاملہ میں میری رائے کوئی اہمیت نہیں رکھتی" چارلس نے جواب دیا "اور سچ پوچھئے تو میں آپ کی باتوں کا جواب بھی محض اس لئے دے رہا ہوں کہ آپ نے اس گفتگو کے دوران میں صدق وصفا سے کام لیا ہے پس میرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ نے فلاریل کو اپنے پاس رکھا تو گو ہماری منہ کی بول چال قائم رہے گی تاہم غیر ممکن ہے کہ میں اُس شخص کو کسی حال میں اپنا دوست سمجھوں جس نے اس گنہگار خاتون کے زوال میں ذرا بھی مدد دی ہے"

"آپ نے فیصلہ صادر کر دیا" بیرونٹ نے کہا "اب دیکھئے میں اُس پر کیونکر عمل کرتا ہوں سامان نوشت کہاں ہے؟ . . . آہ اس میز پر ہر ایک چیز موجود ہے"

اس جگہ بیٹھ کر سر الگزینڈر نے ایک خط تحریر کرنا شروع کیا اور جب اس کو مکمل کر چکا تو ڈی ویرہ کو دکھایا یہ عبارت اُس میں درج تھی :-

مائی ڈیر میڈم

بعض فوری حالات نے جن پر میرا اختیار نہیں مجھے اس وعدہ کے انحراف پر مجبور کیا ہے جو میں نے آج صبح آپ سے کیا تھا پس میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے قول و قرار کو اس طرح بھلا دیں گویا ہم میں کبھی کوئی بات طے نہ پائی تھی اس کے باوجود اطمینان رکھئے کہ میں آپ کا سچا دوست ہوں اور اس حیثیت میں جو امداد ممکن ہو گی اُس سے ہرگز دریغ نہ کروں گا مجھ کو معلوم ہے کہ آپ مسٹر کلفورڈ کے پاس رہ کے خوش نہیں ہیں اور اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتی ہیں دوران گفتگو میں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ آپ کے پاس فوری ضرورت کے لئے نقد روپیہ نہیں ہے پس میں ایک چھوٹا سا چک اُس دوستانہ کی نشانی جو ہم میں ہے اور ہمیشہ رہے گا ارسال کرنے کی جرأت کرتا ہوں مہربانی سے نامنظور نہ کیجئے۔ میں آپ کا سچا خادم رہوں گا اور جو امداد میرے بس میں ہے اس سے پہلو تہی نہ کروں گا

آپ کا وفادار اور صادق

الگزینڈر ہال گرانٹ

چک جو اس چٹھی کے ساتھ ملفوف کیا گیا انگریزی سکوں میں دو ہزار پونڈ کے برابر تھا چارلس ڈی ویرہ

اس مرداوباش کی فیاضی اور سیرچشمی دیکھ کر بہت متعجب ہوا اور اس نے یہ سوچ کر اطمینان حاصل کیا کہ اس طرح اُس نے اپنی ادنیٰ حرکات کی بوجہ احسن تلافی کردی ہے اُس نے بیرونٹ کا شکریہ ادا کیا اور اُس وقت سے بعد دونوں میں گہرا دوستانہ ہو گیا۔

وہ خط اور اُس کے ساتھ لپٹا ہوا چک فلاریبل کے نام روانہ کر دیا گیا مگر نہ اس نے خط کی رسید بھیجی نہ جواب لکھا۔ بہرحال بیرونٹ نے اس بات کا پورا خیال رکھا تھا کہ لفافہ فلاریبل ہی کو ملے کیونکہ اُسے ڈر تھا اگر وہ چک کلفورڈ کے ہاتھ آ گیا تو ممکن ہے وہ اس کی رقم اپنے استعمال میں لے آئے۔ اگلے روز معلوم ہوا کہ فلاریبل بہت سویرے نیپلز سے رخصت ہو گئی شروع میں کلفورڈ کا خیال تھا کہ وہ بیرونٹ کے پاس گئی ہے مگر سر اگلہ بیڈر نے اس غلط فہمی کو جلدی ہی رفع کر دیا جس کے بعد کلفورڈ نے لاپروائی سے محض اتنا کہا میرا خیال تھا آپ اُس پر بے طرح فریفتہ ہیں لیکن خیر۔ جہاں اس کے سینگ سمائیں چلی جائے۔ شکر ہے میرے کندھوں سے اس کا بوجھ ہلکا ہو گیا"۔

اس کے چند روز بعد وہ خود بھی نیپلز سے عازم پیرس ہو گیا۔

ڈویل کے دوسرے روز چارلس ڈی ویر نے ایک لمبا خط اگینس کے نام لکھا جس میں یہ اطلاع درج تھی کہ فلاریبل مسٹر کلفورڈ سے جدا ہو کر براعظم یورپ کو رخصت ہو گئی جہاں کوئی فرضی نام اختیار کر کے وہ خلوت و تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے غلط گوئی نہ کرتے ہوئے بھی اُس نے خط کو اس پیرایہ میں تحریر کیا کہ حقیقت حال کی لاعلمی میں اگینس یہی سمجھ سکتی تھی کہ فلاریبل نے نام کی تبدیلی اور تنہا رہنے کا عہد محض نیکی کی راہ پر چلنے کے لئے کیا ہے اُس کو ڈی ویر کی تحریر پر کامل اعتماد تھا اس لئے خط پڑھنے کے بعد اگر وہ پوری طرح خورم و مسرور نہ ہوئی تو کم از کم اس خیال سے مطمئن ضرور ہو گئی کہ فلاریبل کا ارادہ آئندہ کے لئے بدی کی راہ پر چلنے کا نہیں ہے۔

آٹھویں جلد ختم ہوئی

قواعد خریداری

۵۔ (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا۔ ایسی شکائتیں کسی حالت میں بھی قابل غور نہیں سمجھی جاسکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکائت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کرسکتے ہیں یہ ہے کہ زیر شکائت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں تو عام رعائتی قیمت پر دوبارہ مہیا کر دیے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعائت ہے جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جاسکتی ہے۔

۶۔ کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے کہ عدم رسی کے خط مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷۔ ماہوار ضخامت اس سائز کے ایک سو سے لیکر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کُلّی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸۔ قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کے ساتھ سنے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں اور نہ کوئی صاحب اس بناء پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شائع نہیں کیا گیا۔

۹۔ ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے ناول

ذیل میں رینالڈس کے ان ناولوں کی فہرست دی جاتی ہے جو قبل ازیں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور طلب کئے جا سکتے ہیں

کتاب کا نام	انگریزی نام	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۱۱ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۰۰	[illegible]
” (۲۵ حصے)	” ” (سلسلہ ثانی)	” ” ”	۲۹۴۱	[illegible]
نظارہ پرستان (۲۵ حصے)	مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن آخری سلسلہ	” ”	۲۲۱۸	[illegible]
خونی تلوار (۲ جلدیں)	میبسکر آف گلنکو	” ” ”	۸۵۸	[illegible]
گردش آفاق (۴ حصے)	جوزف ولمٹ	” ” ”	۴۴۳۲	[illegible]
باپ کا قاتل (۶ حصے)	میری سائڈ	منشی شمیم الدین صاحب بہوری	۵۱۶	[illegible]
شام جوانی (۲ جلدیں)	بینگ ڈچیس	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
فریب حسن	فاسٹ	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
شام غربت	پوپ جان	میر کرامت اللہ صاحب امرتسری	۴۳۹	[illegible]
سوز عشق	سیمپسٹرس	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۲۰	[illegible]
عمر پاشا	عمر	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۸۸	[illegible]
فسانہ الدین و لیلیٰ	لیلیٰ یا سٹار آف منگریلیا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۰	[illegible]
مارگریٹ	مارگریٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲
لارنس ورتھ (۲ جلدیں)	رائی ہوس پلاٹ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۱۰۷۶	[illegible]
سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف	ڈاکٹر لکھشمی دت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲
روزا لمبرٹ (۲ حصے)	روزا لمبرٹ	منشی جے نرائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
اسرار	سیکرو بینیر	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
دھوکا یا طلسم فانوس	ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۵۲۴	[illegible]
شاد کام	الفریڈ	منشی امجد حسین خانصاحب	۲۱۰	[illegible]
رینالڈس کی کہانیاں (۳ حصے)	متفرق	..	۲۰۵	[illegible]
اسرار حرم	لوز آف دی حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
بیگم دستیبد	ویگنر دی ویر ولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۳۴	[illegible]
قدیم لندن کے اسرار (۲ حصے)	اولڈ لندن	..	۳۱۲	[illegible]
جمیل کی معشوقہ	فشرمین	لالہ دینا ناتھ صاحب	۵۸	[illegible]
سرگذشت (۴ جلدیں)	میری یا پرائیس	سید ابوالرفیق علی صاحب	۱۲۹۵	[illegible]

لال برادرس ۔۔۔ بازار سیند روڈ ۔۔۔ لوہاری ... [illegible]

